New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
قید عشق
(سیزن 2)
از قلم رمشا حسین
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

عشق قید (سیزن ٹو)

از رمشا حسین

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

شاہ اٹھ جاؤ یونی کے لیے تم نے پہلے ہی بہت دیر کر دی ہے۔مہرماہ نے بیڈ پہ سوئے ہوئے شاہ میر کو جھنجھوڑ کر کہا جس کو آدھے گھنٹے سے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی پر شاہ میر شاید گدھے گھوڑوں سے شرط لگا کر سویا تھا جو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

شاہ میر اور مہرماہ کی شادی کو دو ماہ ہو گئے تھے اِس بار شاہ میر کی بات سب نے مان لی تھی کیونکہ ہانم بیگم اور حیدر خان نہیں چاہتے تھے کہ اب شاہ میر دوبارہ اپنی جان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں اور نہ ہی اب سکندر خان نے کوئی مخالف کی تھی شاہ میر اپنے بچپن کے عشق پانے کے بعد حد سے زیاد خوش تھا وہ اب تک بے یقین تھا کے اس کو اُس کی ماہ مل گئی تھی وہ ہر روز اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا شکر ادا کرتا تھا۔

میری عمر کی لڑکیاں اپنے بچوں کو اٹھا کر اسکول بھیجتی ہیں اور ایک میں ہو جو صبح صبح اپنے شوہر نامراد سے مغزماری کر رہی ہوں کہ جناب اٹھ جائے اور یونیورسٹی کو اپنا دیدار کرائے افف خود سے چھوٹا شوہر کسی کو نہ ملے۔مہرماہ شاہ میر کو اٹھتا نہ دیکھ کر خود سے بڑبڑائی اس کی بڑبڑاہٹ سن کر شاہ میر نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی کیونکہ وہ جاگ تو کب کا گیا تھا اب مہرماہ کو تنگ کرنے کی خاطر سونے کا بہانا کیے ہوئے تھا۔

اِس میں غلطی آپ کی ہے کیا ضرورت تھی دنیا میں جلدی آنے کی میرا انتظار کرتی پھر آتی نہ۔ شاہ میر کی بات پہ مہرماہ نے گھور کر اس کی جانب دیکھا جواب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنی بلو آنکھوں میں چمک لیے اس کو دیکھ رہا تھا

تم جاگ رہے تھے پھر مجھے کیوں بیوقوف بنایا میں پاگل تمہیں آوازیں دیئے جارہی ہوں۔

آپ اٹھاتی اِس انداز سے ہیں کے دل کرتا ہے بس سوتے رہو اور آپ اٹھنے کا کہتی رہیں۔ شاہ میر نے وجہ بتائی

اچھا اگر تمہارا رومانس ہو گیا ہو تو جلدی سے تیار ہو کر باہر ناشتہ کرنے آؤ چچی جان کیا سوچتی ہو گی کہ وقت کی قدر ہی نہیں ابھی سے میرا یہ حال ہے تم تو بلکل بچے ہو ہمارے بچے جانے کیسے ہو گے۔ مہرماہ اپنی گول مٹول آنکھیں گھماتی ہوئی بولی تو شاہ میر کو اتنی پیاری لگی کہ اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا کہ کہیں اُس کی ہی نظر نہ لگ جائے۔

بچے بھی ہو جائے گے اور انشااللہ بہت معصوم ہو گے تنگ آپ کو بلکل نہیں کریں گے کیونکہ میں ان کو آپ کے پاس آنے ہی نہیں دوں گا۔ شاہ میر نے شوخ انداز میں کہا جب کی مہرماہ کے چہرے کی رنگت پل بھر میں سرخ انار ہوئی تھی شاہ میر نے بڑی محبت سے مہرماہ کے چہرے کے آتے جاتے رنگ دیکھے تھے۔

بہت باتیں بنانی آگئی ہیں میں باہر جارہی ہوں تم بھی جلدی سے تیار ہو کر آؤ۔ مہرماہ شاہ میر کی نظروں سے بچنے کی خاطر بولی اور جلدی سے دروازے کی جانب بڑھی مہرماہ کی حرکت پہ شاہ میر کا زوردار قہقہ گونجا تھا جو مہرماہ کے کانوں پہ پڑا تو اس کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ آگئی تھی سیڑھیوں سے مسکراتی ہوئی مہرماہ کو جب ہانم بیگم نے دیکھا تو ماشااللہ کہا۔

میر نہیں آیا؟ حیدر خان اخبار کو سائیڈ پہ کیے مہرماہ سے بولے۔

بس آنے والا ہے تیار ہو رہا ہے یونیورسٹی کی لیے۔ مہرماہ نے جواب دیا۔

سہی ورنہ نیو ایڈمیشن لی ہے اس نے اور چھٹیاں بہت کرلی ہیں۔ ہانم بیگم بیٹھتی ہوئی بولی۔

امی جان بھوک لگی ہے ناشتہ کروا دے پھر مجھے کالج کے لیے بھی نکلنا ہے۔ اٹھارہ سالا آیان نے کہا۔

بھائی کو تو آنے دو اپنے۔ حیدر صاحب نے کہا تبھی فریش ہو تا شاہ میر سیڑھیاں اُترتا نیچے ان کی جانب آیا۔

اسلام علیکم۔ شاہ میر نے سب کو سلام کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وعلیکم اسلام برخودار پڑھائی پوری کرنے سے پہلے اگر شادی کر ہی لی ہے تو اب دونوں ہی ذمیداریاں پوری کرو ساتھ ساتھ وقت کا بھی خیال کرو۔حیدر صاحب نے سلام کا جواب دیتے ہوئے سمجھایا۔

ڈیڈ پلیز ماہ کے سامنے تو ایسے نہ بولیں۔شاہ میر نے منہ بنا کر کہا جس پہ سب نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

اچھا اب ناشتہ کی ٹیبل پہ چلو۔ہانم بیگم اٹھتی ہوئی بولی تو سب ڈائینگ ہال میں آئے۔

بھابھی بریڈ تو پاس کیجئے گا۔آیان نے مہرماہ سے کہا کیونکہ بریڈ اس کے سامنے پڑا تھا مہرماہ بریڈ اٹھا کر آیان کو دینے والی تھی جب اس سے پہلے ہی شاہ میر نے اپنے ہاتھ میں اٹھا کر۔آیان کو بریڈ پکڑائی سب کے سامنے شاہ میر اِس حرکت پہ مہرماہ خجل ہوئی تھی۔

ماہ کو کچھ مت بولو میں ان کے پاس ہی بیٹھا مجھ سے کہنا دوبارہ۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا جس پہ۔آیان نے سر کو ہاں میں جنبش دی

شاہ۔مہرماہ نے شاہ میر کو ٹوکا۔

میں نے تو ایسے ہی کہا تا کہ آپ ڈسٹرب نہ ہو۔شاہ میر نے اپنی طرف سے دلیل دی

حیدر خان مسکرا کر شاہ میر کا چمکتا چہرہ دیکھ رہے تھے شاہ میر کی آنکھوں میں جو الگ سی

چمک تھی وہ ان کو اِس بار اور زیادہ محسوس ہوئی جب انہوں نے پہلی بار مہر ماہ کے ذکر پہ شاہ میر کی آنکھوں میں دیکھی تھی۔

نہیں ہوتی میں ڈسٹرب تم آرام سے اپنا ناشتہ کرو پہلے ہی یونیورسٹی جانے میں تم نے پہلی کلاس مس کر دی ہے اور اب اتنے آرام سے ناشتہ کر رہے ہو۔ مہر ماہ نے کچھ رعب سے کہا۔

اچھا اب جلدی فینش کرتا ہوں ناشتہ۔ شاہ میر بچوں کے انداز میں بول کر مہر ماہ کا بچا ہوا جوس پینے لگا جس پہ مہر ماہ صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئی پری نے جب دیکھا تو اس نے ہوٹنگ کی۔

پری ناشتہ پہ دھیان دو۔ مہر ماہ نے اب پری کو آنکھیں دیکھائی۔

امی جان اور ڈیڈ میں چلتا ہوں۔ آیان اپنا ناشتہ کر کے بیگ کاندھے پہ ڈال کر ان دونوں سے بولا۔

اوکے خدا حافظ۔ حیدر خان اور ہانم بیگم نے ایک آواز میں کہا۔

خدا حافظ بھائی آپی اور بھابھی۔ آیان باقی سب سے کہتا باہر کی جانب بڑھا۔

مجھے تم اپنی دوست کے گھر چھوڑ آنا چچی سے اجازت میں نے لی ہے۔شاہ میر کو باہر جاتا دیکھ کر مہرماہ چادر پہنتی اس کے پاس آ کر بولی جب کی ایک ہاتھ میں اس نے اپنا پرس اٹھایا ہوا تھا۔

ضرور مطلب ہونی جانے کا سفر خوبصورت گزرے گا۔شاہ میر مہرماہ کی بات پہ خوش ہوتا ہوا بولا۔

پاگل ہو بلکل۔مہرماہ نے اس کے سر پہ چپت لگائی شاہ میر مسکراتا مہرماہ کے لیے فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولنے لگا مہرماہ بیٹھ گی تو شاہ میر نے مہرماہ کی پہنی چادر جو بڑی ہونے کی وجہ سے لٹک رہی تھی اس کو اندر کیا پھر دروازہ بند کرتا ڈرائیونگ سیٹ پہ آیا۔

کوئی اچھا سا سونگ تو ضرور ہوگا۔مہرماہ نے شاہ میر سے کہا جس نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

ہاں ہیں میں آپ کو اپنا فیورٹ سونگ سناتا ہوں۔شاہ میر مسکراتا گاڑی میں موجود پلے میوزک آن کیا۔

اِس قدر تم سے ہمیں پیار ہو گیا

حد سے زیادہ حد کے پار ہو گیا۔

شاہ میر کے میوزک آن ہوتے ہی گاڑی میں تُلسی کمار اور درشن راول کے گانے کی آواز گونجنے لگی شاہ میر نے ایک مسکراتی نظر مہر ماہ پہ ڈالی جو بہت غور سے گانا سن رہی تھی۔

اِس قدر تم سے ہمیں پیار ہو گیا
حد سے زیادہ حد کے پار ہو گیا
دل تیری چاہتوں میں گزرنے لگے
دل کہے ہر گھڑی تمہیں ملنے چلے

گانے کی اِس لائن پہ شاہ میر کو اپنا بچپن یاد آیا جب وہ بہانے ڈھونڈتا تھا مہر ماہ کے پاس جانے کا اس سے بات کرنے کا اس سے ملنے کا یہ سب سوچتے ہی ایک خوبصورت احساس نہ اس کو آ گھیرا۔

پہلوں میں ہر پل بیٹھے رہیں

ڈوب رہیں اِن آنکھوں میں

اِس قدر تم سے ہمیں پیار ہو گیا

حد سے زیادہ حد کے پار ہو گیا

مہرماہ گانا سنتے کھو گئی تھی اس کو یاد تھا جب پہلی بار شاہ میر اس کے پاس آیا تھا تو اس کو شاہ میر کی بلو آنکھیں بہت پسند آئی تھی پر اس کو وہ ہمیشہ بچہ سمجھتی تھی اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ کبھی شاہ میر سے اتنا پیار کریں گی یا شاہ میر اس کو اتنا چاہے گا مہرماہ نے مسکرا کر چہرہ شاہ میر کی طرف دیکھا جو مسکراتا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیں عشق ہے تیری یادوں سے

ہمیں عشق ہے تیری باتوں سے

تیرے نیند میں آتے خواب سے

تیرے ساتھ ہوئی ملاقاتوں سے۔

شاہ میر نے مہر ماہ کو مسکراتا محسوس کیا تو ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرنے لگا اور دوسرا ہاتھ مہر ماہ کے سامنے کیا جس پہ مہر ماہ اس کا مطلب سمجھتی مسکرا کر اپنا ہاتھ شاہ میر کے ہاتھ میں دیا جس پہ شاہ میر کے۔آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی تھی۔

مجھے عشق ہے تیرے چھونے
مجھے عشق ہے تیرا ہونے سے
تیرے ہاتھ میں اپنے ہاتھ سے
تیرے ساتھ کٹے دن راتوں سے

مہر ماہ نے شاہ میر کے ہاتھ میں قید اپنے ہاتھ کو کچھ اُپر کیے ہنس پڑی تو شاہ میر بھی مسکرا دیا۔

چہرے کو تیرے دیکھا کریں
چہرے کو تیرے دیکھا کریں
لیکے تمہیں اِن بانہوں میں

اِس قدر تم سے ہمیں پیار ہو گیا

حد سے زیادہ حد کے پار ہو گیا

یہاں سے اب لیفٹ جانا۔ کچھ دیر بعد جب گانا بند ہو گیا تو مہر ماہ نے شاہ میر کو اپنی دوست مونا کے گھر کا ایڈریس سمجھایا۔

اوکے۔ شاہ میر نے کہتے ہی موڑ کاٹا۔

آ گئی آپ کی منزل۔ شاہ میر مونا کے گھر کے باہر گاڑی کو بریک لگا کر مہر ماہ سے بولا۔

ہمم اوکے اب تم سیدھا اپنی یونی جانا۔ مہر ماہ اپنی چادر ٹھیک کرتی ہوئی بولی۔

اور کدھر جانا ہے میں نے۔ شاہ میر بُرا مان کر بولا اور ساتھ ہی اپنی طرف کا ڈور کھول کر جلدی سے مہر ماہ کی طرف آ کر اس کے لیے دروازہ کھولا پھر ادب سے کھڑا ہو گیا۔

ایسے کھڑے ہو لوگ کہیں گے اتنے ہینڈ سم لڑکے کو اپنا ڈرائیور بنایا ہوا ہے۔ مہر ماہ نے شاہ میر کا گال کھینچ کر کہا۔

ماہ نہ کیا کریں۔ شاہ میر اپنے گال پہ ہاتھ رکھ کر خفگی سے بولا۔

ہاہاہاہا شاہ بلکل بارہ سال والے شاہ لگ رہے ہو۔مہرماہ شاہ میر کے سرخ ہوتی رنگت دیکھ کر زور سے قہقہ لگا کر بولی کیونکہ شاہ میر آج بھی مہرماہ کی اِس حرکت پہ لڑکیوں کی طرح شرما جاتا تھا۔

آپ بھی نہ حد کرتی ہیں۔شاہ میر ایک طرف کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

اچھا اب منہ مت بُھلاؤ میں اندر جا رہی ہوں تم بھی یونی کا راستہ پکڑو۔مہرماہ نے اب کی سنجیدگی سے کہہ کر جانے لگی تو شاہ میر نے اس کی نازک کلائی اپنی گرفت میں لی۔

مہرماہ نے سوالیہ نظروں سے شاہ میر کو دیکھنے لگی شاہ میر بنا کچھ کہے قریب آ کر اس کے ماتھے پہ عقیدت بھرا لمس چھوڑا جس پہ مہرماہ نے آنکھیں بند کر لی دل کے دھڑکنے کی آواز کانوں تک آتی محسوس ہوئی۔

خدا حافظ۔مہرماہ جلدی سے شاہ میر سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی شاہ میر کو مہرماہ کی حرکت پسند نہیں اس کو اپنے اور مہرماہ کے درمیان یہ فاصلہ بلکل بُرا لگا مہرماہ مونا کے گھر کی مین گیٹ کی جانب بڑھی اور پلٹ کر شاہ میر کو دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا مہرماہ شاہ میر پہ ایک مسکراتی نظر ڈال کر گیٹ کے اندر داخل ہو گئی تھی شاہ میر تک تب کھڑا رہا جب تک مہرماہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی اس کے بعد وہ بھی گاڑی میں بیٹھتا اپنے راستے کی طرف گامزن ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے اگر حور سے زین شادی کرنا چاہتا ہے تو اِس میں کوئی قباحت نہیں حور بھی زین کو پسند کرتی ہے۔ سکندر خان نے سارہ بیگم سے کہا جو کافی پریشان معلوم ہو رہی تھی۔

بات قباحت کی نہیں آپ خود سوچے پہلے نادیہ کو حور اور زیب کے رشتے پہ کوئی اعتراض نہیں تھا ہم جب باقاعدہ رشتہ لیکر گئے تب بھی سب ٹھیک تھا ہم نے زیب سے بھی اس رضامندی جانی جس پہ وہ راضی تھا اب اگر یہ رشتہ زیب سے نہیں زین سے ہو گا تو زیب کے دماغ پہ کیا اثر پڑے گا۔ سارہ بیگم نے ان کا دھیان زیب کی جانب کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زیب کو حور میں دلچسپی نہیں تھی وہ بس ہمارے وجہ سے مان گیا تھا کیونکہ تم مہرو کی طرف سے پریشان تھی وہ اپنی طرف سے تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سکندر خان نے کہا۔

اچھا پر یہ نادیہ کی نند بھی حد کرتی ہے جب دل کرتا ہے رشتہ جوڑ لیتی ہے اور جب دل چاہتا ہے ختم کر دیتی ہے ورنہ آپ خود سوچے حور اور زین کا رشتہ تو پہلے ہو چکا تھا نہ مہرو اور شہیر کی بات بعد میں ہوئی ایسے میں اگر مہرو کی شادی شہیر سے نہ ہو سکی تو اِس میں

انہوں نے حور کا اور زین کا رشتہ کیوں ختم کر دیا تھا اور اب پھر سے جوڑنا چاہتی ہیں یہ کوئی مذاق کی بات تو نہیں۔ سارہ بیگم سخت ہوئی تھی۔

اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے پر ہم انسان وہ سمجھ نہیں پاتے زیب لڑکا ہے تم شادی کے معاملے میں اس کی پرواہ مت کرو اُس کو اگر کوئی پسند آئی یا تمہیں تو زیب کے فرض سے بھی ہم سبکدوش ہو جائے گے تم بس اللہ سے اچھی امید رکھو۔

سکندر خان نے ان کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا جس میں سارہ بیگم نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں میرے بغیر۔ شاہ زیب اپنے آفس جانے کے لیے تیار ہوتا باہر آکر مسکرا کر ان سے پوچھنے لگا۔

بس تمہارے ماں کو تمہاری شادی کی جلدی ہے۔ سکندر خان نے بتایا۔

گڈ امی جان لگی رہیں۔ شاہ زیب شوخ لہجے میں بولا سارہ بیگم نے گھور کر شاہ زیب کو دیکھا جوان کی بات کو مذاق میں لے رہا تھا۔

تمہاری نظر میں کوئی لڑکی ہے تو بتا دو ورنہ تمہارے ماں نے پریشان ہو کر اپنے بال سفید کر دینے ہیں۔ سکندر خان نے شرارت سے سارہ بیگم کی طرف دیکھ کر شاہ زیب سے بولے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری نظر میں کہاں کوئی میں تو بہت معصوم سا بندہ ہوں میں کیوں بھلا لڑکیوں کو اپنی نظر میں رکھوں گا۔ شاہ زیب نے اپنی شرافت کے قصے بتانے شروع کیے۔

لڑکیوں کو نظر میں رکھنے کی ضرورت ہے بھی نہیں بس ایک لڑکی بہت ہو گی تمہارے لیے۔ سارہ بیگم نے جتاتے لہجے میں کہا۔

ہاں بیشک امی جان میں کونسا چار شادیاں کر کے بچے پیدا کر کے کرکیٹ ٹیم بنانی ہے۔ شاہ زیب دانتوں کی نمائش کرتا ہوا بولا جس پہ سارہ بیگم نے اپنا سر پکڑ لیا پر سکندر خان ہنس پڑے۔

سہی تو کہہ رہا ہے میرا بیٹا۔ سکندر خان نے شاہ زیب کا دفاع کیا جس پہ شاہ زیب کی گردن اکڑ گئی۔

اب تمہیں آفس جانے چاہیے۔ سارہ بیگم نے شاہ زیب کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا۔

جا رہا ہوں میں آفس اور میں بتادوں میں نے کوئی شادی وادی نہیں کرنی میری بیوی کے سامنے بھی آپ نے ایسے آنکھیں دیکھائی ہے پھر کیا امپریشن پڑے گا میری بیوی کے سامنے میرا۔ شاہ زیب منہ کے زاویے بگاڑتا ہوا بولا۔

اففف شاہ زیب مہرو کی کم عقلی اب تم میں ٹرانسفر ہو گئی ہے۔ سارہ بیگم کوفت سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیگم تھوڑا ہاتھ ہلکا رکھو میری مہرو جیسی سمجھدار بیٹی پوری خاندان میں نہیں ہو گی۔

سکندر خان نے اب فورن سے مہرماہ کی طرفداری کی۔

جی جی آپ کی بیٹی نے اپنی سمجھداری کے بل بوتے پہ تو کشمیر آزاد کروانہ ہے۔ سکندر خان کی بات پہ شاہ زیب منہ بسور کر بڑبڑایا۔

میں نہیں کہتی کچھ۔ سارہ بیگم غصے سے کہتی وہاں سے چلی گئی۔

کر لیا ناراض میری ماں کو اب مناتے رہیے گا۔ شاہ زیب مزے سے کہتا باہر کی طرف لپکا حیدر خان بھی مسکراتے سارہ بیگم کو منانے چلے گئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مزے ہیں تمہارے یار ایک تو خود سے چار سال چھوٹا اُوپر سے اتنا خوبصورت شوہر کسی کسی کو ہی ملتا ہے۔ مونا نے مہرماہ کے سیل فون میں اس کی اور شاہ میر کی تصویریں دیکھ کر رشک بھرے لہجے میں کہا۔

پتا نہیں پر شاہ کی طرح چاہنے والا مرد کسی کسی کو ہی ملتا ہے جو دیکھتا بھی مجھے ایسے ہے جیسے میں اس کے لیے کوئی معجزہ ہوں۔ مہرماہ نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

یہ تو ہے اور دیکھے بھی کیوں نہ آخر کو اُس کو ملی بھی اتنی مشکل سے ہو۔ مونا نے مہرماہ کے پاس بیٹھ کر کہا۔

تمھیں پتا ہے مونا شہیر کو دیکھ کر مجھے لگتا تھا کہ میں اس کو چاہتی ہوں پر جب میں نے آٹھ سال بعد شاہ کو دیکھا تھا نہ اس کی مضبوط شخصیت دیکھ کر میں کافی ایمپریس ہوئی تھی کہ جس کو میں بچہ سمجھتی تھی وہ اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ میں اس کے سامنے چھوٹی لگتی ہوں پر جب اس نے اظہارِ محبت کیا تھا نہ تو میرا دل ڈر گیا تھا یہ سوچ کر کے لوگ کیا کہیں گے کہ میں نے اپنے منگیتر کے ہوتے ہوئے بھی کم عمر لڑکے کو اپنی جانب راغب کر لیا تھا بس یہ سوچتے ہی مجھے شاہ غلط لگنے لگا تھا پر جب پھر میرا نکاح کا دن آیا شاہ کی دل دُھلانے والی باتیں سن کر میں چاہ کر بھی اپنے دل کو روک نہیں پائی۔ مہرماہ نے آہستہ آہستہ اپنے دل کا حال مونا کو بتانے لگی۔

اپنے شاہ کو بتایا ہے حالِ دل کا راز مونا نے اپنا کندھا مہرماہ کے کندھے سے ٹکرا کر چھیڑنے والے انداز میں کہا جس پہ مہرماہ مسکرا دی۔

شاہ جو ہر وقت اپنی محبت کا اظہار کرتا رہتا ہے مجھے موقع ہی نہیں ملتا کہ میں بھی کچھ کہوں۔ مہرماہ نے کہا۔

ہاؤ کیوٹ۔ مونا نے مہرماہ کے سرخ گالوں کو دیکھ کر کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ہائے شاہ میر کین آئے سٹ ہیر؟ شاہ میر کلاس میں بیٹھا نوٹس بنا رہا تھا جب اُس کی کلاس فیلو ثنا پاس آ کر بولی شاہ میر نے ایک نظر اپنے برابر والی جگہ کو دیکھا پھر دوسری پوری کلاس میں جہاں اور بھی سیٹس بیٹھنے کے لیے خالی تھی۔

شیور۔ شاہ میر سنجیدگی سے کہتا اپنا سامان اُٹھاتا دوسری سیٹ پہ آیا ثنا جو شاہ میر کے ساتھ بیٹھنا چاہتی اس کو دوسری سیٹ پہ جاتا دیکھ کر منہ کے زاویے بنائے۔

ہم ساتھ بھی بیٹھ سکتے تھے۔ ثنا شاہ میر کے سر پہ نازل ہوتی ہوئی بولی۔

ایکسکیوزمی مجھے کوئی شوق نہیں آپ کے ساتھ بیٹھنے کا اِس لیے بڑا ئے مہربانی دوبارہ یہ بات نہ کہنا۔ شاہ میر سخت لہجے میں بولا جس سے پاس بیٹھے اسٹوڈنٹس ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

تم میری انسلٹ کر رہے ہو۔ خود پہ سب کی نظریں محسوس کرتی ثنا تیز آواز میں بولی۔

میں نہیں آپ خود کی انسلٹ خود کر رہی ہیں۔ شاہ میر آرام سے بولا تو ثنا تن فن کرتی اپنی جگہ پہ آ بیٹھی اس کو اپنے پر پورے کلاس کی تمسخرانہ نظریں محسوس ہو رہی تھی جس سے اس کو وجود جل رہا تھا دوسری طرف شاہ میر ہر چیز سے بے نیاز نوٹس بنانے کے بعد اپ رجسٹر پہ مہر ماہ کا اسکیچ بنانے میں مگن تھا۔

شاہ میر کلاسس لینے کے بعد لابی کی جانب تھا جب اس کا فون بجنے لگا اس نے جیب سے موبائل نکال کر دیکھا تو ریان کالنگ لکھا آرہا تھا شاہ میر مسکراتا کال اٹینڈ کر گیا۔

اسلام علیکم۔شاہ میر نے سلام کرنے میں پہل کی۔

وعلیکم اسلام میرے یار دلدارا گر آپ کے پاس چند منٹ کی فراغت ہے تو اپنے دوست سے ملنے آجاؤ ریسٹورنٹ کا نام میں میسج پہ بتادوں گا بس تم آنے کی حامی بھرو۔ریان شاہ میر کی آواز سن کر نان سٹاپ بولنا شروع ہو چکا تھا شاہ میر نے کوفت سے فون کان سے ہٹا کر پھر دوبارہ کان کے پاس کی۔

کتنا فضول بولتے ہو تم۔شاہ میر نے تاسف سے کہا۔

تم جو نہیں بولتے تو سوچا میں بول لوں کیا پتا اِس بہانے تم بھی بولنا شروع کر دو۔ریان اس کی بات ہوا میں اُڑاتا ہوا بولا۔

میں آتا ہوں ریسٹورنٹ تم نام ٹیکسٹ کر دینا۔شاہ میر ریان کی مزید فضول باتیں سننے کے بجائے سیدھا کی بات پہ آیا۔

ٹھیک ہے جلدی آنا۔ریان خوش ہوتا ہوا بولا جس پہ شاہ میر پہلی بار مسکرایا کیونکہ ریان چاہے نان سیریس لڑکا تھا مگر پھر بھی اس کا بیسٹ فرینڈ تھا لنڈن میں رہنے کے باوجود بھی شاہ میر نے بس ایک ہی دوست بنایا اور یہاں بھی کالج میں اس نے ہر ایک سے بس

مختصر اور کام کی بات کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کرتا تھا جس سے وہ تھوڑے ہی وقت میں یونی میں اٹیٹیوڈ بوئے کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج جو بھی یہ میٹنگز ہیں مجھے ان سب کی ڈیٹیلز چاہیے۔شاہ زیب اپنے کیبن میں بیٹھا انٹر کام پہ مینجر سے بولا۔

سر یہ سب فائلز۔دو منٹ بعد مینجر شاہ زیب کے کیبن میں حاضر ہوا۔

ہمم میں نے تمہیں ایک کام کہا تھا۔شاہ زیب فائلز پہ نظر گھماتا ہوا بولا۔

جی سر یاد ہے آپ نے پرسنل اسسٹنٹ کا کہا تھا میں نے ایڈ دیں دیا ہے پرسوں سب کے انٹرویوز لیں گے۔مینجر نے کہا تو شاہ زیب نے سر کو خم دیا۔

اوکے محمود تم اب جا سکتے ہو۔شاہ زیب نے سر جھکائے کھڑے مینجر سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا کیبن سے نکل گیا شاہ زیب سب فائلز دیکھنے کے بعد لیپ ٹاپ کھول بیٹھا تبھی کیبن کا دروازہ نوک ہوا شاہ زیب نے سر اٹھا کر دیکھا تو سالار کھڑا تھا۔

بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔شاہ زیب اپنے چیئر کو ہلکا سا گھماتا سالار سے بولا۔

بس ہمت نہیں تھی۔سالار نے کہا۔

اوو ناٹ اگین۔سالار کی بات کا مطلب سمجھتا شاہ زیب بیزار ہوا۔

زیب ہم تیار تھے پھپھو سے سارے رابطے ختم بھی کر دیئے تھے پر یوں اچانک پھر زین آگیا تو سارا معاملہ بدل گیا حور کا نام بھی بہت وقت تک زین سے جڑا تھا اور تمہیں اندازہ ہو گا لڑکیاں منگنی کے بعد اس لڑکے کے ساتھ اپنے خواب سجا بیٹھتی ہیں حور کا بھی کچھ ایسا حال ہے وہ زین سے محبت کرتی ہے دوسرا یہ کہ تم سے سال بڑی ہے۔ سالار نے دھیمی لہجے میں کہا اس کو کسی نے کچھ کہا تو نہیں پر پھر بھی وہ شرمندہ ہو رہا تھا۔

سالار میں سب جانتا ہوں اور میں کونسا حور سے طوفانی قسم کی محبت کرتا ہوں حور ہمیشہ میرے لیے مہرو کی طرح رہی ہے میں نے اگر شادی کے لیے حامی بھری تھی تو مہرو کی وجہ سے امی جان پریشان تھی اور پھپھو نادیہ بھی حور کے معاملے میں پریشان رہتی تھی میر کی مہرو سے محبت نے بہت سے مسائل پیدا کر دیئے تھے خاندان کے بیچ اُس وقت ایک بس مجھے یہی حل لگا حور سے شادی کر لوں رہی بات مہرو کی تو وہ میر کی اس وقت ہو گئی تھی جب میر کے ایکسیڈنٹ کی خبر سنی تھی۔ شاہ زیب نے اس کی ساری شرمندگی ختم کرنی چاہی۔

سہی پر مسائل کا زمیدار تم میر کو نہ دو کیونکہ وہ معصوم ہے یہ سب بس پھپھو کی وجہ ہوا ہے۔ سالار نے شاہ میر کا دفاع کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک میرے علاوہ پوری دنیا کے لوگ معصوم ہے۔سالار کی بات پہ شاہ زیب جل بھن کر بولا اس کی شکل دیکھ کر سالار کی ہنسی چھوٹ گئ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ابھی تک کچھ آرڈر نہیں کیا؟شاہ میر ریسٹورنٹ میں داخل ہوتا ریان کی ٹیبل کے پاس آکر بولا جو ریسٹورنٹ کے کونے کے پاس تھی اور سامنے گلاس وال ڈور تھا جس سے باہر کی منظر صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

تمہارا انتظار کر رہا تھا کہ تم آکر آرڈر دو گے آخر کو شادی کی ٹریٹ بھی تو دینی ہے مجھے۔ریان شاہ میر سے گلے ملتا ہوا بولا۔

دو ماہ میں پانچ دفع ٹریٹ دے چکا ہوں۔شاہ میر نے طنزیہ کا تیر چلایا۔

تو کونسا شادی کر کے مجھ پہ احسان کیا ہے اب اگر شادی کر لی ہے تو ٹریٹ بھی دو۔ریان بنا اس کے طنزیہ کا اثر لیے کہا شاہ میر نفی میں سر کو جنبش دیتا اشارے سے ویٹر کو اپنے پاس آنے کا کہا ویٹر مینیو کارڈ لے آیا تو شاہ میر سے پہلے ریان نے اچک لیا شاہ میر بس ریان کو دیکھتا رہ گیا۔

دو چکن رول ون کباب کوفتہ ایک بریانی کی پلیٹ ملائی ٹِکا شورمہ رول اور مینگو جوس۔

ریان طوطے کی طرح فر فر ویٹر سے اپنا آرڈر لکھوا رہا تھا شاہ میر جو وال گلاس سے باہر کا

منظر دیکھ رہا تھا ریان کے کھانے کی چیزوں کا نام سن کر ہونک زدہ ہو کر اس کا چہرہ دیکھنا لگا جو ابھی بھی شاید یاد کر رہا تھا کہ اور کیا منگوانا ہے۔

میرے لیے بس یہی میر تم اپنا آرڈر دو۔ ریان کو کچھ یاد نہ آیا تو شاہ میر سے کہا۔

یہ ابھی بھی بس ہے۔ شاہ میر نے طنزیہ پوچھا۔

ہاں نہ ابھی تو میں نے پیزا برگر پاستا نہیں منگوایا۔ ریان نے اہم معلومات دی۔

سر آپ اپنا آرڈر بتائے۔ دونوں کو بحث کرتا دیکھ کر ویٹر نے اپنی موجودگی کا احساس کروایا۔

میرے لیے بس ایک کپ کافی۔ شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

کھانے کے لیے نہیں کہا کچھ۔ ریان نے تعجب سے پوچھا۔

مجھے ماہ کے ساتھ لنچ کرنا ہے۔ شاہ میر نے آرام سے جواب دیا جس پہ ریان نے شریر نظروں سے اس کی جانب دیکھا جس پہ شاہ میر نے اپنی آنکھیں گُھمائی۔

میری ہفتے بعد لنڈن کی فلائٹ ہے۔ ریان نے شاہ میر سے کہا تبھی دو ویٹر زان کا آرڈر ٹیبل پہ سیٹ کرنے لگے۔

ٹائم بتا دینا سی آف کرنے آجاؤں۔ شاہ میر نے کافی کا کپ پکڑتے ہوئے کہا۔

کتنے بے مروت ہو یار یہ بھی نہیں پوچھا کہ کیوں جا رہے ہو اچانک سے۔ریان نے چکن رول کا پیس منہ میں ڈال کر شاہ میر سے کہا۔

یہ کیوں پوچھو کہ کیوں جا رہے ہو جب کے میں جانتا ہوں تم وہاں کے رہائشی ہو۔شاہ میر نے آرام سے کافی کا گھونٹ بھر کر کہا۔

یہ بھی ہے۔ریان نے گردن ہلائی تو شاہ میر مسکرایا۔

پھر کب آؤ گے پاکستان ؟شاہ میر نے ریان کو مگن انداز میں کھاتا دیکھا تو پوچھا۔

پتا نہیں کیونکہ وہاں ڈیڈ کے اپنی کمپنی اسٹابلیش کی ہے جس کا زمہ میرے سر پہ ڈالا ہے ورنہ تم تو جانتے ہو تمہارے یہاں شفٹ ہونے کے بعد میرا ابھی دل کر رہا تھا پاکستان رہنے کا۔ریان نے کجھ اُداس ہو کر کہا۔

اچھا تم کوشش کرنا یہاں سیٹل ہونے کی۔شاہ میر نے بس اتنا کہا۔

ضرور اور میں لنڈن میں رہ کر بھی اپنے بچوں کی پرورش پاکستانی ٹریڈشن کے مطابق کروں گا۔ریان نے مزے سے بتایا۔

پہلے شادی کے لیے لڑکی تو تلاش کر لو پھر بچوں کی پرورش بھی کر دینا۔شاہ میر نے گھور کر کہا

شادی بھی ہو جائے گی کونسا بڑی بات ہے یا شادی کرنا مشکل ہے بس میرج فارم میں سائن ہی تو کرنا ہوتا ہے۔ریان اب ملائی ٹِکا کھاتے ہوئے بولا۔

جی بلکل لنڈن میں تو یہی ہوتا ہے ورنہ یہاں تو ماہ کو پورے سات مایوں میں بیٹھا یا تھا میں نے تب ان سے بات کر سکتا تھا اور نہ ہی مل سکتا تھا سخت پہرے تھے ان پہ شاہ زیب بھائی کے۔شاہ میر پورانی باتیں یاد کرتا ہوا بولا

ہاں تیرے سالے صاحب نے جانے کونسے بدلے نکالیں ہے تم سے۔ریان ہنس کر بولا۔

سالے صاحب مطلب؟شاہ میر کو سمجھ نہیں آیا۔

بیوی کا بھائی سالا ہوتا ہے اور بہن کو سالی کہتے ہیں۔ریان نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

بڑا عجیب نام ہے۔شاہ میر کہتا کافی کا آخری گھونٹ پینے لگا۔

مہرماہ بیڈ پہ بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی جب شاہ میر واشروم سے ڈھیلی شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر پہنتا باہر نکلا شاہ میر تولیہ صوفے پہ رکھتا مہرماہ کو دیکھنے لگا جو بلیک نائٹ سوٹ پہنے کھلے بالوں کے ساتھ ناول پڑھنے میں مگن تھی بالوں کی آوارہ لٹیں اس کہ گالوں پہ جھول رہی تھی جس سے لاپرواہ مہرماہ کا سارا دھیان ناول کی جانب دیکھا۔

جو میں چاہتا ہوں وہ توجہ تو مجھ سے زیادہ اِس ناول کی کتاب کو حاصل ہے۔شاہ میر گھور کر مہرماہ کے ہاتھوں میں موجود باول کی کتاب کو دیکھا شاہ میر کو مزید مہرماہ کا دھیان خود پہ ناپا کر برداشت نہیں ہوا تو بیڈ پہ چڑھ کر اپنا سر مہرماہ کی گود میں رکھ دیا مہرماہ نے ایک نظر شاہ میر پہ ڈالی پھر دوبارہ ناول پڑھنے لگی۔

سونے کا اِرادہ نہیں کیا آپ کا؟ شاہ میر مہرماہ کے گالوں پہ پڑتے بال اس کے کان کے پیچھے کرتا ہوا پوچھنے لگا۔

بس تھوڑی بچی ہے وہ پڑھ لوں پھر سوتی ہوں۔مہرماہ نے جواب دیا۔شاہ میر یک ٹک مہرماہ کو دیکھنے میں مگن ہو گیا۔

شاہ سو جاؤ۔خود پہ شاہ میر کی نظروں کی تپش محسوس کرتی مہرماہ نے اس کی آنکھوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر کہا کیونکہ شاہ میر کی نظروں سے اس کا دھیان ناول سے ہٹ رہا تھا۔

آپ سو جائے پھر۔شاہ میر اپنی آنکھوں سے مہرماہ کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹا کر اپنے سینے پہ دل کہ مقام پہ رکھ کر بولا

بہت ضدی ہو۔مہرماہ نے ناول سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر شاہ میر سے کہا جس پہ شاہ میر کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ اگر میرے علاوہ اِس بے جان چیز کو اہمیت دیگی تو میں ضد پہ تو آؤں گا نہ۔ شاہ میر نے جواب دیا۔

تمہارا کوئی جواب نہیں۔ مہرماہ نفی میں سر ہلاتی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی جس سے شاہ میر نے سکون سے اپنی آنکھیں بند کرلی مہرماہ غور سے شاہ میر کے چہرے کے نقوش دیکھنے لگی شاہ میر کی بلو آنکھیں اِس وقت بند تھی سپید سفید رنگت پہ ہلکی سی بیئرڈ اس کے چہرے کو وجیہہ بنا رہی تھی کشادہ چمکتی پیشانی پہ اس وقت بال بکھرے ہوئے تھے جو کچھ گیلے بھی تھے مہرماہ سے رہا نہیں گیا تو جھک کر اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھیں۔ شاہ میر جو آنکھیں بند کیے مہرماہ کے ہاتھ کا لمس اپنے بالوں پہ محسوس کررہا تھا مہرماہ کو اپنی پیشانی پہ جھکا دیکھا تو اپنی آنکھیں کھول کر مہرماہ کو دیکھا جس کے گالوں کا رنگ گلابی سے لال ہو گیا تھا شاہ میر کی بلو آنکھوں میں چمک آئی تھی جس کو دیکھ کر مہرماہ کا دل زور سے دھڑکا تھا شاہ میر نے مہرماہ کے ہاتھ کو کلائی سے پکڑ کر جھٹکا دیا جو اس کے بالوں میں تھا اچانک جھٹکا لگنے کی وجہ سے مہرماہ شاہ میر کے اُوپر گری تھی۔ شاہ۔ مہرماہ نے شاہ میر کو گھورا جواب میں شاہ میر مسکراہٹ دباتا اس کے گالوں پہ بوسہ دینے لگا۔

شاہ زیب ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھا ضروری ای میلز چیک کر رہا تھا جب سارہ بیگم نے کچھ تصاویر اس کے سامنے کی۔

یہ کیا ہے امی جان؟ شاہ زیب بنا نظر ڈالیں پوچھنے لگا۔

خاندان میں تمہاری عمر کی کوئی لڑکی نہیں یہ ہمارے جاننے والے خاندان سے دوران کے ساتھ بس ہمارے بزنس ٹرمز ہیں ان کی بیٹیاں بہت باشعور اور اعلیٰ تعلیم آفتا ہیں تم کوئی لڑکی اپنے لیے پسند کرو تا کہ میں بات آگے کروں۔ سارہ بیگم نے کہا شاہ زیب نے رحم کرتی نظروں سے سکندر خان کو دیکھا جو نو لفٹ کا سائن دیں کر پراٹھا کھانے میں لگ گئے تھے۔ شاہ زیب نے تھکن زدہ سانس ہوا میں خارج کی۔

مجھے تو سب پسند ہیں آپ ان کے سب کے والدین سے بات کریں۔ شاہ زیب نے معصوم شکل بنا کر سارہ بیگم سے کہا۔

زیب ہر وقت مذاق نہیں کیا جاتا یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے اِس لیے تم بھی سنجیدگی سے اپنی شادی کا سوچو میر تم سے تین سال چھوٹا ہے پر دیکھو کیسے شادی کر لی۔ سارہ بیگم نے شاہ زیب کی اچھی خاصی کلاس لی

میر کا بس چلتا تو وہ اپنی بارہ سال کی عمر میں شادی کر کے بیٹھ جاتا مگر افسوس تب اس کو کسی نے شادی نکاح کا نہیں بتایا تھا۔ شاہ زیب شاہ میر کے نام پہ بولا سکندر صاحب کا قہقہ بے ساختہ تھا شاہ زیب کی بات پہ۔

مذاق مت اُڑاؤ اُس کا۔ سارہ بیگم نے آنکھیں دیکھائی۔

مذاق کہاں اُڑا رہا ہوں جنرل بات کر رہا ہوں اب دیکھو انسان پڑھائی پوری کرنے کے بعد اپنے آپ کو سیٹل کرتا ہے بزنس میں پھر جا کر وہ شادی کرتا ہے مگر یہاں تو گنگا ہی اُلٹی تھی مسٹر شاہ میر حیدر خان نے اکیس سال کی عمر میں اپنی پڑھائی چھوڑ کر شادی کرنے کا شوشہ چھوڑا اِس ڈر سے کہ کہیں اس کی ماہ کسی اور کا چاند نہ ہو جائے دوسری حیرت مجھے اِس بات پہ ہے کہ شادی کے ایک ماہ بعد جناب نے MBA میں ایڈمیشن لے لیا۔ شاہ زیب جوس پیتا ساتھ میں بول بھی رہا تھا۔

برخوردار اگر ایسا ہے تو آپ تو اپنی پڑھائی پوری کر دی ہے اور بزنس بھی سیٹل کر دیا ہے پھر آپ نے اب بھی شادی کرنے کا نہیں سوچا۔ سکندر خان نے توپوں کا رخ دوبارہ سے شاہ زیب کی جانب کیا جو شاہ زیب بڑی مہارت سے خود کو بچاتا شاہ میر کا ذکر کر گیا تھا۔

میں کونسا بوڑھا ہو رہا ہوں چوبیس کا ہوں کر لوں گا شادی ابھی بیچلر لائیف گزارنا چاہتا ہوں۔شاہ زیب دانتوں کی نمائش کرتا ہوا بولا جس پہ سارہ بیگم ہمیشہ کی طرح سر پکڑ کہ بیٹھ گئ۔

مہر ماہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ سے سو گئ تھی اس نے چہرہ موڑ کر شاہ میر کی جانب کیا جو دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پہ سجائے اس کے قریب لیٹا ہوا تھا جب کی اس کا ایک ہاتھ مہر ماہ کے اُپر تھا مہر ماہ نے مسکرا کر احتیاط سے شاہ میر کا ہاتھ اپنے اُپر سے ہٹایا اور بیڈ سے نیچے اُتر کر وارڈروب کی جانب آکر ایک ڈریس نکال کر واشروم کی جانب گئ واشروم کے دروازے کہ بند ہونے کی آواز سے شاہ میر کی آنکھ بھی کھل گئ۔

آج جلدی اٹھ گئے۔دس منٹ بعد مہر ماہ بالوں میں تولیہ لپیٹ کر آئی تو شاہ میر کو دیکھ کر بولی۔

میں تو ہر روز آپ کے ساتھ اٹھتا ہوں بس سونے کا ڈرامہ کرتا ہوں۔شاہ میر نے گہری نظروں سے مہر ماہ کی طرف دیکھ کر کہا جو ریڈ کلر کے نیٹ فراق کے ساتھ ریڈ چوریدار پاجامہ پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی چہرے پہ پانی کی بوندیں اب بھی ٹپک رہی تھی جس سے مہر ماہ شاہ میر کو مزید خوبصورت لگی۔

اچھا تو فریش ہو جاؤ۔مہر ماہ تولیے سے بالوں کو آزاد کرتی ہوئی بولی۔

ہم جاتا ہوں۔شاہ میر نے کہا۔

میں تمہارے لیے کپڑے نکال دیتی ہوں۔شاہ میر بیڈ سے اٹھا تو مہر ماہ نے کہا۔

ٹھیک ہے۔شاہ میر جواب دیتا مہر ماہ کے ہاتھ سے تولیہ لیکر واشروم کی طرف جانے لگا۔

شاہ تولیہ تو دوسرا یوز کرو۔مہر ماہ نے تاسف سے کہا۔

میاں بیوی ہیں ہم یوز کر سکتے ہیں۔شاہ میر آنکھ ونک کرتا ہوا بولا اور واشروم کا دروازہ بند کر گیا۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا۔مہر ماہ سرخ چہرے لیے واشروم کے دروازے کو گھور کر بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا تو وہی مطلب تھا جو آپ سمجھی۔شاہ میر نے واشروم سے ہی جواب دیا جس پہ مہر ماہ پیر پٹختی وارڈروب سے شاہ میر کے کپڑے نکالنے لگی۔

پندرہ منٹ بعد شاہ میر جینز پینٹ کے ساتھ بلیک کلر کی بنیان پہنے باہر آیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آکر مہر ماہ کے پیچھے کھڑا ہوا۔مہر ماہ جو میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی اپنے پیچھے شاہ میر کو کھڑا ہوتا دیکھ کر اس کی نظر شاہ میر کے مضبوط بازوں پہ پڑی جو بنیان کے سلیولیس ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہو رہے تھے۔

میک اپ کی کیا ضرورت ہے آپ کو۔ شاہ میر بیڈ سے اپنی شرٹ اٹھا کر پہن کر مہر ماہ سے بولا۔

نہ کرتی تو چچی جان نے کہنا تھا تیار کیوں نہیں ہوتی تم نئی نئی شادی ہے تمہاری حلانکہ دو ماہ سے زیادہ وقت ہونے کو ہے۔ مہر ماہ نے جواب دیا۔

تو آپ ان سے کہا کریں میرے شاہ کو میرا میک اپ کرنا پسند نہیں میں اس کو ایسے ہی بہت پسند ہوں۔ شاہ میر چلتا ہوا مہر ماہ کو پیچھے سے حصار میں لیتا ہوا بولا۔

شاہ میں فلحال تمہاری طرح بے باک نہیں ہوئی۔ مہر ماہ نے مڑ کر شاہ میر کو گھور کر کہا۔

تو ہو جائے۔ شاہ میر عقیدت بھرا لمس اس کے کاندھے پہ چھوڑ کر اس سے الگ ہوتا ہوا بولا۔

میں باہر جا رہی ہوں تم بھی آ جانا۔ مہر ماہ اپنا ڈوپٹہ پہنتی شاہ میر سے کہنے لگی۔

نہیں آج ہم ساتھ نیچے جائے گے۔ شاہ میر بولا۔

اچھا تو یہ سہی ہے۔ مہر ماہ نے سر ہلایا تو شاہ میر مسکراتا اپنے بال سیٹ کرنے لگا اس کے بعد ڈیجیٹل واچ اپنی کلائی میں پہن کر پرفیوم کی بوتل اٹھائی پرفیوم خود پہ اسپرے کرنے کے بعد شاہ میر مہر ماہ کے پاس آیا جو اس کے انتظار میں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلیں؟ شاہ میر نے۔ پوچھا۔

ایسے۔ مہرماہ نے شاہ نے شاہ میر کا جائزہ لینے کے بعد اس کے پیروں کی جانب اشارہ کیا جہاں وہ سادہ سی سلیپر پہنے ہوئے تھا۔

اوو۔ شاہ میر نے اپنے ماتھے پہ ہاتھ مار کر کہا تو مہرماہ ہنس پڑی شاہ میر بھی مسکراتا ریک کے پاس آکر اپنے شوز نکالنے لگا۔

ایک کی لیس میں باندھ دیتی ہوں۔ مہرماہ نے شاہ میر کو ایک شوز کی لیس باندھتے دیکھا تو دوسرے شوز کی جانب دیکھ کر کہتی لیس میں ہاتھ رکھنے لگی جو شاہ میر نے فورن سے پکڑ لیا تھا اور گھور کر مہرماہ کو دیکھا جو نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

کیوں کیا ہوا؟ مہرماہ نے آخر پوچھ لیا۔

آپ میرے شوز پہ ہاتھ نہ رکھیں ہاں دل پہ رکھ سکتی ہیں۔ شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

یہ کیا بات ہوئی شاہ بس لیس ہی تو باندھنی ہے۔ مہرماہ نے کہا۔

جو بھی پر آپ میرے قدموں کو چھوے یہ مجھے گوارا نہیں۔ شاہ میر کا لہجہ ہنوز سنجیدہ تھا۔

کچھ نہیں ہوتا ویسے بھی تم کونسا اپنے پیروں میں پروا رہے ہو میں خود اپنی مرضی سے کرنا چاہتی ہوں۔ مہرماہ نے ایک بار پھر کہا۔

ماہ میں آپ سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں اور میرا عشق مجھے اجازت نہیں دیتا کہ آپ کے ہاتھ میرے پیروں میں ہو تھوڑی ہی وقت کے لیے کیونکہ میرے دل میں آپ کا مقام سے سے اونچا ہے میں امید کروں گا آپ دوبارہ ایسا کر کے یا کہہ کر میرے عشق کی توہین نہیں کریں گی۔شاہ میر گھمیر آواز میں کہتا اپنا ماتھا مہر ماہ کے ماتھے سے ٹکایا جب کی مہر ماہ ساکت سی شاہ میر کے لفظوں کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی کیا کچھ محسوس نہیں ہوا تھا اس کو شاہ میر کے لہجے میں مان، عزت، عقیدت، عشق، اور سب سے زیادہ شدت پسندی۔

شاہ میں نے ایسے ہی کہا تھا مجھے کیا پتا تھا تمہیں بُرا لگ جائے گا۔مہر ماہ نے اپنا چہرہ شاہ میر کے چہرے کے سامنے کرتے ہوئے کہا

مجھے کبھی بھی آپ کی بات کا بُرا نہیں لگ سکتا پر میں کبھی یہ بھی نہیں چاہوں کے آپ ایسا کچھ دوبارہ کہے۔شاہ میر اس کے ماتھے پہ شدت بھرا لمس چھوڑ کر بولا۔

اچھا اب جلدی سے شوز کی لیس باندھو۔مہر ماہ شاہ میر کی شدت پسندی سے گھبرا کر اٹھتی ہوئی بولی۔

لیس باندھ لی اب چلیں۔شاہ میر اٹھتا مسکرا کر اپنا ہاتھ مہر ماہ کے کرتے ہوئے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی چلو۔مہر ماہ نے اپنا ہاتھ شاہ میر کی چوڑی ہتھیلی پہ رکھ کر کہا پھر وہ دونوں ساتھ نیچے آئے جہاں حیدر خان ہانم بیگم پری اور آیان پہلے ہی موجود تھے۔

اسلام علیکم! مہر ماہ نے سلام میں پہل کی۔

وعلیکم اسلام کتنے پیارے لگ رہے ہو ساتھ میں۔ہانم بیگم دونوں کی بلائے لیتی ہوئی بولی۔

شکریہ امی جان۔شاہ میر ہانم بیگم کو اپنے ساتھ لگائے بولا۔

چچی جان میں سوچ رہی تھی اب دودھ میں ہاتھ دھونے کی رسم ہو جانی چاہیے میری۔

مہر ماہ نے ناشتہ کی ٹیبل پہ شاہ میر کو ناشتہ سرو کرتے ہوئے ہانم بیگم سے کہا۔

ہو جائے گی رسم ویسے بھی تمہارا اپنا گھر ہے اور کام کرنے کے لیے ملازم ہیں نہ۔ہانم بیگم مہر ماہ کی بات پہ مسکراتی ہوئی بولی۔

آپ پہلی ساس ہو گی جو اپنی بہو کے گھر کے کاموں میں اُلجھانے کے بجائے ان کو بچا رہی ہیں۔پری نے آملیٹ کھاتے ہوئے شریر لہجے میں کہا جس پہ سب مسکرا دیئے۔

ہاں تو ہر ساس ایسا کرتی ہو گی جس کے پاس مہرو جیسی بہو ہو گی۔ہانم بیگم محبت پاش نظروں سے مہر ماہ کو دیکھ کر بولی مہر ماہ ان سب کی محبت پہ دیکھ کر دل میں اللہ کے شکر گزار ہوئی۔

چچی جان وہ سب تو ٹھیک پر پھر بھی دیکھے اب تو میری مہندی کا رنگ بھی ہلکا ہو گیا ہے۔
مہرماہ نے اپنے ہاتھ ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا جہاں ابھی بھی مہندی کا گہرا رنگ چمک رہا تھا۔
بھابھی آپ نے اپنی شادی کے لیے کہاں سے مہندی لی تھی میری مہندی کا رنگ تو کب سے اُتر بھی گیا۔پری نے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھ کر مہرماہ سے کہا۔
ایک کمپنی کی مہندی تھی بس فرق یہ ہے کہ مہرماہ کے ہاتھوں میں رنگ اتنا گہرا اس لیے کیونکہ میر اس کو بہت چاہتا ہے۔ہانم بیگم کی بات پہ جہاں خاموش بیٹھے شاہ میر کی آنکھوں میں چمک آئی تھی وہی ہانم بیگم کی سب کے سامنے کہی بات پہ مہرماہ جز بز ہو گئی تھی۔
تم ناشتہ کرو چُپ چاپ۔مہرماہ نے شاہ میر شریر نظریں خود پہ محسوس کیے رعب سے کہا جس سے شاہ میر اس کی بات مانتا ناشتے کی پلیٹ اپنے قریب کی۔
مہر وایسا کرنا تم کل دو دوہ میں کل ہاتھ دودھ لینا میٹھے میں کھیر بنانا ایسے میں تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی۔ہانم بیگم نے مہرماہ سے کہا جو بوائل انڈے کے چھلکے نکال رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے چچی جان۔ مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔ مہرماہ کانٹے کی مدد سے انڈہ کھانے لگی تو شاہ میر نے بھی ایک کانٹا اٹھا کر مہرماہ کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ سے انڈہ کھانے لگا جس پہ مہرماہ نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا کیونکہ جانتی تھی جب تک شاہ میر اس کا چھوٹا جوس یا کھانا نہیں کھا پی لیتا اس کو چین نہیں آنا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میں تمہیں بہت مس کروں گا۔ شاہ میر ریان کو ایئرپورٹ سی آف کرنے آیا تھا جب ریان شاہ میر کے گلے لگتے ہوئے بولا۔

جب مس کرو تو آ جانا فون سے رابطہ تو ہوتا رہے گا۔ شاہ میر نے مسکرا کر اس کی پیٹھ سہلا کر کہا۔

وہ تو ہوگی پر تم مجھے سب سے پہلے بتاؤ گے۔ ریان نے ویسے ہی بولا۔

کیا سب سے پہلے؟ شاہ میر کو سمجھ نہیں آیا۔

جب گڈ نیوز ملے بھابھی کو اور تمہیں بچے کی تو وہ۔ ریان نے شاہ میر کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے کہا۔

ہاں ضرور۔ شاہ میر گہری مسکراہٹ سے بولا۔

اچھا اب دور ہٹ لوگ مشکوک نظروں سے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔شاہ میر نے ریان کو خود سے الگ ہوتا نہیں دیکھا تو کہا۔

بڑے کمینے ہو گئے ہو شادی کے بعد۔ریان شاہ میر کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اس کے کندھے پہ مکہ مار کر بولا جواب میں شاہ میر نے زوردار قہقہ لگایا۔

اللہ تمہاری مسکراہٹ ہمیشہ سلامت رکھیں۔ریان محبت سے شاہ میر کو مسکرا کر دیکھ کر دل میں دعا دیتے ہوئے بولا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر گھر آیا تو اس کو پتا چلا مہر ماہ اپنے ماں باپ کے گھر گئی ہے شاہ میر بنا ایک منٹ ضائع کیے اپنے قدم واپس باہر لیے اور سکندر خان کی طرف آیا شاہ میر جیسے ہی ہال میں داخل ہوا تو سب سے پہلے اس کی نظر شاہ زیب پہ پڑی تو وہ مسکراتا اس کی طرف آیا جو پوری طرح اپنے سیل فون میں pubg کھیلنے میں مگن تھا شاہ زین بزنس مین بن کر بھی اِس گیم کی جان نہیں چھوڑی تھی۔

کیا ہو رہا ہے سالے صاحب ؟شاہ میر شاہ زیب کے برابر بیٹھ کر بولا شاہ زیب اس کے سالے کہنے پہ ایسے دیکھنے لگا جیسے شاہ میر کوئی خلائی مخلوق ہو۔

مہروووو۔شاہ زین شاہ میر کو جواب دیئے بنا مہرماہ کے نام کو کھینچ کر تیز آواز میں اس کو پکارنے لگا شاہ میر حیرت سے شاہ زیب کو دیکھنے لگا اس کو سمجھ نہیں آیا اچانک شاہ زیب کو کونسے کیڑے نے کاٹ لیا۔

کیا ہے زیب کیوں گلا پھاڑ کر چلا رہے ہو؟ مہرماہ اس کے پاس آکر کوفت سے بولی۔

بتاتا ہوں تم تو میری عزت کبھی نہیں کی پر اب تمہارا تم سے چار سال چھوٹا شوہر بھی مجھے گالی دیں رہا ہے۔شاہ زین نے دانت پیستے ہوئے کہا شاہ میر کی بلو آنکھیں شاہ زین کی گالی کہنے پہ پھیل گئی وہ سوچنے لگا کب اس نے شاہ زین کو گالی دی مہرماہ نے نا سمجھی سے شاہ میر کو دیکھا جس پہ شاہ میر جھٹ سے اپنا سر نفی میں ہلانے لگا۔

کیا بول رہے ہو زیب؟ مہرماہ نے پوچھا۔

میر نے مجھے سالا کہا۔شاہ زین نے شاہ میر کی شکایت لگائی مہرماہ نے شاک میں شاہ میر کی جانب دیکھا جو اُس کے اِس طرح دیکھنے پہ گڑ بڑا گیا تھا۔

زیب تم سے تین سال بڑا ہے۔مہرماہ نے جیسے شاہ میر کو یاد دلایا۔

ماہ قسم سے میں زیب بھائی کو گالی نہیں دی اور نہ میرا ایسا کوئی ارادہ تھا میں تو بس آپ کے رشتے کے لحاظ سے سالے صاحب بولا مجھے کیا پتا تھا شاہ زیب بھائی یہ مطلب نکالیں گے۔شاہ میر نے ایک ہی سانس میں مہرماہ کو وضاحت دی۔

تو ایسا کہنا تھا نہ جیجا جی۔شاہ زیب اب اس کی بات سمجھتا مسکرا کر زور سے اس کی پیٹھ پہ ہاتھ مار کر بولا جس پہ شاہ میر ضبط کر تا رہ گیا۔

زیب جانے کب تمہیں عقل آئے گی۔مہر ماہ شاہ زین کے بال بگاڑتی وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئی۔

جب تمہیں مجھ جیسے ہینڈ سم ڈیشنگ بھائی کی قدر ہو گی۔شاہ زیب نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

ایک گیم ہو جائے ساتھ۔شاہ میر نے شاہ زیب سے کہا۔

میں بچوں سے نہیں کھیلتا۔شاہ زیب اپنی پہلی ہار یاد کرتا شاہ میر سے بولا دوسری طرف شاہ میر نے شاہ زیب کو ایسے دیکھا جیسے اس کی بات پہ بہت محفوظ ہوا۔

کھیلنی چاہیے بھی نہیں اگر خود سے چھوٹے عمر کے لوگ جیت جائے تو بہت انسلٹ فیل ہوتی اگر اپنی عمر کا کوئی کھیلے بھی تو اپنی ہار انسان جیسے تیسے برداشت کر ہی لیتا ہے۔شاہ میر اپنی موبائل میں دیکھتا شاہ زیب سے بولا جو اس کی بات پہ اچھا خاصا تپ گیا تھا۔

ضرور یہ بات تمہیں کسی پروفیسر نے بتائی ہو گی۔شاہ زیب نے ٹھنڈے ٹھار طنزیہ کیا۔

ہر بات پروفیسر نہیں بتاتے کچھ باتیں انسان اپنے دماغ سے بھی کر لیتا ہے۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے میر تم یہاں ہو میں اندر تمہارا انتظار کر رہی تھی۔سارہ بیگم نے مسکرا کر شاہ میر سے کہا۔

اسلام علیکم چچی جان میں وہ بس ماہ کو لینے آیا تھا۔شاہ میر اپنی جگہ سے اٹھتا ادب سے سارہ بیگم کو مخاطب ہوا۔

مہر وا بھی تو آئی اور ساتھ میں گھر ہونے کی باوجود بھی تم دونوں نے بہت دِنوں بعد چکر لگایا اس لیے رات کا کھانا کھاتے جانا۔سارہ بیگم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی

ہم نے تو یہ بھی سوچا تھا دو تین دن مہر و یہاں رہے گی۔شاہ زیب نے شاہ میر کی دُکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا جس سے شاہ میر تڑپ اٹھا تھا

دو تین دن یہاں کیوں پاس ہی گھر ہے جب آپ کا دل کریں آپ ان سے ملنے آ جانا اور جب ماہ کا دل کریں گا میں ان کو یہاں لیں آو ں گا۔شاہ میر جلدی سے بولا اس کا کہاں برداشت تھی مہر ماہ سے چند منٹ کی بھی دوری یونیورسٹی میں بھی وہ ایک ایک منٹ گِن کر گزارتا تھا۔

میر شادی کے بعد لڑکیاں اپنے ماں باپ کے گھر رہنے آتی ہیں اور شادی کے دوسرے دن رہنا تو رسم ہوتی ہے پر تم نے ضد کی تھی جس پہ ہم نے بھی کوئی بحث نہیں کی تھی۔ سارہ بیگم نے کہا۔

ماہ سے بات کی آپ نے؟ شاہ میر نے پوچھا۔

ہاں اس کو تو کوئی اعتراض نہیں۔ سارہ بیگم کی بات پہ شاہ میر کا منہ لٹک گیا شاہ زیب کا بس نہیں چل رہا تھا وہ زور زور سے قہقہ لگاتا شاہ میر کی اُڑی رنگت دیکھ کر پر سارہ بیگم کی وجہ سے خاموش بیٹھا تھا۔

میں چلتا ہوں پھر ماہ سے ایک دفع بات کر لوں۔ شاہ میر نے کہا۔

ابھی کیوں رات کا کھانا کھا کر جانا۔ سارہ بیگم نے دوبارہ کہا۔

چچی جان کل میرا ٹیسٹ ہے اس کی تیاری کرنی ہے۔ شاہ میر نے بہانا بنایا اور مہر ماہ کے کمرے کی طرف جانے لگا۔

بچہ ہے بلکل مہرو کے معاملے میں۔ سارہ بیگم شاہ میر کی پشت دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔

شاہ میر مہر ماہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو مہر ماہ کو الماری کے پاس کھڑا دیکھا جہاں وہ اپنے کچھ ڈریسز نکال رہی تھی شاہ میر اندر آیا اور دروازے کو لاک کیا۔

تم یہاں۔ مہر ماہ دروازہ لوک ہونے پہ چونک کر مڑ کر دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج آپ یہاں رہنے والی ہیں۔شاہ میر بیڈ پہ بیٹھ کر بولا۔

ہاں امی جان اور زیب بار بار اصرار کر رہے تھے میرا اپنا بھی دل تھا یہاں رہنے کا اِس لیے۔مہر ماہ نے مسکرا کر بتایا۔

سہی۔شاہ میر بس اتنا بولا مہر ماہ الماری سے ایک شاپر نکالتی بُکس ریک کے پاس آکر اپنی پسندیدہ ناولز اُس میں ڈالنے لگی شاہ میر بہت دھیان سے اس کی حرکتیں ملاحظہ کر رہا تھا۔

رات رہنے کی کیا ضرورت میں جب یونی جاتا ہوں تو تب آپ یہاں آجانا۔شاہ میر کچھ دیر بعد بولا۔

شاہ ایک رات کی ہی تو بات ہے۔مہر ماہ بیڈ پہ اس کے پاس آکر بولی۔

مجھ سے رہا نہیں جائے گا۔شاہ میر اپنا سر مہر ماہ کے سینے پہ رکھتا بولا۔

تو تم بھی یہاں رہ لو۔مہر ماہ نے آسان ساحل پیش کیا۔

ایسے اچھا نہیں لگتا۔شاہ میر زور سے مہر ماہ کو خود میں بھینچ کر بولا۔

میں اب انکار کروں گی تو ان کو اچھا نہیں لگے گا۔مہر ماہ گہری سانس لیتی ہوئی بولی ورنہ جتنا حصار شاہ میر نے تنگ کیا تھا مہر ماہ کو اپنا سانس رُکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

ٹھیک ہے پھر میں چلتا ہوں۔شاہ میر مہر ماہ سے دور ہوتا ہوا بولا۔

اتنی جلدی کیوں ابھی تو آئے ہو۔ مہرماہ نے سوال کیا

نہیں بس کچھ کام یاد آگیا ہے۔ شاہ میر کہتا دروازے کا لاک کھولتا باہر نکل گیا۔

ناراض ہو گیا شاہ تو۔ مہرماہ پریشانی سے خود سے بولی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر بے چینی سے کمرے میں یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا دل کے ہاتھوں مجبور تھا اس کو تھوڑے ہی وقت میں مہرماہ کی شدت سے یاد آرہی تھی۔

میر ڈنر تیار ہے باہر آجاؤ کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔ شاہ میر ایسے ہی بے چین کھڑا تھا جب پری کمرے میں آتی ہوئی بولی۔

آپی مجھے بھوک نہیں۔ شاہ میر نے کہا۔

دن میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔ پری فکر مند ہوئی۔

جی طبیعت بلکل ٹھیک ہے بس بھوک نہیں۔ شاہ میر نے کہا۔

اچھا بھوک لگے تو مجھے جگا دینا میں کھانا گرم کر کے دیں دوں گی۔ پری نے مسکرا کر کہا جس پہ شاہ میر نے اپنا سر ہلایا تو پری کمرے سے باہر چلی گئی۔ شاہ میر سینٹر صوفے پہ بیٹھ کر آنکھیں موند گیا پر آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی یہی حال دوسری طرف مہرماہ کا تھا اس کو بھی ایک پل سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا

کہیں پر بھی رہیں ہم اور تم پھر محبت ہے
تمہیں ہم یاد آئیں گے ہمیں تم یاد آؤ گے

بار بار شاہ میر کا اُداس چہرہ آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا مہر ماہ ایک فیصلہ کرتی اٹھی اور شاہ زیب کے کمرے کی طرف آئی مہر ماہ نے دروازہ نوک کیا تو شاہ زیب جو فائل اسٹڈی کر رہا تھا دروازے کہ پاس آ کر دروازہ کھولا۔

تم یہاں نیند نہیں آ رہی کیا؟ شاہ زیب تعجب سے مہر ماہ کو دیکھ کر بولا۔

ہاں وہ میں گھر واپس جا رہی ہوں امی ابا سو گئے ہو گے سوچا تمہیں بتا دوں۔ مہر ماہ نے کہا

تو شاہ زیب نے ہاتھ میں پہنی گھڑی میں وقت دیکھا جو رات کے بارہ بجنے کا اندیشہ بتا رہی تھی۔

کیوں مہرو صبح چلی جانا ویسے بھی رات کے بارہ بجنے والے ہیں سب سو گئے ہو گے۔ شاہ زیب نے سمجھانا چاہا۔

شاہ جاگ رہا ہو گا میں اس کو میسج کر دوں گی تو وہ دروازہ کھول دے گا۔ مہر ماہ نے کہا۔

وہ کیوں اِس وقت اُلوو کی طرح جاگ رہا ہو گا۔ شاہ زیب نے پوچھا۔

تم کیوں اُلوو کی طرح جاگ رہے ہو؟ مہر ماہ نے گھور کر کہا۔

مجھے تو آفس کا کام کرنا ہوتا ہے۔شاہ زیب فخریہ انداز میں بولا۔

تو شاہ کو بھی یونی کا کام کرنا ہوتا ہے۔مہرماہ دو بدو بولی۔

توبہ ہے چلو میں چھوڑ آتا ہوں۔شاہ زیب آگے آتا ہوا بولا۔

قریب ہی گھر ہے میں چلی جاتی ہوں تمہیں ویسے ہی بتانے آئی تھی۔مہرماہ نے کہا۔

میں چل رہا ہوں نہ۔شاہ زیب نے کہا تو مہرماہ نے مزید بحث نہیں کی۔

تم میر کو اتنا چاہنے لگی ہو کہ ایک دن بھی اس کے بنا گزارا نہیں ہوتا۔شاہ زیب اس کے ساتھ چلتا ہوا بولا

پتا نہیں بس شاہ اتنا چاہتا ہے کہ اس کے بنا رہنے کو دل نہیں کرتا۔مہرماہ سینے پہ بازوں باندھتے ہوئے کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

محبت انسان کو سچ میں پاگل بنا دیتی ہے ایسا پہلے سنا تھا تمہیں دیکھ کر یقین ہو گیا جس نے مہرو نان سیریس گرل کو بھی مشرقی لڑکی بنا دیا ہے جس کو سب سے پہلے اپنے شوہر کی خوشی کا احساس ہوتا ہے۔شاہ زیب مسکراتا مہرماہ کے سر پہ چپت لگاتا ہوا بولا تو مہرماہ مسکرا دی۔

شکریہ یہاں تک آنے کا۔ مہر ماہ گیٹ تک آتے ہوئے شاہ زیب سے کہا مہر ماہ گیٹ عبور کر گئی تو شاہ زیب نے اپنے قدم واپسی کے لیے بڑھائے۔ مہر ماہ گیٹ سے لان کروس کر کے ہال کے مین گیٹ کے باہر کھڑی ہوتی شاہ میر کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

شاہ میر آنکھیں بند کیے صوفے پہ پہلے والی پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا جب اس کا موبائل فون بجنے لگا شاہ میر نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولی اور اٹھ کر سائیڈ ٹیبل پہ پڑا اپنا موبائل اٹھایا یہ ایک مخصوص رنگ دی جو شاہ میر نے مہر ماہ کے نمبر پہ لگائی تھی۔

ماہ۔ شاہ میر نے کال اٹھا کر بے چینی سے اس کا نام لیا۔

ابھی تک جاگ رہے ہو؟ مہر ماہ نے جان بوجھ کر سوال کیا۔

ہاں کیونکہ اِس وقت لیجنڈ جاگتے ہیں۔ شاہ میر مہر ماہ کی آواز سن کر سکون سے اپنی آنکھیں بند کر کے کھول کر کہا۔

اِس وقت لیجنڈ نہیں اُلو جاگتے ہیں۔ مہر ماہ جو کچھ اور سننا چاہتی تھی شاہ میر کے جواب پہ جل بھن کر بولی جس پہ شاہ میر نے اپنے لب دانتوں تلے دبا کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

بات تو سچ کہی آپ نے۔ شاہ میر مسکرا کر بولا۔

میں باہر کھڑی ہوں آکر دروازہ کھولو۔مہرماہ نے کہہ کر کال کٹ کردی شاہ میر تیز قدموں سے کمرے سے نکلتا باہر آکر دروازہ کھولا جہاں مہرماہ کھڑی اس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی شاہ میر گہری سانس لیتا دروازے سے ٹیک لگا گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج شاہ زیب کی آفس میں انٹرویو کا چوتھا دن تھا پر کوئی بھی شاہ زیب کے پرسنل اسسٹنٹ کے معیار پہ پورا نہیں اُتر رہا تھا شاہ زیب کا مینجر محمود سب سے انٹرویو لیں لیں کر آدھا ہو گیا تھا مگر شاہ زیب آرام سے سب کو ریجیکٹ کر دیتا اِس لیے آج شاہ زیب نے خود انٹرویو لینے کا سوچا تھا۔

سر مے آئے کمن؟ شاہ زیب لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چلا رہا تھا جب کیبن کے دروازے پہ ناک ہوا۔

یس کمن۔شاہ زیب نے جواب دیا تو ایک سٹائلش لڑکی ہیل کی ٹک ٹک کرتی اندر داخل ہوئی شاہ زیب نے ناگواری سے آنے والے لڑکی کو دیکھا جس کا پورا چہرہ میک اپ سے بھرا ہوا تھا۔

تشریف رکھیں۔شاہ زیب نے کہا۔

شکریہ وہ لڑکی ایک ادا سے کہتی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

یہ میری سی وی ہے میرا نام اقرا رانا ہے۔اقرا نے فائل شاہ زیب کی طرف رکھ کر کہا۔

میں نے کب کہا میری ہے۔شاہ زیب بڑبڑاتا فائل کی جانب متوجہ ہوا جب کی اقرار اپنے بالوں کی لٹ کو گھماتی پر شوق نظروں سے شاہ زیب کو دیکھ رہی ہے۔

آپ نے بس بی آے کیا ہے۔شاہ زیب نے سی وی پہ نظر گھماتا ہوا بولا۔

پڑھائی کا کیا ہے آپ مجھے جاب پہ رکھ دیں یقین دلاتی ہوں آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔اقرا نے آگے کو زرا جھک کر کہا۔

کوئی تجربہ ہے آپ کے پاس اِس جاب کا؟شاہ زیب اس کی بات نظر انداز کرتا سوال کرنے لگا۔

آپ جاب پہ رکھ لیں گے تو تجربہ بھی ہو جائے گا ویسے بھی پرسنل سیکیٹری کا کام بہت آسان ہوتا ہے۔اقرا آرام سے بولی۔

آپ جا سکتی ہے میں نے آپ کی قابلیت دیکھ لی۔شاہ زیب فائل ٹیبل پہ رکھتا سنجیدہ لہجے میں بولا۔

آپ نے ٹھیک سے میرا انٹرویو لیا ہی نہیں ایسے کیسے بنا جانے آپ مجھے جاب سے ریجیکٹ کر سکتے ہیں۔اقرا کے مسکراتے لب سیکڑ گئے تھے شاہ زیب کی بات پہ۔

جتنا لیا وہی کافی ہے اب آپ اپنی تشریف لیں جائے تاکہ دوسروں کو بھی موقع ملے۔

شاہ زیب نے دانت پہ دانت جما کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کو مجھے ایک موقع دینا چاہیے۔اقرا نے پھر سے کہا۔

آپ جاسکتی ہیں۔شاہ زیب نے ضبط سے کہا تو اقرا ایک نظر پورے کیبن پہ ڈالتی باہر نکل گی اُس کے جانے کے بعد شاہ زیب نے انٹر کام پہ مینجر کا نام ڈائل کیا۔

محمود صاحب اب اگر کوئی انٹر ویو کے لیے بھیجے تو انسان ہو کوئی نمونہ یا آفت نہیں۔شاہ زیب نے کہہ کر انٹر کام زور سے کریڈل پہ پٹخہ۔پانچ منٹ بعد دروازہ دوبارہ نوک ہوا۔

سر کیا میں اندر آسکتی ہوں۔خوبصورت کوئل جیسی آواز سن کر شاہ زیب نے دیکھا تو کتنے ہی پل اس کی نظریں پری پیکر پہ ہٹنے سے انکار ہوئی جب کی دوسری طرف لڑکی کی پکڑ اپنے ہاتھ میں تھامی فائل پہ مضبوط ہو گی تھی وہ سامنے والے کی نظروں سے خائف ہو رہی تھی اس سب سے بے نیاز شاہ زیب یک ٹک اس کو دیکھنے میں مگن تھا پر لڑکی نے دوبارہ اس کو پُکارا تو شاہ زیب ہوش میں آیا۔

بیٹھ جائے۔شاہ زیب نے کالی چادر میں چھپے اس کے وجود کو دیکھ کر کہا۔

اپنی سی وی دیکھائے گی یا ایسے ہی بیٹھی رہے گی۔شاہ زیب نے اس کو نظریں جھکائے بیٹھا دیکھا تو کہا جس پہ وہ شرمندہ ہوتی کانپتے ہاتھوں سے فائل ٹیبل پہ رکھ گئ۔

نام کیا ہے آپ کا؟ شاہ زیب نے ڈاکیومینٹس میں اس کا نام دیکھ کر جان بوجھ کر پوچھا۔

ثانیہ افتخار۔ثانیہ نے بتایا۔

اِس سے پہلے کہاں جاب کی ہے آپ نے؟ شاہ زیب فائل کے ورق گردانی کرتا پوچھنے لگا۔

ایک پرائیویٹ اسکول میں ٹیچنگ کرتی تھی پر چار ماہ پہلے اس کو چھوڑنا پڑا۔ثانیہ کی اِس بات پہ شاہ زیب کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔

اسکول کے علاوہ آپ نے کہیں جاب وغیرہ نہیں کی آپ کی سی وی تو بہت زبردست ہے آپ کو بہت آسانی سے کسی بھی کمپنی میں جاب مل سکتی تھی۔شاہ زیب نے کہا۔

بڑی کمپنیوں میں جاب بھی سفارش سے ملتی ہے قابلیت کوئی نہیں دیکھتا اور نہ ہی ڈگریاں۔ثانیہ کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا جو شاہ زیب نے صاف محسوس کیا تھا۔

ہر ایک کے یہاں سفارش نہیں چلتی کچھ لوگ قابلیت اور ڈگری بھی دیکھتے ہیں۔شاہ زیب نے کہا تو ثانیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ پیر سے آفس جوائن کر سکتی کام آپ کو میرا مینجر سمجھا دیں گا۔شاہ زیب نے فائل ثانیہ کی طرف بڑھا کر کہا جس سے ثانیہ کتنی پل بے یقین نظروں سے شاہ زیب کو دیکھتی رہی اس کو یقین نہیں آرہا تھا اُس جیسی مڈل کلاس لڑکی کو اتنی بڑی کمپنی میں جاب مل سکتی ہے وہ تو اخبار میں پرسنل اسسٹنٹ ایڈ دیکھ کر اپنی قسمت آزمانے آئی تھی

ورنہ اس کو کہاں امید تھی کہ اس کو اتنی آسانی سے جاب مل سکتی ہے جب کی شاہ زیب کو اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں خود کو ڈوبتا محسوس کر رہا تھا خود پہ ہزار دفع لعنت بھیج کر اس نے اپنی نظروں کا زاویہ ثانیہ کے چہرے سے ہٹایا۔

سر آپ سچ کہہ رہے ہیں ؟ثانیہ کو یقین نہیں آیا تو براہ راست شاہ زیب سے پوچھا۔

جی آپ کو جوائنگ لیٹر مل جائے گا شاید تب آپ کو یقین آ جائے۔شاہ زیب اس کی بات پہ مسکرا کر بولا تو ثانیہ نے اپنا سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

تھینک یو سر۔ثانیہ اپنی چادر سر پہ درست کرتی ہوئی بولی۔

ویلکم۔شاہ زیب نے سر کو خم دیں کر کہا۔

میں جاؤں سر؟ثانیہ نے پوچھا

آپ بیٹھنا چاہتی ہیں تو بیٹھ سکتی ہیں نوایشو۔شاہ زیب مسکراہٹ دانتوں تلے دبائے بولا تو ثانیہ گڑبڑا گئی۔

میں جاتی ہوں سر۔ثانیہ جلدی سے کہتی کیبن سے باہر نکل گی اُس کی اتنی جلد بازی پہ شاہ زیب کتنی دیر تک ہنستا رہا پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اماں

اماں

ثانیہ اپنے گھر آ کر زور زور سے اپنی ماں کو آوازیں لگانے لگی۔

کیا ہوا باجی؟ اتنی زور سے کیوں چلا رہی ہیں کوئی کتا تو پیچھے نہیں پڑ گیا۔ثانیہ کی چھوٹی بہن ہانیہ چھوٹے سے لاؤنج میں آ کر ثانیہ سے کہا جس پہ ثانیہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

اِدھر آ۔ثانیہ نے اس کو اپنی طرف آنے کا کہا تھا

تمہیں پتا ہے میں کہاں گئی تھی آج؟ثانیہ نے خوشی سے پوچھا۔

انٹرویو کے لیے گئی تھی آپ کیا ہوا پھر؟ہانیہ کو اچانک یاد آیا تو دوسرا سوال کیا۔

اماں کدھر ہے ان کو تو آنے دو پھر بتاتی ہوں۔ثانیہ نے۔اس کے گال کھینچ کر کہا۔

اماں نے تو چھت پہ کپڑے سوکھانے کے لیے گئی ہے۔ہانیہ نے کہا۔

اماں کو کیوں بھیجا تم جاتی نہ پتا تو ہے ان مے گھٹنوں میں درد ہوتا ہے سیڑھیاں اُپر نیچے چڑھنا ان کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ثانیہ ہانیہ کی بات پہ اٹھتی ہوئی بولی اور چھت پہ جانے لگی

میں نے کہا تو تھا اماں کو پر انہوں نے کہا وہ خود جا کر ٹھیک سے کپڑے تار پہ لٹکائیں گی۔

ہانیہ نے اپنا دفاع کیا۔

اماں مجھے دیں یہ کپڑے آپ چارپائی پہ بیٹھے۔ چھت پہ آ کر ثانیہ نے زبیدہ بیگم سے کہا جو کپڑے سو کھانے کے لیے تار پہ لٹکا رہی تھی۔

تم رہنے دو ابھی باہر سے آئی ہو تھک گئی ہو گی۔ زبیدہ بیگم نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر محبت سے کہا۔

اماں آپ بیٹھے کوئی نہیں تھکی میں۔ ثانیہ نے ان کو چارپائی پہ بیٹھا کر کہا۔

بہت ضدی ہو۔ زبیدہ بیگم ہار مانتی ہوئی بولی۔

اماں آپ کو ایک خوشی کی بات بتانی ہے میں جب بتاؤ گی نہ آپ دونوں بھی خوش ہو جائے گی۔ ثانیہ نے چادر اُتار کر اپنی ماں اور ہانیہ کو دیکھ کر کہا۔

باجی پھر بتائے نہ مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔ ہانیہ نے بے تابی سے کہا۔

اماں میں جہاں آج انٹرویو پہ گئی تھی وہاں مجھے جاب مل گئی۔ ثانیہ نے خوشی سے چور لہجے میں بتایا۔

ماشااللہ۔ زبیدہ بیگم فورن بولی۔

واہ باجی سیلری کتنی ہے؟ ہانیہ نے پوچھا۔

سیلری تو میں نے نہیں پوچھی۔ ثانیہ پریشانی سے انگلی دانتوں کے بیچ رکھ کر بولی۔

توکیا ہوا اب نوکری تو مل گئی نہ سیلری کا پتا بھی چل جائے گا۔زبیدہ بیگم نے آرام سے کہا۔

ہاں پوچھو گی تو سہی اور اماں آپ کو میں بتا نہیں سکتی وہ کمپنی کتنی بڑی تھی مجھے تو امید ہی نہیں تھی کہ مجھے جاب مل سکتی ہے وہاں وہ بھی بنا کسی بڑے انسان کی سفارش کے بنا۔ ثانیہ نے اپنے دل کی بات کہی۔

بس اللہ کا کرم ہے جس نے امید سے بڑھ کر دیا۔زبیدہ بیگم اس کی بات پہ مسکرا کر بولی۔

یہ تو ہے اماں۔ثانیہ نے ان کی تائید کی۔

ثانیہ جہاں جاب کرو گی وہاں کا ماحول تو اچھا تھا نہ اور تمہارا بوس وغیرہ۔زبیدہ بیگم کسی خدشے کے تحت پوچھنے لگی۔

اماں آج تو انٹرویو کا پہلا دن تھا میرا ایک دن میں کیسے اندازہ لگا سکتی ہوں پر جتنا وقت بھی میں وہاں تھی خود کو بے آرام محسوس نہیں کیا وہاں بہت سارے لوگ کام کرتے ہیں لڑکیاں بھی تو لڑکے بھی۔ثانیہ نے بتایا۔

اور باجی آپ کے بوس ان کا تو آپ نے نہیں بتایا۔ہانیہ جو غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی وہ بولی۔

بوس بھی اچھے تھے میں نے سنا تھا وہاں کے چار دن سے وہاں انٹرویو لیں رہے تھے وہاں کے مینجر پر ریجیکٹ ان کا بوس کر رہا تھا پر آج بوس نے انٹرویو لیا میں تو بہت ڈر گئی تھی کیونکہ مجھ سے پہلے ایک بہت کانفڈنٹ لڑکی گئی تھی مجھے لگا اگر اس کو نوکری پہ نہیں رکھا تو مجھے بھی نہیں رکھیں گے پر بوس کو میری سی وی پسند آئی اس لیے مجھے جاب مل گئی۔ثانیہ نے ایک سانس میں کہہ سنایا۔

یہ نوکری تمہارے قسمت میں تھی تو کسی اور کو کیسے ملتی۔زبیدہ بیگم نے کہا تو ثانیہ مسکرائی۔

اور باجی پلیز خود کو دوسروں سے کمتر مت سمجھا کریں۔زبیدہ بیگم خاموش ہوئی تو ہانیہ نے کہا۔

انسان اب حقیقت سے رخ تو نہیں موڑ سکتا نہ۔ثانیہ آخری جوڑا تار پہ لٹکا کر سادگی سے بولی۔

دنیا میں سے بڑا گناہ یہی ہے دوسروں کو خود سے کمتر سمجھنا پر دوسروں سے خود کو کمتر سمجھنا بھی اچھی بات نہیں بس اللہ جس حال میں بھی رکھیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔زبیدہ بیگم نے کہا۔

جی اماں۔ثانیہ سر جھکا کر بولی۔

اچھا اب جا کر شکرانے کے نفل ادا کرو اگر اللہ امید سے زیادہ چاہ سے زیادہ عطا کریں تو شکر ادا کرنا تو بنتا ہے نہ۔ زبیدہ بیگم نرمی سے بولی۔

جی اماں میں بھی شکرانے کے نفل ہی پڑھنے جا رہی تھی کمرے میں۔ ثانیہ نے بتایا پھر وہ تینوں چھت سے اُتر گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میں آپ کے لیے کچھ لایا ہوں۔ شاہ میر کمرے میں آ کر مہر ماہ سے بولا۔

اچھا اور وہ کیا؟ مہر ماہ متجسس ہوئی۔

یہاں بیٹھے۔ شاہ میر نے پاس پڑے صوفے پہ بیٹھایا اور ہاتھ میں پکڑی شاپرز کھولی۔

واہ گجرے تمہیں پتا ہے مجھے بہت پسند ہیں یہ۔ مہر ماہ نے شاہ میر کو شاپرز سے گجرے نکالتا دیکھا تو خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

مجھے آپ کے بارے میں سب پتا ہے آپ کی پسند ناپسند ہر ایک بات کا۔ شاہ میر مسکرا کر کہتا مہر ماہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُس کی کلائی میں گجرے پہنانے لگا

محبت کے تحفوں میں وقت اور عزت کے بعد

گجرے سب سے انمول تحفہ ہے

شاہ میر لال پھولوں کے گجرے مہر ماہ کی دونوں کلائی میں پہنا کر باری باری وہاں پہ بوسہ دیا مہر ماہ کی آنکھیں نم ہو گئی تھی اس کو سمجھ نہیں آتا تھا کہ شاہ میر اس کی کونسی نیکی کا پھل ہے۔

کیا ہوا آپ کو اچھا نہیں لگا۔ شاہ میر مہر ماہ کی آنکھوں میں نمی محسوس کرتا فکر مندی سے پوچھنے لگا جس پہ مہر ماہ مسکرائی اور اپنا سر شاہ میر کے چوڑے سینے پہ رکھا شاہ میر کو مہر ماہ کی حرکت پہ خوشگوار حیرت ہوئی وہ مسکراتا مہر ماہ کے گرد اپنا حصار قائم کرنے لگا ضروری نہیں ہوتا شاہ کے اگر انسان کی آنکھوں میں نم آئے تو وہ اُداس ہو یا اس کو کوئی بات بری لگی ہے کبھی کبھی انسان اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے نہ کے اس کی آنکھوں میں نمی اُتر آتی ہے۔ مہر ماہ نے شاہ میر کے سینے پہ سر رکھے ویسے ہی کہا تو شاہ میر نے اپنے لب مہر ماہ کے بالوں میں رکھے۔

شاہ تم مجھے اتنے کیوں چاہتے ہو؟ مہر ماہ نے اپنا سر اٹھا کر شاہ میر سے پوچھا۔

وہ تو مجھے خود نہیں پتا میرے لیے تو عشق کا نام اور مطلب میری ماہ ہے۔ شاہ میر کندھے اُچکا کر بولا۔

میں تم سے چار سال بڑی ہوں۔ مہر ماہ نے کہہ کر شاہ میر کے چہرے کے تاثرات دیکھنے چاہے جو پہلے جیسے ہی تھے۔

تو کیا ہوا محبت میں عمر کا کیا کام وہ تو انسان کی روح سے ہوتی نہ کہ وجود سے اِس لیے آپ مجھ سے بڑی ہو یا خوبصورت نہ بھی ہوتی میں نے آپ کو ہی چاہنا تھا کیونکہ میں اِس دنیا میں آیا ہی آپ سے عشق کرنے کے لیے ہوں۔ شاہ میر نے آخر میں مہرماہ کو دیکھ کر ایک آنکھ ونک کی تو مہرماہ نے اس کے بازوں پہ ایک ہلکا تھپڑ رسید کیا

بہت بولنے لگے ہو تم۔ مہرماہ نے اپنا مخصوص جُملا دوہرایا جس پہ شاہ میر اِس بار ہنس پڑا۔

آپ کو پتا ہے جو مرد زیادہ نہیں بولتے نہ وہ اپنی پسندیدہ عورت کے سامنے بہت بولتے ہیں اور آپ میری پسندیدہ عورت میرا عشق ہے اِس لیے آپ سے جتنی بھی باتیں کروں ختم ہی نہیں ہوتی اور نہ دل بھرتا ہے۔ شاہ میر کندھے اچکا کر بولا۔

دل بھرنا چاہیے بھی نہیں۔ مہرماہ نے شاہ میر کے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

بے فکر رہے نہیں بھرے گا۔ شاہ میر مسکرا کر کہتا مہرماہ کو اپنے قریب کر گیا۔

ثانیہ کو جوائننگ لیٹر مل گیا تھا اور آج پیر کا دن تھا یعنی اس کی جاب کا پہلا دن جس کے لیے وہ خوش بھی تھی تو کچھ پریشان بھی پر وہ خود کو سنبھالتی آفس آ گئی تھی جہاں پہنچتے ہی

اس کو بوس کے آفس جانے کا کہا گیا جس پہ ثانیہ اپنا دل مضبوط کرتی کیبن کے باہر کھڑی دروازہ نوک کرنے لگی۔

آجائے۔بھاری آواز سن کر اس کا دل اچھل کر حلق تک آگیا تھا۔

مس ثانیہ افتخار آئے بیٹھے۔شاہ زیب نے لیپ ٹاپ پہ سے نظر اٹھائی تو اس کی نظر ثانیہ پہ پڑی جو آج بھی خود کو کالی چادر میں چھپائے ہوئے تھی اس کو دیکھ کر شاہ زیب کو عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔

شکریہ سر۔ثانیہ بیٹھ کر بولی۔

تو آج جیسے کے آپ کا فرسٹ ڈے ہے تو میں آپ کا ویلکم کرتا ہوں امید ہے کہ آپ اپنا کام جلدی سیکھ جائے گی اور اپنی ذمیداری اچھے سے سنبھالیں گی۔شاہ زیب نے ثانیہ سے کہہ کر تائید کرتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

جی سر میں پوری ایمانداری سے اپنا کام کروں گی آپ کو کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ثانیہ نے جلدی سے کہا۔

گڈ تو اب ہم پہلے سیلری کی بات کرتے ہیں پھر کام کی بات پہ۔شاہ زیب بات بڑھانے کے غرض سے بولا جس پہ ثانیہ نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

ابھی آپ نیو ہے اور ہیں بھی میری اسسٹنٹ تو فلحال آپ کی سیلری چالیس ہزار ہو گی اگر آپ اپنا کام اچھے سے کریں گی تو سیلری بڑھنے کے چانس بھی موجود ہے۔چالیس ہزار سیلری کا سن کر ثانیہ کا وجود جھٹکوں کی زد میں آگیا تھا اس کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیسا ری ایکٹ کریں بیشک اللہ نے اس کو بہت سی آزمائشوں کے بعد اب نواز رہا تھا کہاں وہ دس ہزار کی جاب اور اب کہاں چالیس ہزار مہانہ اِس سے تو ان کے گھر کے سارے مسائل حل ہو سکتے تھے ثانیہ کا دل بے اختیار چاہا کہ یہی پہ سجدہِ شکر ادا کریں۔

جی سر میں سمجھ گئ۔بہت دیر بعد ثانیہ بس یہی بول پائی۔

ٹھیک میں میرے مینجر سے کہتا ہوں وہ آپ کو آپ کا کام بتائے گے اور آپ کو جس چیز کی سمجھ نہ آئے آپ ان سے پوچھ سکتی ہیں۔شاہ زیب نے کہا اور انٹر کام پہ ایک نمبر ڈائل کرنے لگا دوسری طرف تشکر کی حالت میں ثانیہ کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ اتنی بڑی بات امی مجھے آپ اب بتا رہی ہیں پہلے کیوں نہیں بتائی جب میں یہاں آتی جاتی تھی تو۔مہرماہ کو جب سارہ بیگم نے حور اور شاہ زیب کی شادی نہ ہونے کا بتایا تو اُس نے ناراض بھرے لہجے میں کہا۔

تمہاری بھی نئی نئی شادی ہوئی تھی اس لیے سوچا تمہیں پریشان نہیں کیا جائے۔سارہ بیگم نے وجہ بتائی۔

تو کیا میں اب پریشان نہیں ہوئی یہ کارڈ دیکھ کر۔مہرماہ نے ٹیبل پہ پڑا کارڈان کی جانب کرکے بتایا۔

آپ تو اب بھی نہ بتاتی اگر میں یہ کارڈنہ دیکھ لیتی تو چچی جان کا کہنا تھا یہ بہت پہلے سے زین اور حور کی شادی کی تیاریاں ہورہی ہے۔مہرماہ نے ہنوز ناراض لہجے میں کہا۔

مہرماہ اب چھوڑو ایسی باتیں جن کے کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تم بس اپنا چہرہ ٹھیک کرو اور ہاں تم نے حور کی شادی پہ جاناہے اور بلکل ویسے ہی رہنا بات کرنا ہے جیسے پہلے کیا کرتی تھی ویسے بھی زیب اور حور کارشتہ کونسازیادہ پرانہ تھا بس ہم بڑوں نے ایسے بات کی تھی جواب ختم ہوگئ۔سارہ بیگم نے مہرماہ کو سمجھایا۔

پھر بھی زیب کو تو بتاناچاہیے تھا مجھے میری شادی کیا ہوگی آپ لوگوں نے تو پرایا ہی کردیاں مجھے۔مہرماہ کی سوئی ابھی تک وہی اٹکی ہوئی تھی کے اس کو بتایا کیوں نہیں گیا۔

کسی کی اتنی ہمت کے میری بیٹی کو پرایا کریں۔سکندر خان جو باہر سے آرہے تھے مہرماہ کی آخری بات سن کر پوچھنے لگے۔

رہنے دیں ابا جان آپ جان آپ بھی ان سے ملے ہوئے ہیں۔ مہر ماہ نے اپنی آنکھیں گھما کر کہا جس پہ سکندر خان کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی

شرم کرو باپ سے کوئی ایسے بات کرتا ہے۔ سارہ بیگم نے اس کے بازوں پہ تھپڑ مار کر کہا۔

امی جان میری شادی ہو گئی ہے اب آپ مجھے ایسے نہیں مار سکتی۔ مہر ماہ نے یاد کروایا کہ وہ اب شادی شدہ ہے۔

عقل تو پھر بھی نہیں آئی۔ سارہ بیگم نے تاسف سے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔

شاہ ہوتا تو میں دیکھتی آپ کیسے مجھے ایسے مارتی۔ مہر ماہ کو کچھ اور نہ سوجھا تو ان کو شاہ میر کا ڈر دیا جس پہ سکندر خان کے اب سارہ بیگم بھی ہنس پڑی۔

دیکھ لیں بیٹیاں شوہر کو اپنے ماں باپ کا ڈر دیتی ہیں اور ایک ہماری مہرو ہے جو ماں باپ کو شوہر کا ڈر دیں رہی ہے۔ سارہ بیگم نے سکندر خان سے کہا۔

مہرو ناراضگی ختم کرو بس ہمیں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ سکندر خان نے اب کی نرمی سے سمجھایا۔

اچھا آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

بیگم جا کر ہمارے لیے کافی بنانے کا کہے کلثوم بی سے۔سکندر خان نے سارہ بیگم کو مخاطب کیا۔

میں بنا کر آتی ہوں۔مہرماہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

کلثوم بی بنا دیں گی۔سارہ بیگم نے کہا۔

میں بھی اچھی بناتی ہوں کافی۔مہرماہ کہہ کت کچن کی طرف بڑھ گئ سارہ بیگم بس اس کی پشت دیکھتی رہ گئ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا کرر ہی ہو تم؟مہرماہ گھر واپس آئی تو مسکرا کر پری سے پوچھا۔

وہ بھابھی حور آپ کی شادی ہے نہ تو میں آن لائن ڈریسز دیکھ رہی ہوں۔پری نے بتایا۔

شاپنگ تو مجھے بھی کرنی ہے پر آن لائن نہیں مال سے۔مہرماہ نے سر پہ ہاتھ مار کر کہا۔

جلدی کر لیں پھر شادی کے دن قریب ہیں۔پری نے مسکرا کر کہا۔

ہاں میں شاہ سے کہتی ہوں اگر وہ ساتھ چلا تو ٹھیک ورنہ مونا کے ساتھ شاپنگ کر لوں گی۔مہرماہ اٹھتی ہوئی بولی۔

میر کمرے میں ہے۔پری نے بتایا۔

آج یونی سے جلدی آگیا۔مہرماہ کو حیرت ہوئی

ہمم اور اب کمرے میں ہے جانے کیا کر رہا ہے۔پری نے مزید کہا۔

میں جا کر دیکھتی ہوں۔مہرماہ کہتی اپنے اور شاہ میر کے مشترکہ کمرے کی طرف آئی۔

مہرماہ اندر آئی تو شاہ میر کو کھڑی کے پاس کسی سے بات کرتا ہوں دیکھا تو بیڈ پہ آ کر بیٹھ گی اور شاہ میر کو کال پہ بات کرتا دیکھنے لگی

ریان تمہیں ایک ہفتہ نہیں ہوا لنڈن گئے اور اب تم نے شادی بھی کر لی مجھے بتانا تک گوارا نہیں کیا۔شاہ میر کا لہجہ سخت تھا۔

یار میر میں کیا بتاتا تمہیں جب کی میں خود ابھی تک شاک میں ہوں ڈیڈ نے زبردستی اپنے دوست کی بیٹی میرے سر پہ تھوپی ہے۔دوسری طرف ریان کی مسکین بھری آواز آئی۔

تو کیا تم پہلے اس کو نہیں جانتے تھے؟شاہ میر نے پوچھا

جانتا تھا پر اتنا بھی نہیں جیسے یہ کہ اس کا نام مہرین ہے اور وہ لنڈن کی یونی میں لیکچرار ہے۔ریان نے صاف گوئی سے کہا۔

تمہیں کوئی پسند بھی تو نہیں تھی پھر اچھا ہے انکل کی پسند سے ہو گئی ہے شادی۔شاہ میر اب آرام سے بولا مہرماہ بہت غور سے اس کو باتیں کرتا سن رہی تھی شاہ میر جو کھڑکی کے سامنے کھڑا ریان سے بات کر رہا تھا مہرماہ کو دیکھا تو اس کی طرف آیا اور بیڈ پہ آ کر

مہر ماہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا جب کی موبائل فون کان کے پاس ہی تھا مہر ماہ مسکراتی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

ہاں پر انسان کی اپنی بھی کوئی پسند ہوتی ہے کوئی آئیڈیل ہوتا ہے میرا تو فلحال شادی کا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا۔ ریان نے کہا۔

اچھا اب فضول باتیں نہیں کرو شادی کرلی ہے تو اس کو سچے دل سے نبھانا بھی۔ شاہ میر نے ٹوک کر کہا۔

نبھانا تو پڑے گا میں نے کب انکار کیا۔ ریان ہنس کر بولا۔

ٹھیک ہے اب میں کال رکھتا ہوں۔ شاہ میر مہر ماہ کو دیکھ کر بولا۔

بائے۔ ریان نے کہا تو شاہ میر نے کال کاٹ دی۔

ریان کتنا عجیب نام ہے۔ شاہ میر نے فون دور کیا تو مہر ماہ نے کہا۔

عجیب نہیں ہے جنت کے دروازے کا نام ہے۔ شاہ میر نے مہر ماہ کے بالوں کی لٹوں میں اپنی انگلی گھما کر بولا۔

جنت کے دروازے کا نام۔ مہر ماہ پر سوچ لہجے میں بولی پھر اچانک یاد آیا تو کہا۔

ہاں پتا ہے جنت کے آٹھ دروازے ہوتیں ہیں ایک کا نام ریان ہوتا ہے جس میں بس روزے دار ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ مہر ماہ نے کہا تو شاہ میر نے اپنا سر ہلایا۔

کل مجھے تم نے شاپنگ پہ لیں جانا ہے۔مہر ماہ نے کہا۔

کہیں تو آج لیں چلوں۔شاہ میر نے کہا۔

آج تو بہت دیر ہو گئی ہے کل صبح چلیں گے۔مہر ماہ نے کہا۔

جیسے آپ کی مرضی۔شاہ میر نے کہا۔

کیا واقع باجی چالیس ہزار سیلری ہے آپ کی۔ثانیہ جاب سے واپس آکر اپنی سیلری کا بتایا تو ہانیہ نے حیرت سے کہا۔

ماشاللہ کہو۔زبیدہ بیگم نے ٹوکا۔

ہاں اگر میں ٹھیک سے کام کروں گی تو زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

پھر ڈن ہوا آپ اپنی پہلی سیلری ملتے ہی مجھے میری مرضی کی شاپنگ کروائے گی۔ہانیہ نے چہکتے ہوئے کہا

او کے ڈن۔ثانیہ نے کہا۔

میں مغرب کی نماز پڑھ لوں۔زبیدہ بیگم اٹھتی ہوئی بولی۔

باجی آپ کے فون پہ صبح مہرو باجی کی کال آئی تھی۔ہانیہ نے بتایا۔

مہرو کی کال میں آج جلدی گئی تھی تو فون لیکر جانا ہی بھول گئی تھی۔ثانیہ سر پہ ہاتھ مارتی ہوئی کمرے میں جانے لگی۔

بات کر لے ان سے بہت خفا تھیں آپ سے آپ ان کی شادی پہ جو نہیں گئی تھی۔ہانیہ نے اس کو جاتا ہوا دیکھا تو بتایا۔

میں منالوں گی۔ثانیہ کہتی کمرے میں آکر اپنا فون اٹھا کر مہرو کا نمبر ڈائل کیا مگر بہت بار کرنے پہ کوئی رسپانس نہیں ملا تو اس نے کال کرنا چھوڑ دیا اور بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہرماہ دوسرے دن شاہ میر کے ساتھ مال آئی تھی شاپنگ کرنے کے لیے وہ شاہ میر کو جینز شاپ میں اپنے لیے شاپنگ کرنے کا کہتی خود لیڈیز ڈریسز کی جانب آئی تھی۔مہرماہ نے سیل گرلز سے مایوں، مہندی، نکاح، اور ولیمے کے مطابق ڈریسز دیکھانے کا کہا تو سیلز گرلز مسکراتی کپڑوں کی لیٹسٹ کلیکشن اس کو دیکھانے لگی پہلے مہرماہ نے ولیمے کی ڈریس لینے کا سوچا پر اس کو سمجھ نہیں آیا کہ کونسا ڈریس لیں کیونکہ اس کو سب اچھے لگ رہے تھے۔

ایسا کریں آپ ایک یہ ڈریس پیک کر دیں۔مہرماہ نے ایک پیلے رنگ کی قمیض اور پاجامہ سیلز گرل کو پیک کرنے کا کہا جس کے گلے پہ پیلے پھولوں کا خوبصورت کام کیا

گیا تھا ڈوپٹہ جب کی اس کا گرین تھا جس کہ اطراف موتی لٹک رہے تھے۔ مہرماہ نے بس ایک ڈریس ہی سلیکٹ کیا تھا جب شاہ میر اس کے پاس آیا۔

تم نے کرلی شاپنگ۔ مہرماہ نے حیرت سے پوچھا۔

جی پر آپ نے ابھی تک نہیں کی۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔ مہرماہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

آپ کپڑے خریدنے وقت سوچا نہ کریں میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا آپ جو بھی پہنے گی اچھی ہی لگے گی۔ شاہ میر نے اپنی بلو آنکھوں میں چمک لیے مہرماہ سے کہا تو مہرماہ کا چہرہ بلش کرنے لگا کیونکہ پاس کھڑی سیلز گرلز ان کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

شاہ ہم گھر پہ نہیں ہے۔ مہرماہ نے۔ اس کو احساس کروانا چاہا۔

آپ مہندی کے لیے یہ ڈریس پہنے گی۔ شاہ میر نے ایک براؤن میکسی کی طرف اشارہ کیے کہا مہرماہ نے دیکھا تو اس کو بھی بہت پسند آئی کیونکہ میکسی کافی سمپل سی تھی گول گلے۔ والی جس کے ساتھ سفید رنگ کی موتیوں کی مالا تھا۔

شادی کے لیے یہ۔ شاہ میر تھوڑا آگے جاتا ایک ڈریس لیکر مہرماہ کے پاس آیا جو کی چاکلیٹی کلر کا لہنگا تھا جس پہ سیم کلر کی کڑھائی کی گئی تھی۔

ولیمے لے لیے آپ یہ پہنے گی۔شاہ میر نے خود ہی مہرماہ کی شاپنگ کی مہرماہ ستائش نظروں سے شاہ میر کے بتائے گئے ڈریسز دیکھ رہی تھی جب کی کچھ سیلز گرلز بھی اپنا کام بھولائے شاہ میر کو دیکھ رہی تھی۔

فراق ٹھیک رہے گا؟مہرماہ نے گولڈن کلر کا فراق دیکھا تو شاہ میر سے کنفرم کرنا چاہا۔

ہاں آپ پہنے گی تو اِس فراق کی قیمت بڑھ جائے گی۔شاہ میر نے اپنی مسکراہٹ ضبط کیا مہرماہ کے سرخ پڑتے گالوں کو دیکھ کر کہا۔

ہاؤ رومانٹک۔ایک سیلز گرل شاہ میر کی بات سنتی اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی بولی تو مہرماہ نے گھور کر شاہ میر کے ہاتھ سے وہ فراق لیا اور سب ڈریسز سیلز گرل کو پیک کرنے کا کہا۔

اب جوتوں کی خریداری کرنی ہے۔مہرماہ اور شاہ میر ڈریسز خریدنے کے بعد باہر آئے تو مہرماہ نے کہا۔

چار ڈریسز خریدنے میں دوپہر لگادی آپ نے اب میچنگ جوتوں میں شام کردیں گی پھر میچنگ جیولری میں رات لگادی دیں گی۔شاہ میر نے مہرماہ کو چھیڑنے نے کی خاطر کہا ورنہ اس کو مزہ آرہا تھا مہرماہ کے ساتھ شاپنگ کرنے میں کیونکہ مہرماہ کے ساتھ باہر آنا اس کا پہلا تجربہ تھا اُس سے پہلے شادی کی شاپنگ سب عورتوں نے کی تھی جس میں شاہ

میر کا کوئی عمل دخل نہیں تھا بس اس نے شادی کا جوڑا مہر ماہ کے لیے خود خرید کر ہانم بیگم کو دیا تھا کہ وہ مہر ماہ کو دیں۔

ابھی تو پہلی بار شاپنگ کرانے آئے ہو اور ایسے بول رہے ہو پوری زندگی کیا کرو گے؟ مہر ماہ نے شاہ میر کی بات پہ اس کے بازوں پہ چٹکی کاٹ کر کہا جس پہ شاہ میر بُلبُلا اٹھا۔

کتنی ظالم ہیں آپ۔ شاہ میر ایک ہاتھ میں بیگز پکڑتا دوسرے ہاتھ سے اپنا بازوں سہلاتا ہوا بولا

زیادہ لگی کیا؟ مہر ماہ فکر مند ہوئی۔

نہیں میں تو مزاق کر رہا تھا۔ شاہ میر بولا تو مہر ماہ نے اب کی اور زور سے اس کے بازوں پہ چٹکی کاٹی جس پہ شاہ میر اب کی ضبط کر تا رہ گیا کیونکہ مہر ماہ نے دوبارہ بھی وہی چٹکی کاٹی تھی۔ مہر ماہ شاہ میر کے ساتھ مل کر میچنگ سینڈلز لیے پھر وہ دونوں جیولر کے پاس گئے جہاں مہر ماہ نے اپنی ڈریسز سے میچنگ سمپل سی جیولری لی جو کہ شاہ میر کی پسند کی تھیں ساری شاپنگ ختم ہونے کے بعد شاہ میر کاؤنٹر کی جانب آتا بل پے کرنا اس کے بعد شاہ میر مہر ماہ کو فوڈ کارنر میں جانا کا کہتا خود باہر اپنی گاڑی کے پاس آیا اور سارے بیگز

گاڑی میں رکھ کر گاڑی کا دروازہ لاک کرتا خود بھی فوڈ کارنر کی جانب آیا جہاں مہرماہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

آرڈر کیا آپ نے؟ شاہ میر کرسی مہرماہ کے پاس کرتا اس پہ بیٹھ کر مہرماہ سے سوال کیا۔

ہاں کر لیا ہے میں نے چچی کو میسج بھی کر دیا کہ رات کے کھانے پہ ہمارا ویٹ نہ کریں۔ مہرماہ نے بتایا۔

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا رات ہو جائے گی ہو گئی نہ رات۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

جی جی آپ تو بہت بڑے نجومی ہیں۔ مہرماہ نے شاہ میر پہ میٹھا طنزیہ کیا جو شاہ میر نے ہنس کر قبول کیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ زیب اپنے کمرے کی بالکنی کے پاس کھڑا تھا جب کی دماغ پورا اس کا ثانیہ کے بارے میں سوچنے میں لگا ہوا تھا۔

شاہ زیب کنٹرول کنٹرول۔ شاہ زیب سر جھٹکتا گہری سانس لیکر خود سے بولا۔

میں کیوں اس کے بارے میں سوچ رہا ہوں مانتا ہوں پیاری اور معصوم تھی پر اس کا مطلب یہ تو نہیں میں اس کو یاد کرنے لگ پڑوں۔ شاہ زیب نے خود کو باور کروایا۔

اففف میں پاگل ہو جاؤں گا۔ شاہ زیب نے اپنا ہاتھ زور سے اپنے سر پہ مارا اور صوفے پہ بیٹھ گیا

میں نے غلطی کر دی اس کو اپنی اسسٹنٹ بنا کر اب ہر پل میری نظروں کے سامنے رہے گی تو میں کیسے اس کے خیالوں سے چھٹکارا حاصل کروں گا۔شاہ زیب اب کی فکر مند ہوا۔

یا اللہ میں کہاں پیار کے چکر میں پڑ گیا اچھا خاصا خوشحال تو تھا اپنی زندگی میں یہ پیار نامی بلا کیوں میرے پیچھے پڑ گئ۔شاہ زیب اچانک کہتا چونک اٹھا۔

پیار؟شاہ زیب نے خود سے سوال کیا۔

اچھا مزاق ہے میں کونسا اس کو جانتا ہوں یا باتیں ہوئی ہیں جو مجھے اس سے پیار ہو جائے گا۔شاہ زیب نے خود کی بات رد کی۔

پر پیار تو ایک لمحے میں ہو جاتا ہے۔شاہ زیب کے اندر سے آواز آئی۔

ہاں تو ہوتا ہو گا میں شاہ زیب ہوں اور شاہ زیب سکندر کو کوئی زِیر نہیں کر سکتا وہ چھٹانک بھر کی لڑکی تو بلکل نہیں۔شاہ زیب کی آنکھوں کے سامنے ثانیہ کا خوبصورت نازک سراپا آیا تو اس نے خود کو یقین دلانا چاہا پر دل نے کب کسی کی سنی ہے جواب شاہ زیب کی سنتا۔

ثانیہ افتخار

ثانیہ شاہ زیب۔گڈ ساؤنڈ۔شاہ زیب اتنا کہتے مسکرانے لگا۔

میر کی طرح میں بھی مجنوں بن گیا تو؟ شاہ زیب کو اب ایک اور فکر لاحق ہوئی۔

میر کو سائیڈ پہ کرتا ہوں اور بس اپنے بارے میں سوچتا ہوں ویسے بھی ہر ایک کے پیار کرنے کا اپنا طریقہ ہوتا ہے۔ شاہ زیب مسکراتا اپنے ہاتھ سر کے پیچھے لیں جا کر صوفے پہ رکھیں اور اپنا سر ان پہ ٹکاتا مسکراتی نظروں سے آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔

بہت گہرے خیالوں میں

محبت کے حوالوں میں

تمہارا نام آجانا

مجھے اچھا سا لگتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر ماہ حور کے مایوں میں جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی جب شاہ میر کمرے میں اندر داخل ہوا مہر ماہ کی اس پہ نظر پڑی وہ مسکرائی۔

آ گئے تم اب جلدی سے تیار ہو جاؤ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے چچی جان والے سب تیار ہیں۔ مہر ماہ عجلت میں کہتی وارڈروب کی جانب بڑھی تاکہ شاہ میر کے کپڑے نکال

سکے۔جب کی شاہ میر مہر ماہ کو دیکھنے میں مگن تھا جو مایوں کے پیلے جوڑے میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی جس کا ڈوپٹہ فلحال بیڈ پہ پڑا ہوا تھا چہرے پہ ہلکا سا میک اپ اور آنکھوں میں آئی لائنر کی لکیر کھینچی ہوئی تھی جب کی ہونٹوں پہ ڈارک ریڈ کلر کی لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی شاہ میر کی آنکھیں مسلسل مہر ماہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جب کی دل زور سے دھڑک تھا مہر ماہ کو ایسے دیکھتے ہوئے۔

میں تمہارا ڈریس استری کر کے وارڈروب کے ہینگر میں لٹکا دیا تھا۔مہر ماہ نے پیلے کلر کُرتا شاہ میر کی طرف بڑھائے کہا شاہ میر مہر ماہ کی آواز سن کر ہوش میں آتا کپڑے لیکر بیڈ پہ رکھے اور خود مہر ماہ کی طرف آیا جو دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل کی جانب جا رہی تھی شاہ میر نے مہر ماہ کی کلائی پکڑ کے کر اپنے روبرو کیا۔

شاہ کیا کر رہے ہو لیٹ ہو رہا ہے ہمیں۔مہر ماہ نے جھنجھلا کر شاہ میر سے کہا۔

آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔شاہ میر مہر ماہ کے چہرے پہ آتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کرتا ہوا بولا۔

جانتی ہوں۔مہر ماہ نے اِترا کر کہا۔

اور کیا جانتی ہیں آپ؟شاہ میر نے دلچسپی سے مہر ماہ کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر پوچھا

یہی کے اب تم مجھے اپنی باتوں میں لگا کر وقت کا ضائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ مہر ماہ نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر شاہ میر کو بازوں سے پکڑ کر واشر روم کی جانب دھکیلتے ہوئے کہا۔

یار ماہ آپ تو ظالم ہیں مجھے تو ابھی آپ کو جی بھر کے دیکھنا تھا۔ شاہ میر نے منہ بنا کر کہا جس پہ مہر ماہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

تمہارا جی کبھی نہیں بھر سکتا اِس لیے اب جو میں کہہ رہی ہو وہ کرو۔ مہر ماہ بیڈ سے شاہ میر کے کپڑے اٹھا کر اس کے ہاتھوں میں تھما کر بولی۔

افففف۔ شاہ میر اتنا کہہ کر واشروم میں بند ہو گیا مہر ماہ شاہ میر کی حالت انجوائے کرتی خود اپنے کام میں لگ گئی۔

مہر وبھابھی امی کہہ رہی ہیں ہم لوگ جا رہے ہیں آپ اور میر تیار ہو کر آ جاناان کو بار بار پھپھو کا فون آ رہا ہے اس لیے ہم جا رہے ہیں۔ مہر ماہ اپنے بالوں کا اسٹائل بنا رہی تھی جب پری دروازہ نوک کرتی اندر داخل ہوتی ہوئی بولی۔

ٹھیک ہے شاہ تیار ہو جائے ہم بھی آتے ہیں پھر۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا تو پری سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

شاہ میر واشروم سے نکلا تو مہر ماہ تیار سی موبائل میں مگن تھی۔

آپ ہو گئی تیار۔ شاہ میر اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

جی کب کی پر یہاں تو سسٹم ہی اُلٹا ہے کہاں شوہر تیار سا اپنی بیوی کہ تیار ہونے کے انتظار میں ہوتا ہے اور ایک میں ہوں جو تیار ہو کر اپنے شوہر کے انتظار میں ہوں۔ شاہ میر کے پوچھنے پہ مہرماہ جل کے بولی۔

ریلیکس میری جان۔ شاہ میر نے مہرماہ کو تپایا جب کی مہرماہ شاہ میر کے میری جان کہنے پہ بس گھور کر رہ گئی۔

مجھے یونی میں دیر ہو گئی تھی آج بہت کام تھا وہاں ورنہ اُلٹا سسٹم نہیں ہوتا۔ شاہ میر نے وضاحت دی۔

ٹھیک ہے پر اب جلدی کرو سب نکل گئے ہیں۔ مہرماہ نے کہا۔

اچھی بات ہے پھر تو ہم آرام سے اکیلے جائے گیں۔ شاہ میر مہرماہ کی بات پہ خوش ہوا۔

شاہ اب میں تم کیا کہوں۔ مہرماہ اتنا کہتی خاموش ہو گئی جس پہ شاہ میر مسکراتا اپنے کُرتے کے کف اُپر کرنے لگا اپنے بال سیٹ کرنے کے بعد شاہ میر نے اپنے ہاتھ میں گھڑی پہنی پھر خود پہ پرفیوم چھڑکنے کے بعد خود کا جائزہ لینے لگا۔

اوسم۔ شاہ میر خود کی تعریف کہتا مہرماہ کے پاس آیا۔

میں ریڈی ہوں چلیں۔ شاہ میر نے مہرماہ سے کہا جس پہ مہرماہ نے شاہ میر کو دیکھا پھر دل میں ماشاللہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیاہوااُداس بُلبُل ؟سالار نے شاہ زیب سے پوچھاجو رکہ مایوں کے فنکشن میں کونے پہ رکھی ٹیبل پہ خاموش بیٹھاہوا تھاحور کے مایوں کی رسم گھر کے باہر لان میں کی گئ تھی جہاں مہمانوں کے بیٹھنے کا بہت اچھے سے انتظام کیا تھا پورا لان لائٹس کی روشنیوں سے جگمگا رہا تھامایوں کی رسم لڑکالڑکی ایک ساتھ تھی۔

کچھ نہیں۔شاہ زیب نے بُلبُل نام پہ بنا کوئی تاثر دیئے کہا۔

کچھ تو ہوا ہے ورنہ جہاں شاہ زیب سکندر ہو وہاں خاموشی بھی ہو ایسا تو ناممکنات میں سے ہے۔سالار نے مشکوک نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔

بات ہوتی تو ضرور بتاتا۔شاہ زیب نے کہا۔

توں تم نہیں بتانے والے؟سالار نے کنفرم کرنا چاہاشاہ زیب نے سالار کو دیکھا پھر گہری سانس بھر کر اس کو بتانے کا سوچا۔

مجھے لگ رہا ہے کہ مجھے محبت ہو گئ ہے۔شاہ زیب اتنا کہہ کر چپ ہوا پر دوسری طرف سالار کی طرف سے نور سپانس جان کر اس نے ٹیری نظر سے اس کو دیکھا جو بس اس کو تک رہا تھا۔

میں نے کچھ کہا۔شاہ زیب نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اچھا مذاق تھا۔سالار سر جھٹکتا ہوا بولا۔

مجھے دیکھ کر تمہیں لگ رہا ہے کہ میں مذاق کر رہا ہوں؟ شاہ زیب نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کیے کہا جہاں بہت سنجیدگی تھی۔

لگ تو نہیں رہا۔ سالار اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھتا شاہ زیب کے چہرے کو بغور دیکھتا ہوا بولا جس پہ شاہ زیب کو تپ چڑھی اور اس نے ایک مکہ سالار کے بازوں پہ دیں مارا جس سے سالار ہنس پڑا۔

اچھا زیب اگر تم سیریس ہو تو یہ بھی بتا دو کہ کون ہے وہ خوش نصیب جس نے تمہارا دل اپنے قبضے میں کر لیا۔ سالار نے پوچھا

جب اس کا نام میرے نام سے جڑ جائے گا نہ حلال طریقے سے اور ہمیشہ کے لیے پھر تمہیں پتا چل جائے گا وہ کون ہے۔ شاہ زیب تصور میں ثانیہ کو یاد کرتا ہوا بولا۔

واہ جی واہ اب تم نام بھی نہیں بتا رہے۔ سالار کو شاہ زیب کی بات پہ کافی حیرت ہوئی اس کا شاہ زیب آج بہت بدلا بدلا ہوا سا لگ رہا تھا۔

ہاں کیونکہ محبت کی پہلی شرط عزت کرنا اور دوسری شرط اعتبار کرنا ہوتا ہے اس لیے میں ان اس کا نام نہیں لیں رہا میں نہیں چاہتا بنا کسی جائز رشتے کے میں اس کا نام تمہارے سامنے یا کسی اور کے نام لوں کیونکہ جن سے محبت کی۔ جاتی ہے اس کا نام ایسے ہی نہیں لیا جاتا۔ شاہ زیب کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

بدلے بدلے سرکار نظر آرہے ہیں۔ سالار شاہ زیب کی بات کا بُرا مانے بنا مسکرا کر اس کو چھیڑنے لگا جس پہ شاہ زیب بھی مسکرا دیا۔

لو آگیا میر اور مہرو بھی آگئی۔ سالار نے اینٹرس کی طرف دیکھ کر شاہ زیب سے کہا تو شاہ زیب بھی اس کی طرف دیکھنے لگا جہاں شاہ میر کے ساتھ مہرماہ مسکراتی ہوئی آرہی تھی مہرماہ کو اتنا خوش دیکھ کر شاہ زیب کے اندر سکون کی لہر دوڑ گئی۔

چلتے ہیں پھر ہم بھی اسٹیج کی طرف۔ شاہ زیب اٹھتا ہوا سالار سے بولا تو سالار بھی اُٹھ کھڑا ہوا پھر دونوں مل کر ان میں سیٹ کیے اسٹیج کی طرف گئے جہاں چہرے پہ ڈوپٹہ اوڑھے حور سر جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی اور پاس کھڑی عورتیں رسم کر رہی تھی۔

کیسی ہو؟ مہرماہ حور کے پاس بیٹھ کر بولی

ٹھیک تم کسی ہو؟ حور نے۔ آہستہ آواز میں بتا کر پوچھا۔

میں الحمداللہ۔ مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

کیا حال ہے بھئی۔ سالار اور شاہ زیب شاہ میر کے دائیں بائیں کھڑے ہوتے ہوئے پوچھنے لگے شاہ میر جو مہرماہ کی مسکراہٹ دیکھ رہا تھا سالار کی آواز پہ چونک اٹھا۔

ٹھیک آپ سنائے۔ شاہ میر سالار کے گلے ملتا ہوا بولا۔

ہم بھی ٹھیک۔ سالار نے جواب دیا پھر شاہ میر شاہ زیب سے ملنے لگا۔

آپ کیسے ہیں۔شاہ میر نے شاہ زیب سے پوچھا تو اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی سالار نے کہا۔

زیب کو مشورہ چاہیے تم سے۔سالار کی بات پہ شاہ زیب نے اُلجھن زدہ نظروں سے۔ سالار کو دیکھا جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

مجھ سے مشورہ وہ بھی شاہ زیب بھائی کو چاہیے۔شاہ میر حیرانکن لہجے میں بولا۔

ہمم بلکل۔سالار نے کہا تو شاہ زیب نے اس کو آنکھیں دیکھائی جو جانے کیا بکواس کرنے والا تھا۔

کس بارے میں مشورہ۔شاہ میر اب پوری طرح سالار کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

صاحبِ عقلمند ہو تو مشورہ دیجئے

احتیاط سے عشق کرون، یا عشق سے احتیاط

مشورہ آپ کو چاہیے یا نہیں؟ سالار شعر پڑھ کر چپ ہوا تو شاہ میر شاہ زیب کی طرف اشارہ کیے بولا جب کی شاہ زیب کا بس نہیں چل رہا تھا سالار کو شوٹ کر دیتا جو اس کے راز کو پانچ منٹ بھی اپنے پاس نہیں رکھ پایا تھا۔

تم بس مشورہ دو۔ سالار نے بڑے ادب سے کہا۔

احتیاط سے عشق کریں کیونکہ عشق سے احتیاط نہیں ہوتا یہ تو بس جب ہونا ہوتا ہے ہو جاتا ہے پھر ان کے علاوہ ہر انسان سے اُلجھن ہوتی ہے۔ شاہ میر مہرماہ کی طرف دیکھ کر بولا جو اپنے ہاتھوں میں اب سفید کلر کے گجرے پہن رہی تھی جو بڑے سے تھال میں رکھے ہوئے تھے۔

بات تو بہت اچھی کی تم نے ہو تو سب سے چھوٹے پر کبھی کبھی عقل میں سب کو مات دے جاتے ہو۔ سالار شاہ میر کی بات پہ تالیاں بجاتا ہوا بولا شاہ زیب بس شاہ میر کو دیکھ رہا تھا جس کی بلو آنکھیں چمک رہی تھی شاہ زیب کو یہ چمک عجیب لگتی تھی جو بس مہرماہ کی موجودگی میں ہی شاہ میر کی آنکھوں میں ہوتی تھی یا پھر جب مہرماہ کا ذکر ہوتا۔

عقل کا تعلق عمر سے نہیں سوچ اور دماغ سے ہوتا ہے۔ شاہ میر سالار کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا بول کر مہرماہ کے پاس جانے لگا شاہ میر کی بات سالار کو سمجھ نہیں آئی پر شاہ زیب نے بڑی مشکل سے امڈنے آنے۔ والے قہقہہ کا گلا گھونٹا تھا۔

یہ میر کیا کہہ گیا مطلب کیا تھا اِس بات کا؟ سالار نے شاہ زیب سے پوچھا۔

کچھ نہیں، شاہ زیب نے ٹالا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے سالار جو میر ہے یہ بے عزتی بہت عزت سے کر جاتا ہے۔شاہ زیب کچھ دیر خاموش ہونے کے بعد کہتا نو دو گیارہ ہو گیا سالار کو پہلے سمجھ نہیں آیا مگر جب آیا تو اس نے گھور کر شاہ میر کو دیکھا جو مہرماہ سے کوئی بات کر رہا تھا۔

یہ کل کا بچہ مجھے کم عقل کہہ گیا تھا۔سالار خود سے بڑبڑاتا وہاں سے نکلتا دوسری سمت جانے لگا۔

آآآہ۔سالار جو خود سے بڑبڑاتا جانے لگا تھا سامنے سے آتی پری کو نہیں دیکھ پایا جس سے پری جو ہاتھوں میں پھولوں کا تھال لیے جا رہی تھی سالار سے ٹکر لگنے کی وجہ سے وہ دھڑام گرنے والی تھی پر سالار نے اس کو تو گرنے سے بچا یا پر پھولوں کو نہیں جواب نیچے گر کر اپنی حالت پہ افسوس کر رہے تھے۔

تم ٹھیک ہوں؟سالار پری کی اتنی چیخ پہ پوچھنے لگا۔

جی سالار بھائی میں ٹھیک ہوں پر آپ نے پھولوں کا ہاتھ گرا دیا۔پری نے پریشانی سے کہا۔

سوری میرا دھیان نہیں تھا۔سالار نیچے بیٹھ کر پری سے بولا اور ساتھ ہی تھال میں پھول ڈالنے لگا۔

میرا ابھی پورا دھیان اِن پھولوں کو دیکھنے میں تھا۔پری بھی نیچے بیٹھ کر سالار سے بولی۔

اِس لیے تو ٹکر ہو گئ۔ سالار نے مسکرا کر کہا۔

شکریہ۔ پری نے سالار کے ہاتھوں سے تھال لیکر کہا جس میں اب سالار نے ترتیب سے پھول رکھے ہوئے تھے۔

شکریہ کی کیا بات سالار اٹھتا ہوا بولا تو پری مسکرا کر سر ہلاتی پاس سے گزر گئ۔

ماہ اب ہمیں گھر چلنا چاہیے۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد شاہ میر نے مہر ماہ سے کہا

کیا ہو گیا ہے شاہ ہمیں رات تک یہی رہنا ہے۔ مہر ماہ نے بتایا۔

شام تو ہو گئ ہے۔ شاہ میر ہاتھ میں بندھی گھڑی پہ وقت دیکھتا ہوا بولا۔

میر کیا بات ہے جلدی کیوں مچا رہے ہو تمہاری کزن کی رسم کا فنکشن ہے چپ چاپ بیٹھے رہو ایسے بچوں کی طرح ضد نہیں کرو۔ مہر ماہ کے بجائے اِس بار ہانم بیگم شاہ میر کو آنکھیں دیکھاتی ہوئی بولی جس سے شاہ میر کو نا چاہتے ہوئے بھی چُپ ہونا پڑا۔

کھانا لگ گیا ہے چلیں۔ کچھ دیر بعد آیان ان کے پاس آتا ہوا بتانے لگا۔

کھانا تو ہم نے گھر پہ کھانا تھا۔ شاہ میر نے کہا تو مہر ماہ کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لیں۔

شاہ ہم ہی نہیں سب مہمان یہاں کھانا کھائیں گے۔ مہر ماہ نے شاہ میر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے سب کی طرف اشارہ کیے بتانے لگی جو سب اب ٹیبل پہ بیٹھے کھانے سے لطف اندروز ہو رہے تھے۔

میرا اگر تم ان کمفرٹیبل ہو تو اندر کھانا کھا سکتے ہو۔ نادیہ بیگم جو حور کو اپنے کمرے میں چھوڑنے کے لیے آرہی تھی شاہ میر کو اِس طرح ری ایکٹ کرتا دیکھا تو نرمی سے کہا جب کی ہانم بیگم خوامخواہ شرمندہ ہو گئ تھی۔

نہیں پھپھو میں یہاں کھالوں بس ماہ سے ایسے ہی پوچھا۔ شاہ میر نے سہولت سے انکار کیا ورنہ دل تو یہی چاہ تھا اُس کا مہرماہ کے ساتھ اکیلے کھانا کھانے کا نادیہ بیگم شاہ میر کی بات پہ مسکرائی اور حور کو لیکر چلی گئ جب کی مہرماہ شاہ میر کو لیکر پاس پڑی میز کی طرف آئی جس کا اطراف کرسیوں کی قطار تھی جہاں ہانم بیگم سارہ بیگم حمیرا بیگم شاہ زیب سالار پری آیان بیٹھے ہوئے تھے۔ مہرماہ وہاں سے کے پاس آکر بیٹھی تو شاہ میر بھی اس کے برابر والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھا مہرماہ کو بیٹھتے دیکھ حمیرا کا منہ بن گیا تھا جس کا نوٹس بس شاہ زیب نے لیا تھا۔

نہاری کھاؤ کراچی کی فینس ڈس میں اِس کا شمار ہوتا ہے۔ مہرماہ پہلے شاہ میر کی پلیٹ میں کھانا سرو کرتی ہوئی بولی۔

اوکے۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا مہرماہ شاہ میر کو کھانا سرو کرتی اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہوئی جب شہیر ان کے پاس آیا۔

اسلام علیکم۔ شہیر مہر ماہ کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھ کر سب کو سلام کیا جس کا جواب سب نے دیا تھا سوائے شاہ میر کے اُس کا موڈ پل بھر میں خراب ہو گیا تھا شہیر کو دیکھ کر دوسرا اس کو مہر ماہ کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھا دیکھ کر تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

شاہ ٹھیک سے کھانے پہ دھیان دو بس صبح ناشتہ ہی کیا تھا تم نے۔ مہر ماہ شاہ میر کو کھانے کی پلیٹ کو بس گھورتا پایا تو ڈانٹ کر کہا جس پہ سب کھانے کھاتے ہوئے مسکرا دیئے تھے اس کی شاہ میر کے لیے فکر دیکھ کر۔

رائس پاس کیجئے گا مجھے۔ شاہ میر نے بس اتنا کہا مہر ماہ شاہ میر کی بات سنتی بریانی کی پلیٹ اٹھانے ہی والی تھی جب شاہ میر اچانک سے اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ پکڑ لیا کیونکہ شہیر نے بس بریانی کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا ایسے میں اگر مہر ماہ کا اور شہیر کا ہاتھ ایک دوسرے سے مس ہو سکتا تھا پر شاہ میر فورن سے مہر ماہ کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لے چُکا تھا۔

شاہ؟ سب کے سامنے شاہ میر کی یہ حرکت مہر ماہ کو پسند نہیں آئی شاہ میر نے مہر ماہ کے چہرے پہ ناپسندیدگی کے تاثرات دیکھے تو اس کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گیا سب نے پریشانی سے اس کو جاتا دیکھا۔

میر کو کیا ہو گیا؟ ہانم بیگم شاہ میر کو بیچ کھانے پہ اُٹھتا دیکھا تو مہر ماہ سے پوچھا جو خود حیرت میں تھی جب کے سالار سمجھ گیس تھا شاہ میر کو پھر جیلسی کا دورہ پڑا ہے

پتا نہیں چچی جان میں جا کر دیکھتی ہوں۔ مہر ماہ کہہ کر جانے لگی پر ہانم بیگم نے روک دیا۔

جانے دو کھانا تم پورا کرو اپنا ایسے کھانے کو بیچ میں نہیں چھوڑا کرتے۔ان کی بات پہ مہر ماہ بیٹھ گئی پر کھانے پہ اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔

شروع شروع کے چونچلے ہیں بس ورنہ مرد کب تک خود سے چار سال بڑی بیوی کو برداشت کریں گا۔ حمیرا بیگم کو مہر ماہ کو شاہ میر کے ساتھ مطمئن دیکھ کر اچھا نہیں لگا تو زہر اگلا جس پہ مہر ماہ کے دل میں پھانس چبی تھی اس نے بنا کچھ کہے پانی کا گلاس اٹھا کر پینے لگی۔

آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں آپ اپنے کھانے پہ دھیان دیں نا کہ ہماری پرسنل لائیف پہ۔شاہ میر جو اپنا موبائل ٹیبل پہ بھول گیا تھا وہ لینے کے لیے آیا تھا جب اس کے کانوں پہ حمیرا بیگم کی آواز پڑی تو سخت انداز میں بولا۔

میر میری ماں سے تھمیز سے بات کرو۔ شہیر ناگوار لہجے میں بولا۔

آپ یہ بات اپنی ماں کو بھی سمجھادیں میری بیوی سے تھمیز سے بات کریں یا کریں ہی نہ۔شاہ میر مہرماہ کا ہاتھ پکڑتا اس کو اپنے برابر کھڑا کیے شہیر سے زیادہ ناگوار لہجے میں بولا سب بس ان کو دیکھتے رہ گئے۔

شاہ چپ کرو۔مہرماہ نے شاہ میر سے کہا جس پہ شاہ میر نے اس کو جس طرح دیکھا مہرماہ اپنا سر جھکانے پہ مجبور ہو گئی۔

تو غلط کیا کہا میں نے جو آگ لگ گئی ہے تمہیں۔حمیرا بیگم باز نہیں آئی۔

لاکھ پڑھ لکھ لیں آپ حرکتیں اور عادات تو جاہلوں کی طرح ہی ہیں۔شاہ میر نے افسوس کرنے والے انداز میں کہتے مہرماہ کو اپنے سے ساتھ لیکر باہر جانے والے رستے کی طرف جانا لگا مہرماہ بنا کچھ کہے اس کے ہمقدم ہوئی باقی سے تعجب سے ان کو جاتا دیکھ رہے تھے۔

لنڈن میں یہ تربیت کی تھی تم نے؟ حمیرا بیگم نے اب ہانم بیگم کو نشان بنایا۔

حمیرا پلیز یہ جاہل عورتوں کی طرح طعنے بازی کرنا بند کرو۔ہانم بیگم ہاتھ کھڑا کیے کہتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ان کو اٹھتا دیکھ کر پری اور آیان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

میری بیٹی بہت خوش تھی اس کو مایوس کر کے تم نے اچھا نہیں کیا۔سارہ بیگم ہانم بیگم کے جانے کے بعد حمیرا بیگم سے کہا۔

آپ لوگوں نے تو جیسے بہت اچھا کیا تھا۔ حمیرا بیگم طنزیہ بولی۔

قسمت میں ایسے ہی لکھا ہوا تھا اِس لیے آپ پُرانی باتیں دل پہ لیکر نہ بیٹھے کیونکہ اِس میں نقصان آپ کا ہی ہو گا دوسروں کا کچھ نہیں ہو گا۔ شاہ زیب اپنے ہاتھ صاف کرتا حمیرا بیگم سے بول کر کھڑا ہوا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تمہارا رویہ بہت بُرا تھا آج۔ وہ دونوں گھر آ گئے تو مہر ماہ نے شاہ میر سے کہا جو ابھی کپڑے چینج کیے واشروم سے نکلا تھا۔

آپ کو کوئی بھی کچھ کہے جو غلط ہو گا تو میرا رویہ ایسا ہی ہو گا چاہے پھر سامنے جو بھی ہو۔ شاہ میر تیز آواز میں بولا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ شاہ میر مہر ماہ کے سامنے سخت ہوا تھا۔

خود پہ کنٹرول کرنا سیکھو شاہ اب یہ طعنے تو مجھے ملتے رہے گیں تم کب تک لوگوں سے تلخ ہوتے رہو گے۔ مہر ماہ نے اس کو سمجھانا چاہا۔

نہیں ہوتا مجھے کنٹرول اور رہی بات کب تک تو سنے جب تک لوگ فضول بکواس کرتے رہے گیں میں ان کا منہ بند کر سکتا ہوں اتنی ہمت تو ہے مجھ میں۔ شاہ میر مہر ماہ کو بازوں سے پکڑتا شدت بھرے لہجے میں گویا ہوا جس پہ مہر ماہ کو اس بس دیکھتی رہ گئی۔

میں کھانا لاتی ہوں تمہارے لیے۔ مہر ماہ نے بات بدلنے میں بہتری جانی۔

بھوک نہیں مجھے۔ شاہ میر مہر ماہ سے الگ ہوتا بیڈ کی جانب آتا بولا۔

بھوکے پیٹ سویا نہیں کرتے۔ مہر ماہ نے بتانا ضروری سمجھا۔

آج جو ہوا اس سے میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ شاہ میر شہیر کو سوچتا جل کے بولا۔

کیا مطلب اِس بات کا؟ مہر ماہ کو سمجھ نہیں آیا۔

کچھ نہیں لائیٹ آف کر دیں کل مجھے یونی جلدی جانا ہے۔ شاہ میر آنکھوں پہ بازوں ٹکاتا ہوا بولا مہر ماہ بنا کچھ کہے لائیٹ آف کرتی بیڈ کی دوسری طرف آ کر خود بھی سونے کے لیے لیٹ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کل جس طرح میرنے مہرو کو ڈیفینڈ کیا سچی میرا دل خوش ہو گیا پہلے جو ایک خلش تھی یہ سوچ کر کہ ہم نے مہرو کی شادی چھوٹے سے لڑکے سے کروا کر زیادتی تو نہیں کر دی پر کل سے وہ خلش ختم ہو گئی۔ صبح ناشتے کی ٹیبل پہ سارہ بیگم پر سکون سی مسکراہٹ کہ ساتھ بولی۔

اچھا شوہر وہی ہوتا ہے جو بیوی کے لیے آواز اٹھائے اور اس کا سر کبھی جھکنے نہیں دیں مگر میر کو بد تمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی حمیرا بھن سے۔ سکندر خان نے کہا۔

باباجان وہ باتیں ہی ایسے کر رہی تھی کہ آپ ہوتے تو آپ کو بھی غصہ آجاتا میر کی تو بات ہی الگ ہے وہ کہاں برداشت کرتا ہے مہرو کے بارے میں کچھ اس کو مذاق میں اگر میں ہی کچھ کہہ دوں تو دو دنوں تک تو مجھے گھور کر دیکھتا ہے۔شاہ زیب بریڈ میں جیم لگاتا ہلکے پھلکے لہجے میں بولا

یہ تو ہے۔سارہ بیگم شاہ زیب کی بات پہ متفق ہوتی ہوئی بولی۔

اچھا امی جان باباجان میں چلتا ہوں آفس جانے کے لیے۔شاہ زیب ناشتے سے فارغ ہوتا چیئر سے اپنا کوٹ اٹھاتا ہوا بولا۔

ٹھیک ہے خداحافظ۔سکندر خان اور سارہ بیگم ایک ساتھ بولیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی کی وجہ سے مہرماہ کی آنکھ کُھلی اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولی تو خود کو بیڈ پہ اکیلا پایا۔

شاہ کدھر گیا؟مہرماہ حیرت سے خود سے سوال کرنے لگی شادی کے بعد ایسا پہلی بار ہوا تھا جب وہ صبح اٹھی ہو اور بیڈ پہ شاہ میر سویا ہوا نہ ہو مہرماہ نے لحاف خود سے ہٹا کر کر بیڈ سے اٹھی اور واشروم کے دروازے کی طرف آئی۔

شاہ تم اندر ہو؟مہرماہ نے واشروم کا دروازے نوک کر کے پوچھا پر واشروم کے درواز کو ہاتھ لگتے ہی وہ چرر کی آواز سے کھل گیا

شاید جاگنگ پہ گیا ہو۔ مہر ماہ اندازہ لگاتی فریش ہونے کے لیے واشروم میں چلی گئ۔

دس منٹ بعد واشروم سے باہر آئی تب بھی شاہ میر کمرے میں نہیں تھا تو اس نے بالوں سے تولیہ نکال کر دوپٹہ سر پہ اوڑھا پھر کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیوں کے پاس آکر ریلنگ پہ ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھک کر نیچے ہال کی طرف نظر گھمائی جہاں سب تھے پر شاہ میر نہیں تھا مہر ماہ یہ دیکھ کر اپنے لب کچلے پھر کمرے میں آکر فون اٹھا کر شاہ میر کا نمبر ڈائل کیا۔

شاہ کدھر ہو تم؟ شاہ میر نے جیسے ہی کال اٹھائی مہر ماہ نے سوال داغا۔

میں یونیورسٹی میں ہوں ضروری کلاس تھی میری۔ شاہ میر نے سامنے گراؤنڈ کی جانب دیکھ کر کہا جہاں اکا دکا ہی اسٹوڈنٹ آئے ہوئے تھے۔

تو مجھے جگا دیتے میں ناشتہ بنا دیتی تمہارے لیے۔ مہر ماہ شاہ میر کی بات سن کر بولی

آپ سوئی ہوئی تھی میں نے اپنی خاطر آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ شاہ میر نے سنجیدہ سے کہا۔

یہ کیا بات ہوئی۔ مہر ماہ کو شاہ میر کی بات عجیب لگی۔

میں بعد میں بات کرتا ہوں ابھی کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔ شاہ میر نے کہا۔

ٹھیک ہے کال تو پھر کال۔ مہر ماہ نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کیوں کاٹو آپ کٹ کریں کال۔شاہ میر نے جواب دیا۔

کلاس تمہاری ہے بات تمہیں نہیں کرنی تو تم کال کاٹو نہ میں کیوں کروں بند کال۔مہر ماہ نے آرام سے کہا۔

کال آپ نے کی تھی تو بند بھی آپ کریں میں کیوں کروں۔شاہ میر خفگی سے بولا۔

کیونکہ مجھے تو بات کرنی ہے تم سے۔مہر ماہ نے وجہ بتائی

گھر آ کر بات ہو گی۔شاہ میر نے کہا

اوکے۔مہر ماہ نے بس اتنا کہا۔

جی کاٹیں اب کال مجھے اپنے ڈپارٹمنٹ کی جانب جانا ہے۔شاہ میر نے پھر کہا۔

تو میں نے کونسا روک رکھا ہے ویسے بھی میری کال کاٹنے سے تمہارے ڈپارٹمنٹ جانے کا کیا تعلق۔مہر ماہ نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

مجھے تنگ کرنا بند کریں۔شاہ میر نے گہری سانس بھر کر کہا۔

تم تنگ ہونا بند کرو۔مہر ماہ نے بھی ویسے ہی کہا۔

ماہ۔شاہ میر اتنا کہہ چپ ہوا۔

شاہ۔مہر ماہ نے پیار سے اس کا نام لیا۔

آپ نہیں کریں گی بند کال؟شاہ میر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

نہیں تمہارے کیا مسئلہ ہے کال کاٹنے میں۔مہرماہ نے پوچھا

آپ جانتی ہیں میں آپ کی کال نہیں کاٹتا یہ کام آپ ہی کرتی ہیں۔شاہ میر نے ناراض لہجے میں کہا۔

تو اِس بار میں بھی نہیں کر رہی بند۔مہرماہ اٹل لہجے میں گویا ہوئی۔

ٹھیک ہے پھر لگی رہیں آپ کال پہ میں تو اپنے ڈپارٹمنٹ جارہا ہوں۔شاہ میر اتنا کہہ کر ایسے ہی موبائل کو اپنی جیب میں رکھ دیا کال کاٹے بغیر۔

اگر تمہارے ضد ہے تو میری بھی ضد میں بھی کال نہیں کاٹوں گی۔پانچ منٹ تک شاہ میر کی کوئی آواز نہیں آئی پر کال چلتی ہوئی دیکھی تو مہرماہ خود سے بڑبڑاتی فون کو بیڈ پہ رکھ دیا کال اس نے بھی نہیں کاٹی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مس ثانیہ افتخار میرے کیبن میں آئے۔شاہ زیب نے انٹرکام پہ ثانیہ سے کہہ کر کال کٹ کی۔

سر می آئی کمن؟ثانیہ کیبن کا دروازہ نوک کرتی ہوئی بولی۔

یس کمن۔شاہ زیب نے سنجیدگی سے کہا تو ثانیہ اندر آئی۔

میں نے آپ کو ایک پریزنٹیشن تیار کرنے کو کہا تھا اس کا کیا بنا؟ شاہ زیب نے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔

سر میں نے اس کی پروپرلی تیاری کر لی ہے۔ثانیہ نے بتایا۔

ہم گڈ آپ کو کانفڈنٹ کے ساتھ کانفرنس روم میں پریزنٹیشن دینی ہے بنا کسی پہ دھیان دیئے اور ہچکچائے کیونکہ ہمارے لیے اِس پراجیکٹ کا ملنا بہت ضروری ہے۔شاہ زیب نے اس کو ہاتھوں کو دیکھ کر کہا جن کو وہ ثانیہ آپس میں مڑور رہی تھی ثانیہ کی حرکت پہ شاہ زیب سمجھ گیا تھا کہ وہ کنفیوز ہے اِس لیے اس کو سمجھانے کی خاطر کہا۔

جی سر میں سب سہی کر لوں گی۔ثانیہ نے کہا۔

آپ ایک بار میرے سامنے پریزنٹیشن دیں تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو میں آپ کو بتا دوں کیونکہ کانفرنس روم میں غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی۔شاہ زیب نے کہا تو ثانیہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

جی۔ثانیہ حیرت سے بولی۔

کوئی پروبلم؟ شاہ زیب نے آئبرو اُوپر کر پوچھا تو ثانیہ نے جھٹ سے سر نفی میں ہلایا جس پہ شاہ زیب مسکرایا شاہ زیب کو مسکراتا دیکھ کر ثانیہ نے اپنی نظریں جھکا دی تھی شاہ زیب کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی ثانیہ کی اِس حرکت پہ

آئے پھر۔شاہ زیب اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔

کہاں ؟ثانیہ نے پوچھا۔

میٹنگ چار بجے ہے ابھی تین گھنٹے ہیں اِس لیے آپ میرے ساتھ کانفرنس روم میں چل کر پریزینٹیشن دیں گی تاکہ آپ کا اعتماد بحال ہو پھر جب آپ دوبارہ وہاں دیں گی تو آپ کو ڈر نہیں لگے گا آپ کو بس یہی لگے گا کہ وہاں بس آپ خود ہے یا بس میں ہوں جو آپ کو پریزینٹیشن کرتا دیکھ رہا ہے۔شاہ زیب نے بتایا۔پھر دونوں کیبن سے باہر نکلے تو سالاران کے سامنے آگیا جو شاہ زیب کے پاس ہی آرہا تھا۔

کہاں کی سواری ہے؟ سالار ایک نظر چادر میں چھپی ثانیہ کو دیکھ کر شاہ زیب سے بولا۔

مس ثانیہ افتخار آپ جائے میں آتا ہوں۔شاہ زیب نے ثانیہ سے کہا تو ثانیہ سر کو جنبش دیتی وہاں سے چلی گئی اُس کے جانے بعد شاہ زیب نے سالار کو ساری بات بتائی۔

واقع میں تمہیں پراجیکٹ حاصل کرنے کے لیے کر رہے ہو یا اُس کو پُراعتماد بنانا چاہتے ہو؟شاہ زیب کی ساری بات سن کر سالار نے شرارتی نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔

دونوں۔شاہ زیب نے کان کی لو کو کھجا کر بتایا۔

ایک وجہ ہے اور وہ ہے کہ تم اُس لڑکی کے اندر کانفڈنٹ پیدا کرنا چاہتے ہو اگر پروجیکٹ کا ملنا تمہارے لیے ضروری ہوتا تو تمہیں پریزنٹیشن تیار کرنا کا اس کو نہ کہتے اور نہ ہی اتنے لوگوں کے درمیان اپنے اس کو امپلوئے کو کھڑا کرتے جس کو آئے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا بلکہ اپنے مینجر سے کہتے جو پہلے بھی بہت سی میٹنگز میں تمہارے ساتھ ہوا کرتا تھا۔سالار نے کہا تو شاہ زیب بس اس کو دیکھتا رہ گیا جس نے پوری کہانی خود بنالی تھی۔

پراجیکٹ بھی میرے لیے ضروری ہے میں نے بہت وقت سے اس کو حاصل کرنے کے لیے جتن کیے ہے پہلے یہ سب کام مینجر محمود کرتا تھا پر بہت سارے اور کام بھی ہوتے ہیں جس کے لیے میں نے پرسنل اسسٹنٹ کو بھی ہائیر کردیا اپنے لیے۔شاہ زیب نے کہا تو سالار نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا شاہ زیب نے اس کو دیکھا پر اپنے قدم کانفرنس روم کی طرف بڑھائے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میر تم یہاں؟حیدر خان اپنے آفس میں فائل ریڈ کر رہے تھے جب شاہ میر کو اندر آتا دیکھا تو حیرت کا اظہار کیا کیونکہ انہوں نے جب سے اپنا بزنس لنڈن سے یہاں پاکستان میں وائنڈاپ کیا تھا شاہ میر ایک مرتبہ بھی نہیں آیا تھا۔

جی ڈیڈ وہ میں چاہتا ہوں کہ یونی کے بعد یہاں آپ کے آفس آیا کروں ایز امپلوئے کی طرح۔شاہ میر بیٹھتے ہوئے کہا۔

امپلوئے کیوں تم یہاں کے سی ای او ہو۔حیدر خان حیرت سے پوچھنے لگے۔

میری پڑھائی پوری نہیں ہوئی اِس لیے پہلے میں یہاں سیکھنا چاہتا ہوں۔شاہ میر نے وجہ بتائی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاﷲ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

وہ سب تو ٹھیک پر تمہاری پڑھائی متاثر ہو جائے گی یونی کے بعد آفس کا کام کرو گے تو۔حیدر خان فکر مند ہوئے۔

متاثر نہیں ہو گی میں ہینڈل کر لوں گا۔شاہ میر نے ان کو مطمئن کرنا چاہا۔

پر یوں اچانک تمہارے دماغ میں خیال کیسے آیا؟حیدر خان نے جاننا چاہا۔

میں ماہ کا خرچہ خود اٹھانا چاہتا ہوں یہاں باقیوں کی طرح آپ مجھے سیلری دیا کریں گے۔

شاہ میر نے کہا تو حیدر خان نے تعجب سے اس کو دیکھا۔

میر اول تو یہ بات تمہاری غلط ہے دوسرا یہ کہ تمہاری پاکٹ منی اتنی ضرور ہے کہ تم

آرام سے مہرو کا خرچہ اٹھا سکتے ہو پر اِس کی تو کوئی ضرورت نہیں ہم ہیں تو سہی۔حیدر

خان نے کہا

میں سمجھ سکتا ہوں آپ کی بات پر میں اپنی زندگی میں سیٹل ہونا چاہتا ہوں میں ماہ کو اپنی

پاکٹ منی سے ان کی ضروریات پوری نہیں کرنا چاہتا بلکہ اپنی محنت سے ان کو ہر

آسائش دینا چاہتا ہوں۔شاہ میر نے دوٹوک انداز میں کہا۔

مہرو یا کسی اور نے کچھ کہا ہے کیا تم سے؟حیدر خان نے اندازہ لگایا۔

نہیں ماہ نے تو کچھ نہیں کہا میں خود کہہ رہا ہوں۔شاہ میر نے کہا

پھر بھی ایک بار سوچ لینا ایسے میں تم مہرو کو ٹائم نہیں دے سکو گے اس لیے میں تو یہی

چاہوں گا ابھی تم اپنا پورا فوکس اسٹڈی پہ دو آفس کا کیا ہے بعد میں تو تمہیں ہی دیکھنا

ہے۔حیدر خان نے ایک اور کوشش کی اس کو سمجھانے کی۔

آپ فکر نہیں کریں میں سب ہینڈل کر لوں گا۔شاہ میر اپنی بات پہ قائم تھا اِس لیے حیدر خان نے مزید کوئی بحث نہیں کی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تم آ گئے میں نے تمہاری کال نہیں کاٹی تھی۔شاہ میر کمرے میں آیا تو مہر ماہ جو عصر کی نماز پڑھ کر جائے نماز اٹھا رہی تھی شاہ میر کو دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

ضدی جو ہیں۔شاہ میر نے ایک نظر مہر ماہ کے حجاب میں لپیٹے چہرے کو دیکھا پر اپنی کتابیں روم میں رکھے اسٹڈی ٹیبل پہ رکھ کر کہا۔

ضدی کہاں خیر تم آج لیٹ گھر آئے ہو صبح گئے بھی جلدی تھے؟مہر ماہ نے پوچھا۔

ہاں بس کام تھا کچھ۔شاہ میر نے بتایا۔

تم فریش ہو جاؤ میں تب تک کھانا لیکر آتی ہوں تمہارے انتظار میں،میں نے بھی کچھ نہیں کھایا۔مہر ماہ نے کہا۔

آپ کو کھانا کھا لینا چاہیے تھا۔شاہ میر کو افسوس ہوا یہ جان کر کہ مہر ماہ اس کی وجہ سے بھوکی تھی۔

تمہارے ساتھ کھاتی ہوں مجھے کیا پتا تھا تم لیٹ آنے والے ہو۔مہر ماہ اپنا ڈوپٹہ حجاب کی صورت میں کھول کر جواب دیا۔

آپ لیں آئے کھانا۔شاہ میر نے کہا تو مہر ماہ کمرے سے باہر نکل گئ جب کی شاہ میر نے اپنا رخ واشروم کی جانب کیا۔

مہرو تم کچن میں کچھ چاہیے تھا؟مہر ماہ کچن میں آئی تو ہانم بیگم جو ملازم سے اپنے لیے چائے کا کہنے آئی تھی اس کو دیکھ کر بولی

جی چچی جان کھانا گرم کرنے آئی تھی اپنے اور شاہ کے لیے۔مہر ماہ نے بتا کر فریج کھولا اور اُس میں سے سالن اور بریانی کی پلیٹ نکالی اس کو پتا تھا شاہ میر کو بریانی پسند ہوتی ہے میرا اب آیا ہے گھر صبح بھی بنا ناشتہ کیے گھر سے نکل گیا تھا رات میں بھی بس چند نوالے ہی کھائے تھے۔ہانم بیگم نے کہا۔

جی اِس لیے میں نے دوپہر کو شاہ کے لیے بریانی بنائی تھی۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا تو ہانم بیگم مسکراتی اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتی باہر نکل گئ مہر ماہ کھانے گرم کرنے کے بعد ٹرے میں سیٹ کیا پھر کمرے میں آئی جہاں شاہ میر کتاب پڑھنے میں مگن تھا شاہ میر کہ گیلے بال دیکھ کر اس کو پتا چل گیا کہ وہ ابھی نہا کر بیٹھا ہے۔

کھانا کھالوں۔مہر ماہ نے ٹیبل پہ ٹرے رکھ کر شاہ میر کو آواز دی اور ٹیبل پہ کھانا ٹھیک سے رکھنے لگی۔

بریانی آپ نے بنائی ہے؟شاہ میر نے پوچھا

بلکل۔مہرماہ نے جواب دیا تو شاہ میر مہرماہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ایک بات پوچھو آپ سے ؟مہرماہ شاہ میر کی پلیٹ میں سالن ڈال رہی تھی جب شاہ میر نے کہا۔

ہاں پوچھو اجازت کیوں لیں رہے ہو۔مہرماہ اپنے لیے روٹی کا نوالہ توڑتی ہوئی بولی۔

کل رات میرا آپ کا ہاتھ پکڑنا آپ کو چھونا بُرا لگا تھا کیا؟شاہ میر کہ اندر جو کل رات سے بات کھائے جا رہی تھی آخر زبان پہ آگئ تھی جب کی شاہ میر کی بات پہ مہرماہ کہ گلے میں نوالہ اٹک گیا تھا جس سے اس کو کھانسی آگئ تھی شاہ میر مہرماہ کا لال چہرہ دیکھ کر جلفی سے پانی کا گلاس اس کے ہونٹوں کے پاس کیا۔

آپ ٹھیک ہیں؟شاہ میر پریشان کن لہجے میں بولا ساتھ ہی مہرماہ کی پیٹھ بھی سہلا رہا تھا

تمہیں ایسا کیوں لگا شاہ کہ مجھے برا لگا۔مہرماہ کی حالت کجھ ٹھیک ہوئی تو پوچھا

آپ کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات آگئے تھے۔یہ کہتے ہوئے شاہ میر کی آنکھوں میں مرچیں چُھبنے لگی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ مجھے بُرا لگا تھا پر وہاں سب تھے تمہاری حرکت پہ ہر کوئی ہماری طرف دیکھ رہا تھا اِس لیے مجھے ٹھیک نہیں لگا ورنہ تمہارا میرا ہاتھ پکڑنا مجھے چھونا کیوں بُرا لگے

گا۔مہرماہ نے شاہ میر کے گال پہ ہاتھ رکھ کر وضاحت کی۔شاہ میر نے اپنا ہاتھ مہرماہ کے ہاتھ پہ رکھا جو اس کے گال پہ تھا پھر کہا۔

پکا یہی بات ہے؟

بلکل یہی بات ہے۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

تو کیا یہ بات تھی جس سے تم کل رات پریشان تھے یا آج عجیب بیہیو کر رہے تھے؟

مہرماہ نے پوچھا تو شاہ میر نے سر کو اثبات میں ہلایا جس سے مہرماہ اس کو دیکھتی رہ گئی۔

آپ کو کیا پتا میرا کیا حال ہوا تھا یہ دیکھ کر کہ آپ کے چہرے پہ ناگواری آ گئی ہے۔شاہ میر نوالہ بنا کر مہرماہ کے ہونٹوں کے پاس کرتا ہوا بولا۔

پوچھ بھی سکتے تھے اپنے اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔مہرماہ نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ابھی تو پوچھ لیا نہ۔شاہ میر نے کہا۔

اچھا اب خود بھی بریانی نوش کرو میں خود کھالوں گی۔شاہ میر نے دوسرا نوالہ مہرماہ کی طرف بڑھایا تو مہرماہ نے ٹوک کر کہا جس پہ شاہ میر نے چمچے میں بریانی ڈالی اور مہرماہ کے پاس کیا۔

آدھا آپ کھائیں باقی میں کھاؤں گا۔شاہ میر نے کہا تو مہر ماہ نے تھوڑی بریانی کھائی پھر شاہ میر نے خود چمچہ اپنے منہ کے پاس کیا۔

میں ٹرے کچن میں رکھ کر آتی ہوں۔کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مہر ماہ نے کہا اور باہر نکل گئی

آپ کو کچھ بتانا ہے مجھے۔مہر ماہ واپس آئی تو شاہ میر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بیٹھا کر کہا۔

کیا بتانا ہے؟مہر ماہ نے پوچھا۔

میں نے یونی کے بعد ڈیڈ کے آفس جانے کا سوچا ہے۔شاہ میر نے کہہ کر مہر ماہ کے تاثرات دیکھے جو نارمل تھے۔

یہ تو اچھا سوچا تم نے چچا جان بھی تھک جاتے ہوگے اکیلے آفس کا کام سنبھالتے سنبھالتے اچھا ہے تم ان کے ساتھ ہوگے تو ان کو مدد مل جائے گی۔مہر ماہ کو شاہ میر کی بات پسند آئی تو کہا۔

آپ کو بُرا نہیں لگا؟

بُرا کیوں لگے گا یہ تو اچھی بات ہے کہ تمہیں تمہاری ذمیداریوں کا خیال ہے۔مہر ماہ نے جواب دیا۔

آپ کو بس میرا احساس نہیں۔شاہ میر منہ کے زاویے بگاڑتا اس کے سینے پہ سر رکھ کر کہا۔

تمہارا احساس ہے کیوں نہیں ہو گا احساس۔مہرماہ شاہ میر کے بچوں والا انداز دیکھ کر اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر مسکرا کر بولی۔

میں مصروف ہو جاؤں شاید آپ کو وقت نہ دے سکوں۔شاہ میر مہرماہ کی کمر پہ اپنا حصار مضبوط کرتا ہوا بولا۔

میں جانتی ہوں شاہ جتنا بھی مصروف ہو اپنی ماہ کے لیے وقت نکال ہی سکتا ہے۔مہرماہ نے کہا تو شاہ میر کی بلو آنکھوں میں چمک اُتر آئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ثانیہ جیسے ہی پریزنٹیشن دے کر فارغ ہوئی تو پورا کانفرنس روم تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا تھا۔ثانیہ سب پہ ایک نظر ڈال کر شاہ زیب کی طرف دیکھا جو اُس کے دیکھنے پہ انگھوٹے کی مدد سے شاباشی دیں رہا تھا جس کو دیکھ کر ثانیہ کی صبح سے اٹکی سانس بحال ہوئی یہ اتنے سارے لوگوں کے درمیان اُس کی پہلی پریزنٹیشن تھی جو اللہ کے حکم اور شاہ زیب کی مدد سے بہت اچھی ہو گئ تھی۔

مسٹر شاہ زیب آپ نے جو سیمپل ہمیں دیکھائے پھر یہ پریزنٹیشن دیکھ کر ہم آپ کے ساتھ کنٹریکٹ کرنا چاہے گے کیونکہ آج کل مارکیٹ میں آپ کا بہت نام بھی ہے۔

مسٹر شوکت علی نے کہا تو شاہ زیب کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی کیونکہ یہاں کراچی کہ بہت مشہور بزنس مین بھی تھے پر یہ پراجیکٹ شاہ زیب کو ملا تھا جو کے شاہ زیب کے لیے کامیابی کی نوید اور باعثِ فخر کی بات تھی شاہ زیب نے ایک مسکراتی نظر ثانیہ پہ ڈالی پھر مسٹر شوکت علی سے ہاتھ ملایا۔

امید ہے آپ کے ساتھ کام کرنے کا وقت اچھا گزرے گا۔شوکت علی نے کہا تو شاہ زیب نے اپنے سر کو خم دیا پھر سب باری باری کانفرنس روم سے باہر نکلے تو ثانیہ بھی فائلز سمیٹنے لگی۔

مبارک ہو مس ثانیہ افتخار۔شاہ زیب نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو ثانیہ کے ہاتھ ایک پل کو لرزے تھے پر دوسرے ہی پل وہ خود کو کمپوز کرتی شاہ زیب کی جانب دیکھنے لگی۔

آپ کو بھی یہ سب آپ کی وجہ سے ہی ممکن ہوا تھا اگر آپ صبح میری مدد نہ کرتے تو شاید میں ابھی اتنے اچھے طریقے سے بول نہ پاتی۔ثانیہ نے کہا۔

انسان کو اپنی قابلیت پہ یقین ہونا چاہیے پھر ہر ناممکن چیز کو ممکن ہونے میں وقت نہیں لگتا اگر آج آپ ٹھیک سے کچھ بول نہ پاتی تو میرا اچھا خاصا نقصان ہو جاتا۔شاہ زیب نے اب کی سنجیدگی سے کہا

میں کوشش کروں گی آپ کو میری طرف سے کبھی کوئی شکایت نہ ہو۔ثانیہ اپنی انگلیاں مڑورتی شاہ زیب سے بولی جس سے شاہ زیب کے چہرے پہ دوبارہ گہری مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔

میرے گھر جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ثانیہ نے اپنے سیل فون پہ وقت دیکھ کر کہا۔

اگر آپ کو بُرا نہ لگے تو میں آپ کو گھر تک ڈراپ کر سکتا ہوں۔شاہ زیب نے کہا۔

نہیں سر اس کی کوئی ضرورت نہیں میں خود چلی جاؤں گی۔ثانیہ نے جلدی سے کہا۔

نہیں آج میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں آپ کو مجھے پہ یقین ہونا چاہیے۔شاہ زیب اس کی بات پہ بولا۔

ایسی بات نہیں سر مجھے آپ پہ یقین ہے۔ثانیہ جلدی سے بولی۔

واقع آپ کو مجھے پہ یقین ہے؟ شاہ زیب ایک قدم ثانیہ کی جانب بڑھاتا بولا تو ثانیہ گڑبڑا گئی تھی۔

جی سر آپ میرے بوس ہیں۔ثانیہ ایک قدم دور ہوتی ہوئی بولی۔

ٹھیک ہے پھر اپنا سامان لیکر پارکنگ کی طرف آجانا میں انتظار کر رہا ہوں۔شاہ زیب حکیمہ لہجے میں کہتا باہر نکل گیا جب کی ثانیہ شاہ زیب کے آج کے رویے پہ سوچ میں پڑ گئی کیونکہ پہلے شاہ زیب نے ہمیشہ کام کی حد تک بات کی تھی اور اب اُس کا بار بار مسکرا کر بات کرنا اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کافی دیر کھڑی رہنے کے بعد وہ اپنا سر جھٹکتی سامان لینے چلی گئی

دو دن بعد!

مہر ماہ تیار ہو گئی بیٹا؟ ہانم بیگم مہر ماہ کے کمرے میں آکر بولی آج ان کو حور کی مہندی پہ جانا تھا جب کی شاہ میر نے صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ وہاں نہیں جائے گا کیونکہ وہ مایوں والی بات بھولا نہیں تھا جس پہ ہانم بیگم نے بہت سمجھایا پر شاہ میر نہیں مانا مہر ماہ نے بھی کچھ نہیں کہا کیونکہ جب سے شاہ میر نے آفس جانا شروع کر دیا تھا وہ تھک جاتا تھا اِس لیے مہر ماہ نے سوچا وہ گھر پہ آرام کریں شادی کے دن وہ اُس کو منا کر لیں آئے گی۔

جی چچی جان بس سینڈل پہن لوں۔مہر ماہ نے کہا اس نے آج براؤن میکسی پہن رکھی تھی جو اس کے پیروں تک تھی براؤن اس کی گوری رنگت پہ کھل اٹھا تھا بالوں کا اس نے جوڑا بنا رکھا تھا چہرے پہ آج اس نے میک اپ نہیں کیا تھا بس آنکھوں پہ مسکارا لگایا ہوا تھا اور گلابی ہونٹوں پہ سرخ رنگ کی لپ اسٹک وہ اپنی اتنی سی تیاری میں بہت

خوبصورت لگ رہی تھی جس سے ہانم بیگم کی بھی نظر اُس پہ ٹک گئ تھی ان کو آج سمجھ آیا تھا کہ ان کا بیٹا کیوں مہرماہ کے پیچھے دیوانہ ہوا پھِرتا ہے

ماشااللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہوں میک اپ کرتی تو قیامت دھاڑتی۔ہانم بیگم کی بات پہ مہرماہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا تبھی شاہ میر بھی اندر ہوا مہرماہ پہ جب اس کی نظر پڑی تو کتنے ہی پل ساکت سا اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھے گیا ہانم بیگم ایک مسکراتی نظر ان دونوں پہ ڈال کر چلی گئ۔

شاہ ایسے کیوں دیکھ رہے تھے چچی جان سامنے تھی۔ہانم بیگم کہ جانے کے بعد مہرماہ تپتے گالوں کے ساتھ شاہ میر کے پاس آکر اس کے کندھے پہ چپت لگا کر کہا جس پہ شاہ میر ہوش میں آتا مہرماہ کو کمر سے پکڑتا اپنے قریب کر گیا۔

تو آپ کی غلطی ہے نہ کون کہتا ہے اتنا خوبصورت لگے۔شاہ میر مہرماہ کے گال پہ اپنے ہاتھ کی پشت پھیرتا ہوا بولا۔

شاہ سُدھر جاؤ۔مہرماہ نے گھورنا چاہا پر شاہ میر کی آنکھوں میں چمک دیکھ کر نظریں جھکانے میں مجبور ہو گئ۔

آپ سدھار لیں۔شاہ میر نے مہرماہ کا چہرہ ٹھوری سے پکڑ کر اوپر کیے کہا۔

چھوڑو مجھے نیچے جانا ہے۔ مہر ماہ شاہ میر کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانا چاہا پر شاہ میر نے دوسرا بازوں بھی مہر ماہ کے گرد لپیٹا۔

شاہ پلیز۔ مہر ماہ نے منت کی شاہ میر نے کوئی جواب نہیں دیا بس دیوانہ وار مہر ماہ کو دیکھتا رہا تھک ہار کر مہر ماہ نے اپنے بازوں شاہ میر کے کندھوں پہ حائل کیے شاہ میر کی کشادہ پیشانی پہ بوسہ دیا۔

اب خوش اب اجازت دو کہ میں جاؤں۔ مہر ماہ نے اپنا چہرہ شاہ میر کے سامنے کیے کہا جس پہ شاہ میر مسکراتا مہر ماہ کے گال پہ شدت بھرا بوسہ دیں کر اس سے الگ ہوا پر مہر ماہ کے گال پہ نشان ہو گیا تھا جس سے وہ بے خبر شاہ میر کے چھوڑنے پہ شکر کا سانس لیں رہی تھی

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تمہیں اگر میر ہی پسند تھا تو مجھے بتا دیتی۔ مہر ماہ مہندی ہاتھ میں لیے جا رہی تھی جب شہیر سامنے آتا ہوا بولا۔

یہ باتیں پُرانی ہو گئی ہے اِس لیے آپ یہ ذکر کرنا چھوڑ دیں۔ مہر ماہ نے سنجیدگی سے کہا جب کی نظر آس پاس کی طرف تھی وہ نہیں چاہتی تھی کسی کی نظر ان دونوں پہ پڑے۔

میر تو یہاں نہیں پھر کس کو تلاش کر رہی ہو؟شہیر نے پوچھا

کسی کو نہیں۔مہر ماہ اتنا کہہ کر جانے لگی جب شہیر دوبارہ سامنے آیا جس پہ مہر ماہ نے آنکھیں بند کر کے کھول کر جیسے ضبط کیا۔

شہیر بھائی سامنے سے ہٹ جائے۔مہر ماہ نے کہا

یہ تمہارے گال پہ نشان کیسا ہے۔شہیر اس کی بات نظرانداز کرتا بولا تو مہر ماہ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھنے لگی تو شہیر اپنی جیب سے موبائل نکالتا کیمرہ آن کر کے اسکرین مہر ماہ کے سامنے کی مہر ماہ کی جب نظر اپنے گال پہ پڑی تو اس کا چہرہ خون چھلکانے کی حد تک لال ہو گیا تھا وہ بنا کچھ کہے تیزی سے گزر گئی شہیر کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

پری اپنے لہنگے کو سنبھالتی مہر ماہ کو تلاش کر رہی تھی جب اس کی نظر سالار پہ پڑی جو نیوی شلوار قمیض ملبوس فون پہ کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

سالار بھائی۔پری نے ہاتھ ہلا کر سالار کو آواز دی تو سالار نے پری کو دیکھا جو قندھاری کلر کے لہنگے میں کُھلے بالوں کے ساتھ سچ مچ میں کوئی پری لگ رہی تھی سالار کتنی دیر تک بے مقصد اس کو دیکھتا رہا پر پری کے سامنے ہاتھ ہلانے پہ وہ چونک اٹھا پر پری نے

جب اپنا ہاتھ نیچے کیا تو اس کی کلائیوں میں پہنی چوڑیوں کی آواز کسی ساز کی طرح چاروں طرف گونج اٹھی۔

کیا ہوا آپ کو؟ پری نے پوچھا

کچھ نہیں تمہیں کچھ کہنا تھا کیا؟ سالار نے کہا۔

جی وہ میں پوچھنا چاہ رہی تھی آپ نے مہرو بھابھی کو دیکھا ہے؟ پری نے چہرے پہ آتے بال اپنی نازک ہاتھوں سے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔

مہرو کو تو میں نے بہت بار دیکھا ہے۔ سالار پری کے چہرے سے نظر چُراتا ہوا بولا۔

میں ابھی کا پوچھ رہی تھی۔ پری نے کہا

ابھی تو وہ شاید گھر کے اندر ہو۔ سالار نے کہا تو پری سر ہلاتی اندر کی طرف جانے لگی

سالار اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کو جاتا دیکھتا رہا۔

خیر تو ہے کیوں پاگلوں کی طرح اکیلے اکیلے مسکرا رہے ہو۔ شاہ زیب نے سالار کو مسکراتا دیکھا تو اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا ہوا بولا

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔ سالار نے ٹالا۔

کچھ تو ہے۔ شاہ زیب مشکوک ہوا۔

کچھ نہیں بس کچھ یاد آ گیا تو مسکرا دیا۔ سالار نے وضاحت کی

ایسا کیا یاد آگیا زرہ مجھے بھی تو پتا چلیں۔شاہ زیب سینے پہ بازوں باندھ کر پوچھنے لگا

یہی کہ ہنستے رہا کرو ہنسنا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔سالار دانتوں کی نمائش کرتا ہوا

بولا تو شاہ زیب نے بائیں آ بُرو اوپر کر اس کو دیکھا

دھیان سے کہیں ہنستے ہنستے لگ جائے نہ رستے۔شاہ زیب نے کہا تو سالار کے دانت

فورن اندر ہوئے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

باجی کیا سوچ رہی ہیں؟ہانیہ نے ثانیہ سے پوچھا جو بیڈ پہ چائے کا کپ پکڑے کھوئی ہوئی

بیٹھی تھی۔

کچھ نہیں۔ثانیہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

اچھا تو چپ کیوں ہیں؟ہانیہ نے دوسرا سوال کیا۔

ایسے ہی بس یاد آرہا تھا کہ کیسے ہم پریشان تھے گھر کے حالت سے ہر مہینے فکر لگی رہتی

تھی کہ کب پیسے جمع ہو اور ہم مکان مالک کو دیں۔ثانیہ نے کہا۔

ہم بس اللہ کی مہربانی ہے جنہوں نے ساتھ دیا جب ہمیں ان کی ضرورت تھی ورنہ

پریشان تو میں بھی ہو جاتی تھی جب پہلی تاریخ کو ان کو کرایہ ادا نہیں ہوتا تھا تو گھر خالی

کرنے کی دھمکی دیتے تھے تو۔ہانیہ نے افسوس کہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اللہ ہی تو ہے جب کوئی ساتھ نہیں ہوتا تو ہمارے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے پھر وسیلہ چاہے وہ جس کو بھی بنائے۔ثانیہ گہری سانس لیکر بولی

بلکل جیسے ہمارا وسیلہ انہوں نے آپ کے بوس کو بنایا اگر آپ کو اسسٹنٹ کی جاب نہ ملتی تو آج ہم اتنے پر سکون نہ ہوتے۔ہانیہ نے کہا تو ثانیہ کی آنکھوں کے سامنے شاہ زیب کا مسکراتا عکس لہرایا۔

واقع ان سے مل کر مجھے معلوم ہوا کہ سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ثانیہ کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

اچھا اب سو جائے۔ہانیہ بیڈ پہ لیٹ کر بولی

سوتی ہوں۔ثانیہ نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ٹھنڈے چائے کے کپ کو دیکھا

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میں تو تھک گی ہوں سونے جا رہی ہوں۔ہانم بیگم مہرماہ پری گھر آئے تو پری نے کہا۔

دیر بھی بہت ہو گئی ہے میں بھی آرام کروں گی۔ہانم بیگم مسکرا کر بولی۔

شاہ نے کھانا کھایا؟مہرماہ نے پاس گزرتی ملازمہ سے پوچھا

نہیں وہ تو کمرے سے باہر نہیں آئے میں نے دروازہ نوک کیا تھا پر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ملازمہ نے بتایا۔

اچھا میں دیکھتی ہوں۔مہر ماہ نے کہا۔

کھانا دیکر تم بھی آرام کرنا۔ہانم بیگم نے کہا تو مہر ماہ نے سر ہلایا مہر ماہ کچن میں آئی تو اس کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا اس نے جلد ہی دیوار کا سہارا لیا تاکہ گر نہ سکے۔

اف میرا سر۔مہر ماہ نے اپنے چکراتے سر کو تھاما اور آہستہ سے چلتی فریج کی جانب آکر پانی کی بوتل نکالی پانی گلاس میں ڈال کر اس نے پیا تو کچھ سنبھلی۔

آرام کی۔واقع ضرورت ہے مجھے۔مہر ماہ خود سے کہتی جلدی سے شاہ میر کے لیے کھانا گرم کرنے لگی گرم کرنے کے بعد ٹرے میں سیٹ کیا پھر پانی کا گلاس بھر کر کمرے کی طرف آئی جہاں شاہ میر بیڈ پہ ڈھیر کتابوں کے بیچ بیٹھا تھا۔

بڑی کردی آپ نے۔شاہ میر نے رجسٹر پہ لکھتے ہوئے کہا۔

میں نے اتنا آہستہ سے دروازہ کھولا پھر بھی تمھیں پتا چل گیا۔مہر ماہ ٹرے ٹیبل پہ رکھتی ہوئی بولی۔

مجھے تو تبھی پتا چل گیا تھا جب آپ یہاں گھر میں آئی تھی۔شاہ میر اس کی بات پہ مسکرا کر بولا۔

اچھا اب یہ ڈائیلاگ بند کرو اور یہاں بیٹھو کھانا لائی ہوں تمہارے لیے۔مہر ماہ نے کہا تو شاہ میر اٹھتا ہوا آیا پھر مہر ماہ کو دیکھا جو کھانا ٹیبل پہ لگا رہی تھی ڈوپٹہ جھکنے کی وجہ سے

ایک طرف ڈھلک گیا تھا بال بھی چہرے کے پڑ رہے تھے شاہ میر مسکراتا بال پیچھے کرنے والے تھا پر اُس سے پہلے مہرماہ نے کان کے پیچھے کیے تو شاہ میر کی نظر مہرماہ کے گال پہ نشان پہ پڑی تو اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی اُس نے بازوں سے پکڑ کر مہرماہ کو اپنے روبرو کیا۔

شاہ پلیز ابھی فلحال میرا کوئی موڈ نہیں تمہارا بے وقت کا رومانس برداشت کرنے کا مجھے سونا ہے تمہیں کھانا سرو کر کے کیونکہ میں بہت تھک گئی ہوں۔ مہرماہ شاہ میر کی حرکت پہ بول ہی رہی تھی جب شاہ میر آگے آ کر پہلے کی طرح شدت بھرا لمس مہرماہ کے دوسرے گال پہ چھوڑا تو مہرماہ نے زور سے مکے اس کے سینے پہ برسائے جس پہ شاہ میر ہنستا پیچھے ہوا۔

بہت بُرے ہو تم شاہ۔ مہرماہ اپنے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

ایک پہ نشان تھا تو دوسرا مجھے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھ رہا تھا اِس لیے میں نے سوچا اس کا شکوہ دور کر دوں۔ شاہ میر نے آنکھ کا کونا دبا کر کہا تو مہرماہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی۔

کھانا کھاؤ۔ مہرماہ اتنا کہہ بیڈ کی طرف جانے لگی جب شاہ میر نے ہاتھ پکڑ کر روکا

آپ ساتھ کھائے ورنہ مجھ سے نہیں کھایا جائے گا۔ شاہ میر نے منہ بنا کر کہا۔

شاہ میں بیٹھتی ہوں کھانا کھانے کی گنجائش نہیں میرا پیٹ پہلے ہی بھرا ہوا ہے۔مہرماہ شاہ کی بات سمجھتی ہوئی صوفے پہ بیٹھتی ہوئی بولی۔

یہ ایک نوالہ۔شاہ میر نے روٹی کا نوالہ توڑ کر کہا

شاہ نہیں سچی میرا دل نہیں۔مہرماہ نے چہرہ موڑ لیا۔

میری خاطر۔شاہ نے ضد کی مہرماہ نے جیسے ہی نوالہ منہ میں ڈالا تو اس کو قے سے محسوس ہوا مہرماہ منہ پہ ہاتھ رکھتی جلدی سے واشروم کی جانب بھاگی شاہ میر پریشان ہوتا مہرماہ کے پیچھے گیا جو واش بیسن کے سامنے کھڑی منہ صاف کر رہی تھی مہرماہ نڈھال ہوتی دیوار سے ٹیک لگائی۔

ماہ کیا ہوا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟شاہ میر مہرماہ کو اپنے ساتھ لگائے اس کی پیشانی چھو کر بولا۔

ہاں بس چکر آ گیا وومیٹنگ جیسا فیل ہوا۔مہرماہ سر پہ ہاتھ رکھتی ہوئی بولی جب کی شاہ میر پریشان سا مہرماہ کا زرد چہرہ دیکھ رہا تھا۔

سوری مجھے زبردستی آپ کو کھانا نہیں کھلانا چاہیے تھا۔شاہ میر کو افسوس ہوا۔

نہیں چکر ویسے ہی آرہے تھے آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جائے گا سر ویسے بھی تھکن کی وجہ ہوا ہے یہ سب۔مہرماہ زبردستی مسکرا کر بولی۔

ڈاکٹر کے پاس چلیں۔شاہ میر نے کہا۔

نہیں شاہ میں ٹھیک ہوں۔مہرماہ کہہ کر واشروم سے جانے لگی جب دوبارہ سر چکرایا وہ گرنے والی تھی پر شاہ میر نے جلدی سے تھام لیا۔

کیا خاک ٹھیک ہیں آپ۔شاہ میر غصے اور فکرمندی کی ملی جلی کیفیت میں کہتا مہرماہ کو اپنی بانہوں میں اُٹھایا کمرے میں آ کر اس نے مہرماہ کو بیڈ پہ بیٹھایا اور آس پاس تکیہ سیٹ کیے۔

میں ڈاکٹر کو کال کر کے یہی بولا لیتا ہوں۔شاہ میر اپنا سیل فون اٹھا کر بولا جس پہ مہرماہ نے کچھ نہیں کہا بس آنکھیں موند گئی۔

شاہ میر کال کرنے کے بعد بیڈ سے اپنی ساری کتابیں اٹھا کر اسٹڈی ٹیبل پہ رکھی پندرہ منٹ بعد ہانم بیگم پریشانی سی لیڈی ڈاکٹر کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئی۔

میر خیر تو ہے اتنی رات کو ڈاکٹر کو کیوں کال کی۔ہانم بیگم نے پوچھا۔

امی بتاتا ہوں آپ ماہ کو دیکھے ان کی طبیعت کچھ خراب ہے وومیٹنگ اور چکر آرہے تھے ان کو۔شاہ میر ہانم بیگم سے کہتا ڈاکٹر بختاور سے مخاطب ہوا جو اس کی بات سن کر مہرماہ کی طرف گئی جو نڈھال بیڈ پہ اب لیٹ گئی تھی۔

آپ لوگ کچھ دیر کے لیے باہر جائے تاکہ میں اِن کا چیک اپ کر سکوں۔ڈاکٹر بختاور نے کہا۔

میں یہی ہوں آپ چیک اپ کریں ماہ کا۔شاہ میر بضد ہوا جس پہ ڈاکٹر نے ہانم بیگم کی طرف دیکھا۔

میر چلو کچھ منٹ کی ہی بات ہے۔ہانم بیگم نے کہا تو شاہ میر نے مہر ماہ کی طرف دیکھا پھر ناچاہتے ہوئے بھی کمرے سے باہر نکل گیا ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر بختاور مہر ماہ کا معائنہ کرنے لگی جب کی دوسری طرف شاہ میر بے چین سا دروازے کے باہر چکر کاٹنے میں لگا ہوا تھا۔

میر بس کر دو مہر و ٹھیک ہو گی بس تھکاوٹ کی وجہ سے طبیعت خراب ہوئی ہو گی۔ہانم بیگم نے تسلی دینی چاہی۔

یہ ڈاکٹر ابھی تک باہر کیوں نہیں آئی؟شاہ میر نے ان کی بات جیسے سنی ہی نہیں تھی۔

آجائے گی صبر کرو۔ہانم بیگم نے کہا۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر بختاور باہر آئی۔

پریشانی کی کوئی بات نہیں ایسے کیسس میں وومیٹنگ اور سر کا چکرانا عام سی بات ہے۔ڈاکٹر بختاور کی بات پہ ہانم بیگم کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی تھی جب کی شاہ میر ناسمجھی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیا مطلب آپ کا کونسا کیس ماہ کو کیا ہوا ہے؟ شاہ میر پریشان ہوا۔

آپ باپ بننے والے ہیں آپ کی مسسز امید سے ہیں۔ شاہ میر شاک سا ان کی بات پہ چہرہ تک رہا تھا اس کو یقین نہیں آرہا تھا جو اُس نے سنا وہ سچ تھا۔

مبارک ہو میر۔ ہانم بیگم کی بات پہ شاہ میر نے ان کو دیکھا پھر چہرے پہ ہاتھ پھیرا اس کی حالت سمجھ کر ڈاکٹر مسکرا کر ہانم بیگم کو ہدایت دینے لگی پھر الوداع کہتی باہر گئ شاہ میر جلدی سے کمرے میں گیا ہانم بیگم ان دونوں کو اکیلا رہنے کا سوچتی حیدر خان کو یہ خبر سنانے کمرے میں گئ تاکہ کال کر سکے دراصل وہ بزنس کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے۔ شاہ میر کمرے آیا تو مہرماہ کو مسکراتا دیکھا مہرماہ کی نظر شاہ میر پہ پڑی تو اس کا چہرہ گلاب کی طرح ہو گیا تھا شاہ میر چلتا مہرماہ کے پاس بیٹھ گیا۔

ماہ مجھے سمجھ نہیں آرہا میں اپنی خوشی کے بیان کروں۔ شاہ میر مہرماہ کے ہاتھوں کو تھامتا عجیب لہجے میں بولا۔ مہرماہ نے کچھ نہیں کہا بس اس کو سنتی رہی۔

ماہ میں بہت خوش ہوں اتنا کے میں بتا نہیں سکتا۔ شاہ میر اچانک مہرماہ کو زور سے اپنا گلے لگاتا ہوا بولا جس پہ مہرماہ پر سکون سانس خارج کرتی شاہ میر کی پیٹھ پہ اپنے ہاتھ رکھے

ہمارا بچہ ہو گا ماہ ہمارے پیار کی نشانی جو ہمیں احساس دلوائے گا کہ وہ ہمارے لیے کیا ہے۔شاہ میر مہر ماہ کو خود میں بھینچ کر بولا

شاہ میں اب تک بے یقین ہوں کہ اللہ ہمیں اولاد کی نعمت سے نواز رہا ہے۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا شاہ میر کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔

آپ کو پتا ہے آپ میرے لیے اللہ کی طرف سے انمول تحفہ ہیں اور اب آپ مجھے ایک اور تحفے سے نوازنے والی ہیں اللہ کے حکم سے۔شاہ میر مہر ماہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیکر بولا

چچی جان کو پتا ہے؟مہر ماہ نے پوچھا۔

پتا ہے ڈیڈ کو بتانے گئی ہو گی۔شاہ میر نے اپنی ناک مہر ماہ کی ناک سے رگڑ کر اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی جوڑی۔

تمہارے خوشی کا اظہار کرنے کا طریقہ کافی انوکھا ہے۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا جب کی شاہ میر کی گرم سانسیں اس کہ چہرے کو جلسا رہی تھی۔

میری زندگی میں ہر چیز انوکھی اور خوبصورت ہو گئی ہے جب سے آپ میری زندگی میں آئی ہیں۔شاہ میر اتنا کہہ کر مہر ماہ کو اپنے مزید قریب کیا۔مہر ماہ نے مسکرا کر شاہ میر کے گرد اپنا حصار قائم کیا اور پر سکون ہوتی آنکھیں بند کر گئی۔

حیدر خان کے گھر میں خوشیوں کا سماں تھا سکندر خان اور سارہ بیگم کو بھی ننھے مہمان کی آمد کا پتا چلا تھا جس سے وہ سب بھی مہرماہ سے ملنے یہاں آئے تھے حیدر خان بھی اپنے گھر واپس آ گئے تھے اور کالے بکروں کا صدقہ دے ڈالا تھا جب کی شاہ میر تو مہرماہ کے پاس سے ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا یونی اور آفس جانا تو وہ بھول ہی چُکا تھا۔

مہرو اب تم نے بچوں کی طرح چھلانگے نہیں مارنے اپنا بہت سارا خیال رکھنا ہے اب تمھیں اپنے ساتھ ساتھ اپنے بچے کا بھی خیال رکھنا ہے اس لیے کوتاہی ہر گز مت کرنا۔ سارہ بیگم مہرماہ کو سمجھانے لگی باقی سب مسکرا کر ان کو دیکھ رہے تھے۔

ہائے مہرو میری جان کب مجھے ماموں کہنے والا پرنس پرنسس آئے گے۔ شاہ زیب مہرماہ کے پاس آ کر اس پہ سر پہ پیار کرتا ہوا بولا شاہ میر کو شاہ زیب کو مہرماہ کو میری جان کہنا کافی برا لگا اور رہی سہی کثر اس کے بوسے نے پوری کر دی تھی۔

ماہ میری جان ہے آپ اپنی جان لانے کے لیے چچی جان سے بولے۔ شاہ میر جو مہرماہ کے پاس چیئر رکھے بیٹھا تھا اب اس کے سرہانے آ کر مہرماہ کو اپنے ساتھ لگائے شاہ زیب کو گھورتا ہوا بولا شاہ میر کی حرکت پہ مہرماہ کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا تھا باقی سب شاہ میر کی جیلسی دیکھ قہقہ لگا رہے تھے۔

امی سن رہی ہے اب معاملہ غیرت کا ہے جلدی سے میری شادی کروائے مجھ سے تین سال چھوٹا لڑکا ترقی کر گیا ہے۔شاہ زیب سارہ بیگم سے کہنے لگا مہر ماہ اس کی فضول گوئی پہ پاس پڑا تکیہ اٹھا کر دے مارا۔

آرام سے ماہ۔شاہ میر پریشان ہوا۔

کچھ نہیں ہوتا شاہ۔مہر ماہ نے اس کو ریلیکس کیا۔

بیٹا یہ فروٹس کھاؤ۔ہانم بیگم فروٹ کی پلیٹ مہر ماہ کے سامنے کی تو شاہ میر نے ان کے ہاتھ سے لی اور خود مہر ماہ کو کھلانے لگا۔

میرے خیال سے ہمیں باہر جانا چاہیے۔شاہ زیب نے کہا تو سبھی مسکراتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہمیشہ خوش رہو۔سکندر خان مہر ماہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر بولے۔

شاہ گھر والوں کے سامنے تو خیال رکھا کرو۔سب کے جانے کے بعد مہر ماہ نے شاہ میر سے کہا

میں نے کیا کر دیا۔شاہ میر ایپل کا پیس مہر ماہ کے ہونٹوں کے پاس کرتا ہوا بولا۔

یہ ایسی باتیں کیوں کی زیب سے۔مہر ماہ نے کہا

ماہ آپ یہ کھائے باقی سب کو چھوڑے۔شاہ میر نے آرام سے کہا۔

کل ہم نے ہوسپٹل جانا ہے کچھ ٹیسٹ ہونے ہیں۔مہرماہ نے شاہ میر سے کہا۔

جی مجھے یاد ہے۔شاہ میر جوس کا گلاس مہرماہ کو پلاتے ہوئے بولا۔

بس شاہ میرا پیٹ بھر گیا۔شاہ میر کو مزید فروٹ کاٹتا دیکھا تو مہرماہ نے کہا۔

اچھا بھوک لگے تو مجھے بتائیے گا۔شاہ میر نے کہا۔

تم نے کچھ کھایا ہے؟مہرماہ نے پوچھا

آپ میری فکر نہیں کریں مجھے کچھ کھانا ہو گا تو میں کھالوں گا۔شاہ میر مہرماہ کے اوپر لحاف ٹھیک کرتا ہوا بولا۔

شاہ مجھے باہر جانا ہے کل سے بند ہوں کمرے میں۔مہرماہ نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

ابھی آپ آرام کریں باہر جانے کا سوچنا بند کریں۔شاہ میر خود بھی بیڈ کہ دوسری سائیڈ آتا ہوا بولا۔

شاہ۔

ششش

مہرماہ نے کچھ کہنا چاہا پر شاہ میر نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اس کو خاموش کروایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے میں ہوں نہ آپ کے پاس اِس لیے باہر جانے کا نہ کہے۔شاہ میر مہرماہ کا سر اپنے سینے پہ رکھتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

ابھی تو فرسٹ منتھ ہے پریگنسی کا تو میرا یہ حال ہے آگے جا کر تو تم جانے کیا کرو گے کتنی پابندی کرو گے۔مہرماہ شاہ میر کی شرٹ کے بٹنس میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

جتنی مجھے آپ کے لیے ٹھیک لگے گی میں اُتنی کروں گا۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا تو مہرماہ نے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج چار دن سے شاہ زیب آفس نہیں گیا تھا پہلے حور کی شادی کی وجہ سے اس کو آفس سے آف کرنا پڑا کیونکہ سالار کو اس کی ضرورت تھی شادی کے ہزاروں کام ہوتے ہیں سالار اس کا دوست بھی تھا جس سے شاہ زیب نے اپنے کام پشت پہ ڈال دیئے تھے پھر مہرماہ کی طرف ملنے والی خوشخبری ملنے پہ اُس نے سارا دن مہرماہ کے پاس گزارا تھا آخر اکلوتی اور ایک سال بڑی بہن تھی شاہ زیب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا اپنے ماموں بننے کی خبر سن کے بعد پر جب ابھی جب وہ ہر کام سے فری ہو کر بیٹھا تھا تو شدت سے ثانیہ کی یاد آرہی تھی شاہ زیب ٹیرس پہ کھڑا آسمان میں چاند دیکھ رہا تھا جو پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

کبھی تم بھی نظر آؤ

صبح سے شام تک ہم کو

بہت سے لوگ ملتے ہیں

نگاہوں سے گزرتے ہیں

کوئی انداز تم جیسا

کوئی ہم نام تم جیسا

مگر تم ہی نہیں ملتے

بہت بے چین پھرتے ہیں

بڑے بے تاب رہتے ہیں

دعا کو ہاتھ اٹھتے ہیں

دعائیں یہی کہتے ہیں

لگی ہے بھیڑ لوگوں کی

مگر اِس بھیڑ میں جاناں

کبھی تم بھی نظر آؤ

کبھی تم بھی نظر آؤ !!!!!

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس ایک آفس کا ذریعہ ہے ثانیہ کو دیکھنے کا اس سے بات کرنے کا؟ شاہ زیب چاند کو دیکھ کر خود سے ہم کلام ہوا۔

مجھے امی سے بات کرنی ہوگی پر اُس سے پہلے ثانیہ سے۔ شاہ زیب فیصلہ کرنے لگا۔

کیونکہ اب اس کو لگ رہا تھا وہ ثانیہ سے دور اب مزید نہیں رہ سکتا۔

اس کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا نہ! شاہ زیب فکر مند ہوا اب ثانیہ کے جواب کا سوچ کر۔

ثانیہ کو کیا اعتراض ہوگا۔ شاہ زیب نے خود کو تسلی کروائی پھر دوبارہ چاند کی طرف دیکھا جو مسکرا کر اس کو دیکھ کر شاہ زیب کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی

مت پوچھ میری جاگنے کی وجہ اے چاند

تیرا ہی ہم شکل ہے جو مجھے سونے نہیں دیتا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مہرو یار کب تک ناراض رہو گی؟ ثانیہ نے فون پہ مہرماہ سے کہا جو اس کا فون نہیں اٹھاتی تھی اور آج جب اٹھایا بھی تو لہجہ ناراضگی سے بھرپور تھا۔

ثانیہ مجھ سے یہ پوچھنا تو نہیں چاہیے تمہیں۔مہر ماہ نے کہا آج اس نے جیسے تیسے کر کے شاہ میر کو یونیورسٹی جانے کے لیے بھیجا تھا شاہ میر جانا تو نہیں چاہتا تھا پر مہر ماہ کی کسی بات پہ انکار کرنا بھی اس کے بس میں نہیں تھا اِس لیے ڈھیر ساری ہدایت مہر ماہ کو دینے کے بعد وہ یونی گیا تھا تو مہر ماہ کو وقت ملا تھا کسی سے بات کرنے کا ورنہ شاہ میر اس کو بیڈ سے اٹھنے بھی نہیں دیتا تھا۔

مہرو یار میری ماں کی طبیعت بہت خراب تھی اتنی پریشانیاں تھی گھر میں مجھے اپنا ہوش نہیں تھا میں تمہاری شادی پہ کیسے آتی۔ثانیہ نے وجہ پیش کی اپنے نہ آنے کی۔

اچھا تو آج میرے گھر آجاؤ۔مہر ماہ نے کہا۔

میں نے نوکری تلاش کی ہے دوسری اور ابھی میں وہاں ہوں۔ثانیہ نے بتایا۔

اوو اچھی بات ہے پھر ایسا کرنا چھٹی کے دن آجانا۔مہر ماہ نے کہا۔

ضرور تم کیسی ہوں اور ہمارے جیجا کیسے ہیں۔ثانیہ نے پوچھا۔

میں بھی ٹھیک ہوں شاہ بھی ٹھیک ہے اور تمہارا ابحانجہ بھی۔آخری بات پہ مہر ماہ نے اپنے لب لہجے کچلے۔

بحانجہ؟ثانیہ حیران ہوئی پھر جیسے سمجھ آیا تو اس کی چیخ نکل گئی۔

کیا مہرو سچ۔

آہستہ کان کے پردے پھاڑوں گی کیا۔مہر ماہ نے فون کان سے کچھ دور کیا۔

چھوڑو یہ بتاؤ کب گڈ نیوز ملی تمہیں یہ۔ثانیہ نے خوش ہو کر پوچھا۔

ہفتہ ہو گیا ہے ٹیسٹ بھی کروائی تھی ایک ماہ کی پریگنسی تھی۔مہر ماہ نے بتایا۔

ماشاللہ اللہ صحتمند اولاد اور نیک اولاد سے تمہیں نوازے۔ثانیہ نے صدق دل سے دعا دی تو مہر ماہ نے آمین کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مہر و تمہیں اور شاہ کو اب نیچے والے کمرے میں شفٹ ہونا چاہیے جب تک بچہ نہیں آجاتا ایسی حالت میں تمہارا سیڑھیاں چڑھنا ٹھیک نہیں۔وہ سب اِس وقت لاونج میں تھے جب ہانم بیگم نے مہر ماہ سے کہا۔

جی چچی جان۔مہر ماہ نے سر ہلایا۔

آپ کمرہ تیار کروا دے ہم آج ہی شفٹ ہو جائے گے۔شاہ میر نے کہا۔

نہیں شاہ ابھی تو تیسرا مینتھ چل رہا ہے پانچ ماہ بعد یا چھ ماہ بعد شفٹ ہو جائے گیں۔ مہر ماہ نے شاہ میر سے کہا۔

نہیں بیٹا ابھی سے ٹھیک رہے گا۔اِس بار حیدر خان نے کہا۔

میں بہت پرجوش ہوں میں نے اپنے سب دوستوں کو بتا دیا ہے اپنے چچوں بننے کا۔ آیان نے خوش ہو کر کہا تو سب مسکرا دیئے۔

آج تو تم لوگ اپنے کمرے میں رہنا جب تک میں کمرہ اچھے سے تیار کروا لوں۔ہانم بیگم نے مہر ماہ کو خاموش دیکھ کر کہا

جی امی جان ماہ چلیں آپ کی دوائی لینے کا وقت ہو گیا ہے۔شاہ میر ہانم بیگم کو جواب دیتا مہر ماہ کو مخاطب ہو کر بولا

بعد میں چلتے ہیں نہ ابھی سب ساتھ بیٹھے ہیں۔مہر ماہ نے ٹالا۔

میں یہاں دوائیں لے آتا ہوں ڈاکٹر نے کہا تھا وقت پہ کھانی ہے۔شاہ میر کہتا سیڑھیوں کی جانب گیا۔

کتنا خیال ہے میر کو۔حیدر خان مسکرا کر بولے۔جس پہ مہر ماہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ آ گئی تھی اُس سے زیادہ بھلا کون جانتا تھا کہ شاہ میر نے کیسے اس کو اپنی ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھا تھا

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ زیب آفس آکر بے چینی سے ثانیہ کا انتظار کر رہا تھا پر انتظار آج کافی لمبا ہو گیا تھا یا اس کو لگ رہا تھا یہ شاہ زیب سمجھ نہیں پایا۔

سر مسٹر قادری آپ سے ملنے آئے ہیں۔مینجر کیبن کا دروازہ نوک کرتا شاہ زیب سے بولا مینجر کی بات پہ شاہ زیب نے گہری سانس لی وہ بھول گیا تھا کہ آج اس کی میٹنگ تھی قادر عرفان کے ساتھ۔

میں آتا ہوں تم سب کو میٹنگ روم میں آنے کا کہو۔شاہ زیب نے کہا

جی سر پر مس ثانیہ افتخار ابھی نہیں آئی۔مینجر نے بتایا

کوئی بات نہیں تم باقیوں سے کہہ دو۔شاہ زیب نے کہا اور اپنا کوٹ پہنتا اٹھ کھڑا ہوا تو مینجر بھی اس کی تلقین پہ باہر نکلا۔

تیس منٹ بعد شاہ زیب دوبارہ اپنے کیبن میں آیا تو اس کو ثانیہ کھڑی ہوئی نظر آئی شاہ زیب نے اس کو دیکھا جو آج نیلے کلر کے سادہ سے شلوار قمیض پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی پر آج اس نے کالی چادر کے بجائے آف وائیٹ کلر کی چادر پہنی ہوئی تھی۔

آج آپ لیٹ آئی ہیں مس ثانیہ افتخار۔شاہ زیب خود اپنی جگہ پہ بیٹھتا ثانیہ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا بولا

سوری سر آج ٹریفک زیادہ تھی جس سے دیر ہو گئ۔ثانیہ نے آہستہ آواز میں وضاحت دی۔

آپ کو آنے جانے کا مسئلہ ہے تو آفس کی طرف سے پِک اینڈ ڈراب کی سروس مل سکتی ہے۔شاہ زیب نے کہا۔

نہیں سر اِس کی کوئی ضرورت نہیں میں وقت پہ آجایا کروں گی۔ثانیہ نے سہولت سے انکار کیا

آپ سے ایک سوال پوچھنا تھا امید ہے آپ بنا کوئی ری ایکٹ کیے میری بات تحمل سے سنے گی۔ شاہ زیب نے آج بہت وقت بعد ثانیہ کو اپنے دل کی بات سنانے کا فیصلہ کیا۔

جی سر آپ کہے۔ثانیہ کو تجسس ہوا کیونکہ ان تین ماہ میں شاہ زیب نے کبھی بات کرتے وقت تمہید نہیں باندھی تھی۔

کیا تمہاری منگنی وغیرہ ہوئی ہے کہیں؟ شاہ زین سید ھا مدعے کی بات پہ آیا بنا آپ جناب کا تکلف کیے وہ تم پہ آگیا جب کی ثانیہ کو شاہ زیب کے سوال پہ حیرت کا جھٹکا لگا۔

جواب دو۔ شاہ زیب اس کو خاموش دیکھ کر اپنی بات پہ زور دیتا ہوا بولا۔

نہیں سر۔ثانیہ بس یہی کہہ پائی۔شاہ زیب کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی ثانیہ کے جواب پہ

تمہیں کسی سے محبت ہے؟ شاہ زیب نے دوسرا سوال پوچھا اِس بار ثانیہ کا دل چاہا وہ کہہ دیں کہ کیوں وہ اتنے پرسنل سوال پوچھ رہا تھا

پر اس نے بس سر کو نفی میں ہلایا۔

میں اپنے گھر والوں کو تمہاری گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔ شاہ زیب نے کہا۔

کیوں سر؟ثانیہ کے منہ سے بے ساختہ پھسلا

کیا آپ نہیں چاہتی میری فیملی آپ کے گھر آئے۔ شاہ زیب اب سنجیدہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا وہ مطلب تو نہیں تھا۔ثانیہ منمنا کر بولی

میں شادی کرنا چاہتا ہوں تم سے تم انکار نہیں کرسکتی کیونکہ انکار کی وجہ تمہارے پاس نہیں۔شاہ زیب آرام سے چیئر پہ پشت ٹکا کر بولا تو ثانیہ کو اپنے آس پاس دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

شادی۔ثانیہ کا منہ کھل گیا۔

جی شادی وہ بھی مجھ سے۔شاہ زیب اسی کے انداز میں بولا

میں آپ سے کیسے شادی کرسکتی ہوں۔ثانیہ نے کہا

کیوں نہیں کرسکتی۔شاہ زیب تیز آواز میں بولا جس سے ثانیہ سہم گئی۔

آپ کے اور میرے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے۔ثانیہ نے کہا

شادی کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم دونوں اشرف المخلوقات ہیں آپ کا یا میر اخلائی مخلوق سے تعلق نہیں۔شاہ زیب نے بڑی سنجیدگی سے غیر سنجیدہ بات کی ثانیہ شاہ زیب کے عجیب مثال پہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی۔

دیکھو ثانیہ ایسا کہیں نہیں لکھا کہ جو لڑکا امیر ہو وہ شادی بھی کسی امیر لڑکی سے کریں

میرا تعلق اگر کسی امیر گھرانے سے ہے تو اِس میرا کمال نہیں اور نہ تمہارا چھوٹے گھرانے میں ہونے پہ تمہارا کوئی قصور یہ سب دنیاوی باتیں ہیں میں جہاں رہتا ہوں وہاں ایسے فرق کو نہیں دیکھا جاتا۔شاہ زیب نے سنجیدگی سے سمجھانا چاہا

مجھے کچھ وقت چاہیے۔ثانیہ نے اتنا کہا۔

دو دن ہے آرام سے سوچ لو۔شاہ زیب نے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔ثانیہ کے لیے یہی بہت تھا کہ شاہ زیب نے دو دن بھی سوچنے کے لیے دیئے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

امی آپ سے کچھ بات کرنی ہے مجھے۔سالار نادیہ بیگم کے پاس آتا ہوا بولا جو انابیہ کے بالوں میں مساج کر رہی تھی۔

کرو بات۔نادیہ بیگم نے اجازت دی۔

بیا تم باہر جاؤ۔سالار نے انابیہ سے کہا

یہ کیوں جائے سالار بڑی مشکل سے ہاتھ آئی ہے بال دیکھو اِس کے چڑیا کا گھونسلہ بن گیا ہے میں تیل کی مالش کر رہی ہوں تا کہ اِس بال ٹھیک ہو۔نادیہ بیگم سالار کی بات پہ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھائی آپ آرام سے بات کریں میں جاتی ہوں۔انابیہ اپنی جان خلاصی پہ شکر کا سانس بھرتی ہوئی بولی ورنہ کوئی بعید نہیں تھا نادیہ بیگم اس کے اسٹائلش کرلی بالوں کا کیا حال کر دیتی۔

چلی گئ۔نادیہ بیگم کو افسوس ہوا۔

امی آپ میری بات سنے۔سالار نے کہا۔

کیا بات ہے سالار۔نادیہ بیگم اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔سالار نے کہا۔

اچھی بات ہے میں دیکھتی ہوں تمہارے لیے کوئی اچھی سی لڑکی۔نادیہ بیگم سالار کی بات پہ مسکرا کر بولی۔

لڑکی میں نے دیکھ رکھی ہے آپ بس رشتے کی بات کریں۔سالار نے فورن سے کہا تو نادیہ بیگم سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگی۔

کون؟نادیہ بیگم نے پوچھا۔

پری۔سالار نے بس اتنا کہا۔

پری حیدر بھائی کی بیٹی۔نادیہ بیگم حیران ہوئی۔سالار نے سر ہلا کر ہاں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فکر نہیں کرو میں کرتی ہوں بات بھائی اور بھابھی سے مہرو سے بھی نہیں ملی سوائے ایک دو دفع جو ملی تھی۔نادیہ بیگم نے سالار کو مطمئن کیا جس پہ۔سالار نے سکون کا سانس خارج کیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ اتنا کیا اٹھا لائے ہو۔مہرماہ نے حیرانگی سے شاہ میر سے پوچھا جس کے ہاتھوں میں ڈھیر سارے شاپنگ بیگز تھے۔

آپ کے لیے اور ہمارے بچے کے لیے میں شاپنگ کر آیا ہوں۔شاہ میر نے مسکرا کر سب بیگز بیڈ پہ مہرماہ کے سامنے رکھے وہ اب اوپر کے بجائے راہداری کے پاس بنے کمرے میں شفٹ ہو گئے تھے

مجھے بھی چلنا تھا ہم ساتھ مل کر شاپنگ کرتے۔مہرماہ نے ناراض لہجے میں کہا۔

توں اِس میں ناراض کیوں ہو رہی ہیں ہم کل جائے گے دوبارہ ویسے بھی بچے کی شاپنگ کونسا ایک دن میں پوری ہو گی بازار کے چکر تو لگتے رہے گیں نہ۔شاہ میر نے جلدی سے کہا۔

اچھا کیا لائے ہو۔مہرماہ متجسس ہوئی۔

آپ کے لیے ایزی ڈریسز لایا ہوں جس میں آپ کمفرٹیبل فیل کریں گی اور یہ سلپر بھی آپ پہلے والی سلپر کا استعمال نہیں کریں گی بار بار آپ کا پیر پھسل رہا تھا۔شاہ میر بڑی

دادی اماؤں کی طرح مہرماہ کو سمجھانے لگا مہرماہ مسکرا کر ڈریسز دیکھنے لگی جو کافی ڈھیلے ڈالیں تھے جس سے اس کو آسانی ہوتی جس مرحلے سے وہ گزر رہی تھی اُس میں ویسے بھی اپنے بڑھتے وزن کی فکر ہو رہی تھی کیونکہ اب شاہ میر بار بار اس کے گال کھینچتا تھا جو سرخ اور پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے تھے۔

یہ اِن کا پاجامہ تم نے الگ لیا ہے کیا؟ مہرماہ سارے کپڑے دیکھ کر شاہ میر سے بولی۔

ہم کیوں کی ان کے ساتھ ٹراؤزر تھا مجھے یاد ہے آپ نے پہلا ایسے کوئی ڈریس پہنا تھا جس سے آپ کا پیر اٹک گیا تھا وہ تو اچھا ہوا آپ گرنے سے بچ گئی اِس لیے میں نے سوچا نارمل پاجامہ شلوار ہو۔ شاہ میر نے کہا تو مہرماہ کو اپنی قسمت پہ رشک آیا تھا بیشک اللہ کی طرف سے شاہ میر اس کے لیے نعمت تھا جس کا وہ جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔

واک کرنے چلیں لان میں؟ شاہ میر نے سارا سامان وارڈروب میں رکھ کر مہرماہ سے پوچھا

ہاں ضرور میں تک یہاں کمرے میں بیٹھ بیٹھ کر تنگ آ گئی ہوں۔ مہرماہ جھٹ سے شاہ میر کی بات سن کر بولی تو شاہ میر مسکرا دیا اور مہرماہ کو اٹھنے میں مدد دینے لگا مہرماہ اپنے اطراف اچھے سے شال لپیٹتی شاہ میر کے ساتھ لان کی طرف آئی۔

آپ کو مجھ سے محبت کب ہوئی؟ شاہ میر آہستہ آہستہ مہرماہ کے ساتھ چلتا ہوا بولا

پتا نہیں۔ مہرماہ ہنس کے بولی۔

ہے تو سہی نہ۔ شاہ میر منہ بنا کر بولا۔

اگر پیار نہیں ہوتا تو اِس وقت میرے ساتھ تم نہیں ہوتے۔ مہرماہ نے رک کر اس کے بال بگاڑتے ہوئے کہا۔

یہاں مجھے آپ کے ساتھ ہی ہونا تھا کیونکہ میں نے پہلے بھی کہا آپ ازل سے میری ہیں اور زمین پہ آپ کو میرے لیے اُتارہ گیا ہے۔ شاہ میر مہرماہ کی بات پہ سنجیدہ ہو گیا تھا جبھی اس کو اپنے قریب کیے شدت بھرے لہجے بولا۔

شاہ مجھے تم سے محبت ہے میں نہیں جانتی کب سے پر میں نے محبت کا اصل مطلب تم سے ملنے کے بعد جانا میں نہیں جانتی میرا ہمارا ساتھ لوگوں کو کیسے لگتا ہوگا ہمارے درمیان جو چار سال کا فرق ہے وہ مجھے سکون سے نہیں رہنے دیتا تھا میں یہی سوچتی تھی کہ تمہاری محبت تمہارا بچپنا ضد ہے بس جو ختم ہو جائے گا کیونکہ تم مجھ سے زیادہ بہتر ہمسفر کے مستحق تھے پر اِن نوں ماہ نے مجھے احساس کروایا مجھے بتایا کہ مہرماہ سکندر شاہ میر حیدر کی ماہ شاہ میر ہے جس سے شاہ میر کو عشق ہے اور اُس عشق نے مہرماہ کو بھی قید کر دیا تھا میں اب مہر و مہرماہ نہیں مجھے اب بس شاہ کی ماہ بن کر رہنا ہے۔ مہرماہ سمجھ گئی تھی شاہ میر اظہار چاہتا ہے اِس لیے ایڑیوں کے بل اونچی ہوتی اپنی پیشانی کو شاہ میر کی

پیشانی سے ٹکا کر اپنی محبت کا اعتراف کیا جسے سن کر شاہ میر کے اندر سرشاری سی ڈور گئی تھی شاہ میر نے مہرماہ کو کمر سے پکڑ کر کچھ اونچا کیا۔

شاہ میر حیدر خان اگر کسی کا مستحق تھا تو وہ بس مہرماہ کا تھا اور کسی کا نہیں۔شاہ میر نے آنکھیں بند کیے کہا۔

اب واپس اندر چلتے ہیں۔مہرماہ نیچے ہوتی شاہ میر سے بولی۔

ضرور۔شاہ میر کہتا مہرماہ کو اپنی بانہوں میں اٹھاتا اندر کی جانب بڑھنے لگا مہرماہ نے مسکرا کر اپنے بازوں شاہ میر کی گردن پہ حائل کر دیئے۔

ایک ہفتہ شاہ زیب نے ثانیہ کی منمانی کیسے برداشت کی تھی وہ بس شاہ زیب خود جانتا تھا ثانیہ دونوں کا کہتی ہفتہ بھر غائب تھی جس پہ شاہ زیب کچھ نہیں کہا پر آج اُس نے سوچ لیا تھا وہ آفس نہیں آئی تو وہ اُس کے گھر پہنچ جائے گا شاہ زیب ڈریسنگ کے پاس کھڑا ہوتا خود پہ نظر ڈالی پھر اپنا سیل فون اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا جو تین سے چوتھی بیل پہ رسیو کیا گیا تھا۔

ہیلو۔ثانیہ کی آواز سن کر شاہ زیب نے گہری سانس بھری۔

بنا آفس میں کسی کو اِن فارم کیے تم ہفتہ بھر لیو پہ کیسے رہ سکتی ہو۔شاہ زیب سنجیدگی سے بولا تو ثانیہ کے گلے پہ گلٹی اُبھر کر معدوم ہوئی۔

وہ سر میری ماں کی طبیعت خراب تھی جس وجہ سے میں نہیں آسکی۔ثانیہ نے وضاحت دی جو سچ تھی کیونکہ کچھ دنوں پہلے ہی ان کی طبیعت خراب رہنے لگی کبھی بخار ہوتا کبھی جوڑوں میں درد کبھی کھانسی تو کبھی کچھ اور جس سے ثانیہ کے دماغ سے ہر بات فراموش ہو چکی تھی۔

اوواب کیسی طبیعت ہے آپ کی والدہ کی؟ثانیہ کی بات پہ شاہ زیب کچھ نارمل ہوا۔

اللہ کا شکر ہے اب بہتر ہیں۔ثانیہ نے کہا۔

ٹھیک ہے جب وہ مکمل طور پہ صحتیاب ہو جائے تو تم آفس آ جانا بہت سے کام ہیں جو تم نے کرنے ہیں۔شاہ زیب گھمبیر آواز میں بولا تو ثانیہ کے ماتھے پہ پسینے کی بوندیں چمکنے لگی۔

جی سر۔ثانیہ نے کہا شاہ زیب ایک دو اور باتیں کرنے کے بعد کال کاٹ دی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں سالار اپنا بچہ ہے اور ہمارے لیے اُس سے بڑی کیا بات ہو گی کہ پری اپنی پھپھو کے گھر میں رہے گی غیروں کا کیا اعتبار۔حیدر خان نادیہ بیگم کی بات سن کر بولے جو آج ان سے سالار کے رشتے کی بات کرنے آئی تھی ڈرائینگ روم

میں سب موجود تھے جو حیدر خان کی بات پہ بہت خوش ہوئے تھے سالار کی بتیسی تو اندر جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

تو کب کی تاریخ طے کریں ہم؟ نادیہ بیگم مصرت بھرے لہجے میں بولی۔

نادیہ اتنی بھی کیا جلدی آرام سے ہو جائے گا سب ویسے بھی مہرو کا چھٹا مہینہ ہے اچھا ہے بچہ آ جائے پھر شادی کی تیاریاں کریں گے۔ ہانم بیگم ان کی جلد بازی پہ مہرماہ کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

دراصل میں جلدی سالار کی شادی کرنا چاہتی ہوں مہرو کے بچہ کی پیدائش میں تو ابھی وقت ہے۔ نادیہ بیگم مسکرا کر بولی

چچی جان آپ لوگ تاریخ رکھ لیں اچھا ہے پری کی شادی بھی جلد ہو جائے تو ابھی تو میں آپ کی مدد بھی کروا سکتی ہوں پھر تو ناممکن سی بات ہے۔ مہرماہ نے شرارت سے کہا تو سب ہنس پڑے۔

آپ کو ڈاکٹر نے آرام کا کہا ہے نا کہ کام کرنے ڈاکٹر نے خاص طور مجھے کہا تھا کہ آپ وزنی چیزیں نہیں اٹھائے گی اور نہ خود کو تھکائے گی۔ شاہ میر جو اب تک خاموش تھا مہرماہ کی مدد والی بات سن کر بول اٹھا۔

میر کا بس نہیں چل رہا ورنہ مہرو کے ساتھ پریگنسی کی دوا بھی کھا لیں۔شاہ میر کی بات پہ شاہ زیب بڑبڑایا جب کی اس کی بات پہ پاس بیٹھے آیان کو پانی پیتے زبردست قسم کا اچھو لگا تھا جس سے شاہ زیب گڑبڑا گیا تھا۔

آیان تم ٹھیک ہو؟ہانم بیگم فکر مند ہوئی اس کی لال ہوتی رنگت دیکھ کر جو کھانس نے کی وجہ سے ہو رہی تھی۔

جی امی جان میں ٹھیک ہوں۔آیان ایک نظر شاہ زیب پہ ڈالتا ہوا بولا۔

تم لوگوں نے منتھلی چیک اپ کے لیے کب جانا ہے؟ سکندر خان نے شاہ میر سے پوچھا۔

آج شام چار بجے ماہ کا اپائیمنٹ ہے۔شاہ میر نے بتایا۔

ٹھیک ہے تو ہم تاریخ طے کر لیتے ہیں ویسے بھی نیک کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

حیدر خان نے کہا تو سب نے سر یلایا۔

اِس مہینے کی آخر تاریخ پہ فنکشن شروع کرتے ہیں۔نادیہ بیگم نے کہا۔

پہلے شادی کی ساری تیاریاں کر لیتے ہیں کپڑے جیولری اور بھی بہت سی ضروری چیزیں ہیں جس میں وقت لگ جائے جب سب شاپنگ ہو جائے تو ہم شادی کے فنکشن

شروع کر دے گے کیونکہ تب مہرماہ کی ڈیلیوری کے دن بھی کم رہے گے۔ہانم بیگم کچھ سوچ کر بولی

ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا ان چیزوں میں بھی وقت تو لگے گا۔نادیہ بیگم ان کی بات پہ متفق ہوتی ہوئی بولی۔

میں آپ سب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔شاہ زیب اچانک سے بولا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

میں چاہتا ہوں میری شادی بھی سالار کے ساتھ ہو۔شاہ زیب کی بات پہ سب حیرانکن نظروں سے اس کو دیکھنے لگے۔

تمہاری ماں نے تو ابھی تک کوئی لڑکی نہیں دیکھی تو شادی کس سے کرو گے۔سکندر خان نے کہا

لڑکی ماں کے بیٹے نے دیکھ لی ہے آپ بس ان کے گھر رشتہ لیں جائے۔شاہ زیب آرام سے بولا

زیب تم مجھ سے بات نہ کرنا اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی۔مہرماہ غصہ سے شاہ زیب سے بولی تو شاہ زیب سٹپٹا گیا اپنی بات کہتے وقت وہ مہرماہ کے ری ایکشن کو فراموش کر بیٹھا تھا۔

مہرو میں بتانے والا تھا۔شاہ زیب نے وضاحت کرنی چاہی۔

جی بتا تو دیا۔مہرماہ کہتی جلدی کھڑی ہوئی تو اس کے پیٹ میں ہلکا سا درد ابھرا اس نے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا شاہ میر نے مہرماہ کے چہرے پہ تکلیف کے آثار دیکھے تو اس کے پاس کھڑا ہوا۔

آرام سے ماہ آپ اپنا خیال بلکل نہیں رکھتی۔شاہ میر فکر مندی سے بولا جب کی سب اب مہرماہ کے پاس آئے تھے۔شاہ میر نے آرام سے مہرماہ کو دوبارہ بیٹھایا۔

مہرو جانتی ہوں یہ نازک وقت ہوتا ہے پھر بھی اتنی لاپرواہی۔سارہ بیگم نے اس کو گھڑکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چچی جان پلیز ماہ کو پہلے ہی پین ہو رہا ہے۔شاہ میر کو سارہ بیگم کا مہرماہ سے ایسے بات کرنا پسند نہیں آیا جب کی اتنی سنجیدہ حالت میں بھی شاہ میر کی بات پہ مسکرائے بنا نہیں رہ پائے۔

میر تم مہرو کو اندر کمرے میں لیں جاؤ تا کہ آرام کریں۔ہانم بیگم نے کہا جس پہ شاہ میر نے سر ہلایا۔

چلیں۔شاہ میر نے مہرماہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا پر مہرماہ نے کچھ نہیں کہا کیونکہ اس کو اپنی پسلی کی جگہ بہت درد محسوس ہو رہا تھا جس میں وہ اٹھنے کی سکت نہیں کر پا رہی تھی

مہرماہ نے اُس وقت کو کوسا جب وہ جلدی سے کھڑی ہوئی تھی۔شاہ میر مہرماہ کی حالت سمجھتا بنا کسی پہ دھیان دیئے مہرماہ کو اپنے بانہوں میں بھرا جس پہ سکندر خان، حیدر خان، شاہ زیب، سالار نے اپنا چہرہ جھکا دیا تھا جب کی آیان کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا نادیہ بیگم نے اپنی ہنسی دبائی جب کی سارہ بیگم، ہانم بیگم خوامخواہ شرمندہ ہو گئی تھی ان سب کے ری ایکشن سے بے نیاز شاہ میر بس مہرماہ کا چہرہ دیکھ رہا تھا جہاں وہ درد برداشت میں ہلکان ہو رہی تھی مہرماہ نے شاہ میر کے چہرے پہ اپنے لیے پریشانی کے تاثرات دیکھے تو اس کو ریلیکس کرنے کی خاطر زبردستی مسکرائی اور شاہ میر کے سینے پہ سر ٹکا دیا پر شاہ میر مطمئن نہیں ہوا تھا ایسے ہی وہ مہرماہ کو کمرے میں لایا اور اس کو بیڈ پہ لیٹایا خود وہ بلکل پاس بیٹھا یا۔

زیادہ پین ہے تو ڈاکٹر کو کال کروں؟شاہ میر آرام سے مہرماہ کے وجود سے شال الگ کرتا ہوا بولا۔

نہیں شاہ میں ٹھیک ہوں شام میں تو ویسے بھی جانا ہے نہ۔مہرماہ نے کہا۔

پر ابھی جو آپ کو تکلیف ہے اس کا کیا؟شاہ میر مہرماہ کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

مجھے پین کلر دو تھوڑا درد ہے ٹھیک ہو جائے گا۔مہرماہ نے کہا تو شاہ میر جلدی سے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ بوکس نکال کر اس میں سے ایک پین کلر نکالی جگ میں

پانی کا گلاس بھرا پھر مہرماہ کو آرام سے اٹھایا اور پین کلر دیں کر اس کے پاس تکیہ درست کیے۔

یہ بچہ ہو جائے پھر دوبارہ آپ کوئی بچہ نہیں کریں گی۔شاہ میر مہرماہ کے پیٹ میں پا تھ رکھتا ہوا بولا جس سے سن کر مہرماہ کی ہنسی نکل گئ۔

یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں ویسے بھی ایسی حالت میں ہر لڑکی ایسی تکلیف سے گزرتی ہے۔مہرماہ نے کہا

جو بھی پر مجھ سے نہیں برداشت ہو رہی آپ کی تکلیف۔شاہ میر نے کہا تو مہرماہ نے بیڈ کی دوسری طرف شاہ میر کو آنے کا کہا تو شاہ میر وہاں آگیا مہرماہ نے شاہ میر کے بازوں پہ سر ٹکایا جس پہ شاہ میر مسکرایا اور ساتھ میں اس کی بلو آنکھیں بھی۔

شاہ کیا تم نہیں چاہتے ہمارے ڈھیر سارے بچیں ہو۔مہرماہ نے کہا تو شاہ میر نے منہ بگاڑا۔

یہ ایک برداشت کرلوں گا ڈھیر ساروں کی ضرورت نہیں۔شاہ میر نے کہا تو مہرماہ نے گھور کر اس کو دیکھا۔

ماہ مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ اتنی تکلیف سہے گی ورنہ میں اِس کو بھی آنے نہیں دیتا۔شاہ میر نے صاف گوئی سے کہا مہرماہ کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لیں۔

مجھے تو تین چار بچے چاہیے۔مہرماہ نے آرام سے کہا۔

ماہ آپ کے لیے میں کافی ہوں جیسے میرے لیے آپ اِس لیے بچوں کا اب نہ سوچے ایک بہت ہے میں برداشت نہیں کروں گا آپ کی توجہ میرے علاوہ کسی اور پہ ہو۔شاہ میر کا انداز جنونی ہو گیا تھا۔

وہ کسی نہیں ہمارے بچے ہو گے۔مہرماہ نے باور کروانا چاہا۔

جو بھی۔شاہ میر بنا اثر لیے بولا مہرماہ بحث کیے بنا بس خاموش رہی شاہ میر نے اپنا سر مہرماہ کے سر سے ٹکا لیا۔

یہ مجنوں کی اولاد میرے گھر کیسے پیدا ہوئی۔ہانم بیگم بولی۔

آپ کو نہیں پتا ورنہ حیدر بھی جوانی میں ایسے تھا۔سکندر خان نے حیدر خان کو چھیڑا جس پہ ان کی سٹی گم ہوئی تھی۔

بھائی مذاق کیوں کر رہے ہیں۔حیدر خان نے خود پہ ہانم بیگم کی تیکھی نظریں محسوس کی تھی ہڑ بڑا کر بولے باقی سب دلچسپی سے ان کو دیکھ رہے تھے۔

مذاق کہاں کیا تم نہیں تھے کالج میں کیسے ہر روز نئی گرلفرینڈ ہوا کرتی تھی جن کے لیے کبھی تم شاعری کرتے تو کبھی گانا گاتے میر تو پھر بھی مہرو کے لیے پاگل ہے۔سکندر

خان نے حیدر خان کا پھانڈا پھوڑا اِس وقت حیدر خان کو سکندر خان اپنا بھائی نہیں بلکہ جانی دشمن لگا

میرے لیے تو کبھی تعریف کا ایک لفظ نہیں بولا پر کالج میں لڑکیوں کے لیے شعرو شاعری کرتے رہے ہیں۔ہانم بیگم جل بھن کے بولی۔

بیگم بھائی مذاق کر رہے ہیں۔حیدر خان نے کمزور سی دلیل پیش کی مگر ہانم بیگم ان کو گھوری سے نوازتی اٹھ گئی حیدر خان کی شکل دیکھ کر سب کا قہقہہ گونج اٹھا جس پہ حیدر خان کو بھی پرانے دن یاد آ گئے تو ہنس پڑے۔

اماں سے کیسے بات کروں؟ثانیہ چھت پہ چکر لگاتی پریشانی سے بولی بہت دنوں سے وہ زبیدہ بیگم سے بات کرنا چاہتی تھی شاہ زیب کے بارے میں پر وقت نہیں مل رہا تھا اور جب وقت مل رہا تھا تو ہمت نہیں ہو رہی تھی آج اُس کو ایک ماہ ہو گیا تھا آفس نہیں گئے ہوئے جس پہ زبیدہ بیگم نے بہت بار پوچھا اور آفس جانے کا بھی کہا کہ ورنہ نوکری چلی جائے گی پر اس نے ان کو مطمئن کیا تھا کہ بوس نے کہا تھا جب تک آپ کی والدہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوتی چھٹی کر سکتی ہیں انہوں تب بھی کہا وہ اب ٹھیک ہیں پر ثانیہ نہیں گئی اُس کو پتا تھا شاہ زیب جواب مانگے گا تو وہ کیا جواب دیتی وہ اپنی ماں سے بات

کرنے سے پہلے شاہ زیب سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ بہت سوچ بے چار کے

بعد ثانیہ نے گہری سانس لی اور اپنے قدم زبیدہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھائے۔

ثانیہ کیا ہوا بیٹا؟ زبیدہ بیگم نے ثانیہ سے پوچھا جو کمرے میں آتے ان کو دیکھ رہی تھی۔

اماں آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔ ثانیہ نے کہا

کرو۔ زبیدہ بیگم نے کہا

میرے جو بوس ہیں نہ۔ ثانیہ نے بس اتنا کہا

اس نے جاب پہ آنے کا کہا ہو گا میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی میں اب ٹھیک ہوں تمہیں

کام پہ جانا چاہیے۔ زبیدہ بیگم اندازہ لگاتی ہوئی بولی

یہ بات نہیں ہے اماں۔ ثانیہ نے کہا

پھر کیا بات ہے؟ زبیدہ بیگم نے پوچھا

وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ثانیہ نے بتایا تو وہ حیرت انگیز نظروں سے ثانیہ کو

دیکھنے لگی ثانیہ نے اپنا سر جھکا دیا۔

ثانیہ اتنے بڑی کمپنی کا مالک تجھ سے کیوں شادی کرے گا۔ زبیدہ بیگم نے کہا

اماں وہ کہتے ہیں اسٹیٹس نہیں دیکھا جاتا شادی کے لیے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے ان کا

اخلاق ان کا کردار معاشرے رکھتا ہے بہترین ہمسفر کا ملنا اسٹیٹس سے نہیں ہوتا کیونکہ

پئسوں کا ہونا ضروری نہیں ہوتا پئسا ہاتھوں کی میل ہے کب کہاں پھسل جائے پتا نہیں چلتا۔ثانیہ کو کچھ دن پہلے شاہ زیب کی کال پہ کہی بات یاد آئی تو کہا

اگر لڑکا اچھا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تم کہو وہ اپنے گھر والوں کو لائے یہاں۔زبیدہ بیگم ثانیہ کی بات سن کر بولی وہ بھی چاہتی تھی وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔

کیا واقع اماں؟ثانیہ کو یقین نہیں ہوا۔

بلکل اِس لیے کل آفس جانا۔زبیدہ بیگم نے مسکرا کر کہا تو ثانیہ بھی مسکرا دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مطمئن کیا تھا کہ بوس نے کہا تھا جب تک آپ کی والدہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوتی چھٹی کر سکتی ہیں انہوں تب بھی کہا وہ اب ٹھیک ہیں پر ثانیہ نہیں گی اُس کو پتا تھا شاہ زیب جواب مانگے گا تو وہ کیا جواب دیتی وہ اپنی ماں سے بات کرنے سے پہلے شاہ زیب سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔بہت سوچ بے چار کے بعد ثانیہ نے گہری سانس لی اور اپنے قدم زبیدہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھائے۔

ثانیہ کیا ہوا بیٹا؟زبیدہ بیگم نے ثانیہ سے پوچھا جو کمرے میں آتے ان کو دیکھ رہی تھی۔

اماں آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔ثانیہ نے کہا

کرو۔زبیدہ بیگم نے کہا

میرے جو بوس ہیں نہ۔ثانیہ نے بس اتنا کہا

اس نے جاب پہ آنے کا کہا ہو گا میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی میں اب ٹھیک ہوں تمہیں کام پہ جانا چاہیے۔زبیدہ بیگم اندازہ لگاتی ہوئی بولی

یہ بات نہیں ہے اماں۔ثانیہ نے کہا

پھر کیا بات ہے ؟زبیدہ بیگم نے پوچھا

وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ثانیہ نے بتایا تو وہ حیرت انگیز نظروں سے ثانیہ کو دیکھنے لگی ثانیہ نے اپنا سر جھکا دیا۔

ثانیہ اتنے بڑی کمپنی کا مالک تجھ سے کیوں شادی کریں گا۔زبیدہ بیگم نے کہا

اماں وہ کہتے ہیں اسٹیٹس نہیں دیکھا جاتا شادی کے لیے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے ان کا اخلاق ان کا کردار معائنے رکھتا ہے بہترین ہمسفر کا ملنا اسٹیٹس سے نہیں ہوتا کیونکہ پئسوں کا ہونا ضروری نہیں ہوتا پئسا ہاتھوں کی میل ہے کب کہاں پھسل جائے پتا نہیں چلتا۔ثانیہ کو کچھ دن پہلے شاہ زیب کی کال پہ کہی بات یاد آئی تو کہا

اگر لڑکا اچھا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تم کہو وہ اپنے گھر والوں کو لائے یہاں۔زبیدہ بیگم ثانیہ کی بات سن کر بولی وہ بھی چاہتی تھی وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔

کیا واقع اماں؟ثانیہ کو یقین نہیں ہوا۔

بلکل اِس لیے کل آفس جانا۔زبیدہ بیگم نے مسکرا کر کہا تو ثانیہ بھی مسکرادی۔

یہ کس لڑکی کی بات کر رہے تھے تم؟سارہ بیگم نے شاہ زیب سے پوچھا۔

امی جان میرے آفس میں کام کرتی ہے میری اسسٹنٹ ہے میں پسند کرتا ہوں اس کو۔

شاہ زیب نے اعتراف کیا۔

برخودار بات پسند سے تو بہت آگے کی لگ رہی ہے۔سکندر خان نے شاہ زیب سے کہا۔

آپ کو لگ رہا ہے تو سہی ہو گا۔شاہ زیب نے مسکرا کر کہا۔

وہ لڑکی ٹھیک تو ہے نہ۔سارہ بیگم نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

امی جان آپ کو میری پسند پہ شک ہے کیا؟شاہ زیب نے اُلٹا ان سے سوال کیا۔

شک تو نہیں ہے۔سارہ بیگم مسکرا کر بولی

پھر بس آپ تیار رہے ان کے گھر جانے کی۔شاہ زیب نے کہا تو سارہ بیگم نے سر ہلایا

اچھا ہے تمہاری شادی بھی ہو جائے۔سکندر خان نے کہا۔

ہاں مہرو کے بعد تو گھر خالی خالی سا لگنے لگا ہے۔سارہ بیگم افسردہ ہو کر بولی۔

امی مہرو پاس ہی تو ہے کونسا دور ہے۔شاہ زیب ان کو اپنے ساتھ لگا کر بولا

پھر بھی یاد تو آتی ہے۔سارہ بیگم نے کہا تو سکندر خان اور شاہ زیب مسکرائے

توسوچ لیا تم نے مجھے کیا جواب دینا ہے۔شاہ زیب نے گہری نظروں سے ثانیہ کو دیکھ کر کہا جو آج پرپل کلر کے شلوار قمیض میں ہر روز کی طرح بہت خوبصورت لگ رہی تھی پر شاہ زیب کو آج اور زیادہ لگی کیونکہ آج ایک ماہ بعد دیدارِ یار ہوا تھا۔

جی میں نے اپنی ماں سے بھی بات کی۔ثانیہ تزبزہو کر بولی۔

پھر کیا کہا ساسوں ماں نے۔شاہ زیب نے دلچسپی سے پوچھا پر ساسوں ماں لفظ پہ ثانیہ کے چہرے پہ لالی بکھر گئی تھی جس نے شاہ زیب کو مبہوت کر دیا تھا۔

اماں نے کہا میں آپ سے کہوں آپ اپنے گھر والوں کو ہمارے گھر بھیجے۔ثانیہ نے شرم سے چہرے جھکا کر کہا تو شاہ زیب اُس کی ادا پہ جی جان سے مسکرایا تھا۔

میرے گھر والے کل آئے گے شادی کی تاریخ فکس کرنے۔شاہ زیب نے کہا۔

اتنی جلدی۔ثانیہ نے یکدم اپنا سر اٹھا کر کہا

سر یسلی ثانیہ ایک ماہ ہو گیا ہے تمہیں وقت دیئے اور ابھی بھی تمہیں یہ جلدی لگ رہا ہے۔شاہ زیب نے خشمگین نظروں سے اس کو دیکھا جسے اس کے جذبات کی قدر ہی نہیں تھی پر ثانیہ تو شاہ زیب کے ثانیہ نام پہ ٹک گئی تھی آج پہلی بار شاہ زیب نے بس اس کا نام لیا تھا بنا مس یا افتخار لگائے ثانیہ کو بہت اچھا لگا تھا شاہ زیب کا یوں حق سے اس کا نام لینا شاید یہ نئے رشتے کی تاثیر تھی جو ثانیہ کو سب کچھ خوبصورت لگ رہا تھا

آپ جو بہتر لگے آپ وہ کریں۔ثانیہ نے اجازت دی تو شاہ زیب سرشار ہو گیا تھا۔

تو بس تم میری ہونے کی تیار کرو۔شاہ زیب نے آنکھ ونک کرتے کہا تو ثانیہ گلنار چہرہ لیے کیبن سے باہر نکل گئ شاہ زیب ثانیہ کی پتلی ہوتی حالت پہ ہنس پڑا۔

کیا کر رہی ہیں یہ آپ؟شاہ میر یونی سے واپس آیا تو مہرماہ کو ڈریسنگ کے پاس کھڑا دیکھا کر حیرت سے بولا جو اپنا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

شاہ دیکھو میں موٹی ہو گئ ہوں۔مہرماہ نے پریشان ہو کر کہا۔

کہاں موٹی ہیں اتنی پیاری تو ہے۔شاہ میر مہرماہ کو اپنے حصار میں لیکر بولا

میرا دل رکھنے کے لیے کہہ رہے ہو۔مہرماہ نے اپنا چہرہ مرر کے سامنے کیے کہا۔

بلکل نہیں آپ تو مزید خوبصورت ہو گئ ہے یقین نہیں آتا تو میری آنکھوں میں دیکھ لیں۔شاہ میر نے مہرماہ کا چہرہ اپنی طرف کیے کہا

مجھے شاپنگ کرنی ہے۔مہرماہ شاہ میر کی چمکتی نظروں سے خائف ہوتی بات بدل کر بولی۔

میں کر لوں گا آپ کی شاپنگ۔شاہ میر نے کہا۔

شاہ مجھے خود اپنی پسند کے لینے ہیں۔مہرماہ تیز آواز میں بولی۔

ماہ وہاں بھی تو آپ نے میری پسند کی چیزیں خریدنی ہوتی ہے۔شاہ میر نے کہا

پھر بھی بچے کی شاپنگ بھی تو کرنی ہے اس کا روم سجانا ہے۔مہرماہ نے کہا۔

جی میری جان وہ تو ہم دونوں مل کر کریں گے پر آپ جلدی تھک جاتی ہے۔شاہ میر نے مہرماہ کے ماتھے پہ اپنا لمس چھوڑ کر کہا۔

تم میری بات نہیں مانتے۔مہرماہ نے بلیک میل کرنا چاہا۔

سوری میری جان میں آپ کی اِس بلیک میلنگ میں نہیں آسکتا کیونکہ میرے لیے آپ کی صحت سے زیادہ اور کچھ نہیں۔شاہ میر نے ہری جھنڈی دیکھائی تو مہرماہ اس کا حصار توڑ کر منہ پھُلا کر بیڈ پہ بیٹھ گی ٔشاہ میر نے گہری سانس بھری مہرماہ کی ناراضگی کا سوچ کر۔

ماں کے کتنے ارمان ہوتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے بچے کے لیے شاپنگ کریں اس کے لیے کھلونے خریدے اس کا روم سیٹ کریں۔شاہ میر بیڈ پہ بازوں ٹکائے لیٹا تو مہرماہ نے کہا

توں میں کونسا اختلاف کر رہا ہوں آپ کمرے میں چلیں ہمارے روم میں سیٹ کروں گا آپ بس مجھے ہدایت دیتی جاییٔے گا کہ کیا کیسے کرنا ہے۔شاہ میر نے حل پیش کیا۔

سیڑھیاں چڑھنے سے بھی تو منع کیا ہوا ہے۔مہرماہ چڑ کر بولی تو شاہ میر مسکرا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ میرے بازوں جو ہیں۔شاہ میر نے اٹھ کر اپنے کسرتی بازوں پہ ہاتھ پھیر کر کہا شاہ میر کی بات کا مطلب سمجھ کر مہر ماہ کا چہرہ انار کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

میں بھاری ہو گئی ہوں نہیں اٹھا سکتے۔مہر ماہ نے کہا۔

یہ سوچ ہے آپ کی میں نے کل کی شاپنگ پہ بے بی کاٹ پہ لایا تھا جو ہمارے کمرے میں ہے آپ بتایئے گا کہاں رکھنا ہے مطلب کمرے کی کونسی سائیڈ پہ۔شاہ میر اس کے پاس بیٹھ کر بولا۔

ہاں چچی جان نے بتایا تم نے دو بے بی کاٹ لائے تھے دو کیوں ؟مہر ماہ کو اچانک یاد آیا تو پوچھا۔

کیونکہ ہمیں پتا نہیں بی بی گرل ہے یا بی بواۓ اِس لیے میں ایک پنک کلر کا لایا تھا دوسرا بلیو کلر کا۔شاہ میر نے بتایا۔

اچھا تو یہ بات ہے۔مہر ماہ مسکرا کر بولی۔

بلکل ورنہ ہارٹ بیٹ تو ہم نے ایک سنی تھی اِس لیے ٹوئنز کا تو کوئی سین نہیں۔شاہ میر نے شرارت سے کہا تو مہر ماہ نے ایک مکہ اس کے بازوں پہ مارا۔

بہت بے شرم ہو گئے ہو تم۔مہر ماہ نے کہا۔

شکریہ مجھے بتانے کا۔شاہ میر نے مہرماہ کے بالوں میں چہرہ چھپا کر کہا مہرماہ گہری سانس بھرتی شاہ میر کی پیٹھ پہ بازوں حائل کیے۔

❤❤❤❤❤❤❤

پھر آپ کیا کہتی ہیں۔سارہ بیگم نے زبیدہ بیگم کو اپنے آنے کا مقصد بتانے کے بعد پوچھا وہ آج ہانم بیگم کے ساتھ یہاں آئی تھی سکندر خان کی۔ضرورت میٹنگ تھی جس وجہ سے وہ نہیں آپائے تھے۔

جیسا آپ کو مناسب لگے بچے راضی ہے تو ہمیں کیا اعتراض ہو گا۔زبیدہ بیگم سادگی سے بولی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

اپنی بیٹی کو تو بلائے۔ہانم بیگم نے کہا۔

ہانی ثانیہ سے یہاں آنے کا کہو۔زبیدہ بیگم نے پاس بیٹھی ہانیہ سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی

دراصل ہم شادی جلدی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ دوسرے بیٹے کی بھی شادی ہے وہ ہماری نند کا بیٹا ہے شاہ زیب اس کا دوست ہے اِس لیے چاہتا ہے کہ ایک ساتھ شادی ہو۔سارہ بیگم نے کہا

پر اتنی جلدی تیاریاں کیسے ہو گی۔زبیدہ بیگم پریشان ہوئی ان کی بات سن کر۔

اس کی فکر آپ نہ کریں ہمیں بس آپ کی بیٹی چاہیے۔ہانم بیگم نے ان کو تسلی کروائی

اچھا۔زبیدہ بیگم اتنا کہہ کر چپ ہوئی تبھی ہانیہ کے ہمراہ ثانیہ اندر آئی۔

ماشااللہ آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے۔ہانم بیگم نے ثانیہ کو دیکھ کر کہا جو آسمانی کلر کے شلوار قمیض کے ساتھ اچھے سے سر پہ ڈوپٹہ پہنے سادگی میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی جب کی سارہ بیگم کو ثانیہ دیکھی ہوئی سی لگی۔

تم مہرو کی دوست ہو نہ؟سارہ بیگم کو اچانک یاد آیا تو کہا انہوں نے مہرماہ کی دوستوں کو دیکھ رہا تھا مہرماہ اکثر ان کی باتیں کیا کرتی۔اور اپنے موبائل میں ان کی تصویریں بھی دیکھائی تھی جب کی کبھی آمنے سامنے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا پر مونا سے وہ بہت بار مل چکی تھی۔

جی آنٹی۔ثانیہ کو ان کے سوال پہ حیرت تو ہوئی پر وہ ظاہر کیے بنا بولی۔

مہرو کو پتا ہے تم اس کی بھابھی بننے والی ہو۔سارہ بیگم مسکرا کر پوچھنے لگی۔کیونکہ مہرماہ نے بہت ضد کی تھی وہ اپنی بھابھی سے ملنا چاہتی ہے پر شاہ میر نے اجازت نہیں دی ان کو آج چیک اپ کے لیے جانا تھا۔

مہرو کی بھابھی؟ثانیہ حیران ہوئی۔

لو مطلب تمہیں خود نہیں پتا تم اس کی بھابھی بننے والی ہو تمہارا بوس شاہ زیب اور تمہاری دوست مہرماہ میرے بچے ہیں۔سارہ بیگم اِس خوبصورت اتفاق پہ مسکرا کر بولی تو ثانیہ کچھ بول ہی نہیں پائی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماشاءاللہ آپ کا بچہ ٹھیک ہے ایسے ہی اپنے بچے کا خیال رکھنا ہے۔ڈاکٹر اپنے کیبن میں آتی مہرماہ سے بولی۔

میرے شوہر کی مہربانیاں ہیں۔مہرماہ نے شاہ میر کی طرف دیکھ کر کہا۔

اللہ قسمت والوں کو ہی اتنے پیار کرنے والا شوہر دیتا ہے۔ڈاکٹر مسکرا کر بولی

ڈاکٹر کوئی پرہیز والی بات ہے تو بتا دے اور اگر دوائیاں چینج کرنی ہے تو وہ بھی کیونکہ رات میں پین کی وجہ ماہ کو نیند نہیں آتی۔شاہ میر نے کہا

میں ایک میڈیسن لکھ دیتی ہوں اور اب آپ کو اِن کو واک کروانا ہے جو کی ضروری ہے۔ڈاکٹر نے کہا تو شاہ میر نے سر ہلایا

آپ کی ڈیلیوری پانچ ویک بعد ہو گی۔ڈاکٹر نے رپورٹ دیکھ کر مہرماہ سے کہا تو مہرماہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا یہی حال شاہ میر کا بھی تھا پر اس کو مہرماہ کی تکلیف کا سوچ کر فکر مند بھی تھا اور یہ فکر خوشی پہ غالب آگئی تھی ورنہ جیسے جیسے ڈیلیوری کے دن قریب آتے ہیں لڑکیاں پریشان ہو جاتی ہیں پر یہاں یہ ڈیوٹی شاہ میر نے اپنے سر لی تھی۔

گاڑی مال کی جانب کرنا۔وہ ہوسپٹل سے نکل کر باہر آئے تو مہرماہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے۔شاہ میر بنا سوال کیے بولا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر انکار کرتا تو مہرماہ کی خوشی مانند ہو جاتی اور یہ شاہ میر کو برداشت نہیں تھا۔

مال میں آکر مہرماہ نے اوپر والے پلازے کی طرف جانے کا شاہ میر سے کہا کیونکہ وہاں بچوں کے بہت اچھی چیز موجود تھی۔

اُپر آپ تھک نہیں جائے گی؟شاہ میر نے مہرماہ سے کہا۔

لفٹ کی طرف جاتے ہیں اور ویسے بھی کونسا پیدل جاتے ہیں وہاں۔مہرماہ نے ضد کی ماہ آپ کو سانس لینے میں مشکل ہو گی۔شاہ میر بے بس ہو کر بولا نہ تو اس میں مہرماہ کی کسی بات پہ انکار کرنے کی ہمت تھی اور نہ ہی وہ مہرماہ کی کہی بات مان سکتا تھا۔

شاہ تم اب اوور سینسٹو ہو رہے ہو۔مہرماہ نے منہ بنا کر کہا۔

جو بھی پر آپ اُس سائیڈ والی شاپ پہ بی بی کی خریداری کریں۔شاہ میر نے نرمی سے کہا اور دوسری طرف کڈ شاپ کی جانب اشارہ کیا۔

چلو۔مہرماہ نے کہا تو شاہ میر نے شکر کا سانس لیا شاہ میر نے ایک ٹرالی ہاتھ میں گھسیٹی جس میں مہرماہ چیزیں ڈالتی جا رہی تھی

شاہ یہ کار کسی رہے گی۔مہرماہ نے ایک ریڈ کلر کی کار ہاتھ میں لیکر شاہ میر سے کہا جس کا دھیان گڑیا کی جانب تھا جو ریموٹ کنڑول سے تھی۔

ہم بہت اچھی۔شاہ میر نے دیکھ کر کہا جس کے اندر چھوٹے گڑیا گڈھا موجود تھا مہرماہ خوش ہوتی وہ کار لی جب کی شاہ میر نے وہ گڑیا لی جو ریموٹ کنڑول پہ چلتی تھی۔مہرماہ نے کھلونے اور کپڑے سب بی بی بوائے کے لیے تھے جب کی شاہ میر نے زیادہ تر بی بی گرل کی شاپنگ کی تھی۔

❤❤❤❤❤❤

دن تیزی سے گزر رہے تھے دو ماہ کیسے اُڑ گئے کسی کو پتا ہی نہیں چلا یہ وقت بس شادی کی خریداری میں گزر گئے کیونکہ ایک خاندان میں دو شادیاں دی جس سے بہت وقت شاپنگ میں ہی بیت گیا تھا اور اب خان فیملی میں شادیوں کی تیاریاں شروع ہو گئی تھی آج ثانیہ اور پری کی مہندی تھی جس کا انتظام لان میں کیا گیا تھا تقریب مایوں کی طرح ایک ساتھ کی گئی تھی۔مہرماہ مہندی کے دن براؤن کلر کے خوبصورت ڈھیلی قمیض اور شلوار میں ملبوس تھی چہرے پہ لائیٹ سا میک اپ کیا تھا جس نے اس کے چہرے کو مزید نکھار بخشا تھا اس کے چہرے پہ ماں بننے کا ایک الگ ہی نور چھایا ہوا تھا۔دوسری طرف شاہ میر بھی کاٹن کے براؤن کلر پہنے ہوئے تھا کندھوں پہ براؤن شال اوڑھے بہت وجیہہ لگ رہا تھا چہرے پہ سنجیدہ تاثرات تھے جو اس کو رعبدار بنا رہے تھے۔

ماہ آپ کو ایک جگہ ٹک کے بیٹھنا ہے۔شاہ میر نے مہر ماہ سے کہا جو بڑی سی شال میں خود

کا بھاری وجود چھپانے کے جتن میں تھی یہ بات شاہ میر نے اِس لیے کی تھی کیونکہ

مہر ماہ کے پیر سوجھ جاتے تھے شاہ میر تو چاہتا تھا مہر ماہ جائے ہی نہ پر شاہ زیب مہر ماہ کا

بھائی تھا ایسی بات کرتے وہ مہر ماہ کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

شاہ کتنی بار ایک بات کرو گے۔مہر ماہ چڑ چڑے پن سے بولی جو کی اب اس کی طبیعت کا

خاصا بن گیا تھا پہلے شاہ میر اس کے بات بات پہ غصہ کرنے پہ پریشان ہو گیا تھا کیونکہ

مہر ماہ شاہ میر کو اپنے پاس آنے نہیں دیتی تھی وہ جب کوئی بات کرتا تو غصہ ہو جاتی تھی

پر ہانم بیگم نے اس کو مطمئن کیا کہ ایسی سچویشن میں لڑکیاں ایسی ہو جاتی ہیں جس پہ شاہ

میر کا ارادہ پکا ہو گیا تھا وہ دوسرا بچہ مہر ماہ کو پیدا کرنے نہیں دے گا اس کو مہر ماہ کی بے

رخی برداشت جو نہیں ہو رہی تھی۔

غصہ کیوں ہو رہی ہے۔شاہ میر پاس اکر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر بولا۔

شاہ پلیز۔مہر ماہ نے دور ہونا چاہا پر شاہ میر نے اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔

آپ کا غصہ آپ کی ڈانٹ آپ کا چڑ چڑا پن سب سر آنکھوں پہ پر دور جانے کی کوشش

مت کیا کریں۔شاہ میر بنا اس کی حالت کا سوچے اس پہ اپنی گرفت مضبوط کرتا بولا۔

ٹھیک ہے پر ابھی چلو۔ مہرماہ کو شاہ میر کی سرخ آنکھوں سے خوف محسوس ہوا تھا وہ جانتی تھی یہ سرخی اس کے دور جانے کی وجہ سے آئی تھی پر وہ کیا کرتی مجبور تھی اور اپنی حالت پہ پریشان بھی کیونکہ اس کو ہر چیز سے بیزاری ہو رہی تھی غصہ آرہا تھا جس کا نشانہ شاہ میر بن رہا تھا جو وہ ماتھے پہ شکن لائے بغیر برداشت کر رہا تھا پر اگر وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی تو شاہ میر کا انداز جنون بھرا ہو جاتا تھا۔

چلیں۔ شاہ میر اس کے گال پہ پیار کرتا ہوا بولا پھر وہ دونوں سکندر خان مینشن میں کی طرف آئے جہاں رسم شروع ہو چکی تھی کیونکہ سب تقریبات ان کے گھر میں ہونا طے پایا گیا تھا۔

میں بہت خوش ہوں تمہیں اپنی بھابھی کے روپ میں دیکھ کر۔ مہرماہ ثانیہ کے پاس بیٹھ کر بولی جو سر جھکا کر اپنے ہاتھوں میں مہندی لگوا رہی تھی۔

شکریہ مہرو۔ ثانیہ بس یہی بول پائی۔ اس کی گھبراہٹ سمجھ کر مہرماہ نے مزید بات نہیں کی اور پری کو دیکھنے لگی جو اپنی مہندی کے۔ سوکھنے کے انتظار میں تھی۔

بھابھی آپ بھی مہندی لگوائے نہ۔ پری نے مہرماہ سے کہا۔

ہاں لگواتی ہوں۔ مہرماہ نے مسکرا کر وہ خود مہندی کی دیوانی تھی انکار کیسے کرتی۔

میم میں لگاتی ہوں آپ کو مہندی۔ ایک بیوٹیشن مہرماہ کو دیکھ کر بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیمپل سا ڈیزائن کرنا۔ مہر ماہ نے کہا جس پہ اس نے سر ہلایا۔

میم آپ کے شوہر کا نام؟ بیوٹیشن نے پوچھا

شاہ۔ مہر ماہ نے دور سکندر خان اور حیدر خان کے درمیان کھڑے شاہ میر کو دیکھ کر مسکرا کر بتایا جس پہ بیوٹیشن اس کے ہاتھ پہ شاہ میر کا نام لکھنے لگی۔

ویسے ہماری شادی کی تقریب میں ہمیں ہی قید کر کے گھر والوں نے بڑی ناانصافی کی ہے۔ سالار نے دکھ بھرے انداز میں شاہ زیب سے کہا جو بیڈ پہ بیٹھا کافی پی رہا تھا اور ساتھ میں لیپ ٹاپ میں بزی تھا۔

یہ سب میر کا مشورہ تھا کہ سب تقریبات ایک گھر میں ہو سوائے بارات اور ولیمہ کے اگر شادیاں ایک ساتھ ہو رہی ہیں تو امی جان بھی اس کی بات مان کر ثانیہ کی والدہ سے بات کی اور اس کو تمہارے گھر لیں آئی۔ شاہ زیب جل کے بولا۔

اُس نے تو بہت اچھے سے اپنے سارے بدلے ہم سے لیے ہیں۔ سالار دانت پیس کر بولا۔

اور نہیں تو کیا ہم نے ایسے ہی اس کو چھوٹا سمجھ کر انڈر سٹمینٹ کیا تھا۔ شاہ زیب کافی کا آخری گھونٹ بھرتا ہوا بولا۔

تم نے کیا تھا میں نے تبھی انڈر سٹمینٹ کرنا چھوڑ دیا تھا جب بچپن میں ہی اس کے اندر بڑوں والے جذبات دیکھے تھے۔ سالار نے کہا۔

تم نے مجھے تو کبھی نہیں بتایا کہ میر مہرو کو بارہ سال کی عمر میں ہی چاہتا ہے۔ شاہ زیب نے کہا۔

وقت ایسا تھا پھر میر لنڈن چلا گیا مجھے لگا وقتی کشش ہے جو لنڈن کی خوبصورتی دیکھ کر میر مہرو کو بھول جائے گا یہ تھوڑی تھا پتا میر یہاں پاکستان سے گیا ہی اِس لیے تھا تا کہ بڑا ہو کر مہرو کو اپنا بنا سکیں۔ سالار نے وجہ بتائی تو شاہ زیب مسکرا دیا۔

میر مہرو سے عشق کرتا ہے جس کی قید میں وہ تا عمر خوشی خوشی رہ سکتا ہے۔ شاہ زیب نے مسکرا کر کہا۔

عشق قید سے کس کو رہائی ملی ہے جو میر کو ملیں گی۔ سالار شاہ زیب کی بات سن کر بولا۔

❤❤❤❤❤❤❤

مہرماہ مسکراتی ہاتھوں میں اپنی مہندی کا رنگ دیکھ رہی تھی جو پہلے کی طرح بہت گہرا آیا تھا تبھی شاہ میر ہاتھ میں تیل کی بوتل لا کر مہرماہ کے پاس آیا اور اس کے پیروں کے پاس بیٹھا۔

شاہ مہندی کا رنگ دیکھو کتنا پیارا ہے۔ مہرماہ نے بنا دیکھے کہا۔

دیکھائے۔شاہ میر نے کہا تو مہر ماہ سیدھی ہو کر اپنے ہاتھ اس کے سامنے کیے جہاں اس کی مہندی سے ہاتھ مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔

واقع بہت گہرا رنگ ہے۔شاہ میر نے اس کے ہاتھوں پہ بوسہ دیں کر کہا تو مہر ماہ کا دل زور سے دھڑکنے لگا مہر ماہ نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا پر شاہ میر نے اپنی مرضی سے اپنے لب اس کے حنائی ہاتھوں سے ہٹائے۔

تیل کی بوتل کیوں لائے ہو؟ مہر ماہ نے شاہ میر کا دھیان خود سے ہٹانے کی خاطر کہا۔

آپ کے پیروں پہ مالش کرنی ہے دیکھے کتنے سوجھ گئے ہیں۔شاہ میر نے مہر ماہ کے پیروں پہ اپنا ہاتھ پھیر کر کہا مہر ماہ نے اپنے پیر کھینچ کر شاہ میر کے ہاتھوں سے اپنے پیر دور کیا

کیا ہوا؟ شاہ میر کو مہر ماہ کی حرکت پسند نہیں آئی۔

شاہ میں گرم پانی میں اپنے پیر ڈال دوں گی یا خود مالش کروں گی پر تم نہیں کرو۔مہر ماہ نے کہا۔

میں کیوں نہیں؟ شاہ میر نے سنجیدگی سے پوچھا

شوہر ہو تم میرے عمر میں بھلے میں تم سے چار سال بڑی ہوں پر تمہارا رتبہ مجھ سے بڑا ہے۔مہر ماہ نے جواب دیا۔

میاں بیوی کا برابر کا رتبہ ہے۔ شاہ میر نے کہتے مہرماہ کے پیر اپنی طرف کیے۔

شاہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ تم اپنے شوز کی لیس مجھے باندھنے نہیں دو گے اور میں تمہیں یہ اپنے پیروں پہ مالش کرنے دوں گی۔ مہرماہ نے دوبارہ اپنے پیر کھینچنے چاہے پر اب شاہ میر کی گرفت مضبوط تھی۔

میرے دل نے کہا اور آپ ہاتھ لگانے کی بات کر رہی ہے میں تو آپ کے پیروں کو چومنے میں بھی کوئی عار محسوس نہ کروں۔ شاہ میر کی بے باک بات پہ مہرماہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔

بہت بُرے ہو تم۔ مہرماہ نے گھور کر کہا پر شاہ میر مسکراہٹ دبائے آرام سے اس کے پیروں میں مساج کرنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤

آج بارات کا دن تھا جس وجہ سے ہانم بیگم پریشانی سے یہاں وہاں چکر لگاتی ملازموں کو ہدایت کر رہی تھی کیونکہ بارات کی تقریب اب ان کے گھر میں منعقد کی گئی تھی جس وجہ سے ڈیکوریشن کا کام بھی وہ دیکھ رہی تھی مہرماہ اپنے کمرے میں تھی شاہ میر لان میں لائٹس وغیرہ کا کام دیکھ رہا تھا جب کی آیان کرسیاں سیٹ کروا رہا تھا حیدر خان بھی اپنی بڑی اور اکلوتی بیٹی کی شادی پہ سارے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں رہے تھے

یہ پھول اِس سائیڈ پہ لگانے ہیں آپ نے۔شاہ میر نے کام کرتے آدمیوں سے کہتا جیب سے اپنا موبائل نکالا اور مہر ماہ کا نمبر پریس کیا۔

ہیلو ماہ آپ کمرے میں ہی ہیں نہ کچھ چاہیے تو بتا دے۔مہر ماہ کے کال اٹھاتے ہی شاہ میر سے کہا۔

یہ ٹوکرہ اندر لے جانا ہے۔شاہ میر جو مہر ماہ کی بات سننے والا تھا ایک لڑکے کو مٹھائی کا ٹوکرا دیکھا تو جھنجھلا کر کہا دوسری طرف مہر ماہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی تھی۔

میں کمرے میں ہی ہوں اور جو تم نے میری جاسوسی کے لیے بیٹھا ہے اس کی کڑی نظریں مجھ پہ ہی ہیں۔مہر ماہ نے منہ بسور کر کہا تو مسکراہٹ شاہ میر کے چہرے پہ آگئی کیونکہ اس نے صبح سے ثانیہ کی بہن ہانیہ کو سائے کی طرح مہر ماہ کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا جو ہانیہ نے خوشدلی سے قبول بھی کیا تھا جس پہ شاہ میر نے اس کو ڈھیر سارے چاکلیٹس اور چپس دی تھی۔

اچھی بات ہے میں بھی آتا ہوں بس تھوڑا کام ختم ہو جائے۔شاہ میر نے کہا۔

ٹھیک ہے کام پہ دھیان دو۔مہر ماہ نے کہا پھر کال بند کی پتا جو تھا شاہ میر نے کرنی نہیں تھی بند۔

باجی مہرو یہ کھائیں۔ہانیہ نے ڈرائے فروٹ کی پلیٹ مہر ماہ کے سامنے کی۔

کھا کھا کر بھینس تو ہو گئی ہوں اب کیا ہاتھی بن جاؤ۔ مہر ماہ منہ بنا کر بولی۔

بھینس توبہ کریں اتنی پیاری ڈول ہیں آپ۔ ہانیہ مہر ماہ کے سرخ بھرے گال کھینچ کر بولی۔

دل رکھنے کی باتیں ہیں۔ مہر ماہ نے شاعرانہ انداز میں کہا تو ہانیہ ہنس پڑی پر فروٹ کھلانے سے باز نہیں شاہ میر کا جو حکم تھا۔

❤❤❤❤❤❤

بارات کے بعد سب اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلے گئے تھے شاہ میر بھی مہر ماہ کو اپنے کمرے میں لا کر کھانا کھلانے کے بعد دوائی دیکر سونے کا کہتا خود اپنے یونی کا کام کرنا لگا جو بہت رہ گیا تھا پر ابھی مہر ماہ کو اپنی طبیعت خراب ہوتی محسوس ہو رہی تھی ایک بے چینی سی تھی جو اس کو بے سکون کر رہی تھی مہر ماہ نے شاہ میر کو دیکھا جو اسٹڈی کے پاس بیٹھا پڑھنے میں محو تھا اس نے کپڑے بھی نہیں بدلے تھے بارات والے ڈریس میں تھا۔

شاہ۔ مہر ماہ کو تکلیف بڑھتی ہوئی لگی تو اس نے شاہ میر کو آواز دی تو وہ فورن مہر ماہ کے پاس آیا۔

ماہ آپ ٹھیک ہیں۔ شاہ میر کے چہرے کی ہوائیاں اُڑنے لگی مہر ماہ کا فق ہوتا چہرہ دیکھ کر۔

پ پین ہو ہور ہو رہا ہے۔ مہر ماہ پیٹ پہ ہاتھ رکھتی کراہ کے بولی۔

ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ شاہ میر جلدی سے وارڈوب سے مہر ماہ کی شال نکال کر اس کو پہنا کر بولا جب کی مہر ماہ درد سے دوہری ہو گئی تھی۔

چچی جان کو بلاؤ۔ مہر ماہ نے شاہ میر کے پہنے کُرتے کو مٹھیوں میں جکڑ کر کہا۔

بلاتا ہوں ابھی آپ چلیں۔ شاہ میر مہر ماہ کو بانہوں اٹھاتا ہوا بولا اس کا دماغ کام کرنا بند ہو گیا تھا مہر ماہ کو تکلیف میں دیکھ کر اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ مہر ماہ کی ساری تکلیف اپنے حصے میں ڈالتا۔ شاہ میر مہر ماہ کو گاڑی کی بیک سیٹ پہ آرام سے لیٹا تا حیدر خان کے نمبر پہ ایک میسج چھوڑ کر خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آ کر گاڑی کا ہارن زور سے بجا کر باہر کھڑے چوکیدار کو گیٹ کھولنے کا کہا گیٹ کہ کُھلتے ہی شاہ میر گاڑی زن سے بھگا گیا۔

اللہ خیر یہ میر کی گاڑی کے ہارن کی آواز تھی نہ۔ ہانم بیگم جو لیٹنے والی تھی ہارن کی آواز سن کر بولی حیدر خان جو شاہ میر کا میسج پڑھ رہے تھے جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہوسپٹل کے لیے نکلنا ہے مہرو کی طبیعت بگڑ گئی ہے۔ حیدر خان پریشانی سے بولے۔

تو میرا اکیلا اس کو لیکر چلا گیا بیوقوفی کی حد ہے۔ ہانم بیگم اٹھتی ہوئی بولی

باتیں کرنے کا وقت نہیں جلدی چلیں۔ حیدر خان نے کہا اور دونوں ہوسپٹل کے لیے نکل گئے میسج پہ شاہ میر نے بتا دیا تھا کہ وہ مہر ماہ کو پاس والے ہوسپٹل لے جا رہا ہے۔

ثانیہ شاہ زیب کے کمرے میں بیٹھی کمرے کا جائزہ لیں رہی تھی جو بہت خوبصورت اور عمدہ طریقے سے سیٹ کیا گیا تھا کمرے کا تھیم بلیو کلر کا تھا جہازی سائیز بیڈ صوفے ڈرینسگ ٹیبل اسٹڈی اور کتابوں کا ریک بھی بلیو تھیم کا تھا ثانیہ ابھی یہ سب دیکھنے میں مگن تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز میں اس کا حلق تک خشک ہو گیا تھا اتنا وقت شاہ زیب کے آفس میں کام کرتے وقت وہ شاہ زیب کے پرفیوم کی خوشبو سے آشنا ہو ہی گئ تھی شاہ زیب چلتا ہوا ثانیہ کے پاس بیٹھ گیا جو سکڑ سمیٹ گئ تھی شاہ زیب مسکراتا ثانیہ کو دیکھنے لگا جو لائٹ ریڈ کلر کے لہنگے میں مناسب میک اپ کے ساتھ معمول سے ہٹ کر حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی شاہ زیب پہلی دفع ثانیہ کو اتنا تیار دیکھا تھا ورنہ تو وہ ہمیشہ سادہ سے حلیے میں بھی اس کا دل دھڑ کا دیتی تھی مگر آج وہ فل تیار ہو کر اس کی سیج سجا کر بیٹھی تھی شاہ زیب نے ثانیہ کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کو سہلانے لگا ثانیہ شاہ زیب کی حرکت پہ جز بز ہو گئ تھی

کیسی ہو؟ شاہ زیب نے پوچھا جس پہ ثانیہ کو حیرت ہوئی مگر وہ قابو پا گئ۔

ٹھیک۔ ثانیہ نے جواب دیا

مجھ سے نہیں پوچھو گی؟ شاہ زیب نے مسکرا کر کہا۔

آپ کیسے ہیں ؟ثانیہ نے فورن سے پوچھا تو شاہ زیب کی ہنسی نکل گی ثانیہ خجل ہوتی اپنا جھکا سر مزید جھکا دیا۔

میں تو بہت خوش ہوں کیونکہ مجھے تم جو ملی ہو۔شاہ زیب اس کے ہاتھ کی پشت پہ اپنا لمس چھوڑ کر بولا ثانیہ کا دل زور سے دھڑکا اٹھا شاہ زیب کا پہلا لمس محسوس کر کے اس کے وجود کانپ اٹھا تھا۔

کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے ؟ثانیہ نے جاننا چاہا کیونکہ شاہ زیب نے اظہار محبت نہیں کیا تھا اور عام لڑکیوں کی طرح اس کے دل نے بھی خواہش کی تھی کے اس کا ہمسفر اس سے اظہارِ محبت کریں۔

نکاح کے بعد پوچھنے کی گنجائش تو نہیں پر اگر تم اظہار چاہتی ہو تو ہاں مجھے بہت محبت ہے تم سے جب میں نے پہلی دفع تمہیں اپنے کیبن میں دیکھا تھا تب سے ہی میرے دل کو بھا گئی تھی پر میں نے یہ بات ماننے میں وقت لگایا تھا۔شاہ زیب نے مسکرا کر اس کے کانوں میں رس گھولا جس پہ ثانیہ کے چہرے پہ شرمگین مسکراہٹ آ گئی تھی شاہ زیب نے دلچسپی سے اس کے چہرے پہ اپنے نام کے رنگ دیکھے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیسی ہے مہرو؟حیدر خان ہانم بیگم ہوسپٹل داخل ہوئے تو شاہ میر سے پوچھنے لگے جو سرخ آنکھوں اور بکھرے حلیے سمیت روم کے باہر چکر لگا رہا تھا جہاں مہر ماہ کو اسٹریچر

پہ لیں گئے تھے شاہ میر کی آنکھوں کے سامنے بار بار مہر ماہ کا تکلیف زدہ چہرہ آ رہا تھا جس سے اس کا دل ڈوب کر اُبھر رہا تھا۔

آپ آپریشن ہو گا۔شاہ میر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا

آپریشن کیوں مہرو کی حالت تو ٹھیک تھی اور ڈاکٹر عنایہ نے کہا تھا اس کی نارمل ڈیلیوری ہو گی پھر یہ آپریشن۔ہانم بیگم پریشانی سے بولی۔

امی ماہ کی طبعیت بگڑ گئی تھی شاید انہوں نے ایسا کچھ کھا لیا تھا جو پریگنسی میں نہیں تھا کھانا ورنہ ڈیلیوری دو دن بعد ہوتی۔شاہ میر یہاں وہاں چکر لگاتا عجیب انداز میں بولا اس کو رہ رہ کر خود پہ غصہ آ رہا تھا کہ اس نے کہاں کوتاہی کی مہر ماہ کے معاملے میں جو اس کی یہ حالت ہو گئی تھی

اللہ خیر کریں گا ہمت کرو۔حیدر خان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جس کی بس رونے کی کثر رہ گئی تھی۔

ماہ کو پین ہو رہا تھا بہت۔شاہ میر نے بتایا

اب نہیں ہو رہا ہو گا ڈاکٹر نے انجیکشن لگایا ہو گا نیند کا تا کہ اس کو آرام ملے۔ہانم بیگم نے اس کو تسلی کروائی ورنہ شاہ میر کا حال دیکھ کر ان کو مہر ماہ سے زیادہ شاہ میر کی فکر ہو رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں سکندر بھائی کو بتادو۔حیدر خان موبائل ہاتھ میں لیکر سائیڈ پہ ہوئے ہانم بیگم پاس پڑی بینچ پہ بیٹھ گئے۔

ڈاکٹر ابھی تک باہر کیوں نہیں آئی۔شاہ میر ہانم بیگم سے پوچھنے لگا بیس منٹ ہو گئے تھے پر کمرے کا دروازہ نہیں کھُولا تھا اِس لیے شاہ میر کو گھبراہٹ ہورہی تھی۔

میر شانت رہو مہرو ٹھیک ہو گی۔ہانم بیگم بولی جو ٹہلنے میں لگا ہوا تھا۔

اتنا وقت ہو گیا ہے کچھ بتا ہی دیں۔شاہ میر تیز آواز میں بولا

میر کنڑول کرو خود پہ ڈاکٹرز کو اپنا کام کرنے دو بچے کی پیدائش میں وقت تو لگے گا نہ۔

حیدر خان نے شاہ میر سے کہا جس پہ شاہ میر نے اپنا سر جھٹکا۔

حیدر مہرو کہاں ہیں؟ سکندر خان سارہ بیگم کے۔ساتھ آتے ہوئے بولے۔

آپریشن چل رہا ہے۔حیدر خان نے بتایا۔

آپریشن۔سارہ بیگم پریشان سی بولی۔

بھابھی بس دعا کریں خیر ہو بچے کی طرف بھی اور مہرو کی طرف بھی۔حیدر خان نے کہا ان کی بات پہ شاہ میر مسجد کی جانب چلا گیا کیونکہ یہاں رہ کر اس کو بے چین ہی رہنا تھا اس لیے سکون اور مہرماہ کی سلامتی کے لیے اس نے اپنا رخ مسجد کی جانب کرنے کا سوچا

زیب کو ہم نے انفارم نہیں کیا۔سارہ بیگم بیٹھتی ہوئی بولی

سہی کیا بچے تھک گئے ہوگے کل آجائے گے۔ہانم بیگم نے کہا۔

آپ ولیمہ کجھ وقت کے لیے پوس پون کردے۔حیدر خان نے سکندر خان سے کہا

جس پہ انہوں نے سر کو جنبش دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ثانیہ میں ہوسپٹل جارہاہوں۔شاہ زیب نے ثانیہ کو جاگتا ہوا دیکھا تو بتایا

ہوسپٹل خیریت؟ثانیہ نے تعجب سے پوچھا

ہاں مہرو کی طبیعت رات میں خراب ہوگئ تھی مجھے اب بتایا ہے انہوں نے۔شاہ زیب گاڑی کی چابی اپنا سیل فون اٹھاتا ہوا بتانے لگا۔

میں بھی چلوں گی آپ کے ساتھ۔ثانیہ اٹھتے ہوئے بولی اب تو اس کا مہر ماہ کے ساتھ دو رشتے تھے وہ کیسے اس کو ایسے وقت میں اکیلا چھوڑتی۔

اِس حال میں؟شاہ زیب نے پوچھا کیونکہ ابھی جاگنے کی وجہ سے ثانیہ کے بال بکھرے ہوئے تھے نائٹ سوٹ بھی شکن زدہ ہوگیا تھا۔

میں جلدی فریش ہو جاتی ہوں۔ثانیہ نے لب دانتوں کے بیچ دبا کر کہا۔

جلدی کرنا۔شاہ زیب نے گھڑی پہ وقت دیکھ کر کہا ثانیہ سر ہلاتی واشروم کی طرف بھاگی۔

ساری رات شاہ میر نے کس ضبط سے گزاری یہ بس وہ جانتا کیونکہ رات میں ڈاکٹر نے کہا کہ آپریشن فجر کے وقت ہو گی ابھی مہرماہ پہ بیہوشی کی دوا اثر نہیں کر رہی شاہ میر ان کی بات سن کر بس ان کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

میر بیٹا آرام دو اپنی ٹانگوں کو۔ سکندر خان نے شاہ میر سے کہا جس نے پوری رات نہ خود کو چین دیا تھا نہ اپنی ٹانگوں کو سارا وقت اس نے روم کے باہر چکر لگانے میں گزارا تھا۔

ماہ کی خبر مل جائے آرام خود بخود مل جائے گا۔ شاہ میر بنا ان کی طرف دیکھ کر بولا اِس وقت اس کی کیا حالت تھی یہ وہ خود اچھے سے جانتا تھا۔

کچھ کھا لوں۔ ہانم بیگم نے سینڈوچ اس کی طرف بڑھایا جو ابھی حیدر خان ان سب کے لئے لائے تھے۔

امی پلیز فلحال مجھے کچھ نہ کہے۔ شاہ میر منت بھرے لہجے میں بولا تو پھر کسی میں ہمت نہیں ہوئی کے کچھ کہے اس کو۔

اسلام علیکم۔ شاہ زیب کوریڈور میں آتا ان کو سلام کیا ساتھ میں ثانیہ بھی تھی

وعلیکم اسلام۔ سب نے سلام کا جواب دیا

کیسی کنڈیشن ہے مہرو کی؟شاہ زیب شاہ میر پہ نظر ڈالتا ان سے پوچھنے لگا اس سے پہلے کوئی جواب دیتا بچے کی آواز پہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے

یا اللہ تیرا شکر۔ہانم بیگم اور سارہ بیگم بے اختیار بولی تو سکندر خان اور حیدر خان نے بھی مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا شاہ میر کے دل کو کچھ قرار آیا۔

مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔نرس کمرے سے باہر آتی مسکرا کر بولی شاہ زیب جلدی سے ان کے ہاتھ سے بچہ لیا جو گلابی کمبل میں لپیٹا ہوا باقی سب شاہ زیب کی جلد بازی پہ گھور کر رہ گئے

میری وائف کیسی ہے؟شاہ میر بچے پہ نظر ڈالیں بغیر مہرماہ کے لیے فکر مند ہوا۔

وہ بلکل ٹھیک ہے پر ابھی ہوش میں نہیں۔نرس نے جواب دیا۔

میر یہ تو بلکل تمہارا عکس ہے۔ہانم بیگم خوبصورت بچے کو دیکھتی ہوئی بولی جو دودھ جیسی رنگت نین نقش میں بلکل شاہ میر کی کاپی تھا۔

چچی جان ابھی تو دس منٹ کا بھی بچہ نہیں ہوا اور آپ نے میر کے جیسا کر دیا اللہ نے کریں وہ اُس جیسا سڑا ہوا ہو یہ تو میری اور مہرو کی طرح ہنس مکھ ہو گا۔شاہ زیب بچے کی ننھی سی پیشانی چومتا ہوا بولا سارہ بیگم نے شاہ زیب کے کندھے پہ چپت لگائی۔

میر بھی اپنی پیدائش وقت ایسا تھا تبھی میں نے کہا۔ہانم بیگم نے کہا

آنکھیں بند ہیں وہ کھلے تو آنکھوں کا رنگ پتا چلیں کیسا ہے۔ثانیہ نے اس کی بند آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

میر اپنے بچے کو گود میں تو اٹھاؤ۔سارہ بیگم نے شاہ میر سے کہا جس کی نظریں بند دروازے پہ تھی سب لوگوں نے بچے کو پیار کیا سوائے شاہ میر کے۔

ماہ اور میں ایک ساتھ دیکھے گے۔شاہ میر نے جواب دیا تو سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

روم میں شفٹ ہونے کے بعد آپ اپنی بیگم سے مل سکتے ہیں۔ڈاکٹر شاہ میر کے پاس آتی بولی

کب شفٹ کریں گے؟شاہ میر نے بے قراری سے پوچھا۔

بس کچھ دیر بعد۔ڈاکٹر نے جواب دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ اب بس کر دیں۔شاہ میر اکتاہٹ بھرے لہجے میں مہر ماہ سے کہا جو کبھی اپنے بچے کے ننھے ہاتھ چوم رہی تھی تو کبھی اس کا چہرہ مہر ماہ کو جیسے ہی ہوش آیا تو سب باری باری ملنے آئے پرائیویٹ روم ہونے کی وجہ سے بس ایک ایک ہی مل سکتا تھا پر یہاں پہلے سکندر خان سارہ بیگم مہر ماہ سے مل کر ڈھیر ساری دعائیں دی اور پیار کیا پھر حیدر خان ہانم بیگم آئی جو اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اس کو بہت ساری ہدایتیں کی پھر آخر میں شاہ زیب ثانیہ

کے ہمراہ داخل ہوا جس سے مہرماہ ناراض تھی اِس لیے بس اس نے ثانیہ سے بات کی۔جب کی اتنے سارے وقت میں شاہ میر شکرانے کے نفل ادا کرنے کے غرض سے مسجد میں تھا پر جب وہ مہرماہ کے پاس آکر اپنی ساری بے چینی بے قراری بتانا چاہتا پر اس کے ارمان ہی رہ گئے کیونکہ مہرماہ پوری طرح اپنے بچے میں گم تھی شاہ میر کے لیے چہرے پہ نو لفٹ کا بورڈ تھا۔

شاہ یہ دیکھو ہمارا بچہ کتنا پیارا ہے اِس کی آنکھیں دیکھو بلکل میری آنکھوں کی طرح ہے۔مہرماہ خوشی سے چور لہجے میں شاہ میر سے بولی اور اپنے بچے کی گول مٹول آنکھیں دیکھ کر ان کی آنکھوں پہ بوسہ دیا۔

ماہ اب اگر ایک اور بوسہ دیا نہ تو میں نے اِس کو باہر پھینکنا ہے۔شاہ میر مٹھیاں بھینچتا گھور کر اپنے بچے کو دیکھا جیسے اپنا نہ ہو کسی اور کا ہو جب کی مہرماہ تو شاک میں شاہ میر کو دیکھنے لگی اور ساتھ میں اپنے بچے پہ گرفت مضبوط کی شاہ میر پہ کوئی بھروسہ نہیں تھا جو جیلسی میں آکر ایسا کر گزرتا۔

شاہ تمہارا دل نہیں کانپا یہ کہتے ہوئے۔مہرماہ نے تاسف سے شاہ میر کو دیکھ کر کہا کانپنے کا پتا نہیں میرے دل میں شعلے ضرور بھڑک رہے ہیں یہ دیکھ کر کہ آپ مجھ سے زیادہ اِس ایک انچ کے بچے کو توجہ دیے رہی ہیں۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا

تمہارا کوئی حال نہیں۔ مہرماہ نے نفی میں سر ہلا کر کہا اور مسکرا کر اپنے بیٹے کو دیکھا جو آنکھیں کھول کر ان کو بڑی بڑی کرتا کبھی اسے تو کبھی شاہ میر کو دیکھتا آخراب شاہ میر کو بھی خیال آگیا اِس لیے مہرماہ سے لیکر اپنی گود میں اٹھایا۔

کتنا ہلکہ ہے۔ شاہ میر کو سکون محسوس ہوا اپنی اولاد کو کا لمس ہاتھوں میں محسوس کیا تو۔

تم خوامخواہ جیلس ہو رہے تھے۔ مہرماہ نے مسکرا کر کہا

وہ تو میں اِس لیے ہوا کیونکہ آپ نے اتنے وقت میں مجھے پیار نہیں کیا جتنا اِس کو کیا۔

شاہ میر نے کہا اور بچے کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا جس پہ وہ مسکرایا

آآ شاہ یہ مسکرایا۔ مہرماہ خوش ہو کر بولی

اپنے باپ کا بوسہ پسند آیا اِس کو۔ شاہ میر ہنس کر بولا تو مہرماہ نے شاہ میر کو دیکھا جو دو دن پُرانے جوڑے میں ملبوس تھا بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں پہ سرخ سوجھی ہوئے تھی جو نیند نہ لینے کی وجہ سے تھی۔ مہرماہ کو شاہ میر پہ ترس اور پیار دونوں آیا جو اس کی وجہ سے خود سے بے نیاز بیٹھا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماشااللہ کتنا پیارا بچہ ہے تمہارا۔ حور مسکرا کر مہرماہ کے بیٹے کو اپنی گود میں لیکر بولی

نام کیا سوچا ہے۔ حور نے پوچھا۔

مرجان میر۔ مہرماہ نے چہکتے ہوئے بتایا۔

مر جان تو لڑکیوں کا نام ہوتا ہے۔شاہ میر جو گھر فریش ہونے گیا تھا اب واپس آیا تو مہر ماہ کی بات سن کر اپنے کان کی لو کھجا کر بولا جس پہ حور نے اپنی ہنسی ضبط کی۔

لڑکوں کا بھی ہوتا ہے۔مہر ماہ نے خونخوار نظروں سے شاہ میر کو دیکھا جو سٹپٹا کر یہاں وہاں دیکھ رہا تھا۔

ڈسچارج کب ملے گا تمہیں؟ حور نے پوچھا

دو تین لگے گیں۔مہر ماہ نے بتایا

عقیقہ رکھو گی نہ۔حور نے پوچھا

سنت ہے ضرور رکھے گے۔مہر ماہ نے کہا

مر جان کو مجھے دو۔شاہ میر کو اپنے بیٹے کو مر جان کہنے پہ جانے کیوں ہنسی آ رہی تھی پر خود پہ جبر کیے اس کو کنڑول کر گیا۔

شاہ باقی سب کہاں ہیں؟ مہر ماہ نے حور کے جانے کے بعد شاہ میر سے پوچھا جو سوئے ہوئے مر جان کو اب بی بی کاٹ میں لیٹا رہا تھا۔

میں نے سب کو گھر بھیج دیا تا کہ آرام کریں دو دنوں سے یہاں تھے جب کی چچی جان تو آپ کے ساتھ ہونا چاہتی تھی پر میں نے کہا ابھی آپ گھر جا کر آرام کریں۔شاہ میر مہر ماہ کے پاس آتا ہوا بتانے لگا۔

تم بھی تو بے سکون ہو اور سوتے بھی نہیں۔ مہر ماہ فکر مند ہوتی ہوئی بولی۔

میرا سکون آپ ہیں۔ شاہ میر مہر ماہ کا ہاتھ چومتا ہوا بولا جہاں ڈرپ کا نشان تھا۔

یہاں بیٹھو۔ مہر ماہ نے اشارے سے بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ آنے کا کہا

آپ کے ٹانکے کھل نہ جائے۔ شاہ میر نے خدشہ بیان کیا کیونکہ روم میں سنگل بیڈ تھا۔

کچھ نہیں ہوتا۔ مہر ماہ نے کہا تو شاہ میر مہر ماہ کے سرہانے آیا۔

ہمارا خیال رکھنے کے لیے تمہارا ٹھیک ہونا بھی ضروری ہے میں دیکھ رہی ہوں تم بلکل خود سے لاپرواہ ہوگئے ہوا گر ایسا رہا تو بیمار ہو جاؤ گے پھر میرا اور مر جان کا خیال کون رکھے گا میری اپنی ایسی حالت نہیں جو تمہاری خدمت کر سکوں۔ مہر ماہ شاہ میر کی طرف چہرہ کیے آہستہ آہستہ بولنے لگی۔

آپ کیا چاہتی ہیں؟ شاہ میر مہر ماہ کے گال پھر ماتھے پہ پیار کرتا ہوا بولا۔

یہ میرا کندھا ہے اِس پہ اپنا سر رکھ کر آنکھیں بند کرو۔ مہر ماہ نے کہا تو شاہ میر سیدھا ہو کر بیٹھا پھر مہر ماہ کا سر اپنے بازوں پہ رکھا جب کی خود اس نے بیڈ سے ٹیک لگالی مہر ماہ حیران سی شاہ میر کی کاروائی دیکھ رہی تھی

آپ کا نازک کندھا درد کر جاتا اس لیے میں ایسے آرام کروں گا۔ شاہ میر نے کہا تو مہر ماہ کے چہرے پہ تبسم کھلا اس نے ایسے ہی اپنی آنکھیں بند کرلی تو شاہ میر نے بھی آنکھیں

موندلی تین دنوں کی بے آرامی اور پاس اپنے عشق کی موجودگی میں وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اُتر گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

مہرماہ کو ہسپتال سے ڈسچارج مل گیا تھا جس سے آج وہ سب کے ساتھ گھر واپس آئی تھی جہاں پری آیان اس کے ویلکم کے لیے کھڑے تھے۔

ویلکم بیک ٹو ہوم بھابھی۔پری مہرماہ کے پاس آتی بولی شاہ میر اس کے پیچھے کھڑا تھا اور مرجان اس کی بانہوں میں تھا۔

شکریہ۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا

ہم نے بہت اچھے سے کمرہ سیٹ کیا ہے۔آیان نے پرجوش ہو کر بتایا

وہ تو ہم نے کیا تھا۔مہرماہ نے کہا

ہم نے الگ روم تیار کیا ہے۔پری نے بتایا۔

مہر و اندر چل کر بیٹھو زیادہ کھڑے رہنا ٹھیک نہیں۔ہانم بیگم مہرماہ سے کہا جس پہ وہ سر ہلاتی اندر آئی۔

بھائی یہ مجھے دے۔آیان نے شاہ میر سے مرجان لیناچاہا

خیال سے سویا ہوا ہے اٹھ گیا تو ماہ کو تنگ کرے گا۔شاہ میر مرجان آیان کے حوالے کرتا ہوا بولا۔

بے فکر رہے میں اپنے بھتیجے کو کمرے میں لیں جا رہا ہوں۔ آیان نے کہا تو شاہ میر اندر آکر اپنے کمرے میں گیا۔

تم بھی کمرے میں جا کر آرام کرتی شام میں ویسے بھی مہمانوں نے آنا ہے۔ ہانم بیگم نے مہر ماہ سے کہا جو صوفے پہ پشت ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

کونسے مہمان؟ مہر ماہ نے پوچھا

نادیہ کی فیملی اور بھابھی سارہ یہ سب۔ ہانم بیگم نے بتایا۔

امی تو ابھی گھر گئی ہیں۔ مہر ماہ نے بتایا۔

ہاں پر تم آرام کرو میر سے بھی کہو کے یونی جانے پہ دھیان دے۔ ہانم بیگم نے کہا تو مہر ماہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

میں بھی باپ بننے والا ہوں۔ ریان نے فون پہ شاہ میر کو بتایا

ماشااللہ مبارک ہو۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا

خیر مبارک تمہارے بیٹے کی تصویر دیکھی میں نے بہت پیارا ہے۔ ریان نے بتایا

امی کہتی ہیں میرے جیسا ہے پر آنکھیں ماہ پہ ہیں۔

ہاں بس دل تمہارے جیسے نہ ہو اس کا۔ شاہ میر کی بات سن کر ریان شرارت سے بولا

اِس بات سے تمہارا کیا مطلب؟ شاہ میر کو سمجھ نہیں آیا

اگر دل تمہاری طرح ہو گا تو اس کا بھی خود سے بڑی عمر پہ آئے گا اب ہر ایک کی قسمت میں محبت کا ملنا نہیں ہوتا نہ تم خوش قسمت نکلے ضروری تو نہیں تمہارا بیٹا بھی اِس معاملے میں خوش قسمت ثابت ہو پر مجھ سے زیادہ تم بہتر جانتے ہو بھا بھی مہر ماہ تمہیں آسانی سے نہیں ملی بہت تڑپے تھے تم اُس کے لیے۔ ریان نے سادہ لہجے میں کہا پر جانے کیوں شاہ میر کو اُس کی کہی بات پہ چُپ لگ گئ تھی۔

بہت حسین لگ رہی ہو۔ شاہ زیب نے ثانیہ کو پیچھے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

شکریہ۔ ثانیہ نے نظریں جھکا کر کہا۔

میری سفارش کرو نہ مہرو سے۔ شاہ زیب نے کہا

کونسی سفارش؟ ثانیہ اپنا چہرہ شاہ زیب کی طرف کیے پوچھا

کہ مجھے معاف کرے۔ شاہ زیب نے مسکین شکل بنائے کہا

یہ تو آپ بہن بھائی کا معاملہ ہے خود ہینڈل کریں۔ ثانیہ نے ہڑی جھنڈی دیکھائی۔

تم بھی کچھ کرو۔ شاہ زیب نے مسکرا کر کہا

میں کیا کر سکتی ہوں۔ ثانیہ نے کہا

میرے لیے تازہ دم چائے بنا کر آؤ۔ شاہ زیب نے کہا تو ثانیہ بدمزہ ہوئی۔

مجھے لگا جانے کیا کہیں گے۔ ثانیہ دور ہوتی ہوئی بولی۔

رومانٹک بات ضرور کرتا پر ابھی ہمیں مہرو کی طرف جانا ہے۔شاہ زیب آنکھ ونک کرتا بولا جس پہ ثانیہ جلدی کمرے سے نکل گئ شاہ زیب اس کی پھرتی دیکھ کر مسکراتا واش روم کی جانب گیا۔

ارے ثانیہ بیٹا کچن کی طرف کیوں جارہی ہوں کچھ چاہیے تھا تو ملازمہ سے کہہ دیتی۔ سارہ بیگم نے ثانیہ کو کچن میں جاتا دیکھا تو کہا

آنٹی وہ شاہ زیب کے لیے تازہ دم میرا مطلب چائے بنانے جارہی ہوں۔ثانیہ ہڑبڑا کر بولی۔

زیب تو ہے ہی نکما پر بیٹا تمہیں تو پتا ہے نہ شادی کے بعد جب تک دولہن دودھ میں ہاتھ نہ ڈالیں پھر جب تک وہ میٹھا نہ بنالیں کچن میں کام نہیں کرتی۔سارہ بیگم نے کہا تو ثانیہ نے اپنا سر جھکا دیا۔

آنٹی شادی کو دو ہفتے ہو گئے ہیں میں بنالوں گی۔ثانیہ نے کہا

پہلے تو مجھے آنٹی نہیں بلکہ زیب مہرو کی طرح امی کہنا دوسرا یہ کے کیا ہوا دو ہفتے ہو گئے ہیں ولیمہ تو نہیں ہوا نہ اور نہ دودھ میں ہاتھ ڈالنے کی رسم اِس لیے کچن کے آس پاس بھی نہ گزرے زیب کو میں سمجھا دیتی ہوں فلحال تم سے کوئی فرمائش نہ کریں۔سارہ بیگم نے پیار سے کہا تو ثانیہ مسکرا دی

پر چائے۔ثانیہ کو چائے کا خیال آیا

میں ملازمہ سے کہہ دیتی ہوں تم بس تیاری کرو مہرو کی طرف جانا ہے۔سارہ بیگم نے کہا تو ثانیہ واپس کمرے کی طرف آئی۔

چائے نہیں لائی کیا؟ شاہ زیب جو ڈریسنگ کے سامنے بالوں میں جیل لگا رہا تھا ثانیہ کو خالی ہاتھ آتا دیکھا تو پوچھا

آنٹی نے کہا ابھی میں کام نہیں کر سکتی آپ کے لئے چائے وہ ملازمہ کے ہاتھوں بھیج دیگی۔ثانیہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی

ٹھیک پر اِس میں اتنا نروس کیوں ہو رہی ہو۔شاہ زیب چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیے

وہ شادی کے بعد آپ نے پہلی بار کوئی کام کہا تھا اور میں۔ثانیہ اتنا کہتی چپ ہو گئی۔

تو میری معصوم بیگم اِس میں تمہارا تو قصور نہیں مجھے دھیان میں رکھنا چاہیے تھا کہ ابھی تم نئی نویلی دلہن ہو۔شاہ زیب ثانیہ کی ٹھوری پکڑ کر اس کو ہلتا شرارت سے بولا تو ثانیہ ہنس پڑی۔

آپ بہت اچھے ہیں۔ثانیہ نے کہا تو شاہ زیب نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے گرنے کی ایکٹنگ کی تو ثانیہ گھبرا گئی۔

کیاہوا؟ثانیہ کو سمجھ نہیں آیا اچانک شاہ زیب کو کیا ہو گیا۔

ہارٹ اٹیک آرہا تھا پر رُک گیا اس کو پتا چل گیا شاید کہ میں ابھی چالیس سال کا نہیں ہوا۔شاہ زیب نے بڑی سنجیدگی سے کہا جب کی آنکھوں میں شرارت صاف ظاہر تھی جو ثانیہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

ایسی بات کیوں کہہ رہے ہیں۔ثانیہ پریشان ہو گئی

اور کیا کہوں میری بیگم نے پہلی دفع میری تعریف کیے ہے مجھے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا۔شاہ زیب نے آنکھ ونک کرتے ثانیہ کو اپنے قریب کیے کہا

آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ثانیہ نے اپنا سر شاہ زیب کے بازون پہ ٹکا کر کہا تو شاہ زیب مسکرا دیا۔

کبھی تم بھی اظہارِ محبت کر لیا کرو۔شاہ زیب کی انوکھی فرمائش پہ ثانیہ خود میں سمیٹ گئی شاہ زیب اس کی شرماہٹ محسوس کرتا نفی میں سر ہلانے لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

لنڈن!

کیا سوچ رہے ہو؟مہرین کافی کا کپ ریان کو دیتے ہوئے پوچھنے لگی اور پاس ہی بیٹھ گئی۔

یہی کے اللہ نے مجھے کتنی خوبصورت بیوی دی ہے اور پیار کرنے والی جو میرے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتی۔ریان کافی کا کپ پکڑتے شرارت سے بولا جس پہ مہرین نے اس کو گھور کر دیکھا۔

کبھی تو سنجیدہ ہو لیا کرو۔مہرین نے اس کے بازوں پہ مکہ مار کر کہا۔

سنجیدہ ہی ہوں بس تم محسوس نہیں کرتی۔ریان شوخ ہوا۔

ریان۔مہرین نے تنبیہہ کی۔

اچھا اچھا نہیں کہتا یہ بتاؤ میرا بے بی کیسا ہے؟ریان مسکرا کر اس کے پیٹ پہ ہاتھ رکھتا ہوا بولا

بے بی نہیں بے بیز۔مہرین نے تصدیق کی تو ریان کی آنکھوں میں نا سمجھی کے تاثرات اُبھرے۔

ڈاکٹر کے پاس گئی اُس نے کہا ٹوئنز بے بی ہیں۔مہرین نے بتایا تو ریان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

کیا واقع۔ریان نے پوچھا

بلکل۔مہرین نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہا وہ جانتی تھی ریان کو بچے کتنے پسند ہیں۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا۔ریان ابھی بھی شاک میں تھا جس پہ مہرین نے اس کے بازوں پہ زور سے چٹکی کاٹی۔

آ آیہ کیا تھا۔ریان اپنا بازوں سہلا کر چیخ کہ بولا

یقین دلانا چاہتی تھی میں تو بس۔مہرین نے معصومیت سے کہا۔

معاف کروا ایسے ہی آگیا یقین۔ریان خشمگین نظروں سے اس کو دیکھ کر بولا جس پہ مہرین ہنس پڑی۔

مہرین میں کچھ اور بھی سوچ رہا تھا۔ریان مہرین کو اپنے بازوں کے حصار میں لیتا ہوا بولا

کیا سوچ رہے ہو؟مہرین نے جاننا چاہا۔

تمہیں پتا ہے نہ میر کے یہاں بیٹا ہوا ہے۔ریان نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا ہوا بولا

ہاں بچے کی تصویریں بھی تو دیکھائی تھی بہت کیوٹ تھا۔مہرین نے مسکرا کر کہا

اگر ہمارے یہاں ایک بیٹی ہوئی نہ تو ہم اس کی شادی میر کے بیٹے سے کروائے گے۔

ریان نے مزے سے فیوچر کا پلان بتایا جس پہ مہرین فورن سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

ریان ہوش میں تو ہو ہم یہاں لنڈن اور وہ پاکستان میں ہیں۔مہرین کو ریان کی عقل پہ شک گزرا۔

تو کیا ہم نے بعد میں ویسے بھی پاکستان میں سیٹل ہونا ہے میں نے بتایا ہوا نہ میرا دل نہیں لگتا اب یہاں میر کے بنا۔ریان دوبارہ مہرین کو اپنے قریب کیے بولا۔

ریان جو بھی پر بچہ ہوا ہی نہیں تم اول ہی ایسی باتیں کر رہے ہو۔مہرین پریشان ہو کر بولی

ہو جائے گا بچہ میں نے بس اپنے دل کی بات کی۔ریان نے کہا

شادی وغیرہ کا فیصلہ ہم اپنے بچوں پہ چھوڑ دے گے جہاں وہ چاہے گے وہاں ہم اپنی مرضی ان پہ نہیں تھوپے گے ویسے بھی آج کے زمانے میں لوگ اپنی مرضی چلاتے ہیں تمہیں لگتا ہے وہ بیس سال بعد ہماری بات مانے گے ہر ایک کا اپنا نظریہ ہوتا ہے ہمارے بچے لنڈن میں زندگی گزارے گے جہاں انسان خود مختار ہوتا ہے۔مہرین نے ہر ایک پہلو سے ریان کو روشناس کروایا اور ریان سمجھ بھی گیا تھا کیونکہ مہرین کے بات کرنے کا طریقہ ہی ایسا تھا آخر کو وہ ایک لکچرار تھی اپنی بات دوسروں کے دماغ میں بیٹھانا اس کو خوب آتا تھا۔

کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو خیر میں نے تو ایسے ہی کہا۔ریان نے کہا جس پہ مہرین شکر کا سانس خارج کرتی ریان کے سینے پہ اپنا سر رکھ لیا۔

یار مہرو پلیز مان بھی جاؤ جانتا ہوں مجھے تمہیں بتانا چاہیے تھا پر میں کیا کرتا موقع ہی نہیں ملا۔ شاہ زیب ایک اور کوشش کی مہرماہ کو منانے کی جس نے اِس بار پوری طرح سے بات بند کر رکھی تھی جس سے شاہ زیب پریشان ہو گیا تھا۔

بات مت کرو تم۔ مہرماہ نے ناراض لہجے میں کہا تبھی شاہ میر کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو شاہ زیب کو شرارت سوجھی

مہرو میں جانتا ہوں تم خفا ہو کیونکہ تم سب سے زیادہ مجھ سے پیار کرتی ہو اور میرا تم سے بات چھپانا تکلیف پہچا رہا ہے پر میری بات بھی تو سمجھو۔ مہرماہ نے عجیب نظروں سے شاہ زیب کی بدلتی ٹون محسوس کی کہاں وہ پہلے منت کر رہا تھا اور اب ایسے بات کر رہا تھا۔

ماہ سب سے زیادہ مجھے چاہتی ہے۔ شاہ میر شاہ زیب کی بات پہ تپ اٹھا تھا۔

تم توکل کی پیداوار ہو میری بہن کا اور میرا ساتھ تو بچپن کا ہے۔ شاہ زیب نے جلے پہ نمک کا کام کیا بھلا وہ کیسے اس کی عمر پہ چوٹ نہ کرتا آخر کو شاہ میر کی دُکھتی رگ تھی خود کے بارے میں چھوٹا لفظ سننا۔

شاہ زیب بھائی پلیز۔ شاہ میر مٹھیاں بھینچ کر بولا جب کی مہرماہ نے اپنا سر پکڑ لیا۔

کیا پلیز۔ شاہ زیب نے چڑانے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صرف تین سال چھوٹا ہوں جب کی ہائیٹ اور وزن میں آپ کے برابر ہوں۔شاہ میر نے اپنے کسرتی بازوں اور چوڑے سینے کی نمائش کرتے کہا مہرماہ کو شاہ میر اِس وقت سچ مچ میں بچہ لگا اس نے مسکرا کر سر کو نفی میں ہلایا۔

جو بھی پر عمر چھپائے نہیں چھپتی تم نے خود کو بڑے لگنے کے لیے ڈولے چھولے تو بنا لئے پر چہرے سے چھوٹے ہی لگتے ہو۔شاہ زیب نے مسکرا کر کہا۔

چپ کر و اور باہر چلو تم دونوں۔مہرماہ نے تنگ آ کر کہا

میں مرجان کو تو اٹھا لوں۔شاہ زیب کارٹ کی طرف آ کر بولا۔

چلیں ماہ۔شاہ میر ایک نظر گھور کر شاہ زیب کو دیکھا پھر مہرماہ کو اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا۔

اٹھا کر لیں چلو اپنی ماہ کو ویسے تو بڑے بول بولتے ہو مجھے عشق ہے ماہ سے اب جب اس کے ٹانکے کُھلے ہیں تو یہ بول رہے ہو۔شاہ زیب نے پھر شاہ میر کو چھیڑا۔

میں خود چل سکتی ہوں۔مہرماہ نے شاہ زیب کو دیکھ کر دانت پیستے ہوئے کہا

شیور ماہ۔شاہ میر کو شاہ زیب کی بات پہ غصہ آنے کے بجائے مہرماہ کی فکر ہوئی

ہاں شاہ۔مہرماہ نے تسلی آمیز لہجے میں کہا تو شاہ میر نے اس کا ہاتھ تھام لیا شاہ زیب مسکراتا مرجان کو لیکر باہر چلا گیا۔

کتنی کمزور ہو گئی ہو تم۔سارہ بیگم مہرماہ کو دیکھتی ہوئی بولی۔

ٹھیک تو ہوں۔مہرماہ ان کی فکر پہ مسکرائی۔

کھانے پہ توجہ زیادہ دو اب بچے کی دیکھ بھال بھی تو کرنی ہوتی ہے۔سارہ بیگم نے کہا تبھی مرجان رونے لگا۔

شاہ تم مرجان کو توزیب سے لو۔مہرماہ نے شاہ میر سے کہا۔

مہرو عقل کرو ایک بچے کی ماں بن گئی ہو پر شوہر کے آداب نہیں سیکھے۔سارہ بیگم پل بھر میں سخت ہوئی۔

میں نے کیا کر دیا۔مہرماہ کو سمجھ نہیں آیا

میر بھلے چار سال چھوٹا ہے پر شوہر ہے تمہارا اِس لیے تم نہیں آپ کہا کرو۔سارہ بیگم نے کہا تو سب مسکرا پڑے پر مہرماہ کو ان کی بات پسند نہیں آئی۔

چچی جان میں نے خود ماہ سے کہا مجھے اچھا نہیں لگتا وہ مجھے آپ کہے عجیب غیروں والی فیلنگ آتی ہیں۔شاہ میر مہرماہ کو خاموش دیکھا تو اس کا دفاع کیا۔

تو تم بھی آپ نہیں تم کہا کرو نہ۔شاہ زیب نے اپنی ٹانگ بیچ میں لانا ضروری سمجھا۔

میں جو بھی کہوں آپ کو اُس سے کیا۔شاہ میر کو غصہ آیا۔

میر تمیز سے زیب بڑا ہے تم سے۔حیدر خان کو سکندر خان کی موجودگی میں شرمندگی محسوس ہوئی شاہ میر رویہ دیکھ کر جب کی شاہ زیب گردن فخر سے تن گئی جیسے جانے کونسا تیر مار لیا ہو۔

میں اندر جا رہا ہوں۔شاہ میر سنجیدگی سے کہتا مرجان کو لیے اوپر کی جانب بڑھنے لگا

مرجان کو تو مجھے دیتے۔شاہ زیب نے پیچھے ہانک لگائی جس کو شاہ میر نظر انداز کر گیا

مہرماہ پریشان ہوگئی تھی شاہ میر ایسے جاتا دیکھ کر۔

زیب مت تنگ کیا کرو میر کو۔سکندر خان نے ٹوکا۔

باباجان مجھے مزہ آتا ہے۔شاہ زیب دانتوں کی نمائش کرتا ہوا بولا تو سب کے سر نفی میں ہلنے لگے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

زیب کی مزاق کرتا ہے تم سے بُرا مت مانا کرو۔مہرماہ نے شاہ میر کے پاس آکر کہا جو لکھنے میں مصروف تھا پاس ہی کارٹ میں مرجان سویا ہوا تھا۔

میں جانتا ہوں ماہ بس ان کی بات کبھی اچھی نہیں لگتی جب وہ آپ پہ بلاوجہ حق جماتے ہیں تو۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

بھائی ہے میرا اور اس کا حق بلاوجہ نہیں۔مہرماہ کو شاہ میر کی یہ بات پسند نہیں آئی تو کہا۔

سب کی پرواہ ہے پر میری جانے کب ہوگی۔شاہ میر کا موڈ بُری طرح آف ہو چکا تھا

تمہیں ایسے کیوں لگتا ہے مجھے تمہاری پرواہ نہیں۔مہرماہ شاہ میر کی چیئر کو اپنی طرف کیے اس کی گود میں بیٹھتی ہوئی پوچھنے لگی جب کی شاہ میر مہرماہ کی حرکت پہ دنگ رہ گیا جو اپنے بازوں اس کے کندھوں پہ حائل کیے اس کے جواب کی طلبگار تھی۔

م می میرا ک کل ض ضروری لیکچر ہے اُس کی تیار کرنی ہے۔شاہ میر اٹکتے اٹکتے اپنی بات مکمل کی مہرماہ کو ہنسی آرہی تھی شاہ میر کا چہرہ دیکھ کر جہاں ہوائیاں اُڑ رہی تھی۔

شاہ اب جب میں پرواہ کر رہی ہوں تو تم بہانے بنا رہے ہو مجھ سے دور ہونے کہ۔مہرماہ نے نروٹھے پن سے کہا۔

ایسا نہیں میں کبھی آپ سے دور جانے کا سوچ نہیں سکتا آپ بہانے بنانے کی بات کر رہی ہیں۔شاہ میر۔سنجیدہ ہو کر بولا۔

تو کیا یہ لیکچر مجھ سے زیادہ ضروری ہے۔مہرماہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا

آپ سے زیادہ ضروری تو میری خود کی جان بھی نہیں۔شاہ میر مہرماہ کی کمر پہ گرفت مضبوط کرتا ہوا بولا۔

شاہ ہاتھ ہلکا رکھو۔مہرماہ کو شاہ میر کی مضبوط پکڑ پر تکلیف ہوئی تو کہا۔

سو سوری ماہ۔شاہ میر جلدی سے بولا

کوئی بات نہیں۔مہرماہ نے اپنی پیشانی شاہ میر کی پیشانی سے جیسے ہی جوڑی تو مرجان کی بھاں بھاں رونے کی آواز آئی جس سے مہرماہ فورن سے شاہ میر سے الگ ہو کر کارٹ کی جانب گئی شاہ میر نے خونخوار نظروں سے مرجان کو دیکھا جس سے اچھا خاصا موڈ اس کا خراب کر دیا تھا۔

کیا ہوا میرا شونا بے بی۔مہرماہ آہستہ آہستہ روم میں چکر لگاتی مرجان کو چپ کرانے لگی جو بُری طرح رونے میں مصروف تھا۔

ماہ یہ آپ امی کو دے آئے۔شاہ میر دس منٹ سے مرجان کو روتا دیکھا تو تپ کے کہا

شاہ کیا ہو گیا ہے بچہ ہے روئے گا تو سہی نہ۔مہرماہ مرجان کی پیٹھ سہلاتی ہوئی بولی

اتنے وقت بعد ہمیں اپنے لیے باتیں کرنا کا وقت ملا تھا۔شاہ میر نے کہا

تو شاہ کیا ہوا ہمیشہ ساتھ ہی تو ہوتے ہیں مرجان کو بھی تو وقت چاہیے نہ۔مہرماہ آرام سے بولی

میں باہر اسٹڈی کی طرف جا رہا ہوں آپ دے اِس کو وقت۔شاہ میر سنجیدگی سے کہتا اپنی کتابیں سمیٹنے لگا۔مہرماہ بے بس ہو کر اس کو جاتا دیکھا ایک طرف شوہر تو دوسری طرف ایک ماہ کا بیٹا تھا جن کے درمیان وہ بُری طرح سے پس کے رہ گئی تھی۔

آج سالار پری، شاہ زیب ثانیہ کا ولیمہ تھا جب کی مرجان کا عقیقہ بھی تھا ولیمے کے ہال
بُک کیا گیا تھا جہاں مہمانوں کی آمد جاری تھی آہستہ آہستہ سارا ہال مہمانوں سے بھر گیا
تھا جب کی پری اور ثانیہ ابھی تک میک اپ روم میں تیار ہو رہی تھی مہرماہ گھر میں تھی
اس کو شاہ میر کے ساتھ ہال میں جانا تھا کیونکہ مرجان کی وجہ سے اس کو تیار ہونے میں
وقت لگ گیا تھا اس نے ولیمے کے لحاظ سے لائٹ بلیو کلر کی میکسی پہن رکھی تھی بالوں کا
خوبصورت سا جوڑا بنایا ہوا تھا جب کی چہرہ میک اپ سے پاک تھا کانوں میں سمپل سے
ایئر رنگز پہن رکھے تھے اور گلے میں چین جو کی شاہ میر کی طرف سے رونمائی کا تحفہ تھا
دیکھنے میں جتنی سادہ تھی پر تھی وہ اُتنی ہی مہنگی کیونکہ وہ بس دیکھنے میں سمپل سا لک
دے رہی تھی پر ہاتھوں میں جب لیا جائے تو بھاری تھی مہرماہ نے اس کو سنبھال کہ رکھا
تھا ایک اپنے ولیمے کے دن پہنی تھی دوسرا آج اس نے آج پہنی تھی ہاتھوں میں اس
نے سفید موتیوں والا بریسلیٹ پہنا تھا جس میں اس کی نازک کلائی بہت دلکش لگ رہی
تھی۔ مہرماہ نے مسکرا کر خود پہ ایک نظر ڈالی بلاشبہ وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی
تھی۔

ماہ ایک دن آپ میری جان لیں لیگی۔ مہرماہ خود کو دیکھنے میں مصروف تھی جب شاہ میر
پیچھے سے اس کو ہگ کرتا ہوا بولا جس پہ مہرماہ نے اس کو زور سے کہنی ماری

فضول مت بولا کرو۔مہرماہ نے مرر سے شاہ میر کو گھورا جس نے آج بلیو کلر کا کُرتا پہنا ہوا تھا جس سے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا اپنے سلکی گھنے بالوں کو اس نے جیل سے سیٹ کیا تھا چہرے پہ نفاست سے سیٹ کی بیئرڈ تھی جو اس کو باوقار بنا رہی تھی اور مضبوط کلائی میں رولیکس کی گھڑی پہن رکھی تھی جب کی پیروں میں پیشاوری چپل پہنی ہوئی تھی۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

حد سے زیادہ بے حد خوبصورت لگ رہی ہیں۔شاہ میر مہرماہ کو اپنے طرف کیے بولا

تم بھی بہت پیارے لگ رہے ہو۔مہرماہ نے اس کا گال کھینچ کر کہا تو شاہ میر ہنس پڑا۔

آپ کا مرجان اور میرا رقیب کہاں ہیں۔ شاہ میر نے پوچھا اس کو اپنا بیٹا رقیب لگتا تھا کیونکہ وہ جب جب مہرماہ کے ساتھ وقت گزارتا تو وہ رونا شروع کر دیتا ورنہ سارا وقت سوتا رہتا جس سے شاہ میر کو اچھی خاصی تپ لگتی پر مہرماہ ہنس کر اس کی حالت انجوائے کرتی تھی۔

ہمارا بیٹا اپنے چاچوں کے پاس ہے میں نے اس کو بھی بلیو کلر کا کُرتا پہنایا ہے۔ مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں اس ڈیڑھ انچ کو بھی شلوار قمیض پہنائے پیمپر میں تو وہ پورا آتا نہیں آپ ایسی ڈریسنگ کر کے اور اس کو اور غائب کر دے۔ شاہ میر مہرماہ کی بات سن کر بولا کیونکہ مرجان کافی کمزور تھا جس سے جب جب مہرماہ اس کو پیمپر پہناتی وہ اُتر جاتا تھا جس سے مہرماہ تو پریشان پر شاہ میر کی ہنسی نکل جاتی تھی مرجان کی پتلی ٹانگیں دیکھ کر جو اس کے وزن سے زیادہ کم اور چھوٹی تھی۔

یہ کیا تم پہلے اس کو ایک انچ اب ڈیڑھ کا کہتے ہو بیٹا ہے وہ تمہارا اور تمہاری معلومات کے لیے

عرض ہے کہ ڈائپر میرے بیٹے کو اب فٹ آجاتا ہے۔ مہرماہ نے اِترا کر بتایا

جی دیکھا تھا میں نے کیسے آپ نے پِن لگانی چاہی تھی پر پھر آپ کو خیال آیا کہ پن اس کو چُبھ بھی سکتی ہیں اِس لیے آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ شاہ میر نے مسکراہٹ دبا کر کہا جس پہ مہر ماہ یہاں وہاں دیکھنے لگی کیونکہ وہ چاہتی تھی ایسا کریں ورنہ اس کا سارا دھیان مرجان کی طرف جاتا پر پنز کو دیکھ کر اس کو وہم ہوا کہ بچہ ہے اگر اس کی ملائم نازک اسکن پہ چُبھ جاتا تو۔

باتیں مت کرو ہال کی طرف جانے کی تیار کرو دیر ہو رہی ہے۔ مہر ماہ نے بات بدلنے میں عافیت جانی۔

جو حکم آپ کا۔ شاہ میر سینے پہ بازوں رکھتا سر جھکا کر بولا تو مہر ماہ ہنس پڑی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ولیمے کی تقریب شروع ہو چکی تھی ہر کوئی اسٹیج پہ ان کی طرف آتا مل کر نیچے اُتر جاتا سالار اور پری مسکرا کر کوئی بات کر رہے تھے شاہ زیب اپنے کسی جاننے کے۔ ساتھ بات کر رہا تھا پر ثانیہ کے لیے یہ سب نیا تھا جس وجہ سے وہ کنفیوز ہو گئی تھی کیونکہ زبیدہ بیگم نیچے سارہ بیگم، نادیہ بیگم، ہانم بیگم، کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی اور ہانیہ پورے ہال میں چکر لگانے میں مگن تھی ایسے میں اس کے دل نے شدت سے مہر ماہ کے آنے کی دعا کی تھی۔

کیاہوا کس کو تلاش کر رہی ہو؟ شاہ زیب مسکرا کر ثانیہ سے پوچھنے لگا جو گولڈن کلر کے بھاری لہنگے میں ملبوس تھی جس کا ڈوپٹہ باریک سا سر پہ ٹکا ہوا تھا چہرے پہ مناسب میک اپ میں وہ کسی اپسرا کو مات دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی پر چہرے پہ اضطراب کی کیفیت تھی جو شاہ زیب اس کے ڈارک لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو دیکھ کر جان گیا جن کو وہ بار بار کچل رہی تھی شاہ زیب خود گولڈن کلر کی شیر وانی میں ملبوس تھا بالوں کا اس نے پف کا اسٹائل دیا تھا چہرے پہ عجیب سی چمک تھی جس سے وہ بہت سمارٹ اور ہینڈ سم لگ رہا تھا ہر کوئی ان کی جوڑی کی تعریف کر رہا تھا وہ ایک دوسرے کے سنگ لگ ہی اتنے پیارے رہے تھے۔

مہرو نہیں آئی اب تک۔ثانیہ نے مدھم آواز میں کہا۔

وہ دیکھوں۔شاہ زیب نے انٹرنس کی طرف اشارہ کر کے کہا جہاں شاہ میر مہرماہ مرجان کے ساتھ سیم ڈریسنگ کیے اندر آرہے تھے۔

کتنے پیارے لگ رہے ہیں نہ؟ثانیہ نے مسکرا کر کہا اب سب لوگوں کی نظریں ان پہ ٹک گئی تھی جو مسکرا کر آپس میں کسی بات پہ بحث کر رہے تھے شاہ میر کے کندھے پہ مرجان سر رکھ کر۔سویا ہوا تھا جب کی مہرماہ اپنی میکسی سنبھالتی کچھ کہہ رہی تھی اس سے۔

ہاں ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہیں یہ دونوں۔شاہ زیب مسکرا کر اس کی بات پہ اتفاق کرتا بولا۔

مبارک ہو۔مہر ماہ اسٹیج پہ ان چاروں کے پاس آتی ہوئی بولی۔

مل گئی توفیق اپنے بھائی کے ولیمے میں سب سے آخر میں آنے کی۔شاہ زیب نے میٹھا سا طنز یہ کیا۔

مرجان تیار ہونے نہیں دیں رہا تھا۔مہر ماہ نے وجہ بتائی

مرجان یا مرجان کا باپ۔شاہ زیب شاہ میر کو دیکھ کر بولا جو پری کے پاس بیٹھا تھا۔

مرجان۔مہر ماہ نے دانت پیستے ہوئے کہا

دیر خود کرو نام دو ماہ کے بیٹے کو دو۔شاہ زیب سر جھٹک کر بولا جس سے مہر ماہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی۔

آپی آپ خوش تو ہیں نہ؟شاہ میر نے پری سے پوچھا جو مرجان کو پیار کر رہی تھی۔

ہاں سالار میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔پری نے مسکرا کر اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھ کر بتایا۔

اللہ آپ کو ایسے ہی خوش رکھے۔شاہ میر نے دعا دی

آمین۔پری نے فورن سے کہا

شاہ میر تھوڑی دیر پہلے ہی سویا تھا جب اس کو مرجان کے رونے کی آواز آئی شاہ میر نے فورن سے آنکھیں کھولی اور بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ دیکھا جہاں مہرماہ گہری نیند میں تھی شاہ میر مہرماہ کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے آہستہ سے اٹھا اور اپنا فون اٹھا کر اس کی ٹارچ آن کی پھر کارٹ کی طرف آیا جہاں مرجان رونے کا شغل فرما رہا تھا شاہ میر نے اس کو اٹھایا اور دبے پاؤں کمرے سے نکل کر باہر لان میں آیا۔

کیوں رو رہا ہے میرا بیٹا۔شاہ میر مرجان کو ہوا میں چھوڑتا پھر کیچ کر کے پوچھنے لگا اگر مہرماہ یہ منظر دیکھتی تو یقیناً غش کھا کر گر پڑتی۔

اففف کہیں اِس کو بھوک تو نہیں لگی۔شاہ میر خود سے بڑبڑاتا مرجان کو اپنے سینے سے لگاتا کچن میں آیا اور فریج سے دودہ نکال کر اس کو اُبالنے لگا پھر اس کو فیڈر میں ڈالتا کجھ ٹائم کے لیے فریج میں رکھا تب تک مرجان کو لیے یہاں وہاں کچن میں ٹہلنے لگا۔

ماہ ایسے ہی دودھ بناتی ہو گی نہ مرجان کا۔تین منٹ بعد شاہ میر فیڈر ہاتھ میں لیتا خود سے سوال کرنے لگا کیونکہ اس کو یہ تو پتا تھا بچے کو دودھ دینے سے پہلے اس کو اُبالا جاتا پر پھر سیدھا پلاتے ہیں یا کجھ اور بھی یہ اس کو نہیں تھا پتا تب اس نے دودہ فیڈر میں ڈالا تھا تب وہ تھوڑا گرم تھا اِس وجہ سے شاہ میر نے فریج میں رکھا تھا شاہ میر سر جھٹکتا فیڈر مرجان کے منہ میں ڈالا جس سے مرجان چپ ہوتا فیڈر پینے لگا۔

اووہ ماہ کے مرجان کو بھوک لگی تھی۔شاہ میر مرجان کو مگن انداز میں دودھ پیتا دیکھ کر اس کے ماتھا پہ بوسہ دیتے بولا جس سے مرجان نے اپنی آنکھیں کھول کر بند کی شاہ میر تو فدا ہی ہو گیا تھا اپنے بیٹے کی حرکت پہ پھر اس کو لیکر وہ ہال میں ڈبل صوفے پہ ٹیک لگا تا بیٹھ گیا کہ مرجان دودھ پیتا سو جائے تو وہ اندر کمرے میں جائے وہ نہیں چاہتا تھا کہ مہر ماہ کی سکون بھری نیند ڈسٹرب ہو اِس لیے مرجان کو اپنے سینے پہ لیٹاتا اس کی ننھی پیٹھ سہلانے لگا جس سے سکون محسوس کرتا مرجان آنکھیں بند کر گیا تھا اور شاہ میر کو بھی وہی نیند آ گئی تھی۔

مہر ماہ نے نیند میں کروٹ بدلی تو اس کو بیڈ کی دوسری جگہ خالی محسوس ہوئی اس نے ہاتھ یہاں وہاں رکھ کر شاہ میر کو محسوس کرنا چاہا پر وہ نہیں تھا مہر ماہ نے آنکھیں کھول کر مسلی پھر سائیڈ ٹیبل کا لیمپ آن کیا تو کمرہ روشنی میں نہا گیا اس نے دیکھا تو بیڈ پہ وہ اکیلی تھی یکایک اس نے نظر گھما کر کارٹ کی طرف دیکھا جہاں مرجان بھی نہیں تھا مہر ماہ نے لحاف خود سے پرے کیا اور ننگے پاؤں کمرے سے باہر آ کر سیڑھیوں کی ریلنگ پہ دیکھا جہاں ہال کا ایک بلب آن تھا جس سے وہ آرام سے شاہ میر کو صوفے کی پشت سے ٹیکا لگاتا نیند میں دیکھا اور اس کے سینے پہ لیٹے پر سکون مرجان کو جس کے منہ میں فیڈر تھا مرجان سات ماہ کا ہو گیا تھا جس سے مہر ماہ اس کو اپنے دودھ کے ساتھ ساتھ باہر کا

دودھ بھی پلاتی تھی مہرماہ نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا مہرماہ کو یہ منظر حد سے زیادہ خوبصورت لگا مہرماہ مسکرا کر کمرے کی طرف آئی اور وہاں سے ایک چادر اٹھا کر وہ ہال میں آئی پہلے اس نے مرجان کے منہ سے فیڈر نکالا تا کہ اس کا سانس بند نہ ہو پھر دونوں کے اُوپر اچھے سے چادر ڈال کر خود وہ شاہ میر کی دوسری سائیڈ پہ آ کر بیٹھ کر اپنے اوپر چادر لی اور مسکرا کر شاہ میر کے کندھے پہ اپنا سر رکھ کر سونے کے لیے آنکھیں بند کر گئی اگر اس کا جان سے پیارا شوہر اور بیٹا یہاں تھا تو اس کو اکیلے کمرے میں نیند کیسے آتی جلد ہی مہرماہ بھی ان دونوں کی طرح نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آیان اپنی آنکھیں مسلتا سیڑھیاں اُتر رہا تھا جب اس کی نظر شاہ میر مہرماہ اور مرجان پہ پڑی جو آرام سے صوفے پہ بے آرام ہونے کے بجائے سکون سے نیند میں تھے مہرماہ کا سر شاہ میر کے کندھے پہ تھا اور مرجان شاہ میر کے سینے پہ جب کی اب شاہ میر کا سر مہرماہ کے سر پہ تھا آیان نے مسکرا کر یہ خوبصورت منظر دیکھا پر کچھ سوچ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگا وہاں سے اپنا موبائل اٹھا کر اس نے جلدی سے کیمرہ آن کی اور مختلف پوز سے یہ منظر اپنے فون میں محفوظ کیا اپنی کاروائی سے وہ مطمئن ہوتا ان لوگوں کی طرف آیا اور آہستہ سے شاہ میر کو آواز دی۔

بھائی۔آیان نے دو تین بار آواز دی پر شاہ میر ٹس سے مس تو نہیں ہوا پر مرجان نے بھاں بھاں کر کے رونا ضرور سٹارٹ کر دیا تھا جس سے آیان نے ڈور لگا کر بھاگنے میں عافیت جانی

مرجان کے رونے کی آواز سے شاہ میر نے مندی مندی آنکھیں کھول کر سیدھا ہوا تو اس کی نظر قریب مہرماہ پہ پڑی جو آرام سے اس کا بازو اپنی مٹھیوں میں جکڑے سوئی تھی مہرماہ کو دیکھ کر شاہ میر کی بلو آنکھوں میں چمک آ گئی تھی اس کو نہیں تھا پتا مہرماہ کب آئی پر اس کو اپنے پاس دیکھ کر شاہ میر نے ہمیشہ کی طرح سکون محسوس کیا تھا۔شاہ میر نے مہرماہ کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور مرجان کو دیکھا جس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا رونے میں تو تمہارا مقابلہ اسٹار پلس کی ہیروئن بھی نہ کر پائے۔شاہ میر کوفت سے بڑبڑایا جس سے مہرماہ کی بھی آنکھ کھلی۔

مجھے دورات کو تم نے اپنا سکون خراب کیا تھا۔مہرماہ اپنی حالت درست کرتی مرجان کو شاہ میر سے لیا۔

کیونکہ پھر آپ کا سکون نیند یہ روندو خراب کر دیتا۔شاہ میر اٹھتا ہوا بولا۔

میرے بچے سے جانے کیا پرخاش ہے تمہیں۔مہرماہ نے گھور کر شاہ میر سے کہا

جب دیکھو چپکا رہتا ہے آپ کے ساتھ۔شاہ میر نے ڈبل گھوری سے مرجان کو نوازا جو اپنے ننھے ہاتھ مہرماہ کے چہرے پہ پھیر رہا تھا۔

جا کر یونی کے لیے تیار ہو جاؤ۔مہرماہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا شاہ میر دوبارہ مہرماہ کے ماتھے پہ پیار کرتا مرجان کے گال پہ بوسہ سیڑھیوں کی جانب گیا مہرماہ مسکرا کر گردن موڑ کر شاہ میر کو دیکھا جو سیڑھیاں عبور کر گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ثانیہ میری ٹائی نہیں مل رہی۔شاہ زیب نیچے آتا ثانیہ کے پاس آتا جھنجھلا کر بولا۔

وہی تو تھی میں دیکھ کر آتی ہوں۔ثانیہ جو سارہ بیگم کے ساتھ کچن میں جانے والی تھی شاہ زیب کی بات سن کر بولی۔

جلدی کرو پلیز میری ضروری میٹنگ ہے آج۔شاہ زیب آتا دوبارہ اندر کی جانب جانے لگا۔

یہ تو ہے۔ثانیہ کبرڈ میں سے بلیک کلر کی ٹائی نکال کر شاہ زیب کے سامنے کی آج شاہ زیب بلیک کلر کے پینٹ کورٹ میں ملبوس تھا اِس لیے ثانیہ نے بلیک ٹائی اس کے سامنے کی

اچھا باندھو اب۔شاہ زیب نے کہا تو ثانیہ شاہ زیب کے گلے میں ٹائی ڈال کر اس میں گرہ لگانے لگی۔

مجھے کب دوگی۔ثانیہ ٹائی باندھ کر جانے لگی تھی جب شاہ زیب اس کا ہاتھ پکڑ کر بھاری آواز میں بولا۔

سب کچھ تو دے دیا اب اور کیا چاہیے۔ثانیہ نے پوچھا تو شاہ زیب مسکراتا اس کان کے پاس جھک کر بولا

مجھے بے بی چاہیے۔

امی بولا رہی ہیں شاید۔ثانیہ شاہ زیب کی بات پہ سرخ ٹماٹر ہوتی ہوئی بولی سارہ بیگم کے بہت بار کہنے پہ وہ اب انہیں آنٹی کے بجائے امی کہتی تھی۔

پہلے ان کے بیٹے کو تو جواب دو۔شاہ زیب بضد ہوا۔

آپ کی تو ضروری میٹینگ تھی نہ۔ثانیہ نے اس کا دھیان دوسری طرف کرنا چاہا۔

یہ بھی ضروری بات ہے۔شاہ زیب نے کہا

جب اللہ نے چاہا تو ہو جائے کا بچہ بھی میں کیا کہہ سکتی ہوں۔شاہ زیب کو ایک بات پہ ڈٹا دیکھ کر اس نے گہری سانس لیکر کہا۔

اچھا۔شاہ زیب نے بس اتنا کہا اور بیڈ سے اپنی فائل اٹھانے لگا ثانیہ نے حیرت سے شاہ زیب کا ٹھنڈاری ایکشن دیکھا تھا اس کو سمجھ نہیں آیا کہ اچانک شاہ زیب کو بچے کی

خواہش کیسے ہوئی پر اس کو کچھ سمجھ نہیں آئی تبھی شاہ زیب کو باہر جاتا دیکھا تو وہ بھی اس کی تلقید میں باہر آ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

مہرماہ واشروم میں نہا رہی تھی جب کی شاہ میر بیڈ پہ بیٹھا مرجان سے کھیلنے میں مگن تھا جب اس کا سیل فون بجا شاہ میر نے دیکھا تو ریان کی کال تھی اِس لیے جلدی کال اٹھائی ساتھ میں مرجان کو بیڈ سے نیچے اُتارا جس پہ وہ کھل کھلاتا نیچے فرش پہ اپنے ڈھیر سارے کھلونوں کی جانب آیا وہ اب چل تو نہیں سکتا تھا پر رینگتا ضرور تھا جس وجہ سے شاہ میر اکثر اس کو چلانے کی بھی کوشش کرتا تھا کہ وہ جلد چلنا سیکھ جائے۔

کیسے ہو ریان؟ شاہ میر نے پوچھا

میں تو بہت خوشششش۔ ریان نے الفاظ کھینچ کر ادا کیے۔

اچھا وجہ؟ شاہ میر اس کے لہجے میں خوشی محسوس کرتا متجسس ہوا۔

اللہ کے حکم سے مہرین نے آج دو بیٹیوں کو جنم دیا ہے اور میر میں ان کو اپنی گود میں اٹھانے کے بعد کتنی خوشی محسوس کر رہا تھا تمہیں بتا نہیں سکتا۔ ریان نے گہری سانس بھر کر بتایا جس پہ شاہ میر بھی خوش ہوا اولاد کا پہلی بار لمس محسوس کر کے کیسا لگتا ہے یہ تو وہ اچھے سے جانتا شاہ میر نے ایک نظر مرجان پہ ڈالی جو سب کھلونوں کو اوپر نیچے کر رہا تھا پھر ریان کی کال پہ متوجہ ہوا۔

بہت مبارک ہو اللہ نے اپنہ رحمت سے نوازا ہے تمہیں۔شاہ میر نے کہا

ہاں۔ریان نے بس اتنا کہا خوشی کے مارے اس کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔

بھابھی مہرین کیسی ہیں۔شاہ میر نے پوچھا

وہ بھی بلکل خوش ہے جڑواں بچے ہیں کا اس کو پتا تھا دونوں بیٹیاں ہیں یہ سن کر وہ بھی بہت خوش ہوئی ہے۔ریان نے بتایا۔

پھر تو دونوں کو پہچاننے میں مشکل ہوتی ہو گی نہ۔شاہ میر نے پوچھا

نہیں نہیں جڑواں ہیں پر سیم شکل نہیں ہیں۔ریان شاہ میر کی بات سمجھتا ہوا بولا

اوو تصویر ضرور سینڈ کرنا مجھے۔شاہ میر نے وارن کیا۔

وہ تو میں نے کر دی ہیں تم نے دیکھی نہیں۔ریان نے مسکرا کر کہا تبھی اپنی طرف ڈاکٹر کو آتا دیکھا تو شاہ میر سے بولا۔

میں ابھی میں ہوسپٹل ہوں پھر بعد میں بات کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے۔شاہ میر کہتا رابطہ منقطع کیا۔

کیا بات ہے؟مہرماہ واشروم سے نکلی تو شاہ میر مسکراتا دیکھا تو پوچھا۔

میرا دوست ہے نہ اس کے یہاں دو جڑواں بیٹیوں کی پیدائش ہوئی ہے۔شاہ میر نے بتایا۔

ماشاالله یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

ہے تو سہی۔ شاہ میر بس اتنا بولا

اِس نیچے کیوں اُتارا میں نے کچھ پہلے ہی تو نہلا یاں تھا۔ مہر ماہ کی نظر جب مرجان پہ پڑی تو تاسف سے شاہ میر کو دیکھ کر کہا جواب ریان کی سینڈ کی بچیوں کی تصویریں دیکھ رہا تھا۔

نیچے رہے گا تو چلنا سیکھے گا ورنہ تو بس آپ کے ساتھ چپکا رہے گا۔ شاہ میر نے آرام سے کہا پر مہر ماہ مرجان کو اٹھاتی شاہ میر کی گود پہ رکھا جس پہ شاہ میر بس ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

چار سال بعد!

ان سب کی زندگیوں میں چار سال کا وقت گزر گیا تھا پر اِن چار سالوں میں کچھ نہیں بدلا تھا اگر کچھ تھا تو یہ کے شاہ میر جو دوسرے بچے سے پناہ مانگتا تھا اب وہ بیٹے کے ساتھ ساتھ ایک بیٹی کا باپ تھا مرجان کے دو سال ہونے کے بعد ہی اللہ نے پھر سے اس کی بچے کی نعمت سے نوازا تھا جس پہ شاہ میر نے پہلے سے زیادہ مہر ماہ کو خیال رکھا تھا اور ساتھ میں مرجان کو بھی اس نے دیکھنا ہوتا باقی سے تو مرجان کو اٹھاتے بہلاتے پر رات میں وہ تو یا مہر ماہ کی سنتا یا شاہ میر کی ان کے علاوہ کسی اور کی نہیں۔ شاہ میر کو اپنی ایک

سالہ بیٹی حیات سے بے انتہا محبت تھی مہرماہ کے بعد اگر اس کی آنکھوں میں چمک آتی تھی تو وہ حیات تھی جب وہ مسکراتی تو شاہ میر بھی مسکرا پڑتا اگر وہ تھوڑا روتی تو شاہ میر پورا گھر سر پہ اٹھالیتا حیات پوری طرح مہرماہ کی طرح تھی اس کے بالوں کا رنگ اس کے نین نقش اس کے مسکرانے کا طریقہ سب کچھ بس ایک آنکھیں تھی جو اس نے شاہ میر سے لی تھی ورنہ وہ ایک سال کی عمر میں ہی مہرماہ کا عکس تھی جب کی مرجان شاہ میر کا جس طرح شاہ میر کو مرجان اپنا رقیب لگتا ہے ویسے ہی اب حیات مہرماہ کو اپنا رقیب لگنے لگی ہے مہرماہ کو جو شاہ میر کی حرکتیں عجیب لگتی تھی انجانے میں وہ خود ایسے کام کردیتی مہرماہ کو یہ بات برداشت نہیں ہوتی تھی کہ اس کے علاوہ شاہ میر کی بلو آنکھوں میں چمک آئے۔جب کی شاہ میر اب بھی ویسے ہی مہرماہ سے عشق کرتا تھا یا یوں کہے جائے کے اس سے زیادہ پر اب مصروفیت کی وجہ سے مہرماہ کو لگتا تھا شاہ میر ویسے نہیں چاہتا شاہ میر اپنی پڑھائی کے بعد حیدر خان کے۔ساتھ آفس جاتا تھا اس کے بعد بچوں اور مہرماہ کو وہ جتنا وقت دے سکتا تھا وہ دیتا تھا۔

دوسری طرف شاہ زیب اور ثانیہ کا تین سالہ کا بیٹا تھا شاہ ویر جس کو سب ویر کہتے تھے سکندر خان کی اپنے پوتے میں جان تھی جو شاہ زیب کی طرح شرارتی تھا ثانیہ کا سر چکرا جاتا اس کی شرارتوں سے پر وہ بھی ڈھیٹ ہڈی تھا شاہ زیب اپنی زندگی میں خوش تھا

کیونکہ شاہ ویر کے بعد اس کی فیملی مکمل ہو چکی تھی شاہ ویر گورے رنگ کا خوبصورت بچہ تھا جس کے کچھ نین نقش شاہ زیب سے ملتے تو کچھ ثانیہ کے پر آنکھوں کا رنگ اس کا سب الگ تھا شاہ ویر کی آنکھوں کا رنگ گولڈن شڈڈ تھا مہر ماہ کو اپنے بھتیجے سے تو پیار بہت تھا پر اس کی شاہ ویر کی آنکھیں بہت پسند تھی۔

سالار اور پری کی ایک بیٹی تھی پریسہ جو پری کی طرح معصوم تھی سیدھی سادھی بھولی سی وہ دیکھنے میں سالار کی طرح تھی پر آنکھیں اس کی بھی الگ تھی جس کا رنگ لائٹ براؤن تھا پریسہ کی پیدائش میں پیچیدگیاں تھی جس وجہ سے ڈاکٹرز نے کہا تھا پری پھر دوبارہ کبھی ماں نہیں بن سکتی جس پہ سالار نے کوئی ری ایکٹ نہیں کیا تھا اس کے لیے یہی بہت تھا کہ اللہ نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اس کو اپنی بیٹی سے بہت پیار تھا بیٹے کی خواہش اس نے کبھی نہیں کی اگر دل میں ہوتی تو دفنا دیتا وہ پری کو احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ کی ڈول نے کیا حال بنا رکھا ہے اپنا۔ شاہ میر آفس سے گھر لوٹا تو اس کی نظر فرش پہ رینگتی حیات پہ پڑی جس کا چہرہ چاکلیٹ سے بھرا ہوا تھا شاہ میر مسکراتا اس کو اپنی بانہوں میں اٹھایا۔

دید مردان۔

شاہ میر ہنس پڑا حیات کی بات سن کر جو کہنا چاہتی تھی مرجان نے کی ہے حیات کی پیدائش پہ شاہ میر نے مہرماہ سے کہا تھا ہم اپنی بیٹی کا نام مرجان رکھتے ہیں تم بیٹے کا کوئی اور نام سوچو ہر مہرماہ نے شاہ میر کی ایک نہیں سنی اُس سے پہلے مہرماہ اپنی بیٹی کا نام لڑکوں والا رکھتی شاہ میر نے اس کا نام حیات میر رکھ لیا تھا جو سب کو بہت پسند آیا تھا

ڈیڈ آپ آگئے۔چار سالہ مرجان اپنے ہاتھ میں بھالوں لاتا ہوا بولا۔

ہاں جی میں آگیا۔شاہ میر نے مرجان کو بھی اپنی بانہوں میں اٹھاتا کہا اب شاہ میر کے ایک بازوں پہ حیات تو دوسری طرف مرجان تھا شاہ میر ان کو لیے کمرے میں آیا جہاں مہرماہ ان کا پھیلایا ہوا گند صاف کر رہی تھی چہرے پہ غصے کے تاثرات صاف نمایاں تھے جس سے شاہ میر کو بچوں کے ساتھ ساتھ اپنی شامت پہ دیکھائی تھی۔

تم نے مما کو تنگ کیا ہے۔شاہ میر نے مرجان سے پوچھا جس پہ وہ فورن نفی میں سر کو جنبش دیتا حیات کی طرف اشارہ کرنے لگا شاہ میر نے گردن موڑ کر چھوٹی آنکھیں کیے حیات کو دیکھا جو اپنے دو دانتوں کی نمائش کر رہی تھی مطلب اس کو اپنا جرم قبول تھا کہ یہ گند اس کا پھیلایا ہوا ہے شاہ میر اپنی بیٹی کی ڈھٹائی پہ مسکرایا۔

آ گئے تم اور حیات کو تو میری نظروں سے دور کرو غضب خدا کا ہے ایک پائونڈ کی مشکل ہے اور میرا جینا دو بھر کر دیا ہے۔مہر ماہ تیزی سے سامان یہاں وہاں ترتیب دیتی شاہ میر کو بولی جو اپنی حیات کے لیے ایک پائونڈ کا لفظ سن کر حیرت میں غلطان تھا۔

ماہ پلیز میری حیات کو ایسے مت بولوں۔شاہ میر حیات کا چہرہ چومتا مہر ماہ سے بولا جس پہ مہر ماہ کو مزید تاؤ آیا۔

یہ آپ کی حیات چھوٹا پیک بڑا دھاکہ ہے کمرے کا حشر دیکھو کیا کر دیا ہے کیا میں بس سارا دن کمرہ سیٹ کرتی رہوں گی ہمارا کمرا الگ خراب کیا ہے اور مر جان کا الگ اس کے تو کھلونے ہی توڑ کر رکھ دیے ہیں بس ایک بھالوں سلامت ہیں۔مہر ماہ نے مر جان کے ہاتھ میں بھالوں دیکھ کر تیز آواز میں حیات کی شکایت لگائی۔

حیات اگر اتنی محنت کی تھی تو بھالوں پہ بھی کر دیتی۔شاہ میر نے مر جان کو نیچے اُتار کر حیات سے بولا جیسے اس کو بہت افسوس ہوا تھا کہ حیات نے مر جان کا بھالوں بھی کیوں چھوڑا جس پہ حیات نے بھی منہ بنا کر افسوس کا اظہار کیا۔

شاہ۔مہر ماہ نے غصے سے شاہ میر کی جانب تکیہ مارا جو شاہ میر نے ایک ہاتھ سے کیچ کر لیا تھا مر جان تو بھاں بھاں کرتا رونا شروع کر چکا تھا اس کو تو اب پتا چلا تھا اس کی بہن نے اس کے کِھلونوں کے ساتھ کیا کاروائی کی ہے۔

سنبھالوں اپنے روندو پُتر کو ہم تو چلیں۔شاہ میر نے ایک نظر روتے ہوئے مرجان کو دیکھا جو چار سال کا ہو کر بھی زور زور سے روتا تھا شاہ میر مہرماہ کی طرف فلائنگ کس اُچھالتا حیات کو لیے روم سے باہر چلا گیا۔

نامیرا بچہ مما نئے کِھلونے لیکر دے گی۔مہرماہ مرجان کو اپنے ساتھ لگائے کہا۔

حیات گندی۔مرجان بھاں بھاں کرتا ہوا بولا

مرجان حیات بہن ہے اور بہن کے بارے میں ایسا نہیں کہتے۔مہرماہ نے اس کے روئی جیسے گال صاف کرتے پیار سے سمجھایا۔

وہ ہر بار ایسا کرتی۔مرجان نے شکایت کی۔

شاہ نے بگاڑا ہے اس کو بجائے سمجھانے کے اس کو اور شے دیتا جس سے وہ ایک سال میں ہی اتنی ڈھیٹ ہو گئ ہے اللہ جانے آگے میرا کیا ہو گا۔مہرماہ کو آگے کی فکر لگ گئ۔

مما میں جاؤں۔مرجان نے مہرماہ سے کہا

کدھر؟مہرماہ نے پوچھا۔

ویر کے پاس۔مرجان نے بتایا۔

ٹھیک ہے گارڈ کو کہنا چھوڑ آئے۔مہرماہ نے کہا۔

حیات چاچوں کے پاس آؤ۔آیان نے شاہ میر کی گود میں بیٹھی حیات سے کہا جو شاہ میر کے کانوں میں اپنی توتلی زبان میں جانے کیا کہہ رہی تھی اور شاہ میر بھی بڑی دلجمعی کے ساتھ اس کی باتیں سن رہا تھا جیسے اِس سے زیادہ ضروری کام اور ہو ہی نہ۔

ن نہ۔حیات نے آیان کو زبان دیکھائی جس سے شاہ میر کا جاندار قہقہ گونجا حیدر خان بھی مسکرا اٹھے ان کو اپنی شرارتی پوتی عزیز تھی شرارت کرنے میں ان کو بھی نہیں بخشتی تھی آیان کو منہ حیرت سے کھل گیا۔

بھائی آپ کی بیٹی بڑی کوئی بے وفا ہے۔آیان نے منہ بنا کر کہا۔

خبردار جو میری حیات کو کچھ کہا تو۔شاہ میر نے آیان کو آنکھیں دیکھائی۔

یاہوں۔حیات نے خوشی سے نعرہ لگایا۔

بس یہی کام رہ گیا تھا وہ بھی کر دیا۔مہر ماہ حیات کا فیڈر لاتی تاسف سے بولی۔

کیوں میری بیٹی کو سناتی رہتی ہو ہر وقت۔شاہ میر نے شکوہ کیا۔

بیٹی کم گنڈی زیادہ ہے۔مہر ماہ نے کہتے ہی فیڈر حیات کی جانب بڑھایا۔

دید۔مہر ماہ نے فیڈر دینا چاہا تو حیات نے شاہ میر کی طرف اشارہ کیا جس پہ مہر ماہ کو غصہ آیا

لوں پکڑ و دو اپنی لاڈلی کو۔ مہرماہ شاہ میر کے ہاتھ میں فیڈر دیتی تن فن کرتی وہاں سے چلی گئی۔

میری بیٹی کو میرے ہاتھ سے فیڈر پینا ہے۔ شاہ میر نے مسکرا کر حیات کے منہ میں فیڈر ڈالا تو وہ مگن انداز میں سر کو دائیں بائیں گھماتی دودھ پینے لگی۔

میر واقع حیات بہت شرارتی ہو گئی ہے مہرو کو تنگ بھی بہت کرتی ہے جس سے اس کا غصہ کرنا جائز ہے۔ ہانم بیگم ان کے ساتھ بیٹھتی ہوئی بولی۔

امی جان بچی ہے اب اگر مستیاں نہیں کرے گی تو کب کریں گی۔ شاہ میر نے محبت سے حیات کی طرف دیکھ کر بولا۔

سہی کہتی مہرو تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے۔ حیات دودھ منہ میں ڈالے پاس بیٹھی ہانم بیگم کے کپڑوں میں گرایا تو ہانم بیگم بڑبڑاتی وہاں سے اٹھی حیات بولتی بھلے ٹھیک سے نہ تھی پر سمجھتی سب ضرور تھی اِس لیے اُس نے یہ حرکت کی تھی شاہ میر نے لب دانتوں تلے دبائے

حیات میری جان مستی اپنے طرف پر بڑوں سے ایسے نہیں کرتے۔ شاہ میر نے سمجھایا تو حیات فیڈر میں ڈالے اس کے سینے پہ اپنا سر رکھ گئی

❤❤❤❤❤❤❤❤

ویر

www.neweramagazine.com

Email: Neramag@gmail.com

ویر

ثانیہ ہاتھ میں دودھ کا گلاس لیے پورے گھر میں شاہ ویر کو تلاش کر رہی تھی جو جانے کس کونے میں چُھپا بیٹھا تھا۔

اسلام علیکم! مرجان گھر میں اندر داخل ہوتا ہوا ثانیہ کو دیکھ کر سلام کیا یہ عادت مہرماہ نے اس میں ڈالی تھی کہ جب کی بڑوں سے ملو تو پہلے سلام کیا جاتا ہے۔

وعلیکم اسلام! کیسے ہو مرجان۔ثانیہ مسکراتی مرجان کو سلام کا جواب دیتی ہوئی بولی جب کی لاؤنج میں ڈبل صوفے کے پاس چھپا شاہ ویر الرٹ ہوا تھا اور اپنا چھوٹا ہاتھ پیشانی پہ مارا۔

اِس کو ابھی آنا تھا۔شاہ ویر اپنی چھوٹی پیشانی پہ بل ڈالے خود سے بڑبڑایا۔

میں ٹھیک مامی جان ویر کہاں ہیں؟ مرجان نے پوچھا

میں خود اُس نالائق کو ڈھونڈ رہی تھی۔ثانیہ پریشان سی بولی تبھی شاہ ویر اپنا سر اونچا کرتا ان کو دیکھنے لگا۔

وہ رہا ویر۔ مرجان نے دیکھا تو فورن سے کہا جس سے ثانیہ نے اس کے ہاتھ کے تعاقب میں دیکھا جہاں شاہ ویر کھسیانا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ویر اِدھر آؤ دودھ پیو۔ثانیہ نے جلدی سے کہا۔

موم مجھے نہیں پسند یہ دودھ میں اب بڑا ہو گیا ہوں۔شاہ ویر منہ بگاڑتا ہوا بولا۔

بڑے کے کجھ لگتے یہ فنش کرو۔ثانیہ نے گھور کر اس کو دودھ کا گلاس پکڑایا۔

مرجان تم بیٹھو میں تمہارا فیورٹ انار کا جوس لیکر آتی ہوں۔ثانیہ نے پیار سے مرجان سے کہا جس پہ وہ مسکراتا صوفے پہ بیٹھ گیا۔

تم نے موم کو کیوں بتایا یہ دیکھو اب مجھے یہ سارا پینا پڑے گا۔شاہ ویر نے مرجان سے ناراض لہجے میں کہا۔

تو پیوں نہ مما کہتی ہے دودھ سے طاقت آتی ہے۔مرجان نے سمجھایا

پر مجھے اِس کا ٹیسٹ نہیں پسند۔شاہ ویر نے وجہ بتائی۔

کجھ نہیں ہوتا پی لوں ویسے بھی مامی جان تمہارے دودھ میں بہت سارے بادام اور پستا ڈالتی ہیں تاکہ تمہیں پسند آئے۔مرجان نے پھر کہا تو شاہ ویر منہ کے الگ الگ زاویے بناتا سارا گلاس دودھ کا خالی کر گیا۔

گڈ بوائے۔مرجان نے مسکرا کر اس کے گال کھینچے جس پہ شاہ ویر مسکرایا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر کمرے میں آیا اور سوئی ہوئی حیات کو خوبصورت سے گلابی کارٹ میں ڈالا جس میں اس نے لائٹس لگائی ہوئی تھی تاکہ حیات کو اگر رات میں جاگ ہو تو وہ اُس میں اپنے ہاتھ ڈال کر ساری لائٹس آن کریں جو اس کے ٹچ ہونے سے ہی جگمگا جاتی دوسرا

ان میں شور ہوتا جس سے شاہ میر کو پتا لگ جاتا اس کے جاگنے کا کیونکہ حیات کو رونے کی عادت نہیں تھی رات میں جتنی بھی بھوک لگتی وہ کارٹ میں لیٹی رہتی اِس لیے شاہ میر نے یہ حل تراشا تھا۔شاہ میر نے حیات کو کارٹ میں ڈالا پھر مہرماہ کو دیکھا جو سنجیدہ تاثرات لیے بیڈ پہ پاؤں لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی۔شاہ میر چلتا ہوا اس کے برابر بیٹھا تو مہرماہ اٹھ کھڑی ہوئی اس سے پہلے وہ قدم آگے بڑھاتی شاہ میر نے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی تھائی پہ بیٹھایا۔

اپنی لاڈلی کے پاس جاؤ۔مہرماہ نے سرد لہجے میں کہا جس پہ شاہ میر نے مسکرا کر اس کا ناراض لہجہ دیکھا

آپ بھی تو میری لاڈلی ہیں۔شاہ میر نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

پہلے مجھے بھی یہ خوش فہمی تھی پر اللہ کا شکر اب دور ہو گئی ہے۔مہرماہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو شاہ میر کا دل تڑپ اٹھا تھا۔

ماہ کیا ہو گیا ہے کیوں ایسے بات کر رہی ہیں۔شاہ میر پریشان ہوتا ہوا بولا۔

تھک گئے ہو گے آفس میں بہت کام ہوتا ہے شام کو گھر آئے ہو اور حیات کو سنبھال رہے تھے رات بہت ہو گئی ہے آرام کرو۔مہرماہ نے بنا اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔شاہ میر مہر ماہ کے چہرے اپنی طرف کیا مگر مہر ماہ کی۔آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ بونچکار کہ رہ گیا۔

آپ رو رہی ہیں۔شاہ میر مہر ماہ کی آنکھوں میں نمی صاف کرتا بولا۔

تم مجھے وقت نہیں دیتے صبح آفس چلے جاتے ہو سات بجے آتے ہو پھر حیات میں مصروف ہو جاتے ہو اِس میں ماہ تو کہیں نہیں ہوتی اب مجھے سچ میں پچھتاوا ہوتا ہے حیات کیوں اِس دنیا میں آئی تم سہی کہتے تھے ہمارے لیے مرجان ہی کافی تھا۔جلد بازی میں مہر ماہ کیا کچھ کہہ گئی اُس کو خود اندازہ نہیں ہوا احساس تب ہوا جب شاہ میر کی بلو آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا۔

شاہ۔مہر ماہ نے کچھ کہنا چاہا پر شاہ میر نے ہاتھ سے اِشارے سے روک لیا۔

مجھے نہیں تھا پتا ماہ کہ آپ اپنی بیٹی کے بارے میں ایسا سوچتی ہے اس کے پیدا ہونے پہ آپ کو افسوس ہوتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ میرے لیے یہ اہمیت رکھتی ہے۔شاہ میر کو مہر ماہ کی بات نے بہت تکلیف پہچائی تھی حلانکہ مہر ماہ جلد بازی میں کہہ گئی تھی ورنہ کون ماں اپنی اولاد کے بارے میں ایسے کہے گی وہ بس کچھ وقت سے شاہ میر کی روٹین سے تنگ آ گئی تھی جس سے شاہ میر مرجان اور حیات کو تو وقت دے پاتا پر مہر ماہ کو کبھی کبھی نہیں دے پاتا تھا۔

سوری شاہ پر میرا وہ مطلب نہیں تھا بس منہ سے نکل گیا۔ مہر ماہ کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو نکلے تھے جس سے شاہ میر کا دل فورن سے پگھلا تھا۔

ماہ میری غلطی ہے مجھے آپ کو وقت دینا چاہیے پر آپ ناراض نہ ہو میں کل آف لوں گا آفس سے پھر ہم باہر چلیں گے حیات کو ہم گھر پہ رہنے دے گے بس میں اور آپ ہو گے۔ شاہ میر نے آرام سے سارا الزام خود پہ لیکر کہا

ٹھیک ہے مجھے شاپنگ مال بھی جانا ہے پھر ہم لنچ بھی باہر کریں گے آئسکریم پارلر بھی جائے گے۔ مہر ماہ خوش ہوتی سارا پلان ترتیب دیتی ہوئی بولی۔

بلکل میری جان۔ شاہ میر مہر ماہ کو خود سے لگائے بولا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر حیات کو ہانم بیگم کے حوالے کرتا جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا تو مہر ماہ کی گود میں مرجان کو دیکھ کر اس کا موڈ بگڑا تھا۔

یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ شاہ میر نے مہر ماہ سے پوچھا۔

بیٹا ہے تمہارا۔ مہر ماہ نے ایسے کہا جیسے شاہ میر جانتا نہ ہو۔

اووو واقع یہ میرا بیٹا ہے میں تو لاعلم تھا چار سالوں سے۔ شاہ میر کو اچھی خاصی تپ چڑھی

شاہ ٹائم ویسٹ نہیں کرو مرجان کو مجھے اُس کی پسند کے کِھلونے لیکر دینے ہیں اب اس کا اسکول میں ایڈمیشن کروانا ہے تو اسکول کی چیزیں بھی لینی ہے۔ مہر ماہ نے گھور کر شاہ

میر سے کہا جس پہ شاہ میر جو سیٹ بیلٹ باندھنے والا تھا اس کو ہٹاتا گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا۔

اب تم کہاں جارہے ہو؟ مہر ماہ نے اس کا ارادہ جان کر پوچھا۔

حیات اور ویر کو لینے پھر آپی پری سے بھی کہوں گا کہ پریسہ کو تیار رکھے جاتے ہوئے اس کو ہم اپنے ساتھ لیکر جائے گے۔شاہ میر نے بڑی سنجیدگی سے کہا مرجان اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے کبھی مہر ماہ کو تکتا تو کبھی شاہ میر کو۔

اچھا مذاق ہے پر کیا اور وقت نہیں ملا۔مہر ماہ نے طنزیہ کہا۔

مذاق تو آپ میرے ساتھ کررہی ہیں کل شکوہ کررہی تھی کہ میں آپ کو وقت نہیں دیتا اور اب آپ کیا کررہی ہیں۔شاہ میر نے کہا۔

شاہ مرجان کے پاس ایک بھی کِھلونا نہیں جو تم نے لاسٹ ٹائم مرجان کو ریموٹ کنٹرولر کی گاڑی لیکر دی تھی نہ حیات نے اس کا ریموٹ واشروم کے ٹپ میں پھینک دیا تھا جب کی سیل نکال کر اپنی ڈول کے ریموٹ میں ڈالے جو تم نے مرجان کے وقت شاپنگ کی تھی تو ڈول لی تھی جو ریموٹ کنٹرولر تھی گاڑی کے سارے شیشے توڑ کر رکھ دیئے تھے۔مہر ماہ نے صلح انداز میں مرجان کی دکھ بھری کہانی بیان کی شاہ میر نے

مرجان کو دیکھا جو معصومیت سے اس کو دیکھ رہا تھا شاہ میر کے تاثرات یکدم ڈھیلے پڑے تھے

اب اِس کو پلاسٹک کے کِھلونے لیکر دے گے۔ شاہ میر گاڑی پورچ سے نکالتا گیٹ سے پار کرتا مہرماہ سے بولا۔

تمہاری بیٹی نے ان کو بھی سلامت نہیں چھوڑنا میں نے ہی اب اور ٹھیک سے مرجان کی چیزیں سنبھال کے رکھنی ہے۔ مہرماہ نے مرجان کے کالے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا۔

بچہ نہیں ماشااللہ سے چار سال کا ہے خود خیال کریں نہ اپنی چیزوں کا پھر الزام حیات پہ ڈال دیتے ہو وہ تو بچی ہے جو دیکھے گی اس کو اپنے طریقے سے استعمال کرے گی۔ شاہ میر نے بھرپور طریقے سے حیات کی حمایت کی جس پہ مہرماہ نے اپنا دھیان ونڈو کے پاس کیا۔

شیشہ بند کردے آپ کو فلو ہو جائے گا اور مرجان کا کیا ہی کہنا وہ تو ہے ہی نازک مزاج۔ شاہ میر نے باہر سے آتی تیز ہوا محسوس کیے مہرماہ سے کہا

شاہ تم مرجان پہ طنزیہ نہیں کیا کرو۔ مہرماہ برامان کر بولی۔

بیٹا ہے میرا جو مرضی کہوں۔شاہ میر ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا دوسرے ہاتھ سے مرجان کا گال کھینچ کر بولا جس پہ مہر ماہ مسکرائی اور ونڈو کا شیشہ اوپر چڑھایا کیونکہ اس کو اپنی نہیں مرجان کی فکر تھی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ویر تم کیا پوری دنیا کے سونے کے بعد سوؤ گے؟ شاہ زیب تنگ آتا پاس لیٹے شاہ ویر سے بولا جو رات کے گیارہ بجے اس کو اپنے آج دیکھے ہوئے کارٹون کے بارے میں بتا رہا تھا۔

ڈیڈ سنے تو آگے کیا ہوا۔شاہ ویر اپنا ننھا ہاتھ شاہ زیب کے چہرے پہ رکھ کر تجسس بھرے انداز میں بولا۔

میرا بیٹا اب سونے کی کوشش کرو۔شاہ زیب نے اس کو پچکارنا چاہا پر وہ یہ بھول گیا تھا وہ بھی اس کا ہی بیٹا تھا۔

نو ڈیڈ پہلے میری بات سنے۔شاہ ویر اٹل انداز میں بولا جس پہ شاہ زیب نے گہری سانس لی پر ثانیہ مسکرا کر ان کو دیکھ رہی تھی۔

تم تو سو جاؤ نہ صبح جلدی اٹھتی ہو۔شاہ زیب نے شاہ ویر کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ثانیہ سے کہا۔

ویر سو جائے پھر سوتی ہوں۔ثانیہ نے سادہ لہجے میں کہا۔

آج کی تاریخ میں اِس کے سونے کے آثار لگ تو نہیں رہے۔شاہ زیب ٹھنڈی سانس خارج کرتا بولا۔

ویر اب سو جاؤ اچھے بچے ڈیڈ کو تنگ نہیں کرتے۔ثانیہ بیڈ کی دوسری سائیڈ آتی بولی جب کی شاہ ویر درمیان میں لیٹا ہوا تھا۔

جیسے مرجان نہیں کرتا؟ ویر نے تصدیق چاہی۔

بلکل۔ثانیہ نے کہا تو ویر فورن سے اپنی آنکھوں کو بند کر گیا ثانیہ نے مسکرا کر اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا تو شاہ زیب نے اس کے ہاتھ پہ اپنا مضبوط ہاتھ رکھ دیا۔

تمہاری بیٹی ماہا تو کمزور ہوتی جارہی ہے اور بھی۔شاہ میر نے فکرمندی سے ریان سے کہا وہ لیپ ٹاپ پہ ویڈیو کال پہ ریان سے باتیں کر رہا تھا ریان کی ایک سائیڈ پہ اس کی بیٹی ملیحہ تھی اور گود میں ریان کے دوسری بیٹی ماہا تھی جو ریان کے چہرے پہ اپنا ہاتھ رکھ رہی تھی۔

میر کیا کہوں میں خود ماہا کے لیے فکرمند ہوتا ہوں ایک سال کی تھی بیڈ سے نیچے گر گئی تھی اس کے بعد اکثر بیمار رہنے لگی تھی جس سے ماہا کی گروتھ ٹھیک سے نہیں ہوئی ہے تو یہ دونوں جڑواں پر ملیحہ پھر بھی ماہا کے لحاظ سے ٹھیک ہے۔ریان پریشان ہو کر بولا۔

فکر نہیں کرو تین سال کی ہے ابھی آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گی پیاری ہے نہ بہت نظر لگ گئی ہو گی۔ شاہ میر نے مسکرا کر اس کو تسلی کروائی

پیاری تو تمہاری بیٹی بھی ہے۔ ریان نے حیات کو دیکھ کر کہا جو شاہ میر کے پاس ہی تھی اور بار بار اپنے ننھے ہاتھ لیپ ٹاپ کی اسکرین پہ رکھ رہی تھی۔

میری بیٹی تو شرارتی بھی بہت ہے۔ شاہ میر ہنس کے بولا۔

ماہا ملیحہ بھی کم نہیں۔ ریان کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا بولا

تمہارا بیٹا کہاں ہے؟ شاہ میر نے پوچھا کیونکہ اس کا ایک سال کا بیٹا بھی جس کا نام ولی تھا

مہرین کے ساتھ باہر گیا ہے۔ ریان نے بتایا

ماہا جو ہے وہ ملیحہ سے قد میں چھوٹی ہو گی۔ شاہ میر نے اسکرین پہ ماہا کو دیکھ کر کہا

ہاں ایک جتنی ہوتی پر ماہا کے ساتھ حادثہ پیش آیا جس وجہ سے وہ ایسے ہو گئی ہے ورنہ میری بیٹی ٹھیک ہے۔ ریان ماہا کے سر پہ پیار کرتا ہوا بولا۔

علاج کروایا کرو۔ شاہ میر نے کہا

یہاں کے بیسٹ ڈاکٹرز کو دیکھایا ہے۔ ریان نے بتایا۔

پھر فکر نہیں کرو۔ شاہ میر نے کہا تو ریان نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

ویرچپ چاپ بیٹھو۔ثانیہ نے گھور کر شاہ ویر کو دیکھا وہ آج شاہ ویر کی ضد پہ حیدر خان کی طرف آئی تھی۔

مت ڈانٹو اِسے۔مہر ماہ نے ٹوکا

حیات آؤ ہم لان میں چلیں۔شاہ ویر نے حیات سے کہا جو نقلی اسکوپ پہنے اب شاہ میر کا علاج کر رہی تھی شاہ میر حیات کے لیے میڈیکل کی چیزیں لایا تھا وہ چاہتا تھا حیات بڑی ہو کر ڈاکٹر بنے اس لیے شاہ میر نے اِس بار اس کے کھلونے بھی ایسے لایا جس سے حیات بہت خوش تھی اپنے نئے کھلونے دیکھ کر۔

می دید علاد۔حیات شاہ میر کے ماتھے پہ اپنا چھوٹا ہاتھ رکھتی شاہ ویر سے بولی۔

پہلے چلنا تو سیکھو پھر اپنے ڈیڈ کا علاج بھی کرنا۔مہر ماہ نے حیات سے کہا جس نے کوئی دھیان نہیں دیا۔

میری بیٹی مستقبل کی مشہور اور کامیاب ڈاکٹر بنے گی۔شاہ میر حیات کو اپنے ساتھ لگا کر کہا جس پہ حیات نے اپنا سر زور شور سے ہلایا

مریض تو مستقبل کی ڈاکٹر حیات میر سے پناہ مانگے گے۔آیان شاہ میر کی بات پہ آیان بڑبڑایا

تم سے زیادہ ہوشیار ہے میری بیٹی۔شاہ میر کے کانوں سے آیان کی بڑبڑاہٹ مخفی نہ رہ سکتی۔

میں مستقبل کا سوفٹ ویئر انجنیئر ہوں۔آیان جلدی سے بولا۔

بڑے تیر مار لینے ہے تمہیں ایپس بنا کر۔شاہ میر نے اس کی بات پہ کہا جس پہ آیان دل مسوس کر تا رہ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آپ ماں ہے اپنی بیٹی کو سمجھائے استاد سے کیسے پیش آیا جاتا ہے۔پرنسپل نے مہر ماہ سے کہا جس کا چہرہ شرمندگی کے احساس سے سرخ ہو گیا تھا پاس ہی چار سالہ حیات کھڑی تھی۔

میم میری غلطی نہیں تھی۔حیات نے اپنا دفاع کرنا چاہا پر مہر ماہ کی ایک گھوری سے اس کی چلتی زبان کو بریک لگی۔مہر ماہ کو آج حیات کے اسکول سے فون آیا تھا جس میں پرنسپل نے اس کو آنے کا کہا حیات کو اسکول میں داخلہ لئے پانچ ماہ ہوئے تھے پر آئے دن حیات کی کوئی نہ کوئی شکایت محصول ہوتی پر پرنسپل ہمیشہ شاہ میر کو کال کرتی تھی پر آج اس کا نمبر بند تھا جس وجہ سے انہوں نے مہر ماہ کو کال پہ یہاں آنے کا کہا یہاں آکر مہر ماہ کو جو سننے میں ملا اُس میں وہ شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی حیات نے اپنی ایک کلاس فیلو کے بال قینچی سے کاٹ دیئے تھے جب ٹیچر نے سخت لہجے میں پوچھا تو جواب میں کہنے

لگی کہ اِس لڑکی سے پوچھو جس سے ٹیچر نے نجانے کیا کہا تو حیات شاہ میر کی دھمکیاں دینے لگی تو ٹیچر اس کا ہاتھ پکڑتی پرنسپل کے آفس میں لائی تھی اور سارا کچھ ان کے گوش گزار دیا۔

چلو تم گھر۔ مہر ماہ حیات کا ہاتھ پکڑتی باہر گاڑی میں بیٹھا یا خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

مما میری کوئی غلطی نہیں تھی۔ حیات اپنے چوٹیوں کو آگے پیچھے کرتی وضاحت دینی چاہی پر مہر ماہ کا کوئی موڈ نہیں تھا آج بات اس کی پرورش پہ آئی تھی جس وجہ سے وہ بہت غصے میں تھی مہر ماہ ریش ڈرائیو کرتی گھر میں داخل ہوئی تھی حیات جلدی سے مہر ماہ کے پیچھے لپکی۔

مما لیسن۔ حیات نے مہر ماہ کو آواز دی۔

ارے حیات تم اسکول سے اتنی جلدی آ گئی۔ ہانم بیگم حیرت سے استفسار کرنے لگی۔

دادو ٹیچر نے میری غلط شکایت مما سے لگائی جس وجہ سے مما مجھ سے ناراض ہے۔ حیات نے مہر ماہ کی طرف اشارہ کرکے بتایا جو چکر کاٹتی گہرے سانس لے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیات اوپر جاؤ ورنہ میں بہت برا پیش آؤں گی۔مہر ماہ نے کڑے تیوروں سے حیات کو دیکھا جو اپنی غلطی مان نہیں رہی تھی ورنہ شاہ میر کے سامنے بڑے فخر سے اپنا کارنامہ بتاتی تھی۔

مما مجھے کچھ بولنے کے موقع تو دے۔حیات نے اپنی ننھی ناک پھلا کر کہا۔

سنا نہیں تم نے میں کیا بکواس کر رہی ہوں۔مہر ماہ نے حیات کا نازک بازوں سختی سے دبوچ کر کہا ہانم بیگم اس کو ہٹانے والی تھی پر جو منظر انہوں نے دیکھا بے ساختہ ان کا ہاتھ دل پہ ہڑا۔

مما یو ہرٹ حیات یو آرڈرٹی۔حیات اپنا بازوں آزاد کرنے کی کوشش کرتی مہر ماہ سے بولی وہ جو پہلے ہی غصے میں تھی حیات کی بات پہ کھینچ کر زوردار تھپڑ اس کے نازک رخسار پہ جڑ دیا تھا جس سے حیات اپنا توازن برقرار نہ رکھ پا کر فرش پہ گر پری پڑی مگر یہ ہولناک منظر اندر آتے شاہ میر نے بھی دیکھ لیا تھا

مہر ماہ!!!

شاہ میر نے دھاڑ کی آواز میں مہر ماہ کا نام لیا تھا جس سے مہر ماہ کا دل اچھل کر حلق تک آگیا تھا حیات جو اپنے گال پہ ہاتھ رکھ کر آنکھیں پھاڑ کر مہر ماہ کو دیکھ رہی تھی اپنے باپ کی آواز سن کر وہ اٹھتی بھاگ کر شاہ میر کی ٹانگوں سے چپک گئی تھی شاہ میر حیات کو کانپتا

دیکھ کر فورن سے اس کو اپنے بازوں میں اٹھایا تھا شاہ میر کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی حیات کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر حیات کبھی روتی نہیں تھی پر آج اس کو روتا دیکھ کر شاہ میر کو اپنا دل مٹھی میں جکڑتا محسوس ہوا تھا آج اس کی ضروری میٹنگ تھی جس وجہ سے اُس نے اپنا فون بند کر رکھا تھا میٹنگ کے بعد جب اس نے اپنا فون آن کیا تو حیات کے اسکول سے کالز دیکھ کر کال بیک کی تھی جس سے وہ ساری بات جان گیا تھا اس لیے وہ گھر آ کر حیات کو مہرماہ کے غصے دے بچانا چاہتا تھا اور خود اکیلے اس کو سمجھانے کا سوچا وہ جانتا تھا مہرماہ غصے میں ہو گی پر شاہ میر کو مہرماہ سے اتنے شدید عمل کی توقع نہیں تھی کے وہ اس کی نازک پھولوں جیسی بیٹی پہ ہاتھ اٹھائے گی۔

میرا بہادر بچہ روتے نہیں۔ شاہ میر دیوانہ وار حیات کا چہرہ چومتا اس کو بہلانے لگا جواب ہچکیاں لیکر رو رہی تھی مہرماہ کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا مہرماہ چلتی شاہ میر سے حیات کو لینا چاہا اس کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا کہ وہ غصے میں کیا کر گئی تھی جس سے وہ یہ بھی محسوس نہیں کر پائی کے آج زندگی میں پہلی بار اس کو ماہ کے بجائے مہرماہ کہا تھا دوسرا وہ زور سے اس پہ چیخا تھا اس کی تو ممتا تڑپ اٹھی تھی حیات کو روتا دیکھ کر پر اس کو حیرت کا شدید جھٹکا تب لگا جب وہ حیات کو اپنے پاس کرنا چاہا تو شاہ میر نے حیات کو پیچھے کر دیا تھا۔

آج کے لیے اتنا کافی ہے آپ جو آج کیا نہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ شاہ میر حیات کا چہرہ صاف کرتا سرد لہجے میں مہر ماہ سے بولا مہر ماہ گنگ سی اپنے لیے شاہ میر کا سرد سپاٹ اندر نوٹ کر رہی تھی اس کو کہاں عادت تھی شاہ میر کے ایسے رویئے کی۔

شاہ وہ آ

مہر ماہ نے کچھ کہنا چاہا پر حیات پہلے ہی شروع ہو گئی اُس کے اندر ڈر بیٹھ گیا تھا کے اگر وہ نہ بولی تو شاہ میر بھی اس کو مارے گا۔

ڈیڈ کلاس میں لڑکی نے میرے بالوں میں ببل چپکائی تھی۔ حیات نے اپنی چوٹی شاہ میر کو دیکھائی جہاں چونگم چپکا ہوا تھا جو مہر ماہ نے نہیں دیکھا تھا شاہ میر غور سے حیات کو دیکھنے لگا وہ جانتا تھا حیات جھوٹ نہیں بولتی تھی اگر کچھ کر بھی دیتی تو مان لیتی تھی۔

پھر میرے بچے نے کیا کیا۔ شاہ میر نے بے حد نرمی سے پوچھا

ڈیڈ آپ نے بولا تھا نہ کلاس میں نو شرارت تو میں نے اس کی شرارت پہ دھیان نہیں دیا پھر اس نے میرا ہوم ورک والا پیج پھاڑ دیا میں نے اس لیے اس کے بال کاٹ دیئے ایک تو پہلے اس نے میرے بال خراب کر دیئے دوسرا ہوم ورک بھی جس سے میں نے برداشت نہیں کیا۔ یہ سنتے ہوئے مہر ماہ کو حیات کہی سے بھی چار سال کی نہیں لگی۔

ڈیڈ کو اپنی ڈول پہ یقین ہے۔شاہ میر نے حیات کو اپنے ساتھ لگائے کہا۔

ڈیڈ مما ڈرٹی۔حیات نے پھر رونا سٹارٹ کیا اور اپنے گال کی طرف اشارہ کر کے بتایا جہاں سرخ نشان بن گیا تھا مہر ماہ حیات کی بات پہ شاہ میر کی نظریں خود پہ محسوس کیے شرمندہ اور چور ہو کر رہ گئی تھی۔

یس مما ڈرٹی۔شاہ میر اس کے گال پہ بنے سرخ نشان پہ اپنے لب رکھتا حیات کی بات پہ اتفاق کیا مہر ماہ کو نظر انداز کیے حیات کو اوپر لے جانے کے بجائے نیچے والے کمرے میں گیا جو اس نے حیات کے لیے سیٹ کیا تھا۔مہر ماہ شاک میں بس ان کو جاتا دیکھتی رہی ہانم بیگم نے سر پکڑ صوفے پہ ڈھے گئی ایک جگہ یک ٹک دیکھنے کی وجہ سے مہر ماہ کو اپنی آنکھیں پتھرائی ہوئی لگی۔

مہر و مر جان آنے والے ہے اس کے لیے پاستا بناؤ آتے ہی کھانے کا کہے گا تمہارے علاوہ کسی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتا۔ہانم بیگم خود ہی ہمت جمع کرتی مہر ماہ سے مخاطب ہوئی جو ساکت کھڑی تھی۔

چچی جان کیا میں نے غلط کیا اگر بچے نافرمانی کریں گے تو ماں ہاتھ اٹھائے گی نہ تا کہ وہ مزید نہ بگڑے۔مہر ماہ نے ہانم بیگم سے پوچھا۔

بعد میں بات کرتے ہیں ابھی میر غصے میں ہے تھوڑی دیر میں غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو خود تمہارے پاس چلا آئے گا۔ہانم بیگم اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

شاہ نے تو کبھی مذاق میں بھی سخت نظروں سے نہیں دیکھا پر آج تو اس کی آنکھیں میرے لیے شعلے بھڑکا رہی تھی۔مہر ماہ کو شاہ میر کا سر دپن یاد آیا تو روہانسی ہو کر بولی کیونکہ وہ آج ماہ کا شاہ نہیں بلکہ حیات کا ڈیڈ تھا۔ہانم بیگم اتنا کہتی وہاں سے چلی گئ جب کی مہر ماہ تنہا سی شاہ میر کا سوچنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر فکر مند سا حیات کو دیکھ رہا تھا جو بھوکے پیٹ سو گئ تھی۔

کچھ کھایا بھی نہیں۔شاہ میر حیات کے ماتھے پہ بوسہ دیتا بولا اور اس پہ چادر ٹھیک کرتا خود سنگل صوفے کی طرف آکر بیٹھا۔

ماہ آپ نے ٹھیک نہیں کیا۔شاہ میر دو انگلیوں سے اپنی پیشانی سہلاتا ہوا بولا۔

کون؟دروازہ نوک ہونے پہ شاہ میر نے پوچھا

بات کرنی ہے۔مہر ماہ نے کہا

فلحال میں بات نہیں کر سکتا۔شاہ میر بے رخی سے بولا

یہ آج کس انداز سے بات کر رہے ہو تم؟مہر ماہ کو شاہ میر کی بے رخی تکلیف پہچا رہی تھی۔

آپ کس لحاظ سے بنا حیات کی بات سنے اس پہ ہاتھ اٹھا سکتی ہیں یہ بھی نہ سوچا آپ کے اِس عمل پہ چار سال کی بچی پہ کیا اثر ہو گا۔شاہ میر حیات کو سوتا ہوا دیکھ کر دھیمی مگر سخت لہجے میں بولا۔

چار سالہ بچی اپنے استاد سے بد تمیزی کر سکتی ہے شاہ تم بلاوجہ حیات کو فیور کر رہے ہو آج میری تربیت پہ بات آئی تھی میں کیسے خاموش رہتی۔مہر ماہ کو اب غصہ آیا اِس لیے تیز آواز میں بولی۔

باہر چلیں حیات سو رہی ہے اس کی نیند ڈسٹرب ہو گی۔شاہ میر سنجیدگی سے کہتا روم سے باہر نکلا تو مہر ماہ بھی سوتی ہوئی حیات پہ نظر ڈالتی باہر آئی۔

حیات نے استاد کے ساتھ کیا کیا کیوں کیا یہ میں اس کے جاگنے پہ پوچھ لوں گا پر پھر بھی میں یہی کہوں گا آپ کو حیات پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔شاہ میر باہر آتے ہی مہر ماہ سے بولا باقی سے بھی ہال میں جمع ہو گئے تھے حیدر خان اور آیان کو مختصر سا ہانم بیگم نے بتا دیا تھا۔

شاہ۔مہر ماہ نے کچھ کہنا چاہا۔

مہر و واقع حیات بچی ہے اس کو تھپڑ مارنا ٹھیک نہیں تھا تم اور زیب بھی تو شرارتیں کرتے تھے تو کیا کبھی سارہ بھابی نے تم لوگوں پہ ہاتھ اٹھایا۔ حیدر خان نے مہرماہ سے کہا تو مہرماہ سر جھکا کر نفی میں ہلایا۔

بچے شرارت کرتے ہیں ماں باپ کو چاہیے آرام سے ان کو سمجھائے یا ہلکی سی ڈانٹ ڈپٹ کریں پر مارنا ٹھیک نہیں ہوتا ایسے بچے سُدھرتے تو نہیں پر ڈھیٹ ضرور بن جاتے ہے جو کام زبان سے ہو جاتا ہے تو اس میں ہاتھ کو استعمال کرنے کی کیا ضرورت ایسے میں بچوں کے دماغ میں غلط تصورات پیدا ہوتے ہیں۔ حیدر خان مزید بولے مہرماہ کو اپنا آپ زمین میں دھنستا محسوس ہوا پہلے شاہ میر کی بے رخی پھر اب باقی سب بھی اس کو قصوروار سمجھ رہے تھے کہی کہی اس کو بھی لگ رہا تھا وہ غلط ہے۔

میں حیات کو اِس لیے نہیں ٹوکتا کیونکہ اگر میں بات بات پہ اس کو ٹوکتا رہا تو وہ کوئی کام نہیں کرے گی اُس میں کانفڈنٹ کی کمی ہو جائے گی میں اپنی بیٹی کو بزدل نہیں بہادر بنانا چاہتا ہوں تاکہ وہ جب بڑی ہو تو عام لڑکیوں کی طرح ڈری سہی نہ ہو بلکہ وہ لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں لڑکا اور ہو یا لڑکی اگر بچپن میں اگر وہ کچھ کریں گے تو ہم جب اس کو کہے گے نہ ایسا نہ کرو تو وہ ایسا نہیں کریں گے ہمیں لگے گا ہمارا بچہ فرمانبردار بن گیا ہے تو یہ سہی بھی ہے پر وہ اندر سے ڈرا ہوا ہی ہوتا ہے خود سے کبھی کچھ

کرنے کی ہمت اس میں نہیں ہو گی پیدا کیونکہ جب اس کے اندر ہمت پیدا ہو رہی تھی تو ہم والدین ٹوکتے رہتے ہیں ٹوکنا اس چیز پہ چاہیے جب وہ اخلاقیات سے باہر کا کام کریں یہ پلٹ نہ اٹھانا یہ کِھلونا نہیں توڑنے یہاں مت جانا وہاں مت جانا یہ مت کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب وہ چیزیں ہے جس میں کچی عمر کے بچوں کے اندر خود اعتمادی مار دیتی ہے میں حیات کو سمجھاؤں گا پوچھوں گا بھی پر مجھے اتنا یقین ہے میری بیٹی شرارتی ہے پر بدتمیزی بداخلاق نہیں جو استاد سے ایسے پیش آئے۔شاہ میر ایک سانس میں کہتا وہاں رُکا نہیں تھا حیات کے کمرے میں چلا گیا تھا مہر ماہ بُت بنی وہاں کھڑی رہ گی اُس کو سمجھ نہیں آیا کیسے وہ اپنی غلطی کا کفارہ ادا کریں جو وہ کر بیٹھی ہے اپنے غصے میں آ کر اس نے حیات کو تو خود سے دور کر دیا تھا پر شاہ میر کو بھی بدزن کر دیا تھا۔

مہر وادھر بیٹھو۔ہانم بیگم نے پاس پڑے صوفے پہ اس کو بیٹھایا۔

میرا تمہیں کچھ کہنا یا حیدر،میری باتوں کا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں بلکہ یہ احساس کروانا ہے کہ تم کبھی کبھی زیادتی کر جاتی ہو حیات کے معاملے میں شاید اِس لیے کیونکہ میر کی محبت اس کے آنے کے بعد بٹ چکی ہے وہ حیات کو بھی اُتنا چاہتا ہے جتنا تمہیں پر تین سالوں میں تمہیں میر کی محبت اس کی توجہ کی اتنی عادت ہو گئی ہے کہ تم اس میں اپنی خود کی بیٹی کی شراکت نہیں برداشت کر رہی مرجان کی پیدائش پہ میر کا بھی یہی

حال تھا پر وہ بس تب چِڑتا جب تم میر کے سامنے اس کو پیار کرتی ورنہ مرجان سے کبھی میر غافل نہیں ہوا تھا وہ ہر رات مرجان کے رونے پہ تمہارے جاگنے سے پہلے جاگتا تھا میر کو اپنی نیند سے زیادہ تمہاری فکر ہوتی تھی ورنہ وہ سارا یونی کا تھکا ہارا آفس میں کام کرتا تھا اس کو بھی تو آرام چاہیے ہوتا تھا نہ پر وہ اپنا سکون تم میں اور مرجان میں دیکھتا تھا پھر جب حیات آئی تو اس کو اپنی بیٹی سے عشق ہوا جانتی ہو کیوں؟ ہانم بیگم کہتی رُک کر مہرماہ کو دیکھ کر پوچھا تو مہرماہ نے بس نفی میں سر ہلایا۔

ایک تو وہ تمہاری جیسی ہے شکل و صورت میں دوسرا یہ کہ وہ تمہارے قریب نہیں آتی تھی جس سے میر کو وہ کبھی اپنی رقیب نہیں لگی تمہیں لگتا ہے حیات میر کے اِس لیے قریب ہے کیونکہ میر اس کو زیادہ توجہ اور پیار دیتا ہے تو ایسا نہیں حیات اِس لیے اس کے قریب ہوتی ہے کیونکہ تم نے حیات کو وہ توجہ نہیں دی جو مرجان کو دیتی تھی۔ ہانم بیگم آرام سے بولی تو مہرماہ بس ان کو دیکھتی رہ گئی۔

وہ میری بھی اولاد ہے چچی جان میں کبھی نہ تو مرجان کو حیات پہ ترجیح دوں گی نہ حیات کو مرجان پہ وہ دونوں مجھے ایک جیسے عزیز ہیں۔ مہرماہ نے فورن سے کہا تو ہانم بیگم مسکرا پڑی۔

بیشک مہرو پر تم کوشش کرنا حیات کو سمجھنے کی۔ ہانم بیگم بس اتنا کہہ پائی۔

اگر آپ مانتی ہے کہ میں شراکت نہیں برداشت کر پا رہی اپنی بیٹی کی تو بلاوجہ بھی نہیں ہے شاہ نے آج پہلی بار مجھ سے ایسے بات کی ہے جن آنکھوں میں میرے لیے چمک ہوتی تھی آج وہاں سرخ پن سرد پن اور سپاٹ تاثرات تھے تھے وہ بھی حیات کی وجہ سے۔مہرماہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے ہانم بیگم کو وہ آج بچی لگی جو اپنا پسندیدہ کِھلونے کے چھن جانے کی وجہ سے رونا رو رہی ہے پر کہا بس یہ۔

ہر انسان کے دل میں دوسرے انسان کے لیے الگ الگ جگہ ہوتی ہے تم یہ سوچ رہی ہو کہ میر بیٹی کی وجہ سے بیوی سے پیار نہیں کرتا تو ایسا نہیں بیوی کا الگ مقام ہوتا ہے بیٹی کا الگ کوئی کسی کی جگہ نہیں لیں سکتا۔مہرماہ نے ان کی بات پہ بس اپنے آنسو صاف کیے

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اٹھ گیا میرا بچہ۔شاہ میر شکر کا سانس بھرتا حیات سے بولا جو شام کے وقت سوئی تھی تو ابھی رات کے دو بجے اٹھی تھی اِس وقت میں شاہ میر بس جاگ کر حیات کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

ڈیڈ بھوک۔حیات شاہ میر کی بات پہ منہ بنا کر بولی تو شاہ میر مسکرا دیا۔

میری جان کو بھوک لگی۔شاہ میر مسکراتا اس کے پیٹ میں گُدگُدی کرتا بولا تو حیات کھل کھلا اٹھی جس سے شاہ میر بھی جی اٹھا۔

آؤآج باپ بیٹی مل کر کھانا پکائے گے۔شاہ میر حیات کو کندھے پہ اٹھاتا ہوا بولا۔

پر ڈیڈ مجھے تو کچھ بنانا نہیں آتا۔حیات نے پریشانی سے بتایا جس پہ شاہ میر آسودگی سے مسکرایا۔

میری حیات کونسا تمہارے ڈیڈ کو کچھ بنانا آتا ہے ہم کھانا گرم کرکے کھائے گے۔شاہ میر نے کہا تو حیات نے خوش ہو کر سر ہلایا پھر دونوں کمرے سے نکل کر کچن کی جانب آئے مہرماہ جو دیر تک کمرے میں آنے کا انتظار کر رہی تھی پر وہ نہیں آیا تو مرجان کو سُلانے کت بعد سیڑھیوں پہ بیٹھ کر حیات کے کمرے سے شاہ میر کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی اب جب دونوں کو کچن میں جاتا دیکھا تو وہ فورن سے ان کے پیچھے گئ۔

تم بیٹھو میں جب تک کھانا گرم کرو۔شاہ میر حیات کو کچن شیف پہ بیٹھاتا ہوا بولا۔

ڈیڈ جب تک مجھے چپس دے۔حیات نے فرمائش کی تو شاہ میر نے کچن میں سیٹ کیے سارے کبرڈز کھول کر چیک کیے پھر ایک کبرڈ میں سے جب چپس کا پیکٹ ملا تھا ان میں سے ایک لیز چپس اٹھا کر حیات کو دی۔

میں گرم کر دیتی ہوں سالن پھر تازی روٹی بنا لوں گی۔مہرماہ کچن میں آتی شاہ میر سے بولی جو فریج میں سے سالن نکال رہا تھا ساتھ میں اس نے کباب کی پلیٹ بھی اٹھا رکھی تھی

ضرورت نہیں میں کر لوں گا۔شاہ میر بنا اس کی طرف دیکھے بولا۔

شاہ ضد نہیں کرو حیات کو کیا تم اتنا ہیوی کھانا کھلاؤ گے؟ مہرماہ نے سمجھانا چاہا۔

آپ فکر نہیں کرے میں جانتا ہوں حیات کے لیے کیا ٹھیک ہے کیا نہیں۔شاہ میر گہری سانس بھرتا ہوا بولا۔

یہاں دیکھو۔مہرماہ نے شاہ میر کا بازوں پکڑ اس کا رخ اپنی طرف کر کے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

کیا دیکھوں۔شاہ میر مہرماہ کو دیکھ کر بولا مگر اس کی سوجھی آنکھیں دیکھ کر وہ نظریں چُرا گیا۔

میں جانتی ہوں میں نے غلطی کی ہے پر شاہ پلیز تم ایسے بات مت کرو مجھے نظر انداز نہیں کرو ورنہ میں مر جاؤں گی۔مہرماہ اپنا سر شاہ میر کے سینے پہ رکھتی روتی ہوئی بولی شاہ میر نے ڈھل کر اس کا آخری جملا سنا تھا۔

فضول باتیں مت کریں۔شاہ میر ایک قدم پیچھے ہوتا ہوا بولا مہرماہ نے شکوہ کرتی اس کی طرف دیکھا پر شاہ میر آج پتھر بنا کھڑا رہا۔مہرماہ کچھ پل اس کو دیکھتی رہی پھر کچن سے باہر نکل گئی شاہ میر گہری سانس بھرتا خود کو کمپوز کرتا حیات کو دیکھا جو حیران سی تھی۔

حیات پاستا کھاؤ گی؟ شاہ میر نے پوچھا تو حیات نے سر کو اثبات میں ہلا یا تو شاہ میر نے سالن کباب واپس فریج میں رکھے اور پاستا جو مہرماہ نے مرجان کے لیے بنایا تھا وہ اٹھا کر حیات کو اپنی گود میں لیکر کمرے میں آیا۔

ڈیڈ آج ہم یہاں کیوں ہیں؟ حیات نے شاہ میر سے پوچھا

کیونکہ یہ آپ کا کمرہ ہے۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا اور اس کو پاستا کھلانے لگا۔

پر ہم تو آپ کے روم میں ہوتے ہیں۔ حیات نے کہا

آج سے آپ اور میں یہاں ہوگے۔ شاہ میر بتایا

مما اور مرجان برو؟ حیات نے پوچھا

وہ دوسرے کمرے میں۔ شاہ میر نے آرام سے کہا

آپ مما سے میری وجہ سے ناراض ہیں؟ حیات نے پوچھا

نہیں آپ کے ڈیڈ آپ کی مما سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتے۔ شاہ میر تحمل سے جواب دیتا ہوا بولا۔

تو جب انہوں نے آپ کو ہگ کیا تو جواب میں آپ نے ہگ کیوں نہیں کیا۔ حیات نے مزید پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیات بُری بات اب آپ ہمارے پرسنل موومنٹس بھی دیکھے گی۔ شاہ میر نرمی سے حیات کا کان پکڑتا مصنوعی رعب سے بولا جس پہ حیات ہنس پڑی۔

آپ میرے سامنے کریں گے تو میں دیکھوں گی نہ۔ حیات نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا تو شاہ میر بھی ہنس پڑا۔

اچھا میرا بیٹا اب مجھے ایک بات بتاؤ؟ شاہ میر کھانے کھلانے کے بعد حیات کو اپنی گود میں بیٹھاتا ہوا بولا۔

کونسی بات؟ حیات سر اونچا کرتی بولی۔

ڈیڈ آپ کو سمجھاتا ہے نہ کہ بڑوں سے بدتمیزی نہیں کرتے۔ شاہ میر نے کہا تو حیات نے سر ہلایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر پرنسپل نے مجھے کیوں کہا کہ آپ کی بیٹی نے اپنے استاد سے بدتمیزی کی تھی۔ شاہ میر نے کہا۔

ڈیڈ میں نے ٹیچر سے روڈلی بات نہیں کی تھی انہوں جب مجھ سے وجہ پوچھی تو میں نے کہا سونی سے پوچھے کیونکہ شروعات اس نے کی تھی پر ٹیچر بولی میں جاہل ماں باپ کی جاہل اولاد ہوں مجھے ان کا کہا لفظ جاہل سمجھ تو نہیں آیا پر پوری کلاس ہنس رہی تھی تو میں سمجھ گئی یہ بُرا اور ڈ ہے تو میں نے ان سے کہا میں ان کی شکایت ڈیڈ سے کروں گی تو وہ میرا

Email: Neramag@gmail.com

ہاتھ پکڑ کر پرنسپل کی آفس لے گئی اُن کو سب کچھ بتایا پر اپنا کہا جُملا جاہل نہیں۔حیات اپنا چہرہ موڑ کر شاہ میر کو دیکھتی بتانے لگی شاہ میر نے اپنے ہاتھوں کہ مٹھیاں زور سے بند کی تھی اس کو حیات کی ٹیچر پہ اشتعال آیا تھا جو اُس نے نکالنا بھی تھا۔

آپ کچھ مت سوچو۔شاہ میر حیات کے لیے خود کو نارمل کرتا بولا۔

ڈیڈ میرا ہوم ورک۔حیات کو رات کے تین بجے اپنا ہوم ورک یاد آیا۔

بیٹھو میں تمہارا بیگ لاتا ہوں۔شاہ میر نے حیات کی پیشانی پہ بوسہ دے کر کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ ناشتہ کر لوں۔مہر ماہ نے شاہ میر سے کہا جو ابھی کمرے میں فریش ہونے کے لیے آیا تھا۔

بھوک نہیں۔شاہ میر وارڈروب سے اپنے لیے وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک کوٹ جینز پینٹ نکالتا ہوا بولا۔

شاہ پلیز۔مہر ماہ نے اپنا سر شاہ میر کی پشت پہ ٹکایا وہ اپنی انا اپنا سب کچھ پشت پہ ڈالیں اس کو منا رہی تھی مگر شاہ میر ماننے کا نام ہی نہیں لیں رہا تھا اور مہر ماہ کو شاہ میر کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تھی اپنے سینے پہ مہر ماہ کا ہاتھ محسوس کر کے شاہ میر کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی پر وہ مہر ماہ کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے آفس کے لیے دیر ہو رہی ہے۔شاہ میر مہر ماہ سے دور ہوتا سنجیدگی سے بول کر واشروم کی طرف بڑھا شاہ میر کا ایسا انداز دیکھ کر ایک آنسو مہر ماہ کی آنکھ سے گر کر قالین میں جذب ہوا۔

کسی کو خاص کر کے
بہت عام کر دینا
کسی سے پہروں باتیں
اور صبح سے شام کر دینا
کسی کو بھولنا ایسے
کہ جانتے نہ تھے
عجیب ہے محبت کا
خود انجام کر دینا

مما تسمے بند نہیں ہو رہے۔سات سالہ مرجان اسکول یونیفارم پہنے مہر ماہ کے پاس آتا بولا

میں باندھ دیتی ہوں۔مہر ماہ چہرہ صاف کرتی مرجان کو دیکھ کر بولی۔

تھوڑی دیر بعد شاہ میر باہر آیا تو مہر ماہ مرجان کی بیگ میں ٹفن ڈال رہی تھی شاہ میر نے مرجان کو دیکھا تھا اس کی جانب آیا کل سے اس نے مرجان کو نہیں دیکھا تھا سارا وقت حیات کے کمرے میں ہونے کی وجہ سے۔

کیسے ہو۔شاہ میر نے مرجان کو گود میں لیا

میں ٹھیک آپ کل سے کہاں تھے؟ مرجان اپنے ننھے بازوں شاہ میر کے کندھے پہ حائل کرتا ہوا بولا۔

ڈیڈ کل بزی تھے۔شاہ میر نے اس کی آنکھوں پہ بوسہ دے کر بتایا۔

اووہ۔مرجان نے منہ پہ ہاتھ رکھا تو شاہ میر نے مسکرا کر اس کو صوفے پہ بیٹھایا خود آفس جانے کے لیے تیار ہونے لگے جب کی مہر ماہ کو اپنا نظر انداز ہونا برداشت نہیں ہو رہا تھا اِس لیے وہاں سے چلی گئ تھی۔

حیات!!!!

حیات!!!!

حیات۔شاہ میر ہال میں آتا حیات کو پُکارنے لگا

آئی ڈیڈی صبر۔حیات اپنا ننھا ایک ہاتھ میں بیگ جب کی دوسرا ننھا ہاتھ اپنے بالوں میں رکھ کر بھاگتی ہوئی آکر شاہ میر سے بولی تو سب مسکرا دیئے۔

اِدھر آؤ پہلے۔ہانم بیگم نے حیات سے کہا جو شاہ میر کے پاس جا رہی تھی۔

جی دادو اور کوئی حکم۔حیات ہانم بیگم کی گود میں بیٹھ کر بولی۔

بدمعاش۔ہانم بیگم نے اس کے ماتھے پہ چپت لگائی پھر اس کے بال سنوارنے لگی جو کندھوں تک تھے۔

مرجان گاڑی میں جاکر بیٹھو میں حیات کو لیکر آتا ہوں اسکول جانے کے لیے دیر ہوگئ ہے بہت۔مہرماہ نے شاہ میر کے پاس فریش جوس رکھا تھا شاہ میر اپنی جگہ سے اٹھ کر مرجان سے بولا جو آیان کے ساتھ بیٹھا تھا مہرماہ نے حسرت سے شاہ میر کو دیکھا تھا جو پل بھر میں اُس سے بیگانہ ہوگیا تھا۔

میں جاتا ہوں۔مرجان اپنا اسکول بیگ اٹھاتا بولا

آجاؤ میڈم حیات۔شاہ میر حیات کا بیگ پکڑ کر اس کو اپنی گود میں اٹھا کر بولا۔

حیات نے ناشتہ نہیں کیا۔مہرماہ نے ہمت جمع کر کے کہا وہ حیات کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی کل اپنی حرکت کی وجہ سے اِس لیے اس نے ملازمہ سے کہا حیات کو ناشتہ کروائے پر حیات نے نہیں کیا تھا۔

صالحہ بی۔شاہ میر ایک اچٹتی نظر مہرماہ پہ ڈالتا ملازمہ کو آواز دینے لگا۔

جی میر صاحب۔ملازمہ فورن سے آتی ہوئی بولی۔

حیات کے لیے جوس لیکر آئے اور دو بریڈ۔شاہ میر نے کہا۔

ڈیڈ بھوک نہیں۔حیات نے کہا

صبح کا ناشتہ ضروری ہوتا ہے۔شاہ میر نے اس کی ناک دبا کر کہا۔

آپ نے کیا ہے؟ کچھ سوچ کر حیات نے پوچھا۔

وہ دیکھو آگیا آپ کا ناشتہ۔شاہ میر اس کا دھیان دوسری طرف کرتا بولا جس میں کامیاب بھی ٹھیرا۔مہرماہ نے ہانم بیگم کو دیکھا جنھوں نے نظروں میں اس کو تسلی دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

آپ حیات کی کلاس ٹیچر کو بلائے۔شاہ میر سنجیدہ تاثرات لیے پرنسپل کی آفس میں بیٹھ کر بولا جب کی ساتھ والی کرسی پہ حیات کو بیٹھایا ہوا تھا۔

جی میں ابھی بلواتی ہوں۔پرنسپل شاہ میر کے تاثرات دیکھ کر تھوک نگلتے ہوئے بولی۔

آپ نے بلایا۔حیات کی کلاس ٹیچر اسماء آفس میں آتی بولی مگر جب حیات کے ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھا تو ان کو اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی۔

حیات ذرہ بتانا کل آپ کی ٹیچر نے آپ سے کیا کہا تھا۔شاہ میر تیکھے چتونوں سے ٹیچر کو دیکھتا حیات سے کہا۔

ٹیچر نے کہا تھا جاہل ماں باپ کی جاہل اولاد حلانکہ میں نے کچھ کیا بھی نہیں تھا جسٹ اپنا دفاع کیا تھا۔حیات کانفڈنٹ ہو کر بولی پرنسپل اس کی بات پہ استھفامیہ نظروں سے اسماء کو دیکھا پر اس کے ماتھے پہ پسینہ دیکھ کر ساری حقیقت کا اندازہ ان کو ہو گیا جس سے وہ شرمندگی سے اپنا سر جھکا گئی۔

حیات اب آپ اپنی کلاس میں جاؤ۔شاہ میر نے کہا تو حیات فورن نے آفس سے باہر نکلی۔

ہم تو جاہل ہیں آپ کیا ہیں جو بچوں کے سامنے ایسی لینگو یج استعمال کرتی ہیں آپ استاد ہیں آپ کا مقام قابل احترام ہے پر آپ کا کام بچوں کی اصلاح کرنا ہوتا ہے نا کہ ان کے دماغ میں گالیاں ڈالنا آپ کو شرم آنی چاہیے تھی چار سالہ بچی کو جاہل کہتے ہوئے ساتھ میں ان کے ماں باپ کی انسلٹ کرتے ہوئے بھی۔شاہ میر سرد لہجے میں بولا

چار سال کی آپ کی بیٹی ہے پر پانچ ماہ ہوئے ہیں اس کو یہاں داخلہ لیے ہوئے پر اس وقت میں ایک دن سکون سے نہیں گزرا۔اسماء اپنے دفاع میں بولی

ایک استاد ہونے کی حیثت سے آپ کو کس نے یہ رائٹ دیا ہے کہ آپ میری بچی کو جاہل بولے اور پھر پرنسپل کے سامنے یہ کہے کے اس نے آپ کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔شاہ میر نے بات گھما پھیرا کر اوہی لا یا جہاں سے ٹیچر اسماء بچنا چاہتی تھی۔

میں اپنی غلطی مانتی ہوں۔اسماء نے سر جھکا کر کہا۔

مانی چاہیے بھی آپ کو پتا ہونا چاہیے بچوں کے سامنے کیا بات کرنی چاہیے کیا نہیں کونسا جُملا ان کو کہا جاسکتا ہے کونسا نہیں اگر آپ حیات سے تنگ تھی تو یہ بات آپ صاف صاف کہہ سکتی تھی پرنسپل سے کراچی میں بچوں کے اسکولوں کی کمی نہیں مگر آپ نے بس اپنی ایک اسٹوڈنٹ کو پرنسپل کے سامنے کیا جب کی جس نے شروعات کی حیات کو تنگ کرنے کی اس کا نام ہی نہیں لیا۔شاہ میر کا لہجہ بر فیلا ہو گیا تھا۔

وہ میری بھانجی تھی جس کے بال حیات نے کاٹ دیئے۔اسماء کی بات پہ پرنسپل اپنا سر نفی میں ہلانے لگی جب کی شاہ میر کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آگئ۔

مس آپ اپنے پرسنل اور پروفیشنل ایشوز کو الگ الگ رکھے اگر آپ کی بھانجی ہے تو بس گھر تک یہاں اسکولز میں اپنا پیار نچھاور کرنے کی ضرورت نہیں آپ کے لیے سب اسٹوڈنٹس برابر ہونے چاہیے اگر بچوں کے درمیان لڑائی ہوتی ہے تو آپ کا فرض ہے آپ دونوں بچوں کی باتیں سنے ایک طرفہ بات سن کر دوسرے بچے پہ غصہ کرنا سراسر ناانصافی ہو گی۔شاہ میر دوٹوک انداز میں بولا جس سے اسماء کا سر شرم سے جھک گیا تھا۔

میں معزرت خواہ ہوں آپ سے ہماری وجہ سے آپ کی بیگم کو بھی شرمندہ ہونا پڑا۔ پرنسپل صاحبہ نے کہا۔

آپ اپنے اسکول میں استاد رکھ رہی ہیں تو پہلے چیک کیا کریں ان کا رویہ بچوں کے ساتھ کیسا ہے ماں باپ اعتماد کر کے آپ کے پاس اسکول میں اپنے بچے بھیجتے ہیں کل آپ دونوں کی غلط بیانی کی وجہ سے ہمارے گھر کا ماحول خراب ہوا۔ شاہ میر کہتا لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دن ہفتوں میں اور ہفتے ایک مہینے میں گزر گیا تھا پر شاہ میر کی مہر ماہ سے ناراضگی جوں کی توں برقرار تھی مہر ماہ نے بہت کوشش کی تھی شاہ میر کو منانے کی پر شاہ میر نے شاید قسم اٹھائی تھی جانے کونسے بدلے لیں رہا تھا اس سے جو نہ نظر بھر کر اس کو دیکھتا نہ ہی اس کی کسی بات کا ٹھیک سے جواب دیتا اس کی بنائی چیز کو ہاتھ نہ لگاتا جب کی پہلے وہ اس کو چھوٹا کھانا نہ کھاتا تو اس کا دن نہ گزرتا مہر ماہ شاہ میر کی لاتعلقی سے بہت ڈس ہارٹ ہوئی تھی اُس نے کھانے پینے پہ دھیان دینا ختم کر دیا تھا ہانم بیگم اگر زور زبردستی کرتی تو ٹھیک ورنہ اس کو پانی پینے کا ہوش نہ رہتا شاہ میر جو بظاہر تو وہ خود کو مہر ماہ سے لاتعلق ظاہر کرتا مگر درحقیقت وہ ایک پل لے لیے بھی مہر ماہ سے غافل نہیں ہوا تھا وہ بس مہر ماہ کو اس کی غلطی کا احساس کروانا چاہتا تھا اگر مہر ماہ بے سکون تھی تو شاہ میر خود اپنے

روییۓ پہ خود پہ لعنت بھیجتا یہ ایک ماہ اس نے مہر ماہ سے دور رہ کر کیسے گزارا یہ بس وہ ہی جانتا تھا۔

شاہ میں جا رہی ہوں۔مہر ماہ سنجیدہ آواز میں شاہ میر سے بولی وہ جو کال پہ بات کر رہا تھا تعجب سے مہر ماہ کو دیکھنے لگا جس کا گورا رنگ پیلا زرد ہو گیا تھا آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے نمایاں ہو رہے تھے شاہ میر کا دل ڈوب کے ابھرا تھا مہر ماہ کی حالت دیکھ کر جو اس کی وجہ سے ہوا تھی شاہ میر نے شرمندہ ہو کر اپنی نظروں کا رخ بدلا تھا وہ کیسے مہر ماہ کو تکلیف دے سکتا تھا جب کی وہ اُس سے پہلے مرنا پسند کرتا جب کی مہر ماہ کے ہونٹوں پہ درد بھری مسکراہٹ آ گئی تھی اس کو شاہ میر کا نظر پھیرنا بے رخی لگا تھا۔

امی کے پاس جا رہی ہوں جب تمہاری ناراضگی ختم ہو جائے یا میری ضرورت ہو تو لینے آ جانا میرا یہاں کیا کام بچوں کو ویسے بھی تم دیکھتے ہو حیات کو میرے پاس آنے نہیں دیتے میرا وجود اب تمہارے لیے حقیر سا ہے۔شاہ میر نے تڑپ کے اس کو دیکھا تھا پر مہر ماہ دور خلا میں جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

میں نے کہی پڑھا تھا پسندیدہ چیز مل جائے تو اس کی قدر کم ہو جاتی ہے شاید تمہیں بھی احساس ہو گیا ہے کہ تم بڑی عمر کی لڑکی کے ساتھ اپنی زندگی نہیں گزار سکتے۔شاہ میر

بے چین سانفی میں سر ہلانے لگا اس کو زرہ اندازہ نہیں تھا مہر ماہ اس سے اِس قدر بد گمان ہو جائے گی۔

شاہ میں جا رہی ہوں بس ایک دفع تمہیں محسوس کرنا چاہتی ہوں۔ مہر ماہ اتنا کہتی شاہ میر کے گلے لگ گئی شاہ میر ساکت سا مہر ماہ کو اپنے قریب محسوس کر رہا تھا اس کو اپنی شرٹ پہ گیلا پن محسوس ہو رہا تھا شاہ میر نے بے ساختہ مہر ماہ کے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کیا اور زور سے خود میں بھینچ لیا۔

ماہ مجھے معاف کر دیں میں بس آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ حیات ہماری زندگی میں اللہ تعالیٰ کا خوبصورت انعام ہے اس نے آپ کی جگہ نہیں لی میں آپ کو ویسے ہی عشق کرتا ہوں یہ ایک ماہ میں نے کیسے گزارا ہے آپ اندازہ نہیں لگا سکتی پر میں تھک گیا ہوں آپ سے دور رہ کر۔ شاہ میر مہر ماہ کے بال سہلاتا بول رہا تھا مگر دوسری طرف خاموشی تھی شاہ میر کو عجیب لگا اس نے نرمی سے حصار ڈھیلا کیا اور مہر ماہ کا چہرہ سامنے کیا مہر ماہ کی بند آنکھیں دیکھ کر شاہ میر کا رنگ فق ہوا تھا۔

ماہ۔

ماہ کیا ہوا آپ کو؟ شاہ میر گھبرا کر مہر ماہ کے گال تھپتپا کر بولا مگر مہر ماہ کی آنکھیں بند ہی رہی۔ شاہ میر مزید بنا دیر کیے مہر ماہ کا وجود بانہوں میں بھرتا گھر کے اندر جانے کے

بجائے ہوسپٹل جانے کا سوچا تھا مہرماہ کو احتیاط سے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا کر اس کا سر سیٹ پہ رکھا اور سیٹ بلیٹ باندھ کر جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اور اگنیشن میں چابی گھما کر گاڑی مین روڈ پہ ڈالی۔

ہوسپٹل پہنچ کر مہرماہ کو اسٹریچر پہ لیٹا کر وارڈ میں لیں جا گیا شاہ میر بالوں میں ہاتھ پھیرتا یہاں وہاں ٹہلنے لگا۔

یااللہ ماہ کو ٹھیک کر دیئے گا۔شاہ میر چہرے پہ ہاتھ پھیرتے دعائیہ انداز میں بولا جب کی دل کے دھڑکن کی آواز کانوں میں پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر ماہ کیسی ہے۔بیس منٹ بعد ڈاکٹر باہر آئی تو شاہ میر جلدی سے ان تک پہنچ کر بولا۔

مسٹر شاہ میر خان آپ کی وائف بہت کمزور ہے اِس حالت میں تو آپ بہت کیئر کرتے ہیں پھر اِس بار کیا ہوا۔ڈاکٹر شاہ میر سے افسوس زدہ لہجے میں بولی۔

صاف صاف بات کریں۔شاہ میر سمجھ تو گیا تھا مگر کنفرم کرنے کی خاطر پوچھا۔

آپ کی مسسز دو ماہ سے ایکسپٹ کر رہی ہیں پر ان کو کمزوری ہے اگر ایسا ہی رہا تھا تو بچے کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ڈاکٹر نے کہا تو شاہ میر کا وجود حیرت کے جھٹکوں میں آگیا اس کی ماہ ایسے مراحل میں گزر رہی تھی اور اس کو پتا بھی نہیں چلا تھا۔

میں مل سکتا ہوں؟شاہ میر بس یہی بول پایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیور۔ڈاکٹر کہتی وہاں سے گزر گئ شاہ میر بھی ہمت جمع کرتا وارڈ کے اندر داخل ہوا جہاں مہرماہ بے حرکت خاموش بیٹھی ہوئی تھی شاہ میر کو یاد آیا مرجان اور حیات کی خبر ملتے وقت مہرماہ کے چہرے پہ کتنے دھنک کے رنگ تھے اور اِس بار اس کا چہرہ بے رونق سا تھا شاہ میر کو خود پہ بے انتہا غصہ آیا۔

ماہ۔شاہ میر نے اس کا ہاتھ تھاما جس میں گلوکوز کی ڈرب لگی ہوئی تھی۔

بات مت کرو۔مہرماہ نے بیدردی سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

سوری۔شاہ میر نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں پہ رکھ کر کیوٹ سی شکل بناتا بولا مگر مہرماہ نے دھیان نہیں دیا۔

ماہ ہمارا تیسرا بچہ آنے والا ہے اب کیا تم اس کی آمد پہ ناراض رہو گی؟شاہ میر مہرماہ کے قریب آتا بولا۔

خوش ہو تم؟مہرماہ نے پوچھا

ہاں؟شاہ میر نے بنا دیر کیے بولا۔

پہلے تو کہتے تھے بچے نہیں چاہیے۔مہرماہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

تب مجھے نہیں تھا نہ پتا کہ بچوں سے ہمارا رشتہ خوبصورت ہو گا اور پہلے سے زیادہ مضبوط بھی۔شاہ میر اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتا بولا۔

اگر بیٹی ہوئی تو۔مہرماہ پھر بولی

تو اچھی بات ہو گی۔شاہ میر گہری مسکراہٹ سے بولا تو مہرماہ نے ایک مکہ اس کے شانے

پہ جڑ دیا۔

کیا ہوا۔شاہ میر کو سمجھ نہیں آیا۔

ایک بیٹی کافی ہے دوسری ہو گی تو میں تمہیں نظر ہی نہیں آؤں گی بیٹا چاہیے

مجھے۔مہرماہ کو شاہ میر کی بات پہ پتنگے ہی لگ گئے شاہ میر مہرماہ کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ کر

زور سے ہنسنے لگا۔

میری اتنی مجال کہ میں آپ جیسی خوبصورت بیوی کو نہ دیکھوں۔شاہ میر اپنی بات کے

اختتام پہ مہرماہ کے گال پہ بوسہ دینے والا جب مہرماہ نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا

شاہ میر نے اپنی دائیں آئبرو اُوپر کر کے جیسے وجہ پوچھی۔

ایک مہینہ تم نے مجھے خود سے دور کیا اب میری باری تم میرے قریب نہیں آؤ گے

جب تک میں نہ چاہوں۔مہرماہ نے آرام سے کہا۔

آپ اتنی بڑی زیادتی نہیں کر سکتی میرے ساتھ۔شاہ میر مہرماہ کے خطرناک ارادے

جان کر احتجاج کرتا ہوا بولا۔

تم جو ایک منٹ میرے بغیر نہیں رہ سکتے تھے پر ایک ماہ گزار لیا تو کیا میں نہیں کر سکتی میں ضرور کروں گی۔ مہر ماہ نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا شاہ میر زندگی میں پہلی بار مہر ماہ کی مسکراہٹ بُری لگی تھی۔

دیکھتا ہوں کیسے کرتی ہیں آپ۔ شاہ میر سر ہلاتا ہوا بولا جب کی مہر ماہ لب دانتوں تلے دبائے شاہ میر کی حالت سے لطف اندروز ہو رہی تھی۔

ویسے ایک بات تو بتائے؟ کچھ دیر خاموشی کے بعد شاہ میر نے کہا

کونسی بات؟ مہر ماہ جو آنکھیں بند کر کے سونے کی تیاری کر رہی تھی شاہ میر کی بات سن کر بولی۔

وہ جو آپ لان میں کہہ رہی تھی وہ آپ کے دل کی باتیں تھی یا کسی ناول کا سین تھی۔ یہ کہتے ہوئے شاہ میر نے بڑی مشکل سے اپنے امڈ آنے والے قہقہ کا گلا گھونٹا تھا پہلے تو نہیں پر اب جب مہر ماہ کی ایموشنل باتیں یاد آئی تو اس کو ہنسی آ رہی تھی زندگی میں پہلی بار جو مہر ماہ نے ایسے بات کی تھی اُس سے۔

بہت ہی کوئی ڈیش انسان ہو تم۔ مہر ماہ شاہ میر کے سینے پہ مکے برساتی ہوئی بولی شاہ میر مسلسل ہنستا اس کے مکے برداشت کرتا رہا پھر ایک ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھ قید دوسرا ہاتھ اس کی کمر پہ رکھ کر اپنے قریب کیا۔

میں تو اور بھی کچھ کہنے والا تھا۔ شاہ میر نے کہا۔

کیا؟ مہر ماہ نے مُنہ پُھلا کر کہا۔

اتنے منہ تو حیات بھی نہیں بناتی جتنے آپ بناتی ہے۔ شاہ میر مہر ماہ کی ناک سے اپنی ناک مس کرتا ہوا بولا۔

میں نے کیا کہا تھا دور رہنا۔ مہر ماہ نے گھور کر کہا۔

اور میں نے بھی کچھ کہا تھا۔ شاہ میر نے بھی اُسی انداز میں کہا

یہ چھوڑو وہ بات کرو جو کہنا چاہتے تھے۔ مہر ماہ سر جھٹک کر بولی۔

آپ کہہ تو ایسے رہی تھی کہ میں امی کی طرف جا رہی ہوں جیسے چچی جان کا گھر ہمارے گھر سے کتنی دور ہو اور میں آپ تک پہنچ نہیں سکتا۔ شاہ میر کی بات جو مہر ماہ غور سے سن رہی تھی اس کو اپنا مذاق اُڑا تا دیکھا تو ضبط کرتی رہ گئی پر شاہ میر بنا اس کے غصے کا نوٹس لیے قہقہہ لگا رہا تھا۔

بد تمیز۔ مہر ماہ گھور کر بولی۔

آئی لو یو ماہ سچی بہت کیوٹ لگتی ہیں آپ غصے میں بس اِس لیے آپ کو چڑا رہا تھا ورنہ میری کیا مجال جو آپ کی شان میں گستاخی کروں۔ شاہ میر سر جھکا کر بڑے مؤدب انداز میں کہا تو مہر ماہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا اپنی ساری

ناراضگی بُھلائے شاہ میر کے کندھے پہ اپنا سر ٹکا دیا شاہ میر بھی شکر کا سانس بھرتا مہرماہ کے گرد اپنا حصار باندھا۔

میری روح کی طلب ہو تم

بے شک سب سے الگ ہو تم

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اب تمہیں اپنا پہلے سے زیادہ خیال رکھنا ہے۔ سارہ بیگم مہرماہ کو اپنے ساتھ لگائے بولی

آج پھر حیدر خان کے یہاں رونق لگی ہوئی تھی پچھلی بار کی طرح اِس بار بھی حیدر خان نے بکروں کا صدقہ دیا تھا۔

ڈیڈ مما کو کیا ہوا ہے۔ حیات ہاتھ میں گڑیا لیکر شاہ کے پاس آتی بولی۔

مما کو تو کچھ نہیں ہوا بس وہ آپ کو چھوٹا بے بی دے گی۔ شاہ میر حیات کے بھرے ہوئے گال کھینچتا ہوا بولا۔

بے بی گرل یا بے بی بوائے؟ مرجان نے پوچھا

مجھے تو حیات جیسی بے بی گرل چاہیے پر تمہاری مما کو تمہاری طرح بیٹا چاہیے۔ شاہ میر نے حیات کو گود میں بیٹھا کر کہا۔

اووو تو مطلب ہمارا بھائی آئے گا۔ مرجان پرجوش ہو کر بولا۔

زیادہ نجومی بننے کی ضرورت نہیں۔شاہ میر تپ کے بولا حیات کھی کھی کرنے لگی مرجان کو دیکھ کر۔

ڈیڈ ہوتا تو وہی ہے نہ جو مما چاہتی ہیں۔مرجان نے اپنے عقل مطابق کہا اس کی آواز اتنی تیز تھی کے ڈرائینگ روم میں بیٹھے سب فرد نے سنی جس پہ سب نے قہقہقہ لگائے مہر ماہ کا چہرہ جو پہلے ہی لال ہوا پڑا تھا اب مزید سرخ انار ہو گیا تھا۔شاہ میر محبت سے مہر ماہ کے چہرے پہ آتے جاتے رنگ دیکھ رہا تھا جو ہمیشہ اس کے لیے آتے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر کمرے میں دیوار پہ اپنی مہر ماہ اور مرجان کی تصویر دیکھ رہا تھا یہ وہ تصویر تھی جو آیان نے ہال میں ان کے نیند میں لی تھی پھر جب ان کی شادی کی دوسری سالگرہ پہ تحفہ دیا تھا لارج پکچر بنا کر مہر ماہ اِس تصویر کو دیکھ کر حد سے زیادہ خوش ہوئی تھی شاہ میر کو بھی پسند آئی تھی اور اپنے کمرے میں لگا لی تھی بعد میں پروفائل پِک بنا کر اپنے والٹ میں بھی رکھ لی تھی۔

خوبصورت ہے نہ جب بھی دیکھو نظر ہٹانے کو دل نہیں کرتا۔مہر ماہ شاہ میر کے بازوں پہ سر ٹکاتی ہوئی بولی۔

خوبصورت تو ہے اب اللہ کے کرم سے ہماری فیملی میں ایک فرد کا اضافہ ہو گا۔شاہ میر نے کہا تو مہر ماہ مسکرا دی۔

میں نے اس کا نام بھی سوچ لیا ہے لڑکے کا بھی اور اگر تمہاری خواہش مطابق لڑکی ہوئی تو اس کا بھی۔مہرماہ نے مسکرا کر بتایا تو شاہ میر نے تھوک نگلا تھا اس کے دماغ میں بس یہی خیال آیا تھا کہ اِس بار بھی مرجان کی طرح عجیب نام نہ رکھیں کوئی پر مہرماہ سے کچھ کہہ کر اپنی شامت نہیں لانی تھی اِس لیے چُپ رہا۔

کچھ سال بعد!!!

خان مینشن آج رنگ برنگی لائٹس سے جگمگا رہا تھا پورے گھر کو خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا بڑے قمقموں سے لان چمک رہا تھا کیونکہ آج شاہ میر اور مہرماہ کے چھوٹے بیٹے زرجان کی اٹھارویں سالگرہ تھی جس وجہ سے پورا لان مہمانوں کی آمد سے بھرا پڑا تھا سامنے اسٹیج بنایا ہوا تھا جہاں خوبصورت سی ٹیبل پہ گلاب کی پنکھڑیاں تھی اور اس کے بیچ بڑا ایک کیک رکھا ہوا تھا جس میں زرجان کا نام لکھا ہوا تھا مرجان کی بات سچ ہوئی تھی وہی ہوا تھا جو مہرماہ چاہتی تھی مہرماہ نے ایک اور خوبصورت بیٹے کو جنم دیا تھا جس کا نام اس نے زرجان رکھا تھا۔زرجان نہ تو مرجان کی طرح روندو تھا اور نہ ہی حیات کی طرح شرارتی وہ موڈی بندہ تھا شاہ میر کی طرح کم ہی بات کرتا تھا شکل وصورت تو مہرماہ کی تھی مگر عادات بلکل شاہ میر کے جیسی تھی اور آنکھوں کا رنگ بھی

شاہ میر کی آنکھوں کے رنگ جیسا بلو تھا۔مرجان اب پچیس سال کا چھ فٹ چار انچ سے
نکلتا قد وجاہت سے بھرپور مرد بن گیا تھا سفید کشادہ چمکتی پیشانی گول مٹول سی
آنکھیں جن کو وہ مہرماہ کی طرح بات بات پہ گھماتا تھا کھڑی مغرور تیکھی ناک عنابی لب
جن پہ ہمیشہ نرم مسکراہٹ ہوتی تھی جب کی چہرے پہ نیو لک کی بیئرڈ تھی بیشک وہ
خوبصورت کا منہ بولتا ثبوت تھا لڑکیاں اس کی ایک نظر کو ترستی تھی زرجان بھی اپنی
چھوٹی عمر میں ہی کم خوبصورت نہیں تھا پر اس کے ماتھے پہ ہمیشہ بل نمایاں رہتے تھے
جس سے لوگ اس سے بات کرتے وقت ڈرتے تھے حلانکہ وہ کم گو تھا۔حیات کی
بات کرے تو وہ ویسے ہی تھی شرارتی سی بائیس سال کی خوبصورت لڑکی بن گئی تھی پر
وہ شاہ میر کے لیے ابھی بھی ڈیڈ کی ڈول ہی تھی بلو آنکھیں جن میں ہر وقت چمک ہی
ہوتی تھی بھرے بھرے سرخ گال تیکھی ستوان ناک اور گلابی ہونٹ جہاں ہر وقت
شرارتی مسکراہٹ ہوتی تھی اس کی شرارت سے اگر کوئی بچہ ہوا تھا تو وہ تھا زرجان
حیات بھلے اس سے چار سال بڑی تھی پر اس کی سب پہ چلتی سوائے زرجان پہ کیونکہ
زرجان اس کی شرارت پہ مرجان کی طرح چپ نہیں رہتا تھا بلکہ جواب دیتا تھا پانچ
سال کی عمر میں ہی زرجان نے اپنی نو سالہ بہن سے کہا تھا ہر عمل کا ردعمل دینا زرجان

میر کو آتا ہے جس سے حیات نے توبہ کر لی تھی کیونکہ زرجان اگر اس کی شرارت کا جواب دیتا تھا تو نشانہ اس کی پسندیدہ چیزیں ہی ہوتی تھی۔

شاہ زیب اور ثانیہ کا ایک ہی بیٹا تھا شاہ ویر جو وکالت کے چوتھے سال میں تھا شاہ ویر کی شرارتیں بھی اپنی طرف سے عروج پہ تھی اس کی اور حیات کی بہت گہری دوستی تھی پر شاہ ویر کو اپنی کزن سے ون سائیڈ لو تھا پر کبھی کہنے کی ہمت نہیں ہوئی اس کی ہمیشہ چلتی زبان کو حیات کے سامنے جانے کیوں زنگ لگ جاتا تھا مرجان اور شاہ ویر کی وجاہت میں اکیس بیس کا فرق تھا قد میں وہ دونوں برابر ہی تھی پر مرجان کا فوکس بزنس میں تھا جب کی حیات کو ڈاکٹر بننا تھا جب کی زرجان فلحال کالج کے سکنڈ ایئر میں تھا۔

سالار اور پری کی بیٹی پریسہ کو بزنس وومن بننا تھا تاکہ اپنے باپ کا بزنس میں ساتھ دے سکے اور اس کو کبھی یہ محسوس نہ ہو کہ اس کے پاس بیٹا کیوں نہیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اب بس بھی کریں۔شاہ میر نے مہرماہ سے کہا جس نے آج مہرون کلر کی ڈیسنٹ ساڑی پہن رکھی ہلکی سی جیولری جس میں بس سونے کے ٹاپس اور گلے میں نازک سی چین تھی بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا جب کی چہرہ ہر مصنوعی آرائش سے پاک تھا جس سے وہ بہت گارجیئس لگ رہی تھی اِن سالوں میں شاہ میر کے عشق میں کمی نہیں آئی تھی وہ

پہلے کی طرح اپنی ماہ کو چاہتا تھا جس سے مہرماہ اپنی عمر سے کم ہی بڑی لگتی تھی شاہ میر بھی گزرتے وقت کے ساتھ گریس فل ہو گیا تھا اس نے آج بلیک کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا بالوں کو اس نے ہمیشہ کی طرح جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا ہاتھ میں مہنگی گھڑی پہنے وہ فل تیار تھا بس مہرماہ کے انتظار میں تھا جو مرر کے سامنے بار بار اپنی ساڑی کا پلو ٹھیک کر رہی تھی۔

شاہ میں اچھی تو لگ رہی ہوں نہ؟ مہرماہ نے پریشانی سے شاہ میر سے پوچھا۔

اچھی آپ میری نظروں سے خود کو دیکھے تو آپ کو اپنے علاوہ ہر کوئی بدصورت لگے۔شاہ میر گھمبیر آواز میں بولا تو مہرماہ پوچھ کے پچھتائی۔

اپنے بچوں کی خبر لیں تیار ہوئے کہ نہیں مہمان آ گئے ہیں سب۔مہرماہ نے کہا

پہلے بچوں کی ماں کی تو خبر لوں۔شاہ میر مہرماہ کو کمر سے تھامتا ہوا بولا۔

شرم کرو شاہ کجھ بچے بڑے ہو گئے ہیں اب۔مہرماہ نے شاہ میر کو آنکھیں دیکھائی۔

ماہ پلیز۔شاہ اتنا کہتا اس کے ماتھے پہ بوسہ دینے والا تھا جب دھڑام سے دروازہ کھول کر حیات اندر داخل ہوئی شاہ میر فورن سے مہرماہ سے دور ہوا۔

ڈیڈ میں کیسی لگ رہی ہوں؟ حیات وائٹ کلر کا فراق پہنے گول گول گھوم کر شاہ میر سے پوچھنے لگی بالوں میں وائٹ ہیئر بینڈ تھا چہرہ پہ مناسب میک اپ کیے اور ہونٹوں پہ ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائے حیات انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔

بہت خوبصورت۔ شاہ میر مسکرا کر بولا۔

مما سے بھی زیادہ؟ حیات نے کان کی لو کھجا کر پوچھا مہر ماہ تو اس کے بنا دروازہ نوک کیے آنے پہ خفا تھی مگر اس کی بات سن کر تپ گئی۔

دونوں ایک دوسرے کو مات دے رہے ہو۔ شاہ میر اس کی شرارت سمجھتا چلا کی سے بولا جو کہ کچھ غلط نہ تھا۔

بہت کلیور ہیں آپ۔ حیات منہ بنا کر بولی۔

حیات دیکھو مر جان اور زر جان تیار ہوئے کے نہیں۔ مہر ماہ نے کہا

وہی بتانے آئی تھی دونوں نیچے آپ دونوں کا ویٹ کر رہے ہیں۔ حیات نے سر پہ ہاتھ مار کر کہا۔

اچھا چلو پھر۔ مہر ماہ نے کہا تو حیات چلی گئی شاہ میر نے اپنا بازوں آگے کیا تو مہر ماہ نے مسکرا کر اس کا بازوں تھام لیا پھر دونوں باہر جانے لیے نکلے جہاں ان کے بچے انتظار میں تھے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واہ آپ تو چھا گئے۔مرجان شاہ میر اور مہرماہ کو آتا دیکھا تو کہا۔

وہ تو تب سے چھا گئے تھے جب پیدا ہوئے تھے۔شاہ میر گردن اکڑا کر بولا تو مہرماہ نے آنکھیں گھمائی مرجان نے دونوں آبرو اُوپر کی جب کی حیات نے داد دیتی نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا۔

میرا بیٹا کیوں چپ ہے؟مہرماہ زرجان کے بال بگاڑتی بولی جو لاتعلق سا بیٹھا تھا۔

یہ بولتا کب ہے۔حیات بڑبڑاہٹ میں بولی۔

مما میرے فرینڈز باہر ویٹ کر رہے ہیں اور میں یہاں ہوں۔زرجان خفگی سے بولا۔

چلتے ہیں باہر پہلے یہ تو بتاؤ گفٹ کیا چاہیے۔شاہ میر نے مسکرا کر پوچھا

مجھے بھی گفٹ چاہیے ڈیڈ۔حیات زرجان سے پہلے بولی۔

سالگرہ زر کی ہے۔مہرماہ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ڈیڈ مجھے اجازت چاہیے تھی۔زرجان نے سنجیدہ ہو کر شاہ میر سے کہا

کسی اجازت دیکھو زرا اگر شادی کرنا چاہتے ہو تو یہ خیال اپنے دماغ سے نکل دو ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے بس اٹھارہ سال اِس عمر میں تو بچوں کو شادی کی ڈیفینیشن بھی نہیں معلوم ہوتی یہ بھی تو سوچو بڑا بھائی کنوارہ بیٹھا ہے تم اپنی شادی کا کیسے سوچ سکتے ہے لوگ کیا کہیں گے۔حیات زرجان کی بات سن کر ایک سانس میں بولی زرجان نے

کوفت سے سر جھٹکا مرجان اپنی ماں کا تپا چہرہ دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کرتا چہرہ جھکا گیا تھا

شاہ میر آگے بڑھ کر حیات کی پیٹھ سہلا رہا تھا جواب گہرے سانس بھر رہی تھی۔

ڈیڈ میرے فرینڈز نے مری ٹرپ پہ جانے کا سوچا ہے ایک مہینے کے لیے مجھے بھی جانا ہے۔زرجان نے کہا۔

تمہارے فرینڈز پنکھے سے لٹک کر خودکشی کرنے کا سوچے گے تو کیا تم بھی ایسا کروگے۔حیات نے پھر بیچ میں مداخلت کی۔

آپی پلیز مجھے سکون سے بات کرنے دے۔زرجان تنگ آکر بولا۔

زرا ایک مہینہ کیوں دو تین دن تک ٹھیک تھا۔شاہ میر نے کہا۔زرجان نے کچھ کہنا چاہا پر مرجان اِس بار بولا

کیک کٹنے کا وقت ہو گیا ہے ہمیں باہر چلنا چاہیے دادو اور بڑے ابا جان خفا ہو گے۔

ابھی چلو پھر بات کرتے ہیں۔مہرماہ نے نرمی سے کہا تو زرجان نے سر ہلایا۔

وہ تولان میں آئے تو ہانم بیگم نے شاہ میر کو اچھی خاصی جھاڑ پلائی کے اتنی دیر کیوں لگائی جب کی مہرماہ اپنی جان بچاتی مہمانوں سے ملنے میں مصروف ہو گئی تھی وہ تینوں بھی اپنے اپنے فرینڈز کے گروپ کی طرف بڑھ گئے تھے۔

تم تو بہت ہینڈ سم لگ رہے ہو۔زرجان کے دوست کی بہن عروہ زرجان سے بولی جس پہ اس نے کوئی رسپانس نہیں کیا۔

اسٹیج کی طرف آجاؤ کیک کٹ کرنے کا وقت آگیا ہے۔شاہ ویر زرجان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ بولا شاہ ویر آج بلیو شرٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا بالوں کو اس نے ایک سائیڈ کا اسٹائل دیا تھا ہاتھوں میں قیمتی گھڑی پہنے بہت ڈیشنگ اور اٹریکٹو لگ رہا تھا کافی لڑکیوں کی نظریں اس پہ ٹکی ہوئی تھی مگر وہ جس کی نظر کا منتظر تھا وہ اپنے آپ میں مگن تھی۔

زرجان اسٹیج پہ آیا تو اپنے ایک سائیڈ پہ مہرماہ کو کھڑا کیا تو دوسری سائیڈ پہ زرجان کو باقی سب بھی اسٹیج پہ آگئے تھے۔سب کی تالیوں کے درمیان زرجان نے کیک کٹ کیا اس نے ایک چھوٹا سا پیس کٹ کر کے شاہ میر طرف بڑھایا تو شاہ میر نے ہمیشہ کی طرح پہلے مہرماہ کی طرف اشارہ کیا جس پہ زرجان کے چہرے پہ آج کے دن پہلی بار مسکراہٹ آئی تھی زرجان نے سب سے پہلے مہرماہ کو کیک کھلایا جس سے مہرماہ نے مسکرا کر اس کے بال بگاڑے تو زرجان شاہ میر کے پاس گیا پھر حیدر خان،ہانم بیگم ، سکندر خان،سارہ بیگم شاہ زیب ثانیہ سالار پری آیان،اور اس کی بیگم ثانیہ کی بہن ہانیہ کے پاس آیا آیان کی پڑھائی کے فورن بعد ہی ہانم بیگم نے اس کی شادی کروادی تھی جس

سے آیان کے دو بچے تھے ایک بیٹا دوسری بیٹی بیٹا منہاج جو سولہ سال کا تھا دوسری بیٹی منت جو کی چودہ سال کی تھی اور وہ شاہ میر کو حیات کی طرح عزیز تھی۔ان سب کو کیک کھلانے کے بعد زرجان مرجان کے پاس آیا پھر شاہ ویر اس کے بعد حیات کے پاس جس کو اس نے سب مہمانوں کے سامنے کیک کھلایا کم اور چہرے پہ لگایا زیادہ یہ اس کا بدلا تھا جو اس کے اور شاہ میر کے بیچ میں حیات نے مداخلت کی تھی اس کا۔حیات مہر ماہ کی نظروں میں چھپی تنبیہہ دیکھ کر بس دانت پیستی رہ گئی ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ٹیبل پہ پڑا بچا سارا کیک زرجان کے اُوپر گرا دیتی۔زرجان اپنی کاروائی سے مطمئن ہوتا پریسہ کے پاس آیا جو اس کو بہت عزیز تھی پریسہ کو بھی اپنا یہ چھوٹا کزن بے حد عزیز تھا۔

ہیپی برتھ ڈے زر ہمیشہ خوش رہو وہ ہر چیز تمہیں مل جس کی تم تمنا کرو۔پریسہ نے مسکرا کر اس کو دعا دی تو زرجان سر نیچے کر کے ہنس پڑا۔

آپی اتنی دعائیں تو بڑے ابا جان بڑی امی دادو نے نہیں کی جتنی آپ کر رہی ہیں۔زرجان نے کہا تو پریسہ نے مصنوعی گھوری سے نوازا جس پہ زرجان آنکھ ونک کرتا اب اپنے دوستوں کی جانب آیا تھا کیونکہ فیملی سے تو وہ فارغ ہو گیا تھا۔تھوڑی دیر

بعد کھانے کا دور شروع ہوا تو سب مہمان اپنی اپنی نشت پہ بیٹھ کر کھانا کھانے کی طرف مصروف ہو گئے۔

تمہارا کیوں منہ بُھلا ہوا ہے؟ شاہ ویر کو حیات کے سات بات کرنے کا موقع ملا تو وہ فورن چلا آیا جہاں حیات کونے پہ سیٹ کی ایک جگہ پپ تھی جہاں ٹیبل کے درمیان دو چیئر تھی شاہ ویر ایک پہ بیٹھ کر حیات کو دیکھنے لگا جس نے اپنا چہرہ واش کر لیا تھا۔

مجھے کتنے مہمانوں کے سامنے سبکی محسوس کی زر کی وجہ سے۔حیات منہ بناتی ہوئی بولی

تو تمہیں کون کہتا ہے اس سے پنگا لو ضرور تم نے کچھ کیا ہو گا جس کا جواب زر نے بڑھ کر دیا ہو گا۔شاہ ویر آرام سے بولا کیونکہ وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

بڑی بہن ہوں انسان لحاظ ہی کر لیتا ہے۔حیات اس کی بات پہ ہڑ بڑا کر بولی

تم تو بڑا کرتی مرجان کا لحاظ۔شاہ ویر منہ بنا کت بڑ بڑایا۔

کچھ کہا؟حیات نے مشکوک نظروں سے دیکھ کر پوچھا تو شاہ ویر کا گلا خشک ہوا تھا تو وہ اُس سے دو سال بڑا مگر دونوں کے درمیان بے تکلفی تھی دوستی کی وجہ سے جس وجہ سے مہر ماہ کے لاکھ کہنے پہ بھی وہ شاہ ویر کو بھائی نہیں کہتی تھی شاہ ویر بھی بے حد مطمئن تھا کہ اچھا ہوا بھائی کے دم چھلے سے تو بچہ ہوا ہوں۔

میں کہہ رہا تھا یہاں اکیلے بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں میرے ساتھ چلو ویسے بھی زر نے کونسا تم سے سوری کرنا ہے۔شاہ ویر بات بدل کر بولا۔

ہاں تو میں کونسا اس کے سوری کے انتظار میں ہوں۔حیات کھڑی ہو کر جی کڑا کر بولی جس پہ شاہ ویر نے مسکراہٹ دبائی۔

تم دونوں کیوں اُداس ہو۔زر جان اپنے دوستوں کو سی آف کر کے اندر کی طرف جا رہا تھا جب منہاج اور منت اُداس بیٹھے نظر آئے تو ان کی طرف آیا سب مہمان اب آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

آپ نے ہمیں کیک کیوں نہیں کھلایا؟منت نے منہ پھلا کر کہا تو زر جان ساری ماجرا سمجھ گیا

کیونکہ آپ دونوں وہاں نہیں تھے۔زر جان نے خود کو بے قصور کیا

میں سمجھ رہا ہوں یہی بات پر جب یہ سمجھے۔منہاج اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

اچھا اب تم اندر چلو میں آئسکریم دیتا ہوں وہ تمہیں کیک سے زیادہ پسند آئے گی۔زر جان نے اس کو بہلایا تو منت خوش ہو گئی۔

پر امی کو پتا چل گیا تو؟منہاج نے خدشہ ظاہر کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

تو کچھ نہیں ہو گا۔زر جان کہتا منت کو اٹھنے کا اشارہ کرنے لگا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی ان

دونوں کو جاتا دیکھ کر منہاج بھی ان کے ساتھ گیا۔

کیا بات ہے شاہ؟ مہر ماہ نے شاہ میر کو سوچ میں گم دیکھا تو استفسار کیا۔

زر کو اجازت دینے کا سوچ رہا ہوں اچھا ہے گھوم پھر آئے گا اسلام آباد کچھ دور تو نہیں

ہو گا بھی اپنے دوستوں کے ساتھ۔شاہ میر نے بتایا۔

شاہ پر ابھی اس کی عمر نہیں زر کو فلحال اپنی پڑھائی پہ دھیان دینا چاہیے گھومنا پھرنا تو لگا

رہے گا۔مہر ماہ نے اپنی بات کی۔

ماہ یہی تو وقت ہوتا ہے گھومنے پھرنے کا پھر تو بچے اپنے کاروبار اور دوسرے کام میں

مصروف ہو جاتے ہیں۔شاہ میر نے نرمی سے کہا۔

ٹھیک ہے پر اس کو کہنا کال پہ بات کریں اور اپنا بہت سارا خیال رکھے۔مہر ماہ شاہ میر کے

سامنے ہار مانتے ہوئے بولی۔

بلکل پر کبھی میرے پہ بھی توجہ دیا کریں۔شاہ میر شرارت سے بولا۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔مہر ماہ فورن سے شاہ میر سے دور ہوتی ہوئی بولی جس پہ شاہ کا

قہقہہ بے ساختہ تھا۔

مرجان کمرے میں داخل ہوا تو اندھیرے نے اس کا استقبال کیا سارا دن وہ جتنا ہو سکتا تھا خود کو مصروف رکھتا پر رات کے وقت اپنا کیا ہوا گناہ اس کو کسی ناگ کی طرح ڈستا تھا۔

مرجان گہری سانس لیتا کمرے کی ساری لائٹس آن کی تو کمرہ پورا روشنیوں میں نہا گیا۔پورا کمرا اسکن کلر سے ڈیکوریٹ تھا کمرے کی ایک وسعت میں جہازی سائیز بیڈ تھا سامنے دیوار پہ بڑی سی ایل ای ڈی چسپا تھی دیوار پہ اس کی تصویروں کے ساتھ شاہ میر اور مہر ماہ کے ساتھ بچپن والی تصویر بھی تھی اور ایک فیملی پِک تھی۔بیڈ کے دوسرے طرف صوفہ رکھا گیا تھا اور کھڑکی بھی جہاں گھر کی بیک سائیڈ پہ سجا گارڈن صاف دیکھائی دیتا تھا بیڈ کے بائیں طرف ڈریسنگ ٹیبل تھا جہاں اس کے پرفیومز، واچز، بینڈز،اور دیگر ضرورت کی چیزیں پڑی تھی ڈریسنگ کے کچھ دوری پہ چینجنگ روم تھا اور ڈروب بھی وہی سیٹ کیا ہوا چینجنگ روم کے دروازے کے پاس واشروم کا دروازہ بھی تھا۔

ایک بار ملو میں معافی مانگنا چاہتا ہوں تاکہ میرا پچھتاوا ختم ہو جائے۔مرجان دروازے سے لگ کر نیچے بیٹھتا گیا اور خود سے بڑبڑانے لگا۔

غرور میں آکر میں نے اچھا نہیں کیا پر پلیز بس ایک بار مجھے معاف کردو میں پیشمان ہوں اپنے عمل سے۔مرجان بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتا وحشت زدہ لہجے میں بولا۔

کبھی تو ختم ہو گی،

یہ اُداسیاں، یہ تنہائیاں،

❤❤❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ میرا آج ضروری ٹیسٹ ہے تو میں جا رہی ہوں کالج۔حیات تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں اُترتی شاہ میر سے بولی ساتھ میں ہاتھ بیگ میں کچھ تلاشنے میں مصروف تھے۔

حیات ناشتہ ضروری ہوتا ہے خالی پیٹ کے ساتھ کیا پڑھوں گی۔شاہ میر جو حیدر خان کے ساتھ اپنا ایک پراجیکٹ ڈسکس کر رہا تھا حیات کی بات سن کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

میرے ڈیڈی سمجھے پلیز۔حیات پیچھے سے شاہ میر کے گلے میں بانہیں ڈالتی لاڈ سے بولی۔

یہ پی لوں ورنہ شاہ کو سارا دن چین نہیں پڑے گا۔مہر ماہ حیات کے سامنے اورنج جوس کرتی ہوئی بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پی لیا اب میں جا رہی ہوں۔حیات ایک گھونٹ میں سارا جوس ختم کرتی گلاس مہرماہ کو دیتے ہوئے بولی اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھی۔

ایک تو اِس پیر زمین پہ نہیں ٹکتے۔مہرماہ بڑبڑاتی کچن کی طرف بڑھی۔

آفس میں سب ٹھیک چل رہا ہے نہ اگر تمہیں پروبلم ہوتی ہے تو بتا دو۔شاہ میر جو مہرماہ کی بات پہ مسکرا رہا تھا حیدر خان کی بات پہ چونکہ حیدر خان نے بزنس سے خود کو ریٹائر کر دیا تھا اب آفس کا سارا کام اکیلے شاہ میر سنبھالتا تھا مر جان کا ایک سال رہتا تھا اس کے بعد وہ بزنس میں شاہ میر کا ساتھ دیتا حیات میڈیکل کے تھرڈ ایئر میں تھی۔

سب ٹھیک چل رہا ہے ڈیڈ آپ فکر نہ کریں۔شاہ میر نے ان کو تسلی کروائی۔

اسلام علیکم! زر جان رف حلیے میں نیچے آتا حیدر خان اور شاہ میر کو سلام کرتا ہوا پاس ہی بیٹھ گیا۔

وعلیکم اسلام! رات دیر سوئے تھے کیا۔دونوں نے سلام کیا جواب دیا تو پھر حیدر خان نے اس کی سرخ نیند سے بھری آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا۔

جی دادا جان۔زر جان نے بس اتنا کہا۔

زر بریک فاسٹ میں کیا لوں گے؟مہرماہ ملازمہ کے ساتھ ڈرائننگ ٹیبل پہ ناشتہ رکھواتی زر جان سے بولی۔

دو بوائل انڈے۔زر جان نے کہا۔

ڈیڈ آج میرے دوست مری کے لیے نکل گئے مجھے بھی جانا تھا پر آپ نے کل کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے ان سے ایک دو دن بعد میں آنے کا کہا۔زر جان نے شاہ میر سے کہا۔

ٹھیک ہے تو کل تم بھی چلے جانا پر اپنا بہت سارا خیال رکھنا ہے اسلام آباد کے ایئرپورٹ پہنچتے ہی تمہیں کیب ملے گی جو میں نے تمہاری لیے بُک کروائی ہے۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا تو اجازت ملنے پہ زر جان نے بھی سکھ کا سانس خارج کیا۔

پر ڈیڈ کیب کیوں ہم نے بس میں سفر کرنا ہے میرا مطلب ہم نے ایک بس بُک کروائی ہے۔زر جان شاہ میر کی آخری بات پہ بولا۔

تمہیں اکیلے کہیں جانا ہو تو اِس لیے ایسے میں ہمیں بھی تسلی رہے گی۔شاہ میر نے وجہ بتائی تو زر جان نے سر ہلانے میں اکتفا کیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

موم میری بلیک شرٹ نہیں مل رہی۔شاہ ویر نیچے ثانیہ کے سر پہ کھڑا ہوتا ہوا بولا جو شاہ زیب کو ناشتہ سرو کررہی تھی۔

تمہارے کبرڈ میں ہو گی ٹھیک سے دیکھو۔ثانیہ نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موم نہیں ہے اِس لیے تو کہا ہے آپ سے۔ شاہ ویر فروٹ باسکٹ میں سے ایپل اٹھاتا ثانیہ سے بولا

ماجدہ سے کہو وہ ڈھونڈ کے دے اِسے۔ شاہ زیب نے پراٹھا کھاتے ہوئے کہا۔

ماجدہ کیوں موم کیوں نہیں۔ شاہ ویر شاہ زیب کی بات پہ جلدی سے بولا

میں دیکھتی ہوں ورنہ یہ آپ کو سکون سے ناشتہ نہیں کرنے دے گا۔ ثانیہ کہتی شاہ ویر کے کمرے کی طرف گئی۔

ہمیشہ کباب میں ہڈی بننا ضروری ہوتا ہے۔ شاہ زیب ثانیہ کے جانے کے بعد شاہ ویر کا گلا پکڑ کر دانت پیس کر بولا۔

ڈیڈ کہاں ہیں کباب صبح کباب کون کھاتا ہے؟ شاہ ویز اپنے گلا آزاد کرواتا شاہ زیب کو چھیڑنے والے انداز میں بولا۔

میں اور تمہارا اماں کباب ہیں اور تم ہم دونوں کے درمیان میں آنے والی ہڈی۔ شاہ ویز پہ اثر نہ ہوتا دیکھ کر شاہ زیب جل بھن کے بولا۔

ہاہاہا ڈیڈ سریسلی کیا مثال دی ہے۔ شاہ ویر پیٹ پہ ہاتھ رکھتا زور سے ہنستا ہوا بولا جس پہ شاہ زیب بس گھور کر رہ گیا۔

شاہ یہ تم اچانک پیکنگ کیوں کر رہے ہو؟ مہرماہ شاہ میر کو جلدی جلدی بیگ میں اپنے کپڑے ڈالتے دیکھا تو کہا ورنہ اگر کبھی بزنس میٹنگ کے سلسلے میں باہر جانا ہوتا تھا تو شاہ میر اس کو ساتھ لے جاتا تھا مگر آج اس کے اچانک پیکنگ کرنے پہ وہ حد درجہ حیران ہوئی تھی۔

ماہ مجھے لنڈن جانا ہے۔ شاہ میر نے جیسے مہرماہ کے سر پہ دھماکا کیا۔

لنڈن؟ مہرماہ کے لب پھڑ پھڑائے۔

ہاں میری جان ایمرجنسی ہے ورنہ میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاتا ریان کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے ایکسیڈنٹ میں میرا ریان کے پاس ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کو میری ضرورت ہے۔ شاہ میر پیکنگ چھوڑتا مہرماہ کے گال پہ ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

سوری مجھے پتا نہیں تھا تمہیں تو واقع میں ہونا چاہیے۔ مہرماہ شرمندہ ہوتی ہوئی بولی۔

ریان کے مینجر سے یہ بات پتا چلی ریان کی حالت کا سوچ کر مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔ شاہ میر مہرماہ کو اپنے سینے سے لگاتا بولا۔

میں پیکنگ کر دیتی ہوں۔ مہرماہ نے کچھ دیر بعد کہا تو شاہ میر نے سر ہلایا۔

میری فلائٹ ہے تم ایسا کرنا حیات کو آرام سے سمجھا لینا لنڈن اچانک جانے کا اور میرے آنے تک اس کا بہت خیال رکھنا ہے بغیر ناشتے کے اس کو کالج نہیں بھیجنا رات

کو وہ دیر تک پڑھتی ہے اِس لیے دودھ اس کو لازمی دینا ہے۔ شاہ میر اپنا بیگ گاڑی میں رکھواتا مہر ماہ کو ہدایت دے رہا تھا جو مہر ماہ بڑے ضبط سے سن رہی تھی۔

شاہ وہ میری بھی بیٹی ہے۔ مہر ماہ نے جھلا کر کہا تو شاہ میر مسکرا دیا۔

بلکل وہ ہماری بیٹی ہے۔ شاہ میر مہر ماہ کے ماتھے پہ بوسہ دیتا ہوا بولا۔

بال سفید ہو رہے ہیں تمہارے پر سُدھر نا مت۔ مہر ماہ باہر شاہ میر کی حرکت پہ تپ کے بولی۔

بالوں کی سفیدی کو چھوڑے اور میری بات سنے آپ رات کو مجھ سے کال پہ بات کرنی ہے آپ نے اور دن کی ساری روٹین بتانی ہے اپنے کھانے پینے کا بھی بہت خیال رکھنا ہے۔ شاہ میر آرام سے سمجھاتے ہوئے بولا۔

لنڈن میں رات ہو تو کال کروں یا پاکستان میں رات ہو تو؟ مہر ماہ نے شرارت سے پوچھا۔

لنڈن میں رات ہو تو پاکستان میں رات ہو تو آپ آرام کریئے گا۔ شاہ میر نے آرام سے جواب دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

زرجان اسلام آباد کی ایئر پورٹ پہنچا تو سامنے کیب کے پاس کھڑے آدمی ہاتھ میں اس کی نیم پلیٹ پکڑے کھڑا تھا۔ زرجان نے اپنا بیگ گھسیٹا اس کے سامنے آیا تو کیب والے

ڈرائیور نے فورن سے اس کو پہچان لیا زر جان کے ہاتھ میں پکڑا بیگ اس نے لیکر پیچھے ڈگی میں رکھا تو زر جان کیب کا ڈور کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

کیا ہوا؟ زر جان جو کانوں میں ایئر فون ڈالے گانے سنتا اپنی پشت سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں بند کرتے گانا سننے میں مگن تھا اچانک گاڑی جھٹکے سے رُکی تو پوچھا۔

لگتا ہے سامنے جھگڑا یا پھر کوئی حادثہ پیش آیا ہے اِس لیے بھیڑ جمع ہو گئی ہے۔ کیب ڈرائیور نے سامنے دیکھ کر کہا تو زر جان کچھ سوچتا کیب سے نیچے اُترا۔

بیٹا آپ کہاں جا رہے ہو میر سر نے کہا تھا آپ کو مری کے ہوٹل میں چھوڑ آنا ہے۔ کیب ڈرائیور پریشانی سے بولا۔

جسٹ فائیو منٹس۔ زر جان کہتا بھیڑ کی جانب آیا جہاں بہت لوگ جمع ہو کر سر گوشیوں میں ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے تھے زر جان بھیڑ کو چیرتا گزرنے لگا تو اس کے کانوں میں کسی لڑکی کی خوبصورت آواز پڑی۔

آپ سب لوگوں کو شرم آنی چاہیے ایسے تماشائی بن کر کھڑے ہوئے ہیں بجائے اِن بزرگ کی مدد کرنے کے۔ لڑکی نے روڈ پہ بیٹھے ایک بزرگ کی جانب اشارہ کیا جو گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر درد سے کراہ رہے تھے ماتھے پہ چوٹ کا نشان بھی تھا ایک تیز رفتار گاڑی ان کو ٹکر مار کر چلی گئی تھی جس پہ کسی نے بھی اس بزرگ کی مدد نہیں پر اس

نے جب دیکھا تو فورن سے آگے آئی تھی پر مسئلا یہ تھا کہ وہ یہاں اکیلی تھی راستوں کا بھی اس کو علم نہیں تھا وہ تو اپنی فرینڈز کے بہت اصرار کرنے پہ آئی تھی اب جب ان سے کے جانے کا وقت آیا تو اس کو کوئی کام یاد آگیا تھا جس سے وہ اپنا پرس موبائل وہی بھول آئی تھی اور کہا تھا ان سے کے وہ ایئرپورٹ پہنچ جائے گی گوگل میپ کے زریعے پر اب خود پرو بلم میں بھنس گئی تھی

زرجان کی نظر سب سے پہلے اُس لڑکی پہ پڑی تھی جو بلیک شرٹ پہنے ہوئے تھی جس کے کف بازوؤں تک فولڈ کیے ہوئے تھے جس سے اس کے دودھیالی بازوں صاف ظاہر ہو رہے تھے جینز بلیک پینٹ پہنے ساتھ میں بلیک ہیل پہنے وہ جو کوئی بھی تھی حد سے زیادہ خوبصورت تھی آنکھوں کا رنگ بالوں کی طرح بھورا تھا بھورے بال جو کسی آبشار کی طرح پشت پہ بکھرے پڑے تھے جس سے وہ بے نیاز سب لوگوں سے سخت انداز میں بات کر رہی تھی زرجان کی دور سے ہی اس کی ٹھوری کے پاس تِل کو آرام سے دیکھ سکتا رنگت بہت سفید ہونے کی وجہ سے کالا تِل پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

سنو لڑکی یہ پولیس کیس ہے بہتر ہے تم بھی اِس میں نہ پڑو۔ایک آدمی جواباً بولا تو اس کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آئی جس سے اس کے گالوں پہ گہرے ڈمپل پڑے تھے اور جلدی سے غائب بھی ہو گئے تھے۔

ان کو ہوسپٹل لے جانے میں مدد کروں گا۔زرجان سنجیدگی سے بولا تو اس نے نظر اٹھا کر دیکھا جس سے ٹھنڈی سانس لی پہلے تو کوئی آ نہیں رہا تھا اب آیا بھی تو ایک بچہ یہ سوچ کر اس نے جھری جھری لی۔

ہوسپٹل کا رستہ معلوم ہے؟ کچھ سوچ کر اس نے پوچھا۔

جی۔زرجان اس کی ناک پہ چمکتی نوز پن کو دیکھ کر بولا۔

کیب، ٹیکسی، گاڑی وغیرہ میں سے کچھ ہے؟اُس نے دوسرا سوال داغا جس پہ زرجان نے دانت کچکچائے۔

جی تبھی تو بول رہا ہوں۔زرجان سنجیدگی سے کہتا بزرگ کو اٹھنے میں مدد دینے لگا۔

تم بچے ہو اِن کا وزن نہیں اٹھا سکتے۔اس نے پھر سے کہا۔

بچہ نہیں میں۔زرجان نے سپاٹ انداز میں کہا۔

سترہ اٹھارہ کے ہو گے ستر سالہ بزرگ کو کیسے سنبھال سکتے ہو میں کرتی ہوں ان کی مدد تم بس جس پہ بھی آئے ہو اُسے قریب لیں آؤ۔زرجان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے گھور کر اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جہاں ایسا کوئی تاثر نہیں تھا جِسے وہ یہ سوچتا کہ وہ اُس کا مزاق اُڑا رہی ہے۔

عمر میں آپ سے چھوٹا ضرور ہوں پر طاقت، قد کاٹھ، میں آپ سے زیادہ ہوں۔ زرجان بزرگ کو اٹھنے میں سہارا دیتا کیب ڈرائیور کو کھڑا دیکھا تو یہاں آنے کا کہا جس پہ وہ دونوں پھر اس کو سہارا دیتے کیب کے پاس لیں آئے اور وہاں بیٹھایا جب کی وہ زرجان کی بات پہ ضبط کے گھونٹ بھر کر رہ گئ۔

آپ نہیں آئی گی کیا؟ زرجان نے پوچھا تو وہ بنا کجھ کہے کیب کی پچھلی سیٹ پہ آکر بیٹھی جہاں وہ بزرگ آدھا لیٹا ہوا تھا زرجان ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا تھا

بچے آپ خود بھی چھوٹی ہیں ایسے میں اتنے لوگوں سے بحث نہیں کرنی چاہیے تھی۔ کیب والے نے ڈرائیو کرتے پیچھے اس کو دیکھ کر کہا

میں چھوٹی نہیں پورے چوبیس سال کی ہوں میں بلکل ان سے بحث نہ کرتی اگر مجھے یہاں کے راستوں کا علم ہوتا یا میرے پاس سواری ہوتی تو میرا تو سیل فون ہی چھوٹ گیا ورنہ میں کسی کو بلا لیتی۔ اس نے ڈرائیور کی بات پہ سپاٹ انداز میں کہا زرجان کی سوئی تو چوبیس سال کی عمر پہ اٹک گئ تھی اس نے بیک ویو مرر سے اس کو دیکھا جو کہیں سے بھی چوبیس سال کی نہیں لگ رہی تھی شاید اپنے کمزور جسامت کی وجہ سے زرجان کو بالوں

کے رنگ اور چہرے سے وہ یہاں کی نہیں لگی تھی زرجان کی نظر بھٹک کر اس کے گلے میں پہنی چین پہ پڑی جو کافی بڑی تھی پر وہ سر جھٹکتا اپنا دھیان ونڈو سے باہر کیا۔

ہوسپٹل آنے کے بعد ویل چیئر کی مدد سے بزرگ کو اندر لے جایا گیا جواب درد کی شدت سے بیہوش ہو گئے تھے۔

اسٹریچر پہ لے جاتے۔بزرگ کا سر ایک جانب ڈھلا دیکھا تو وہ بڑبڑا کر اندر بڑھی۔

آپ یہی انتظار کریں پر یہ حادثہ آپ ڈیڈ سے نہیں کرے گے۔زرجان کیب سے اُترنے سے پہلے کیب ڈرائیور کو وارن کرنے والے انداز میں بولا۔

وہ لڑکی اب سنبھال لیں گی۔ڈرائیور نے کچھ کہنا چاہا۔

انہوں نے کیا کہا تھا کہ وہ یہاں کے راستوں سے لاعلم ہے۔زرجان اس کی بات پہ سرد لہجے میں بولا۔

آپ بھی تو لاعلم ہیں۔ڈرائیور نے کہا تو وہ ان کو بس گھورتا باہر نکل کر اندر آیا جہاں وہ دیوار سے ٹیک لگاتی بار بار ہاتھ میں پہنی گھڑی میں وقت دیکھ رہی تھی زرجان اس پہ ایک نظر ڈالتا پاس بینچ پہ بیٹھ گیا۔

تمہارا شکریہ اب تم جا سکتے ہو تمہارے ماں باپ پریشان ہو جائے گے۔اس کی بات پہ زرجان کا دل کیا اپنے بال نوچ لیں جو تھوڑے ہی وقت میں یہ احساس کروا چکی تھی جیسے وہ کوئی پانچ سال کا بچہ ہو۔

نہیں ہوتے وہ پریشان اور میں جب اتنا آیا ہوں تو ان بزرگ کو ان کے گھر پہنچا کر ہی جاؤں گا۔زرجان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس نے ایک نظر اس پہ ڈالی اس کو مردوں سے سخت نفرت تھی خاص طور پہ ایشین مردوں سے پر آج ایک بزرگ کی مدد کرنے کی خاطر اس نے ایک ایشین لڑکے کی مدد لی تھی بچہ سمجھ کر۔

یہ بِل آپ جمع کروائے۔نرس اس کے سامنے آتی ایک پرچی تھما کر بولی تو اس کے چہرے پہ پریشانی کی لکیریں اُبھری۔

یہ دوائیں بھی چاہیے۔نرس نے ایک اور پرچی ہاتھ میں دیکر چلی گئ۔

میں لیں آتا ہوں۔زرجان اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

پیئسے ہیں تمہارے پاس؟اس نے پوچھا حالانکہ کے شکل سے وہ اس کو امیر گھرانے سے ہی لگا تھا پر بہت سالوں سے اس نے لوگوں کو شکل سے جاننا ختم کیا تھا کیونکہ وہ اپنی کم عمر میں یہ بات سمجھ گئ تھی کے انسان کا چہرہ ہی سب سے بڑا نقاب ہوتا ہے اِس لیے

کسی کی ظاہری شخصیت اور شکل سے اس کے بارے میں اندازہ لگانا سراسر بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں

جی میں لیں آؤں گا۔زرجان نے کہہ کر اس کے ہاتھوں سے پرچی لینی چاہی۔

ایسا کرو یہ بریسلیٹ ان کو دے دینا بل بھی پے ہو جائے گا ساتھ میں دوائیاں بھی ہو جائے گی۔ایک خیال کے آتے ہی اس نے اپنے ہاتھ سے بریسلیٹ اُتار کر زرجان کے سامنے کر کے کہا۔

ڈسپینسری جارہا ہوں جیولر کے پاس نہیں۔زرجان اس کے بریسلیٹ والے ہاتھ کو نظرانداز کرتا دونوں پرچیاں لیتا ہوا بولا تو وہ کندھے اُچکا گئی۔تھوری دیر بعد زرجان آیا جس کے ہاتھ میں دوائی کی شاپر تھی جو اُس نے پاس گزرتی نرس کو وارڈ نمبر بتا کر دی۔

ریسپیشن کس طرف ہے؟زرجان واپس بیٹھا تو اس نے سوال کیا ان کو یہاں بیٹھے تین گھنٹوں سے زیادہ وقت بیت گیا تھا جس سے وہ اب پریشان ہو گئی تھی اس کے برعکس زرجان ریلیکس تھا۔

کیوں؟زرجان نے جواب کے بجائے سوال کیا۔

کال کرنی تھی مجھے۔اس نے وجہ بتائی تو زرجان کی نظر گلے میں جھولتی چین پہ پڑی جہاں بڑے حرفوں سے ایک نام لکھا ہوا تھا جو وہ ٹھیک سے جان نہیں پایا۔

میرے فون سے کر لیں۔زر جان نے جیب سے اپنا سیل فون نکال کر دیا۔

تھینکس۔اس نے تھوڑا جھجھک کر فون تھام لیا

زر جان کو جو پہلے شک گزرا تھا کے وہ یہاں کی نہیں اب یقین ہو گیا تھا کیونکہ وہ جس سے بھی بات کر رہی تھی انگریزی میں کر رہی تھی جس سے زر جان سمجھ گیا کیونکہ اس کی انگلش بہت صاف تھی نرس کے آتے ہی اس کو طرف متوجہ ہوا۔

کیا کہہ رہی تھی نرس ڈسچارج کب ملے گا اُن کو؟فون وہ زر جان کی طرف بڑھا کر پوچھنے لگی۔

رات تک ان کو یہی رہنا کل صبح ان کو ڈسچارج مل جائے گا۔زر جان نے بتایا تو اس کو مُنہ حیرت سے کھل گیا۔

اوو گوڈ۔وہ پاس بینچ پہ بیٹھ گئ۔

آپ اپنے گھر جا سکتی ہیں میں ان کو باحفاظت گھر تک چھوڑ آؤں گا۔زر جان نے اس کی باتیں کال پہ سن لی تھی جبھی کہا۔

میری فلائٹ ہے رات ایک بجے کی۔اس نے بس اتنا کہا۔

جی تو ابھی رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔زر جان نے آرام سے کہا جب کی شاک اس کو لگا کیونکہ اس کو وقت گزرنے کا پتا نہیں لگا تھا۔

مطلب دو گھنٹے رہتے ہیں۔ وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

یہاں سے ایئر پورٹ چالیس منٹ کی دوری پہ ہے۔ زر جان نے مزید بتایا۔

اوکے تو پھر تم انہیں گھر تک چھوڑ آنا میرا جانا بہت ضروری ہے میری فرینڈز ایئر پورٹ پہ میرا انتظار کر رہی ہیں میرا سارا سامان بھی ان کے پاس ہے۔ وہ کچھ پل سوچنے کے بعد بولی کیونکہ وہ اب مزید یہاں نہیں بیٹھ سکتی تھی

آپ جائے گی کیسے؟ زر جان نے پوچھا۔

کوئی سواری دیکھ لوں گی۔ وہ عام انداز میں بولی۔

باہر کیب والا کھڑا ہے آپ ان کے ساتھ جایئے گا وہ آپ کو ایئر پورٹ چھوڑ آئے گے رات کے اِس پہر دوسری سواری ملنا مشکل ہے۔ زر جان نے کہا تو وہ اُس کی کچھ مشکور ہوئی۔

تھینکس اگین۔ وہ کہتی تیز قدموں سے باہر جانے لگی خاموش کوریڈور کے ہال میں اس کی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز گونجنے لگی جواب زر جان کو دور جاتی محسوس ہوئی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ڈیڈ ملے بغیر چلے گئے۔ حیات اُداس ہو کر بولی یہ بات وہ کل سے کئی مرتبہ دوہرا چکی تھی۔

جلدی سے جاناپڑا ورنہ کالج آجاتے۔مہر ماہ نے منت کے بالوں میں تیل کی مالش کرتے ہوئے بتایا پاس ہی ہانیہ بیٹھی تھی جو ہانم بیگم کے سر پہ مالش کر رہی تھی۔

ہمم کتنے دنوں کا اسٹے ہے اُن کا؟حیات نے پوچھا۔

کال آئے گی تو پوچھو گی۔مہر ماہ نے کہا۔

زر کا فون آیا تھا پہنچ گیا مری؟ہانم بیگم نے مہر ماہ سے پوچھا۔

چچی جان کل کال کی تھی رات کا وقت تھا شاید سو یا ہوا تھا اِس لیے ریسپانس نہیں ملا اب اٹھے گا تو کر لیں گا کال بیک۔مہر ماہ نے جواب دیا۔

سہی اس کو کہنا وہاں سردی بہت ہوتی ہے اپنا بہت سارا خیال رکھے سردی سے بچنے کے لیے گرم کپڑوں کا استعمال کرے۔ہانم بیگم نے کہا

چچی جان میں نے پیکنگ کرتے وقت کپڑے یہ رکھے تھے آپ فکر نہ کریں۔مہر ماہ ان کی فکر مندی پہ مسکرا کر بولی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

انہوں نے کہا تھا وہ اب پاکستان شفٹ ہونا چاہتے ہیں پر دیکھو زندگی نے ان کو مہلت ہی نہیں دی۔ریان دکھ سے کہا۔

اللہ نے ان کی زندگی اتنی لکھی تھی تم بس ان کی مغفرت کی دعا کرو۔شاہ میر نے حوصلہ دینے والے انداز میں کہا۔

کافی۔مہرین ٹرے میں کافی لیکر ان کے پاس رکھتی بولی۔

ماہا کسی ہے اب؟ریان نے آنکھیں صاف کر کے مہرین سے پوچھا۔

جب سے پتا چلا ہے پاگل سی ہو گئی ہے انکل کو گزرے چار دن ہو گئے ہیں پر وہ کمرے سے باہر ہی نہیں نکل رہی۔مہرین پریشانی سے بتانے لگی۔

میں گیا تھا پر آپی نے دروازہ نہیں کھولا۔ولی نے کہا۔

وہ اپنے گرینڈ فادر اور گرینڈ مدر سے بہت قریب تھی ان کی اچانک موت کا سن کر اس کو صدمہ لگا ہے اِس لیے فلحال اس کو اکیلا رہنے دو۔ریان نے سنجیدگی سے کہا۔

ملیحہ کہاں ہے؟شاہ میر کو ملیحہ کا خیال آیا تو پوچھا۔

کمرے میں قرآن پڑھ رہی ہے۔مہرین نے جواب دیا

ایک سیپارہ ماہا کو بھی دے رونے سے ان کی روح کو تکلیف ہو گی اِس لیے ماہا سے کہے ان کے لیے دعا کریں۔شاہ میر نے کہا تو مہرین نے سر ہلایا۔

چار دن سے ٹھیک سے کچھ کھایا بھی نہیں۔ولی مایوسی سے کہتا اٹھ گیا۔

ریان اب تم پاکستان آنے کا سوچو بزنس آہستہ آہستہ یہاں سے وائنڈ اپ کرو۔شاہ میر نے ریان سے کہا جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔

دیکھتا ہوں فلحال تو اِن بچوں کو سنبھالنا ہے۔ریان نے کہا تو شاہ میر خاموش رہا۔

یار زر بتاؤنہ جس بزرگ کے لیے لڑکی سب سے لڑ رہی تھی وہ دیکھنے میں کیسی تھی اتنے دنوں سے پوچھ رہے ہیں پر تم بتا ہی نہیں رہے۔فرزان نے زرجان سے کہا جو موبائل میں گیم کھیل رہا تھا اس کی بات پہ باقی سب بھی زرجان کو دیکھنے لگے۔

چلتی پِھرتی قیامت تھی۔زرجان کے سامنے اس کا خوبصورت سراپا آیا تو بے ساختہ اس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔

اووو مطلب واقع کوئی بات تھی اُس میں اِس لیے تو زرجان میر تعریف کر رہا ہے اس کی بات پہ سب نے ہوٹنگ کر کے کہا تو زرجان نے شانے اُچکا دیئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

دو سال بعد!!!

وہ اپنی ارزاں ہوتی ذات کو سمیٹتے بس چلتی جا رہی تھی اس کو نہیں تھا پتا وہ کہاں تھی اور اب کہاں جا رہی تھی اس کے دماغ میں بس یہ بات گردش کر رہی تھی کے آج اُس نے اپنے باپ کا مان توڑ دیا تھا اس کے باپ نے جو اُس کو خود مختار اور سب سے نظرے ملنے کے قابل بنایا تھا آج اُس نے اپنے باپ کو جیسے نظریں جُھکانے پہ مجبور کر دیا تھا۔

تم جیسی لڑکیاں ہوتی ہے جو پہلے پارسائی کا لبادہ اُوڑھتی ہیں پھر چند جملے اور اٹینشن پہ پکے ہوئے پھلے کی طرح جھولی میں آ گرتی ہے۔

اس کے کانوں میں زہریلے الفاظ گونجے تو اس نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے تاکہ آوازیں آنا بند ہو جائے پر ایسا ممکن نہیں تھا آواز مسلسل آ رہی تھی بیچ سڑک پہ اس کو اپنے اُوپر کسی کی تمسخر اُڑاتی نظریں محسوس ہو رہی تھی تو کسی کی طنزیہ تو کسی کی ہمدردانہ نظریں کوئی اس کو دیکھ کر آپس میں چہ مگوئیاں کر رہا تھا تو کوئی نفرت سے نگاہ پھیر رہا تھا۔اپنے آپ سے جنگ لڑتی وہ لہرا کر نیچے روڈ پہ گر پڑی تھی شاید اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی یہ سب برداشت کرنے کی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

زرجان اپنی ہیوی بائیک لیے یونیورسٹی میں انٹر ہوا جہاں سب لڑکیوں کی نظر اس پہ ٹھیر گئی تھی جس سے وہ لاتعلق بن کر اپنی بائیک سے اٹھا اور چابیاں ہاتھوں میں لیتا تو کبھی ہوا میں اچھال کر اپنی مٹھی میں جکڑتا اس کا رخ اپنے ڈپارٹمنٹ کی جانب تھا مگر سامنے اپنے دوست کی بہن آتا دیکھ کر اس کا موڈ بُری طرح خراب ہوا تھا۔

ہائے ہنی کیسے ہو؟ عروہ نے ایک ادا سے بال جھٹک کر پوچھا جس پہ زرجان کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے وہ اِس وقت بلیک کلر کی گول گلے والی ٹی شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پینٹ میں اپنی صحرا انگیز پرسنلیٹی کے ساتھ ہر ایک کی نظر کا مرکز بنا ہوا تھا ایک ہاتھ کی کلائی میں ڈیجیٹل واچ پہنی ہوئی تھی تو دوسرے ہاتھ میں مختلف قسم کے بینڈز پہنے ہوئے تھے۔

تمہارے سامنے سہی سلامت تو کھڑا ہوا۔زرجان چہرے پہ سختی سموئے بولا۔

افففف ایک تو بلا کے ہینڈسم دوسرا یہ غصہ سچی جان نکال لیتے ہو۔عروہ ڈھیٹ پن سے مسکرا کر اس کے وجیہہ خوبصورت چہرے کو دیکھ کے بولی جہاں مسکراہٹ کا نام ونشان نہیں ہوتا خوبصورت چمکتی پیشانی پہ بل نمایاں ہوتے تھے تیکھی کھڑی ناک عنابی ہونٹ جو آپس میں باہم پیوست تھے جو اس کے ضبط کی نشاندھی کر رہے تھے۔عروہ کو وہ بس اپنے دوست فرزان کی وجہ سے برداشت کرتا تھا ورنہ اس کا بس چلتا تو وہ ایک منٹ نہ لگاتا اس کی عقل ٹھکانے لگانے میں۔

فضول گوئی ہو گئی ہے تو ہٹو۔زرجان اس کو تھکا دینے والے انداز میں سائیڈ پہ کرتا اپنے راستے چل دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اُس کی آنکھ کُھلی تو خود کو ہسپتال کے بیڈ پہ پایا چند پل تو وہ چت کو گھورتی رہی پھر نظر چاروں طرف گھمائی مگر سامنے اسٹول پہ شاہ ویر کو بیٹھا دیکھ کر اپنی جگہ دنگ رہ گئی تھی جو چہرے پہ دنیا جہاں کی فکر سجائے اس کو دیکھ رہا تھا۔

حیات اب کیسا فیل کر رہی ہو؟ شاہ ویر اس کو ہوش میں آتا دیکھ کر فورن سے بولا وہ اپنے آفس جا رہا تھا کیس کے سلسلے میں جب بیچ روڈ پہ اس کو ایک وجود بیہوش دیکھائی دیا تو وہ گاڑی سے اُتر کر آیا مگر سامنے گری ہستی کو دیکھ کر وہ کتنے پل اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا

جہاں حیات ہوش و حواس سے بیگانہ بیہوش پڑی تھی شاہ ویر فورن سے حیات کا نازک وجود بانہوں میں بھرتے اس کو ہسپتال لایا تھا تقریباً پانچ گھنٹے بعد اُس کو ہوش آیا تھا ڈاکٹر کے مطابق حیات نے کسی بات کا صدمہ لیا تھا اور یہ بات شاہ ویر کو سمجھ نہیں آئی کے حیات کس بات کا صدمہ لے سکتی تھی۔

زندہ لاش کی مانند۔حیات آنکھیں میچ کے بولی تو شاہ ویر تڑپ کے اس کو دیکھنے لگا جس کی آنکھ سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔

کیا بات ہے حیات ہم دوست ہیں مجھے نہیں بتاؤ گی۔شاہ ویر نے تحمل سے پوچھا

میرا سب کچھ برباد ہو گیا ویر سب کچھ۔حیات دھاڑ مار کر روتی ہوئی بولی شاہ ویر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا زندہ دل حیات کو اچانک سے کیا ہو گیا تھا۔

کچھ برباد نہیں ہوا حیات ایسا مت سوچو۔

تمہیں نہیں پتا ویر تمہیں کچھ نہیں پتا۔حیات اپنا سر نفی میں ہلاتی ہوئی بولی۔

پھر بولوں کیا بات ہے یقین کرو حیات بات جو بھی ہوئی ہمارے درمیان رہے گی۔شاہ ویر پُر یقین لہجے میں بولا تو حیات نے اس کی گولڈ شڈ آنکھوں میں دیکھا جس پہ وہ شاہ ویر پہ یقین کرنے پہ مان گئی۔

ویر میں جو کہوں گی تم اس پہ یقین تو ہو گا نہ مجھے غلط تو نہیں سمجھو گے؟ حیات نے رنجیدہ آواز میں کہا تو شاہ ویر کو تشویش ہوئی کے اصل بات ہے کیا۔

حیات اپنی ساری سوچ کو جھٹک دو میں تمہیں کبھی غلط نہیں سمجھو گا اور پہلی بات مجھے تم پہ اعتبار ہے۔شاہ ویر نے اس کو مان بخشا تو حیات کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔

یار حیات ڈونٹ۔شاہ ویر بے بس ہوتا بولا اس کا دل چاہ رہا تھا خود اپنے ہاتھ کے پوروں سے اس کے آنسو صاف کر کے پر وہ اپنی حدود سے واقف تھا اِس لیے ضبط کیے بیٹھا رہا۔

میرے کالج میں فیضان نامی لڑکا پڑھتا تھا۔حیات نے بتانا شروع کیا تو شاہ ویر کے سارے عضو وکان بن گئے تھے دل کی دھڑکن نے نئے رفتار پکڑ لی تھی۔

فیضان کی ریپو پورے کالج میں بُری ہے ایک دفع ہم ایکسپریمنٹ کے لیے لائبریری میں تھے تو اُس پنچ انسان نے وہاں بھی اپنا گھٹیا پن دیکھایا تھا ہماری کلاس فیلو تھی اس کو بار بار بہانے بہانے سے کبھی اس کا ہاتھ چھوتا تو کبھی کندھا ٹکراتا یہ بات میں نے نوٹ کی تھی پر میں بولی نہیں مگر کچھ دن بعد وہ لڑکی ڈین کی آفس پہنچ گئی فیضان کی شکایت لگانے جس پہ فیضان اپنی حرکت پہ مکر گیا جب اس سے پوچھ تاچھ ہوئی تو اُس نے کہا کسی

کو میرے سامنے لاؤ جو یہ بات کہے اس نے ایسا کرتے دیکھا ہے مجھے تمہارے ساتھ۔حیات بات کرتے کرتے سانس لینے کو رُکی۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

میں نے پورے کلاس کے سامنے فیضان کے روبرو آکر کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے ایک لڑکی کو نہیں جانے کتنی لڑکیوں کو حراس کرتے ہوئے تو وہ غصے سے آگ بگولہ ہوتا گالیاں بکنے لگا میں نے کوئی خاص توجہ نہیں دی آئے دن وہ مجھے بدلا لینے کی دھمکی دیتا رہتا تھا پر میرا ویسے بھی میڈیکل کا کچھ عرصہ تھا جو میں سکون سے پورا کرنا چاہتی

تھی اِس لیے ڈیڈ کو نہیں بتایا۔حیات اتنا کہہ کر خاموش ہوئی پھر شاہ ویر کو دیکھا جو سنجیدہ تاثرات لیے اس کو دیکھ رہا تھا۔

اُس بے غیرت انسان نے کیا کیا جو تم ایسے رو رہی ہو۔شاہ ویر کا لہجہ حد سے زیادہ برفیلا تھا حیات کا گلا خشک ہوا تھا شاہ ویر کا ایسا انداز دیکھ کر پر وہ اپنی حالت پہ قابو پاتی گلا تر کیے بولی۔

ایک ماہ پہلے میری ڈگری پوری ہو گئی تھی نہ میڈیکل کی ڈیڈ نے فائیو اسٹار ہوٹل میں میری خوشی کو سیلیبریٹ کیا تھا مجھے ڈاکٹر بنانا ان کا بچپن کا خواب تھا وہاں پہ فیضان نے میری کچھ پِک کلک کی تھی مجھے نہیں تھا وہ وہاں کیسے اور کیوں آیا ڈیڈ نے تو بس قریبی لوگوں کو انوائٹ کیا تھا اور سارا ہوٹل تو ڈیڈ نے بُک کروالیا تھا۔

حیات فار گاڈ سیک اصل بات پہ آؤ۔شاہ ویر نے پھر سے حیات کو چپ ہوتا دیکھا تو سامنے پڑی دوائیوں کو ہاتھ مار کر گرا کر طیش کے عالم میں دھاڑ کر بولا حیات سہم کر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

اُس نے میری اور اپنی پکچر ایڈیٹ کی جس میں، میں بہت قریب ہوں اُس کے۔حیات آنکھ میچ کر بولی جب کی آنسو کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا تھا اور اس کے سرخ

رخساروں پہ بہہ رہے تھے۔شاہ ویر ساکت سا حیات کو دیکھنے لگا جو پوری طرح بکھری ہوئی تھی۔

صبح میں اپنی فرینڈس کو ٹریٹ دینے والی تھی جب فیضان اپنے دوستوں کے ساتھ آیا اور ہمارے پاس آکر سب کے سامنے وہ پکچرز پیش کر کے میرے کردار کی مشکوک قرار دیا سب لوگ مجھے جن نظروں سے دیکھ رہے تھے میرے لیے وہ ڈوب مرنے کا مقام تھا اب جب وہ تصویریں کسی اور یا ڈیڈ کے پاس جائے گی تو کیا منہ دیکھاؤں گی ڈیڈ کو وہ کتنا ایمبریس ہوگے۔حیات روتے ہوئے بولی تو اچانک اس کی نظر شاہ ویر کے ہاتھوں پہ پڑی۔شاہ ویر حیات کی بات سن کر اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچے کھڑا تھا جس سے اس کے گورے ہاتھوں کی سبز رگیں اُبھری پڑی تھی جو اُس کے اشتعال کا پتا دے رہی تھی حیات کا وجود ایک پل کو لرز اٹھا تھا۔

حیات کیا تمہیں میر ماموں اتنے کمزور لگتے ہی یا ہم اتنے گئے گزرے ہیں کے ٹکے ٹکے کے لوگ ہماری عورتوں کو دھائے گے اور ہم بس تماشائی کا رول پلے کریں گے۔شاہ ویر نے کہا تو حیات کچھ نہ بولی وہ اُس کو کیا بتاتی اگر ایک لڑکی کے کردار پہ کوئی داغ آجاتا ہے تو وہ بے قصور ہو کر بھی قصوروار ٹھیرتی ہے اپنے ماں باپ پہ بوجھ بن جاتی ہے۔

حیات تمہارے آنسو اتنے بے مول نہیں جو تم اُن کو فضول میں ضائع کرو۔ شاہ ویر نے اِس بار نرمی سے کہا۔

ڈیڈ کو بتاتی تو وہ فیضان کا وہ حال کرتے کے لوگ عبرت لیتے پر بات یہ ہے کے میں ان کو پریشانی میں نہیں ڈال سکتی۔ حیات نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اپنا حلیہ درست کرو ہم گھر جا رہے ہیں۔ شاہ ویر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

مجھے میں ہمت نہیں گھر والوں کا سامنا کرنے کی۔ حیات سر جھکا کر بولی۔

تم نے ایسا کچھ نہیں کیا جس میں تم گھر والوں کے سامنے شرم محسوس کرو اور دوسری بات اپنا سر ہمیشہ اونچا کیے رکھو۔ شاہ ویر نے کہا تو حیات نے تشکرانہ نظروں سے اس کو دیکھا جس نے اس کو سنبھال لیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مرجان نے اب شاہ میر کے ساتھ آفس جانا شروع کر دیا تھا اس کو آفس جوائن کیے ایک سال ہو گیا تھا وہ ابھی ایک اہم میٹنگ سے فارغ ہوتا اپنے کیبن میں بیٹھا تھا جب دھڑام سے دروازہ کھول کر شاہ ویر کیبن میں داخل ہوا تھا کیبن کا دروازہ ایسے کُھلنے پہ مرجان کی پیشانی شکن آلود ہوئی تھی مگر شاہ ویر کو دیکھ کر اس کے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے۔

خیر تو ہے اِیسے جلاد بن کر کیونکہ اینٹری ماری ہے۔ مرجان اپنی جگہ سے اٹھتا شاہ ویر سے ملنے کے لیے آگے بڑھا پر شاہ ویر نے ایک زوردار مکہ اُس کے چہرے پہ مارا مکہ اتنا زور کا تھا کہ مرجان کو اپنا جبڑا ٹوٹتا محسوس ہوا۔

کیا حرکت ہے یہ دوستی اپنی جگہ ایک سال بڑا ہوں میں تم سے۔ مرجان اپنے چہرے کی سائیڈ پہ ہاتھ رکھتا شاہ ویر کو گھور کر دیکھ کر بولا جس کی آنکھیں آگ برسا رہی تھی۔ شاہ ویر مرجان کی بات کا جواب دیا بنا دوسرا مکہ اس کے منہ پہ مارا تو مرجان تلملا اٹھا تیسری بار بھی اس نے مرجان پہ وار کرنا چاہا پر مرجان بیچ میں ہی روک دیا۔

منہ سے کچھ پھوٹوں گے بھی یا بس ہاتھوں کا استعمال کروگے۔ مرجان نے کہا تو شاہ ویر نے نفرت سے سر جھٹکا اور کیبن میں چکر کاٹنے لگا مرجان عجیب نظروں سے اس کو دیکھتا اپنا چہرہ صاف کرنے لگا جب کی ایک گال بُری طرح سوجھ چُکا تھا۔

میں نے کہا تھا مرجان کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ بُرا مت کرو یہ دنیا گول ہے جو تم آج کروگے وہی گھوم پِھر کر کل تمہارے پاس لوٹ آئے گا۔ شاہ ویر کی آواز پوری کیبن میں گونجی تھی مرجان کا حرکت کرتا ہاتھ ایک لمحے کو رُکا تھا دل کی حالت عجیب ہوئی تھی۔

کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ مرجان خود پہ قابو کیے بولا۔

بچے نہیں تم بھول گئے تم سالوں پہلے تم نے کیا کیا تھا؟ شاہ ویر اس کی بات سن کر طنزیہ انداز میں بولا۔

پُرانی بات کرنے کا کیا فائدہ بھول جاؤ۔ مرجان نے کہا پر خود وہ ایک پل کے لیے بھی نہیں بھولا تھا۔

یہی تو المیہ ہے ہم انسانوں کا دوسروں کے ساتھ بُرا کر کے ہم بھول جاتے ہیں یہ نہیں سوچتے کے ہم سے اِس بات کا حساب لیا جائے گا ہم اگر کسی کے ساتھ بُرا کرتے ہیں نہ تو بھلے ہی ہم بھول جائے پر اللہ نہیں بھولتا وہ اُس چیز کا حساب ہم سے ضرور لیتا ہے اپنے بندوں کے ساتھ وہ ناانصافی کبھی نہیں کرتا اور نہ ان کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو معاف کرتا ہے جب تک سامنے والا خود نہ کریں۔ شاہ ویر نے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر کہا۔

یہ آج تمہیں کہاں سے یہ بات یاد آئی ہے جو مجھے شرمندہ کرنے آگئے۔ مرجان نے پانی کا گلاس لبوں پہ لگا کر پوچھا۔

یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے مرجان جو کل تم نے کسی لڑکی سے ساتھ کیا تھا اُس سے زیادہ بُرا آج تمہاری بہن کے ساتھ ہوا ہے۔ شاہ ویر کی بات پہ مرجان نے اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم حیات کا کیا ذکر اِن سب میں۔ مرجان غرا کر بولا۔

تمہیں نہیں پتا آج وہ کس فیز سے گزری ہے اگر میں اس کو نہ سنبھالتا نہ تو کوئی بعید نہیں تھا وہ اپنے ساتھ کیا کر گزرتی۔ شاہ ویر اس کا ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتا بولا۔

صاف صاف بات کرو۔ مرجان کا دل کسی انہونی کے احساس سے دھڑک اٹھا تھا شاہ ویر نے ایک نظر اس کو دیکھا پھر سارا کچھ بتا دیا جس کو سنتے مرجان کا دل کیا اپنا قتل کردے اُس کی انجانے میں کی گئی غلطی کا خمیازہ اس کی بہن کو بھگتنا پڑ رہا تھا اس کو اپنے وجود سے گھن آئی۔

حیات کچھ دنوں بعد ٹھیک ہو جائے گی پر ایک بات اس کے دماغ پہ نقش رہے گی جو آہستہ آہستہ مٹ جائے گی پر تم نے مرجان پیار کے نام پہ کسی کا دل ریزہ ریزہ کر دیا تھا کسی کے کردار کی دھجیاں بکھیر دی تھی ایک پل کو نہ سوچا وہ کیا کرے گی کیسے خود کو سنبھالے گی۔ شاہ ویر نے اپنے دل کا سارا غبار نکالا۔

میں اچیور لڑکا تھا دوستوں کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔ مرجان شرمندگی کے احساس سے بس اتنا ہی بول پایا۔

وہ بھی کچی عمر کی لڑکی تھی لڑکیاں تو اور نادان نا سمجھ نازک مزاج کی ہوتی ہیں ان کو پھولوں طرح رکھا جاتا پر تم نے اس کا وجود کانٹوں سے لہولہان کر دیا تھا پر تو اُس کی کوئی

خبر ہی نہیں ملی۔شاہ ویر نے اُس کو اُس کا بھیانک روپ دیکھایا جس سے وہ خود سے
نظریں ملانے کے قابل نہ رہا تھا پہلے جو پچھتاوا تھا اب زہر کی طرح اس کے جسم میں
پھیل رہا تھا جواب شاید معافی ملنے کے بعد ہی ختم ہونا تھا۔

کوئی آیت مل جائے ایسی
میں ورد کروں،اور توں مل جائے

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

زندہ ہونے کے لیے سانس،خوش رہنے کے لیے وجہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے مگر بعض
دفع یہ دونوں چیزیں ہو تو بھی انسان محسوس نہیں کر پاتا سانس تو آتی ہے اُس کو پر خود کو
زندہ تصور نہیں کر پاتا،خوش ہونے کی وجہ ہو بھی تو بھی وہ وجہ اس کو خوش ہونے نہیں
دیتی کیونکہ کبھی کبھی انسان ویسے نہیں ہوتا جیسے نظر آتا ہے اصل خوشی کا تعلق دل
سے ہوتا ہے اگر دل خوش ہو تو چھوٹی وجہ بھی بڑی خوشی دے ڈالتی ہے مگر جب دل
خوش نہ ہو تو بڑی وجہ تھوڑی خوشی بھی نہیں دے پاتی۔

کیوں پریشان کر رکھا ہے سب کو؟ماہا اپنی سوچو میں غلطان تھی جب اس کی پانچ منٹ
بڑی بہن دندناتی اس پہ سر پہ نازل ہوئی۔

میں نے کسی کو پریشان نہیں کیا۔ماہا بے تاثر لہجے میں کہتی راکنگ چیئر سے اُٹھ کر کتابوں کی ریکس کے پاس کھڑی ہو کر ترتیب شدہ کتابوں کو اور ترتیب سے رکھنے لگی خود کو بس مصروف ظاہر کرنا تھا۔

ماہا تم جانتی ہو ڈیڈ دو سالوں سے اپنے فرینڈ کے ساتھ مل کر اپنا بزنس پاکستان سیٹل کروا رہے ہیں وہ اب پاکستان میں اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو تم کیوں رکاوٹ بن رہی ہو۔ملیحہ نے جھنجھلا کر اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر کہا جہاں ویرانی کے سوا کچھ نہیں تھا وہ دونوں تھی تو جڑواں پر ملیحہ قد کے لحاظ سے اس سے کچھ لمبی تھی چہرے کے نین نقش بھی بہت الگ تھے ملیحہ کی آنکھوں کا رنگ بھورا تھا پتلی ستوان ناک اور بھرے بھرے سرخ گال کی حامل پرکشش لڑکی تھی جب کی اُس کے برعکس ماہا گہری سفید رنگت کی مالک تھی آنکھوں کا رنگ اُس کا بھی بھورا تھا جہاں اب وہ عینک کا استعمال کرتی تھی تو مزید خوبصورت لگتی تھی اور سیم بالوں کا کلر بھی بھورا تھا ستوان ناک جہاں نوز پن پہنی ہوئی تھی سرخ انار جیسے گال جہاں گہرے ڈمپلز پڑتے تھے اور چھوٹے گلابی ہونٹ جب کی ٹھوری کے نیچے سائیڈ پہ اس کو تِل تھا۔وہ مناسب قد کی انتہا کی خوبصورت لڑکی تھی اُپر سے چہرے پہ ہر وقت سنجیدگی چھائی رہتی جو کی نئی تھی ورنہ وہ ملیحہ کی طرح شوخ مزاج چنچل سی لڑکی تھی پھر ریان کے زیادہ لاڈ پیار کی وجہ

سے وہ مغرور اور خود سر بنا دیا تھا پر کچھ عرصے سے وہ بس اپنے آپ میں مگن رہتی تھی جس سے سب گھر والے پریشان رہتے تھے شروع شروع میں تو سب نے جاننے کی کوشش کی تھی پر ماہا نے کچھ بتایا نہیں تو اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دیا تھا پر ملیحہ نے نہیں اُس نے تنگ کر رکھا اور ایک دن طیش میں آ کر ماہا نے ساری کچھ بتا دیا تھا جس پہ ملیحہ کو افسوس ہوا کہ اس نے کیوں ضد کرکے ماہا سے پوچھا کیونکہ بتانے کے بعد ماہا کی حالت بُری ہو گئی تھی۔ماہا ہر وقت پڑھتی رہتی تھی کبھی کوئی کتاب تو کبھی کوئی اُس کو پڑھنے کا بہت شوق تھا پر ملیحہ کو نہیں وہ لنڈن جیسے ملک میں رہنے کے باوجود بھی بس ایف اے کیا تھا۔

میں رکاوٹ نہیں بن رہی۔ماہا نے فورن سے کہا

تمہیں کیا مسئلا ہے پاکستان جانے سے تم نہیں چل رہی اِس لیے ڈیڈ بھی نہیں جا پا رہے وہ اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتے تمہیں یہاں۔ملیحہ نے دانت پیس کر کہا

نہیں میں اکیلے رہ سکتی ہوں۔ماہا نے دو ٹوک انداز اپنا کر کہا

ماہا ڈیڈ ہم میں سے سب سے زیادہ پیار تم سے کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے امتحان بن رہی ہو۔ملیحہ نے اس کو ڈپٹ کر کہا۔

مجھے پڑھنا باہر جاؤ۔ماہا نے بغیر لحاظ کیے کہا

پانچ منٹ بڑی ہوں تم سے یہ عزت ہے میری تمہاری نظروں میں۔ملیحہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر لڑاکا انداز میں کہا۔

اگر چاہتی ہو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر باہر دروازے کے پاس کر کے دروازہ تمہارے منہ پہ بند نہ کروں تو شرافت سے خود ہی چلی جاؤ۔ماہا نے بازوں سینے پہ باندہ کر کہا تو ملیحہ اس کو گھور کر دیکھتی کمرے سے باہر نکل گی اُس کے جانے کے بعد ماہا گرنے کے انداز سے بیڈ پہ بیٹھ گئ۔

اور اب تنہائی میں راحت،

اور محفلوں میں اکتاہٹ سی ہوتی ہے

❤❤❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ آپ یہاں مجھے بُلا لیا ہوتا۔حیات جو بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی دروازہ نوک ہونے پہ شاہ میر کو آتا دیکھا تو سیدھی ہو کر بیٹھ کر بولی۔

کیوں جی میں اپنی ڈول کے پاس نہیں آسکتا؟شاہ میر مصنوعی غصہ دیکھا کر بولا تو حیات کے چہرے پہ ایک دن بعد مسکراہٹ آئی تھی۔

بلکل آسکتے ہیں۔حیات شاہ میر کے سینے سے لگتی ہوئی بولی۔

میرا بچہ کجھ پریشان ہے۔شاہ میر نرمی سے اس کے بال سہلا کر بولا۔

نہیں تو۔حیات نے خود پہ ضبط کیے کہا۔

توں پھر دو دن سے کمرے میں کیوں قیام پزیر ہے۔شاہ میر نے چھیڑا۔

ایسے ہی بس سوچا تھوڑا آرام کروں۔حیات نے بہانا بنایا پر شاہ میر مطمئن نہیں ہوا۔

حیات تم میرا دل ہو اِس لیے جو بھی بات ہو مجھے بلا جھجھک بتا دیا کرو۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

ہائے یہ بات اگر آپ مما کے سامنے کرتے تو کیا بات ہوتی۔حیات نے شرارت سے کہا تو شاہ میر نے اُس کو گھورا۔

وہ میرے دل کی دھڑکن ہے اِس لیے تم زیادہ چالاکی مت دیکھانا۔شاہ میر نے وارن کیا۔

لیں جی کچھ بھی ہو پر آپ یہ بات ظاہر ضرور کر دیتے ہیں کے مما آپ کو سب سے زیادہ عزیز ہے۔

بلکل کیونکہ ان کی وجہ سے ہی تو آپ یہاں ہو۔شاہ میر نے اعتراف کیا۔

کیا ڈیڈ دل رکھنے کے لیے ہی کہا ہوتا کہ نہیں میری حیات تم ماہ سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔حیات منہ بنا کر بولی۔

ڈرامے باز۔شاہ میر نے اس کے گال کھینچے

ڈیڈ دھڑکن نہ ہو تو دل کسی کام کا نہیں ہوتا سارا کام تو دھڑکن کا ہوتا ہے وہ اگر رُک جائے تو بس سب ختم۔ حیات نے بڑی سنجیدگی سے کہا

میں نے تمہیں میڈیکل کی پڑھائی اِس لیے نہیں کروائی کے تم مجھے سائنس پڑھانے لگو۔ شاہ میر اس کی بات پہ تپ کے بولا جس پہ حیات ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہوئی۔ تو شاہ میر نے کہا

تمہارا کہا بھی سہی پر دل ہوتا ہے تبھی تو دھڑکن ہوتی ہے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بات ہو سکتی ہے۔ مہرین نے ماہا کے کمرے میں آکر سنجیدگی سے کہا۔

شیور موم۔ ماہا جو لکھنے میں مصروف تھی مہرین کی آواز سن کر رجسٹری بند کیا ساتھ میں آنکھوں میں پہنے گلاسس بھی اُتار کر سائیڈ ٹیبل پہ دراز میں رکھے۔

ریان ہمیں پاکستان لیکر جانا چاہتا ہے تمہاری وجہ سے رُکا ہوا ہے اپنی ضد چھوڑو ہمارے ساتھ چلو۔ مہرین نے کہا تو ماہا کے چہرہ پہ اذیت بھری مسکراہٹ آئی۔

میں کس سے کہوں حال دیدہ نم کا

میرے دکھ سے آگاہ میری ماں بھی نہیں

تو آپ لوگ جائے میری وجہ سے کیوں رکے ہوئے ہیں۔ماہا نے سادہ لہجے میں کہا۔

پاگل ہو یہاں کس کے بھروسے پہ ہم تمہیں چھوڑ کر جائے۔مہرین سخت لہجے میں بولی۔

اللہ کے بھروسے۔ماہا نے کہا

وہ تو سہی ماہا پر تم بات کو سمجھو ریان نے ہماری وجہ سے اپنے آپ کو بھلا دیا ہے اُس کا دل تو سالوں سے پاکستان رہنے پہ تھا پر انکل نہیں مانے پھر جب ان کا پاکستان رہنے پہ آیا تو ریان تم تینوں کی وجہ سے نہیں گیا اب ہمیں بھی اُس کے لیے کچھ کرنا چاہیے نہ۔مہرین اب کی کچھ نرم ہوئی۔

آپ کی ہر بات سے میں اتفاق کرتی ہوں پر موم میں پاکستان ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ماہا اپنی بات پہ قائم رہی۔

ہمیشہ اپنے بارے میں نہیں سوچا جاتا زندگی میں کبھی کبھی اپنوں کی خوشیوں کے لیے بھی سوچنا ہوتا ہے۔مہرین نے پھر کہا۔

وقت چاہیے مجھے آپ لوگ جائے ایک دو ویک بعد میں آجاؤں گی۔ماہا نے نیم رضامندی دی۔

ساتھ چلنے میں کیا قباحت ہے؟

قباحت کوئی نہیں بس اکیلا رہنا چاہتی ہوں آپ بس میری اِس بات پہ ڈیڈ کو کنوِنس کریں میرا وعدہ ہے میں بھی آؤں گی پھر۔ ماہان کی بات پہ بولی تو مہرین نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

خیر ہے اپنے ہی آپ کیوں مسکرایا جا رہا ہے؟ مہر ماہ ٹیرس پہ بیٹھے شاہ میر کو چائے کا کپ دیتی ہوئی مشکوک نظروں سے دیکھ کر بولی اور خود بھی پاس والی چیئر پہ بیٹھی صبح کا وقت کا تازی تازی ہوا جسم کو سرور بخش رہی تھی۔

خیر ہی ہے آپ کو پتا ہے ریان کا فون آیا تو بتا رہا تھا جلدی ہی وہ یہاں آنے والا ہے۔ شاہ میر نے مہر ماہ کو دیکھ کر مسکرا کر بتایا۔

یہ تو اچھی بات ہے۔ مہر ماہ نے شاہ میر کو خوش دیکھ کر کہا

ہاں نہ۔

شاہ۔ مہر ماہ نے پُکارا

جی۔ فورن سے جواب حاضر ہوا۔

تم نے بس ایک دوست کیوں بنایا؟ مہر ماہ کے دماغ میں چلتا سوال زبان پہ آیا۔

ایسے ہی بس زیادہ لوگوں سے دوستی کرنے کا کیا فائدہ بس ایک حد تک ان سے بات کرنا ٹھیک ہے۔

حضرت علی کا فرمان ہے!

ہزار دوست بنانے سے اچھا ہے ایک ایسا دوست بناو جب ہزار ساتھ نہ بھی ہو تو ایک ہمیشہ ساتھ رہے۔

شاہ اتنا کہہ کر چائے کا گھونٹ پینے لگا، مہرماہ بس اس کو دیکھتی رہی۔

سہی کہا مطلب تمہیں بچپن سے ہی اندازہ تھا کے ریان تمہارا اچھا دوست ثابت ہو گا؟ مہرماہ نے دوسرا سوال داغا۔

بلکل ہماری دوستی کی شروعات میں پہل اُس نے کی تھی ورنہ میں جس مزاج کا تھا بچے زیادہ تر مجھ سے ڈرتے تھے۔ شاہ میر اتنا کہہ کر ہنس پڑا تو مہرماہ مسکرا دی شاہ میر نے اپنی بات دوبارہ سے شروع کی۔

ریان بچپن میں بہت شرارتی ہوتا تھا ایک پل بھی سکون سے نہیں بیٹھتا تھا پڑھائی تو اُس کے ماں باپ نے زبردستی کروائی ورنہ اُس نے کتابوں کی شکل بھی نہیں دیکھنی تھی ایسے ہی پھر میری سنجیدگی دیکھ کر اُس نے پورے اِسکول کو چھور کر میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا جو میں نے پہلے تو نہیں بعد میں تھام دیا۔ شاہ میر نے اپنی بات ختم کی۔

بہت گہری دوستی معلوم ہوتی ہے۔ مہرماہ سر جھٹک کر کہتی چائے پینے لگی۔

ہماری محبت گہری ہے یہ تو کبھی نہیں کہا آپ نے۔ شاہ میر کو تو جیسے موقع مل گیا۔

شاہ اِس عمر میں بھی تمہیں اظہارِ محبت سننا ہے۔مہرماہ کو شاہ میر کی بات پہ جیسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

ہر بات پہ عمر کو بیچ میں نہ لایا کرے دوسرا محبت،اظہار،کی کوئی عمر نہیں ہوتی یہ چیزیں انسان کو ہر عمر میں چاہیے ہوتی ہے خاص طور پہ اُس اِنسان سے جسے آپ بہت چاہتے ہو۔شاہ میر نے سنجیدہ ہوکر کہا تو مہرماہ اپنا سر دائیں بائیں ہلانے لگی۔

ایک تو آپ پہ میری بات کا اثر نہیں ہوتا۔شاہ میر چائے کا کپ رکھتے بدمزہ ہوکر بولا مہرماہ کو شاہ میر کی شکل دیکھ کر ہنسی نکل گئ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

بھائی مجھے ہوسپٹل چھوڑ آئیے گا۔حیات سیڑھیوں سے اُترتی مرجان سے بولی جو ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔مرجان نے حیات کو دیکھا تو خود کو اُس کا مجرم سمجھنے لگا بے ساختہ اُس کی نظریں شرمندگی کے مارے جھک گئ تھی۔

بہن کو جواب تو دو۔شاہ میر جو آفس جانے کے لیے تیار تھا مرجان کو حیات کی بات کا جواب نہ دیتے دیکھا تو ٹوک کر بولا۔

سوری ڈیڈ،حیات میں بس تیار ہوکر آتا ہوں پھر چلتے ہیں۔مرجان شرمندہ ہوتا پہلے شاہ میر پھر حیات سے بولا تو وہ کندھے اُچکا کر زرجان کے برابر بیٹھ گئ جو فری فائیر گیم کھیل رہا تھا

تمہاری پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟حیات نے پوچھا۔

ٹھیک۔زرجان نے مختصر جواب دیا۔

پڑھائی میں مدد چاہیے تو میں حاضر ہو۔حیات نے پیش کش کی تو شاہ میر مسکرایا پھر مہرماہ سے لیپ ٹاپ بیگ لیتا وہاں سے نکلتا باہر جانے لگا تو مہرماہ بھی اس کی تقلید میں چلنے لگی تاکہ باہر تک چھوڑ آئے۔

میں بزنس پڑھ رہا ہوں اور آپ میڈیکل کی اسٹوڈنٹ رہ چکی ہے۔زرجان نے گیم کھیلتے ہوئے جواب دیا۔

تو کیا ہوا میں حیات ہوں اور حیات کو سب آتا ہے۔حیات نے فرضی کالر اکڑائے۔

اور میں زرجان میر ہوں زرجان کو سب کرنا آتا ہے بنا کسی کی مدد کے۔زرجان نے دوبدو جواب دیا۔

ایک دن تو ایسا ہو گا نہ جو تم اکیلے نہیں کر سکوں گے کچھ کسی کا ساتھ ضرور ہو گا جس کی تمہیں چاہ ہو گی مدد کے لیے۔حیات نے بغور اُس کا چہرہ دیکھ کر کہا جو تھا تو اُس کے جیسے مگر عادات میں زمین آسمان کا فرق تھا

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔زرجان گیم جیت کر اب ریلیکس سا صوفے سے پشت ٹکا کر بولا۔

ایسا ہو گا کیونکہ ایسا ہر کسی کے ساتھ ہوتا ہے خاص طور پہ اُن لوگوں کے ساتھ جن کو لگتا ہے وہ اکیلے سب کچھ کر سکتے ہیں۔حیات نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا پر اِس بار زرجان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اپنا خیال رکھنا اور کوشش کرنا جلدی آنے کی مجھے پریشانی لگی رہے گی تمہاری طرف سے۔ریان ماہا کو اپنے ساتھ لگائے مسلسل سمجھا رہا تھا آج ان کی پاکستان جانے کی فلائٹ تھی اور ماہا ان کو سی آف کرنے آئی تھی ریان تو ماہا کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا پر مہرین نے اُس کو جیسے تیسے کر کے سمجھا دیا تھا جِس سے ریان نا چاہتے ہوئے بھی ان کی بات مان گیا۔

آپ بے فکر رہے ڈیڈ میں اپنا ڈھیر سارا خیال رکھوں گی۔ماہا نے ان کو مطمئن کرنے کی خاطر کہا۔

آپی مجھے تو آپ بہت یاد آئے گی۔ولی ماہا کے گلے ملتے بولا تو وہ مسکرا دی۔

میں بھی تمہیں یاد کروں گی۔ماہا نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا۔

اچھا اب یہ سین ہو گیا تھا چلیں فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ملیحہ نے ان کو وقت کا احساس کروانا چاہا۔

کھانا باہر سے نہیں کھانا بیمار پڑ جاتی ہو تم۔مہرین نے فکر مند ہوتے کہا تو ملیحہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔ماہا نے ایک نظر ملیحہ پہ ڈالی پھر کہا۔

میں سب آپ کے کہے مطابق کروں گی ابھی آپ لوگ جائے فلائٹ نہ مس ہو جائے مس ملیحہ بے چین ہوئی پڑی جیسے جانے کیا خزانہ ہے وہاں اُس کا۔آخر میں ماہا نالہجہ طنزیہ ہو گیا جس سے ملیحہ نے نفی میں سر ہلایا پھر وہ سب چلے گئے تو ماہا بھی گھر لوٹنے کے لیے وہاں سے چلی گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

زرا اپنے نوٹس تو دینا۔فرزام نے زرجان سے کہا۔

تمہارے اپنے کہاں ہیں۔؟زرجان نے نوٹس پکڑا کر سوال کیا۔

کل میری اور عروہ کی لڑائی ہوئی تھی تو اُس نے پھاڑ دیئے۔فرزام نے آرام سے بتایا۔

تم اور تمہاری بہن کی حرکتیں تو بلکل بچوں جیسے ہی ہیں۔ان کا دوست احتشام بولا تو فرزام ہنس دیا۔

بس کیا کریں اللہ نے بہن دی ہے تو بھگتنی پڑے گی۔فرزام معصوم شکل بنائے بولا

ویسے تم دونوں کو پتا ہے ہمارے بزنس ڈپارٹمنٹ کے سر بدل گئے ہیں۔احتشام کو اچانک یاد آیا تو کہا۔

کیا ہو گیا ہے ان کو جو بدل گئے ہیں؟زرجان کو اُس کی بات سمجھ نہیں آئی۔

NEW ERA MAGAZINE

ہوا کچھ نہیں بس سر جابر نے اپنا ٹرانسفر دوسری یونی کروایا ہے جس سے ہماری دو دن بزنس مینجمنٹ کی کلاس نہیں ہو گی۔احتشام نے بتایا۔

تو کیا کوئی نیا استاد ہو گا۔فرزام نے پوچھا۔

ہاں شاید۔احتشام نے کہا۔

اچھا اب کلاس کا وقت ہو گیا ہے اندر چلو سر جو ہو گا نیا دیکھا جائے گا۔زرجان اپنے ہاتھ کی گھڑی میں وقت دیکھتا ہوا بولا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شاہ میر مرجان اور حیات کے ساتھ ریان اور اس کی فیملی کو ریسیو کرنے آیا تھا جبھی وہ اُس کو آتے دیکھے تو شاہ میر مسکرا کر ان کی طرف بڑھا۔

ویلکم بیک ٹو پاکستان۔شاہ میر ریان کے گلے ملتا خوشگوار لہجے میں بولا جب کی حیات مہرین اور ملیحہ سے ملنے لگی اور مرجان ولی سے۔

زرجان نہیں آیا؟

ماہا نہیں آئی کیا؟

شاہ میر اور ریان یک زبان ہو کر بولے تو باقی ان کو حیرت سے دیکھنے لگی شاہ میر نے ریان کو دیکھا پھر وہ دونوں بھی ہنس پڑے۔

ماہا ایک دو ہفتے بعد آ جائے گی۔ریان نے بتایا۔

زر ریسیو کرنے آتا پر اُس کو اپنے فرینڈز کے ساتھ برتھ پارٹی میں جانا تو میں نے اُس سے کہا نہیں۔ شاہ میر نے زر جان کے نہ آنے کی وجہ بتائی۔

ابھی ہمارے گھر چلو۔ شاہ میر نے ڈرائیور سے کہہ کر ان کا سارا سامان گاڑی کے اندر رکھنے کا کہہ کر ریان سے بولا۔

نہیں میر ہم نے تو گھر دیکھ لیا ہے وہاں جانا ہے سب تیاریاں کر کے آئے ہیں ہم۔ ریان نے مسکرا کر بتایا۔

کس ڈیفینس میں گھر لیا ہے؟ شاہ میر نے پوچھا

تمہارے بغل والے علاقے میں ہی گھر لیا ہے۔ ریان شاہ میر کے کندھے سے کندھا ٹکرا کر بولا تو شاہ میر نے گھور کر اُس کو دیکھا جس نے اِس عمر میں بھی شوخیاں نہیں کی تھی ختم جب بچے سارے اور مہرین نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا تھا۔

یہ تو اچھی بات ہے آنا جانا لگا رہے گا آپ ابھی نہیں چل رہے پر ہمارے گھر دعوت پہ تو آپ سب کو آنا ہی ہو گا۔ مرجان نے پہلی بار ان کی گفتگو میں حصہ لیا۔

ضرور ایسے سنہرے موقعے ہم نہیں چھوڑتے۔ ریان نے مرجان کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

ڈیڈ گھر چلیں اتنا لمبا سفر کیا ہے تھکاوٹ ہو رہی ہے۔ ملیحہ نے سب کی توجہ اپنی جانب مبزول کروائی۔ مرجان اُس کی آواز پہ ایک نظر اُس کو دیکھا پر دیکھ کر بے ساختہ ٹھٹک گیا اپنا وہم سمجھ کر مرجان نے اپنا دھیان دوسری طرف کرنا چاہا مگر ناکام رہا۔

آپ نے کونسا لمبے سفر میں پلین کو تھکا دے کر یہاں پہنچایا ہے۔ ولی نے ملیحہ کو چھیڑا۔

ابھی مجھے میں انر جی نے بعد میں اِس کا جواب سود سمیت دوں گی۔ سب کو ہنستا دیکھ کر ملیحہ نے دانت پیس کر دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو ولی کو چپ لگ گئ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ویر کن سوچوں میں گم ہو۔ سارہ بیگم شاہ ویر سے پوچھا جس کے سامنے کافی دیر چائے کا کپ ٹھنڈا ہو گیا تھا پر شاہ ویر کو احساس ہی نہیں ہوا تھا۔

دادو آپ سے ایک بات کرنی تھی۔ شاہ ویر ان کی بات پہ چونکا پھر سنبھل کر بولا

کہو کیا بات ہے؟ سارہ بیگم نے محبت سے پوچھا

آپ موم ڈیڈ سے کہیں نہ کے وہ میری شادی کروا دے۔ شاہ ویر بنا لگی لپیٹی کے بولا تو سارہ بیگم حیرانکن تاثرات سے اُس کا چہرہ دیکھنے لگی ان کو لگا شاہ ویر مذاق کر رہا ہے پر اس کے چہرے پہ سنجیدگی دیکھ کر وہ گہری سانس بھر کر رہ گئ۔

یہ تمہیں شادی کا خیال کہاں سے آیا تمہارے باپ کو تو میں لڑکیوں کی تصویریں تھماتی تھی تب بھی راضی نہیں ہوتا تھا۔سارہ بیگم نے شاہ ویر کا کان پکڑ کر استفسار کرنے لگی۔

دادو یار آپ کا بیٹا صابر تھا پر پوتہ نہیں۔شاہ ویر دانتوں کی نمائش کرتا بولا تو سارہ بیگم کچھ مشکوک ہوئی۔

لڑکی دیکھ رکھی ہے کیا؟سارہ بیگم نے سوال کیا۔شاہ ویر اُس سے پہلے نام لیتا مہرماہ اندر داخل ہوئی جسے دیکھ کر سارہ بیگم خوشی سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ گھر پاس ہونے کے باوجود بھی مہرماہ کم ہی گھر آتی تھی ان سے ملنے۔

کیسی ہیں امی جان ؟مہرماہ مسکرا کر ان سے مل کر پوچھنے لگی۔

میں ٹھیک تم کیسی ہو۔سارہ بیگم اس کا ماتھا چومتی پوچھنے لگی۔

میں بھی فٹ۔مہرماہ نے جواب دے کر شاہ ویر کی طرف رخ کیا۔

تم یہاں کوئی کیس نہیں کیا آج؟مہرماہ نے شرارت سے پوچھا تو شاہ ویر مسکرا دیا

پھپھو جان کیسس تو بہت ہے آخر کو آپ کا بھتیجا ایک قابل وکیل ہے وہ تو بس میں نے آج آف لیں رکھا ہے۔شاہ ویر بالوں میں ہاتھ پھیرتے بولا۔

اچھا کیا میں نے دیکھ لیا تم نے ورنہ تمہیں تو توفیق نہیں ہوتی اپنی اکلوتی پھپھو سے ملنے کی۔مہرماہ نے شکوہ کناں انداز میں کہا۔

میں تو ملنے آٹپکوں پر آپ کے شوہر نامدار ایسے دیکھتے ہیں جیسے میں نے ان سے قرض لے رکھا ہو۔شاہ ویر نے اپنا دامن صاف کیا۔

شاہ تو بس اِس لیے ایسا کرتا ہے کیونکہ تم اس کی موجودگی میں زیب کی طرح مجھ سے چپکتے ہو۔مہرماہ فورن سے شاہ میر کے حق میں بولی۔

میں تمہارے لیے کجھ کھانے کو لاتی ہوں۔سارہ بیگم اُٹھتی ہوئی بولی۔

میں کجھ کھانے نہیں آئی آپ سے ملنے آئی ہوں۔مہرماہ نے ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

پھر بھی۔سارہ بیگم اتنا بولی تھی کے مہرماہ بول پڑی۔

ثانیہ کہاں ہیں؟

موم تو ڈیڈ کے ساتھ ڈیٹ پہ گئی ہیں۔شاہ ویر موبائل کی طرف دیکھتا خود کو مصروف ظاہر کرتا بتانے لگا۔

شرم کرو ماں باپ کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں کیا۔سارہ بیگم نے اس کے بازوں پہ چپت لگائی جب کی مہرماہ ہنس رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بازار جانا تھا اُس کو موسم بدل رہا ہے نہ تو میں نے زیب سے بھی کہا ساتھ جائے تا کہ وہ سکندر کے لیے بھی کچھ سامان لیں آئے وہ تو اب نہیں جاتے خریداری کرنے کے لیے۔سارہ بیگم نے جواب دیا تو مہر ماہ نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

ریان اور مہرین، ملیحہ، ولی یہ سب آج خان مینشن میں تھے کیونکہ شاہ میر نے ان کو دعوت دی تھی جس سے اب وہ سب ڈرائینگ روم میں بیٹھے خوش گپوں میں مصروف تھے۔ایک طرف مرد اپنی باتوں میں گم تھے تو دوسری طرف ہانم بیگم، مہر ماہ، مہرین، حیات، اور ملیحہ ایک دوسرے سے باتوں میں لگی ہوئی تھی اور ساتھ میں چائے اور کباب سے بھی لطف اندروز ہو رہے تھے۔

میر تیرا یہ بیٹا تو سنجیدگی میں تم سے بھی دو ہاتھ آگے نکلا۔ریان نے زرجان کو دیکھ کر شاہ میر سے کہا جو اُس کی بات پہ شانے اچکا گیا تھا۔

سنجیدہ مزاج بلکل نہیں بس موڈی ہے۔حیدر خان نے زرجان کی پیٹھ تھپتھپا کر بولے۔

کونسی کلاس میں ہو تم؟ریان نے سوال کیا۔

بزنس کے سکنڈ ایئر میں۔زرجان نے بتایا۔

کس یونی میں کیونکہ یہاں کراچی کی ایک یونی میں مہرین نے جاب کے لیے اپلائے کیا ہے اور وہ بزنس مینجمنٹ کی ٹیچر کے بطور ہو گی لنڈن میں بھی وہ لیکچرار تھی اِس لیے وہ پڑھنا اور پڑھانا نہیں چھوڑ سکتی۔ ریان نے مسکرا کر کہا۔

خود تو تم نکمے میں ہو پر بیوی لائق فائق ملی ہے۔ شاہ میر نے کہا تو ریان کا منہ اُتر گیا۔

ہمارے یونی میں بھی سر کی بدلی ہو گئ ہے تو شاید آپ کی وائف ہمیں ہی پڑھائے گی۔ زرجان نے ان کا پہلے پوچھا ہوا سوال کا جواب دیا۔

یہ تو اچھی بات ہوئی۔ ریان خوش ہو کر بولا۔

میں ذرہ یہ کال سن لوں۔ ملیحہ نے اپنے فون پہ ماہا کی کال آتی دیکھی تو کہا اور اٹھ کر ڈرائینگ روم سے باہر گئ۔

اپس سوری۔ ملیحہ کال پہ فارغ ہوتی آ رہی تھی جب اُس کا سر سامنے آتے مرجان کے سینے سے لگا تو وہ بولی۔

کوئی بات نہیں مجھے دیکھنا چاہیے تھا۔ مرجان آرام سے بولا۔

آپ یہاں؟ میرا مطلب باقی سب تو ڈرائینگ روم میں ہیں۔ مرجان نے اس کو خاموش دیکھ کر پوچھا۔

میری بہن کا فون آیا تھا اس سے بات کرنے یہاں آئی تھی۔ مہرماہ نے لان کو چاروں طرف دیکھ کر بتایا۔

میں بھی یہاں کال سننے کے لیے آیا تھا۔ مرجان نے مسکرا کر بتایا تو ملیحہ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر مسمرائز ہوئی تھی۔

کہاں کھو گئی آپ؟ مرجان نے اُس کے سامنے چٹکی بجا کر ہوش میں لانے کی کوشش کی۔

آپ کی سمائیل بہت اٹریکٹو ہے۔ ملیحہ نے بلا جھجھک ہو کر کہا تو مرجان کے مسکراتے لب فورن سمیٹے تھے اُس کو کسی کی یاد آ گئی تھی۔

اور کسی کی یادیں،
کبھی نہیں چھوڑتی۔

تم مسکراتے ہوئے اور بھی ڈیشنگ لگتے ہو بکوز یور سمائیل از سو اٹریکٹو اینڈ مسمرائزنگ۔ مرجان کے کانوں میں آواز گونجی تو ایک پھانس سینے پہ محسوس ہوئی۔

آپ کو بُرا لگا کیا؟ ملیحہ نے اُس کو خاموش دیکھ کر اندازہ لگایا۔

نہیں بس کوئی یاد آیا تھا۔ مرجان اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

اندر چلتے ہیں باقی سب ویٹ کر رہے ہو گے۔ ملیحہ نے کہا پھر دونوں اندر کی طرف بڑھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کبھی لگتا ہے پتھر بن

گئی

ہوں میں اور کبھی یوں

ہی

ٹوٹ کر رونے کو دل

کرتا ہے

اپنی غلطیوں پر۔

ماہا ہاتھ میں پکڑا کاغذ پہ لکھی اپنی تحریر پڑھ رہی تھی جب کی پاس ہی اس کی دوست مانوی بیٹھی تھی۔

بھول کیوں نہیں جاتی سوائے تکلیف کے ملا کیا ہے تمہیں جواب بھی اپنی زندگی فضول میں ضائع کر رہی ہو۔ مانوی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوچ رہی ہوں موم ڈیڈ کے پاس چلی جاؤں ان کے بغیر یہاں دل نہیں لگ رہا ملی اور ولی بھی بہت یاد آ رہے ہیں۔ ماہا اس کی بات نظر انداز کرتی بولی۔

اچھی بات ہے ماحول، جگہ، ملک بدلے گا تو بہتر محسوس کروں گی۔ مانوی اس کی بات سن کر بولی۔

یہ سب تو بہت پہلے بھی بدلا تھا پر میرے اندر کا حال نہیں بدلا۔ ماہا طنزیہ انداز میں بولی۔

ہر ایک انسان کا ماضی ہوتا ہے کسی کا اچھا تو کسی کا بُرا پر یہ ہم پہ منحصر ہوتا ہے کے ہم اپنے ماضی سے کچھ سیکھتے ہیں یا اُس کو اپنے سر پہ سوار کر لیتے ہیں سیکھنا اچھی بات ہے جب کی اگر سر پہ سوار کرے گے تو نقصان ہمارا اپنا ہو گا۔ مانوی نے گہری سانس لیکر کہا۔

ماضی سے کوئی کیا سیکھے گا بس لوگ حال میں ماضی کے ساتھ جی لیتے ہیں اپنی زندگی سے سمجھوتا کر لیتے ہیں پر میں چاہ کر بھی ویسا نہیں کر سکتی میں دل کا حال چہرے پہ چھوٹی مسکراہٹ سجا کر نہیں چھپا سکتی نہ تو میرے پاس ایسا آرٹ ہے اور نہ ہی میں دوغلی زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ ماہا نے اپنی بات کی۔

تم سے باتوں میں جیت نہیں سکتی اِس لیے تمہاری پیکنگ میں مدد کرواتی ہوں۔ مانوی اُٹھتی اس کے کمرے میں کبرڈ کے پاس کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

ابھی تو ٹِکٹ کنفرم نہیں ہوئی۔ ماہا نے کہا۔

اُس میں کونسا دیر لگتی ہے۔مانوی نے اُس کی بات ہوا میں اُڑائی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ملیحہ اپنے نئے گھر کا جائزہ لیتی اب کمرے میں لیٹی ہوئی تھی اُس کی سوچ کا محوِاِس وقت مرجان تھا جو پہلی تو نہیں پر دوسری نظر میں دل پہ قابض ہو گیا تھا سوچتے سوچتے ملیحہ کے چہرہ پہ مسکراہٹ آگئی تھی پھر وہ اٹھ کر الماری کی طرف آ کر اُس کا پٹ کھولا جہاں مشرقی ٹائپ کپڑوں کی کلیکشن تھی مہرین نے یہاں جینز شرٹ پہننے سے منع کر دیا تھا جس پہ ملیحہ نے کوئی ری ایکٹ نہیں کیا تھا کے مجھے عادت نہیں وغیرہ کیونکہ جب وہ دعوت پہ گئے تھے تو اُس نے چودہ سال منت پہ سر پہ بھی ڈوپٹہ دیکھا تب اُس کو شرٹ کے جینز پہنتے ہوئے عجیب لگا تھا اِس لیے اُس نے سوچ لیا تھا وہ بھی اب اِن کی طرح ڈریسنگ کرے گی۔ملیحہ نے بلیو اور یلو کلر کا پرنٹڈ سوٹ کا انتخاب کیا اور ملحقہ واشروم کی طرف گئی نہانے کے لیے۔تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہوتی باہر آئی اور اپنے بھورے بالون کو تولیہ سے آزاد کر کے بیڈ پہ پھینک کر ڈریسنگ کے دراز سے ہیئر ڈرائیر اٹھا کر بال سوکھانے لگی بال سوکھانے کے بعد ان کو پشت پہ بکھرا چھوڑ کر خود کو آئینے میں دیکھا جہاں وہ معمولی سے ہٹ کر بہت پیاری لگ رہی تھی پرنٹڈ شلوار قمیض جس کا گلا کافی چھوٹا تھا اُس کی صراحی دار گردن اس سے مزید پتلی معلوم ہوئی ملیحہ نے خود پہ نظر ہٹانے کے بعد گلابی رنگ کا لپ گلوس اپنے ہونٹوں پہ لگایا پھر ہاتھ میں گھڑی پہننے کے

بعد اپنی چین اٹھائی جو کافی بڑی تھی جس کے بیچ لاکیٹ میں بڑے حرفوں سے اُس کا نام ملیحہ جگمگا رہا تھا ملیحہ اپنی سادہ تیاری سے مطمئن ہوتی دوبارہ الماری کے پاس آئی اور اپنے پہنے ہوئے ڈریس سے میچنگ ڈوپٹہ نکال کر ایک شانے پہ سیٹ کرتی باہر آئی۔

موم

موم۔

ملیحہ سیڑھیاں اُترتی زور زور سے مہرین کو پُکارنے لگی جو ابھی اپنی یونی کی جاب سے واپس آتی کچن میں گئی تھی۔

کیا ہے ملی کیوں پورا گھر سر پہ اٹھایا ہوا ہے۔مہرین ہال میں آتی ملیحہ سے بولی۔

موم میں نے ڈیڈ سے گاڑی کا کہا تھا تا کہ میں اپنی مرضی سے آجا سکوں۔ملیحہ نے مہرین سے کہا۔

تو دلا دے گے ویسے بھی اکیلے تم نے نہیں جانا میر بھائی کے بیٹی حیات یا ان کے گھر کے کسی فرد کے ساتھ جایا کرنا ابھی کہاں واقف ہو تم یہاں کے راستوں سے۔مہرین نے جواب دیا۔

تو ابھی مجھے باہر جانا تھا کیا کروں پھر گھر میں بھی بور ہو گئی ہوں۔ملیحہ نے کوفت سے کہا

میری مانو تو یونی میں ایڈمیشن لیکر اپنی پڑھائی دوبارہ سے کنٹینیوں کرو۔مہرین نے مشورہ دیا۔

موم پلیز مجھ سے نہیں پڑھی جاتی یہ موٹی موٹی کتابیں۔ملیحہ نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

ماہا کو دیکھو دونوں ساتھ دنیا میں آئی ہو اُس نے دو بار ایم بی اے کیا ہے اور ایک تم ہو جس نے ایف کے بعد کتابوں کی شکل بھی نہیں دیکھی۔مہرین نے اس کو شرمندہ کرنا چاہا۔

ماہا آجائے گی تو اُس کو دیکھ لوں گی فلحال یہ بتائے میں جو اتنا تیار ہوئی ہوں اب کیا کروں۔ملیحہ ان کی بات پہ دھیان دیئے بنا اپنی بات کہنے لگی۔

کرتی ہوں مہرو سے بات کے اگر حیات ہے تو اُس کو بھیجے۔مہرین نفی میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔

ہوئی بات؟ملیحہ نے مہرین سے پوچھا۔

مرجان آرہا ہے حیات ہوسپٹل میں اپنی ڈیوٹی پہ ہے۔مہرین نے بتایا تو مرجان کے نام پہ ملیحہ کے دل میں ہلچل ہوئی۔

انہیں کیوں تکلیف دی۔ ملیحہ نے اپنا بھرم قائم کرنے کی خاطر کہا ورنہ دل تو بھنگڑے ڈال رہا تھا۔

ہاں میں نے بھی کہا پر اُس نے کہا آج اُس کا آف ہے آفس سے اِس لیے کوئی پریشانی نہیں۔ مہرین نے بتایا تو ملیحہ شدت سے مرجان کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ریان نے اپنا بزنس شاہ میر کے بزنس کے ساتھ جوڑ دیا تھا اب وہ دونوں آپس میں بزنس پارٹنرز بھی تھے ریان کے ساتھ ولی آفس کا کام دیکھتا تھا تو شاہ میر کے ساتھ مرجان ابھی ریان اپنے کیبن میں بیٹھا تھا جب اس کا موبائل فون رِنگ کرنے لگا تو ریان نے اسکرین پہ ماہا کالنگ دیکھا تو کال پِک کرلی۔

کیسی ہے میری بیٹی؟ ریان نے محبت سے پوچھا

بہت اچھی اور اب آپ کا ویٹ کررہی ہے جناح ایئرپورٹ پہ۔ ماہا نے آرام سے اُن پہ سر پہ بم پھوڑا۔

کیا واقع تم آگئی بتایا کیوں نہیں پہلے۔ ریان اپنی جگہ سے اُٹھتا بولا۔

سوچا آپ کو سرپرائز دوں۔ ماہا نے جواب دیا۔

آدھا گھنٹہ پہلے بتادیتی فلائٹ ٹیک آف ہونے سے پہلے تو اب انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ ریان آفس کی راہداری سے گزرتا فون کان سے لگائے بولا۔

کچھ نہیں ہوتا انتظار سے آپ بس جلدی آجائے۔ماہا نے کہا۔

اوکے آیم کمنگ۔ریان پورچ میں آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر بولا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کہاں جانا ہے؟مرجان نے گاڑی ڈرائیو کرتے ملیحہ سے پوچھا جو اس کو ہی دیکھے جارہی تھی۔

جہاں آپ لیں چلے۔ملیحہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا تو مرجان نے حیرت سے گردن موڑ کر اس کو دیکھا جس سے ملیحہ سٹپٹاتی سیدھی ہوئی۔

میرا مطلب تھا مجھے تو یہاں کے راستوں کے علم نہیں تو آپ ہی کچھ نا لج دے تا کہ میں خود آسکوں۔ملیحہ نے اپنی بات کی صفائی دیتے کہا

اوکے تو میں آپ کو سی ویو لیں چلتا ہوں۔مرجان کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی تھی ملیحہ کے اِس انداز سے۔

کیا ہم آپ کا تکلف چھوڑ سکتے ہیں؟ملیحہ نے پوچھا۔

مطلب؟

مطلب یہ ہماری عمر میں زیادہ فرق تو ہے نہیں اِس لیے آپ بھی مجھے تم کہے اور میں بھی۔ملیحہ نے اپنی بات کا مطلب سمجھایا۔

ٹھیک ہے نو پرو بلم۔مرجان راضی ہوتا بولا تو ملیحہ خوش ہو گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

گھر چل کر میں اب ریسٹ کروں گی۔ماہا اپنا سفری بیگ گاڑی کی ڈگی میں رکھنے کے لیے ریان کو دیتی بولی۔

ضرور پھر تمہیں میرے دوست سے بھی تو ملنا ہے باقی سب تو مل لیے۔ریان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

وہ کہاں ہو گے اِس وقت۔ماہا نے پوچھا

ہم نے بزنس ایک ساتھ کیا ہے تو وہ اپنے آفس میں ہی ہے میں جلدی میں آ گیا ورنہ اس کو بتا دیتا۔ریان نے جواب دیا

تو آپ گاڑی اپنے آفس کی جانب موڑ دے۔ماہا نے کہا۔

ابھی تو تم نے آرام کرنا تھا۔ریان نے کہا۔

ہاں پر میرا انکل سے مل لوں گی پہلے جب آئے تھے تو میں نہیں مل پائی تھی۔ماہا نے جواب دیا۔

تم ڈیڈ کے وفات پہ صدمے میں جو تھی۔ریان اچانک اُداس ہوا تھا ماہا بھی خاموش ہو گئی تھی۔

میں آخری بار ان کا چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا یہ بات میری برداشت سے باہر تھی۔ماہا تھوڑی دیر بعد بولی۔

ایکسیڈنٹ بُرا ہوا تھا اِس لیے تزفین جلدی کرنا پڑی تھی۔ریان کی آنکھوں میں اپنے باپ کے ذکر پہ نمی اُتر آئی تھی۔

گاڑی تیز چلائے نہ تاکہ جلدی پہنچ جائے۔ماہا نے بات بدلنے میں بہتری سمجھی۔

ہمم۔ریان اتنا کہتا گاڑی کی اسپیڈ بڑھا گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مرجان اور ملیحہ ساحل سمندر پہ اِس وقت ننگے پاؤں ریت پہ چل رہیں تھے ٹھنڈی ٹھنڈی لہریں اُن کے پیروں کو چھوتی واپس لوٹ جاتی ملیحہ کو یہ سب بہت خوبصورت لگ رہا تھا اُوپر سے دل میں نئے جذبات جو پیدا ہوئے تھے یہ سب اُس لیے نیا اور منفرد تھا جس کو وہ بھرپور طریقے سے گزارنا چاہتی تھی۔

کیسا لگ رہا ہے یہاں آکر؟مرجان نے بات کی شروعات کی۔

بہت اچھا۔ملیحہ نے ہوا کی دوش سے اُڑتے بالوں کے چہرے سے ہٹا کر مسکرا کر جواب دیا۔

یہ میری پسندیدہ جگہ ہے میں جب بھی اکیلا رہنا چاہتا ہوں تو یہاں آجاتا ہوں بہت ہلکہ پھلکہ ہو جاتا ہوں یہاں کا پُر سکون ماحول یہ پانی اور لہروں کو دیکھ کر اِس گیلی ریت پہ چلنا مجھے اچھا لگتا ہے۔مرجان نے چلتے ہوئے بتایا۔

مطلب آپ کی بہت اچھی ہے۔ملیحہ نے اُس کی بات سن کر کہا۔

بلکل میری کیا زرا اور حیات بھی اکثر یہاں آتے ہیں پتا ہے کیوں؟مر جان نے آخر میں اس کی طرف رخ کیے پوچھا۔

کیوں؟ملیحہ نے بے ساختہ پوچھا۔

کیونکہ یہاں پہلی بار ڈیڈ نے مما سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔مر جان کے چہرے پہ یہ بتاتے ہوئے تبسم کھلا تھا۔

واؤ آپ کے فادر کافی رومانٹک معلوم ہوتے ہیں ڈیڈا اکثر بتاتے ہیں ہمیں ان کے بارے میں کے وہ کتنا پیار کرتے ہیں اپنی بیوی سے۔ملیحہ نے بھی مسکرا کر کہا۔

جی پیار تو وہ سچ میں بہت کرتے ہیں شاید پیار لفظ تو بہت چھوٹا ہے وہ تو مما سے عشق کرتے ہیں۔مر جان نے جواب دیا۔

آپ کے والدین کے بیچ میں ایج ڈفرنس ہیں نہ؟ملیحہ نے پوچھا۔

ہاں بس چار سال کا پر کبھی محسوس نہیں ہوتا۔مر جان نے آرام سے جواب دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بہت خوشی ہوئی کہ آپ ایئرپورٹ سے سیدھا یہاں آئی۔شاہ میر نے مسکرا کر ماہا سے کہا۔

مجھے بچپن سے ہی آپ سے ملنے کا تجسس ہوتا تھا پر جب آپ آئے میں اُس کنڈیشن میں نہیں تھی کے آپ سے مل سکوں۔ماہا نے جواب دیا پر شاہ میر کا چہرہ اُس کو کسی کی یاد

دلا رہا تھا جس سے اُس کو اپنے یہاں آنے پہ افسوس ہو رہا تھا پر یہاں بیٹھنا اُس کی مجبوری تھا کیونکہ سامنے بیٹھا شخص اُس کے باپ کا گہرا دوست تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی اپنے روڈ بیہیو سے ریان مایوس ہو اور اپنے دوست کے سامنے شرمندہ۔

ہاں وہ وقت ہی ایسا تھا خیر یہ بتاؤ کیا لوں گی کھانے میں اور پینے میں؟ شاہ میر انٹر کام اٹھاتا پوچھنے لگا جب کی اِس بیچ ریان خاموش بیٹھا تھا۔

کچھ بھی نہیں میں نے فلائٹ میں کھالیا تھا۔ماہا نے سہولت سے انکار کیا

جو بھی ایک کافی تو پھر بھی ہو گی ساتھ میں۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا تو ماہا اتنی چاہت سے کہنے پہ انکار نہیں کر پائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے لیے چائے کے ساتھ سموسے بھی۔ریان نے کہا

اوکے۔شاہ میر نے کہہ کر انٹر کام پہ کہا پھر ماہا سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

زرجان دوستوں کے ساتھ فٹبال گیم کھیل رہا تھا جس کے مخالف اس کے کلاس فیلو میں ایک عباس نامی شخص تھا جس کے ساتھی عمار، خالد، فیاض، اور نعیم تھے۔زرجان پوری پھرتی سے بال کو اپنی طرف کرتا سامنے گول کر گیا تھا جس سے اس کے مخالف کے منہ سے اوشٹ کا لفظ نکلا تھا پر باقی سب نے زرجان زرجان کے نام کا نعرہ لگایا تھا زرجان کے چہرے پہ فاتحہ مسکراہٹ آئی تھی زرجان بال کو اپنے ہاتھ میں لیتا انگلی کے

اُپر رکھتا گول گول گھماتا سیٹی کی دُھن بجاتا سامنے عباس کو چڑانے کے غرض سے پاس سے گزر گیا جس سے عباس دانت پیستا رہ گیا اُس سے زیادہ وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا گیم تو زرجان جیت چُکا تھا۔

مجھے پتا تھا تم جیت جاؤ گے۔ عروہ نے مسکرا کر زرجان سے کہا جو پانی کی بوتل آدھی پی کر باقی چہرے کے اُپر انڈیل دی تھی اور اپنے سر کو دائیں بائین کر رہا تھا۔

ہر بار تو زرہی جیت جارتا ہے کوئی نئی بات نہیں۔ احتشام نے تولیہ زرجان کی طرف بڑھا کر فخریہ انداز سے کہا۔

آگے کا کیا پلان ہے؟ فرزام نے زرجان سے پوچھا

میں تو گھر جارہا ہوں ڈیڈ کی کال آئی تھی۔ زرجان نے اپنے بیگ سے دوسری شرٹ نکال کر بتایا۔

جیت کی خوشی میں ٹریٹ تو بنتی ہیں۔ احتشام نے کہا

تم لوگ جی بھر کر ٹریٹ لو بِل میں پے کرلوں گا پر میں ساتھ نہیں آسکتا۔ زرجان نے انکار کر کے کہا۔

کل دے دینا۔ عروہ نے زرجان کی توجہ خود پہ کروانی چاہی۔

مرضی ہے تم لوگوں کی ابھی میں چلتا ہوں۔زرجان احتشام اور فرزام سے ملتے ہوئے بولا۔

تم کیوں خود کو اس کے سامنے ڈی گریڈ کرتی ہوں جب کی پتا بھی ہے اُس کو تم میں کوئی دلچسپی نہیں۔زرجان کے جانے کے بعد احتشام نے عروہ سے کہا۔

ایٹی ٹیوڈ دیکھاتا ہے اپنی خوبصورت پہ ناز ہے اُس کو پر وہ جانتا ہے آنا اُس کو میرے پاس ہی ہے۔عروہ خوشفہمی میں مبتلا ہوتی بولی۔

سوچ ہے تمہاری۔احتشام نے تاسف سے اُس کو دیکھ کر کہا

دیکھ لینا کیسے وہ اپنی محبت کا اظہار مجھ سے کرتا ہے۔عروہ نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

بڑی میسنی ہو مجھے بتایا تک نہیں۔ملیحہ دوسرے دن ماہا کے کمرے میں آتی ہوئی ناراض لہجے میں بولی۔

میسنی کیا سرپرائز دینا چاہتی تھی میں تو۔ماہا اپنے بھورے بالوں کو جوڑے میں قید کرتی ہوئی سادہ انداز میں بولی۔

ہمم سرپرائز تو مجھے بہت پسند آیا۔ملیحہ ماہا کو اپنے ساتھ لگاتی مسکرا کر بولی تو ماہا کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ آئی۔

میں فریش ہو کر باہر آتی ہوں بھوک بہت لگی ہے۔ماہا بیڈ سے اٹھتی ہوئی بولی۔

ڈریس میں دیتی ہوں وہ پہن کر آنا۔ملیحہ نے کہا

میں اپنے کپڑے لائی ہوں۔ماہا نے بتایا

جینز شرٹ ہو گی نہ۔ملیحہ نے منہ بنا کر کہا۔

ڈیئر ملیحہ ریان تم بھول رہی ہو میں نے ایک سال سے اپنی ڈریسنگ چینج کر دی ہے۔ماہا اُس کی بات کا مطلب سمجھتی ہوئی بولی۔

رئیلی میں تو سچ میں بھول گئ تھی۔ملیحہ سر پہ ہاتھ مارتی ہوئی بولی

یاد کیا رہتا ہے تمہیں۔ماہا نے نفی میں سر ہلا کر کہا تو ملیحہ کی آنکھوں کے سامنے مرجان کا چہرہ آیا۔

اچھا سنو ملی۔ماہا اپنے بیگ سے ایک ڈریس کا انتخاب کرتی ملیحہ سے مخاطب ہوئی۔

بولوں۔ملیحہ نے کہا۔

میرا وارڈروب تو سیٹ کر دو۔ماہا نے کہا۔

ٹھیک ہے تم جلدی سے فریش ہو جاؤ ناشتہ ہم نے بھی نہیں کیا۔ملیحہ اُس کا بیگ اپنی طرف کرتی بولی۔

بس بیس منٹس۔ماہا کہتی واشروم میں بند ہو گئ۔ ملیحہ بھی اس کے کپڑے بیگ سے نکالتی وارڈروب میں سیٹ کرنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ناراض ہو؟ مرجان شاہ ویر کی آفس میں آئے کافی وقت بیت گیا تھا پر شاہ ویر اُس کو بُری طرح نظرانداز کرتا کیس ریڈ کرنے میں مصروف تھا تبھی مرجان ہمت کرتا خود ہی بول پڑا۔

میں کیوں ناراض ہو گا۔ شاہ ویر کندھے اُچکاتا بولا۔

میں جانتا ہوں میں غلط تھا پر حیات کے ساتھ جو ہوا اُس سے پہلے ہی میں شرمندگی کے احساس سے گھرِا ہوا تھا مجھے اپنے کیے پہ افسوس ہے پر میں گزرا ہوا وقت واپس نہیں لا سکتا۔ مرجان نے پژمردگی سے کہا۔

سُدھار تو سکتے ہو نہ اُس کو ڈھونڈنے کی کوشش کرو۔ شاہ ویر نے سنجیدگی سے کہا

ہمت نہیں معافی مانگنے کی۔ مرجان نے افسردہ ہو کر کہا۔

ڈھونڈنے کی کوشش کرو جتنا ہو سکے اُس کو منا لینا پھر اُس کو اپنا نام دینا۔ شاہ ویر نے کہا

یو مین میں اُس سے شادی کروں؟ مرجان کو جیسے شاہ ویر سے اِس بات کی توقع نہیں تھی۔

ہاں تو کیا بُرائی ہے۔ شاہ ویر نے کہا

میں نے جو اُس کے ساتھ کیا تمہیں لگتا ہے پھر کوئی لڑکی ایسے انسان سے شادی کرنا چاہے گی اُس نے جن نفرت زدہ نظروں سے مجھے دیکھا تھا نہ مجھے نہیں لگتا وہ ایسا کرے گی۔مرجان نے کہا

پیار کرنے لگی تھی نہ تو بس معافی مل جائے گی کیونکہ جن سے محبت ہو ان کے لیے کچھ بھی ہو پر دل میں ہمیشہ نرم گوشہ رہتا ہے۔شاہ ویر نے آرام سے کہا

میرے لیے اُس کے لیے پیار کے جذبات نہیں میں بس اپنے کیے پہ پیشمان ہوں۔مرجان نے صاف گوئی سے کہا

پہلے اس کو ڈھونڈو پیار ہے یا نہیں وہ بعد کی بات ہے ویسے بھی اصل محبت وہ ہے جو نکاح کے بعد ہو۔شاہ ویر نے اس کی بات پہ کہا تو مرجان گہری سوچ میں ڈوب گیا

❤❤❤❤❤❤❤❤

موم میں بھی جاب کرنا چاہتی ہوں۔ماہا نے مہرین سے کہا۔

یہ تو اچھی بات ہے ریان سے کہتی ہوں وہ تمہیں اپنے ساتھ آفس لے جایا کریں۔مہرین اُس کی بات سن کر مسکرا کر بولی۔

بزنس میں نہیں یونی میں جہاں آپ کرتی ہے جاب آپ کو تو پتا ہے مجھے پڑھنے اور پڑھانے کا آپ کی طرح ہی شوق ہے۔ماہا نے سنجیدگی سے کہا۔

ہاں پر تمہیں بزنس کی نالج ہے اچھا ہے ریان کے ساتھ جاؤں گی تو۔مہرین نے کہا۔

اِس لیے تو میں چاہتی ہوں یونی میں ایم بی اے کے اسٹوڈنٹ کو پڑھالوں گی آپ بات کریں میری۔ماہا نے کہا.

یونی میں جاب ملنا اتنا آسان تو نہیں پر تم قابل ہو آرام سے پڑھا سکتی ہوں میں میر بھائی سے بات کروں گی تمھیں جاب مل جائے گی۔مہرین نے کچھ سوچ کر کہا۔

جی کوشش کریئے گا جلدی ہو میں گھر میں بور ہو جاتی ہوں۔ماہا نے کہا

کاش ملیحہ بھی تمہاری طرح پڑھائی کی شوقین ہوتی۔مہرین کو ملیحہ کا افسوس ہوا۔

اُس کو کھانا پکانے کا شوق ہے طرح طرح کے کھانے بنائے۔ماہا نے آرام سے مشورے سے نوازا

کرتی ہوں اِس کا میں بندوبست۔مہرین پر سوچ انداز میں بولی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مرجان آج اتوار ہونے کی وجہ سے دیر اُٹھا تھا وہ فریش ہوتا باہر آیا تو اپنے فون پہ کال آتی دیکھی تو موبائل اسکرین پہ نظر ڈالی جہاں ملیحہ کا نام جگمگا رہا تھا مرجان نے اپنے گیلے بالوں کے ماتھے سے ہٹایا اور اسکریپ پہ گرین بٹن کو پُش کر کے کال اٹینڈ کی۔

اسلام علیکم! مرجان نے سلام میں پہل کی۔

وعلیکم اسلام! میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟ملیحہ نے جھجک کر پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں آپ بتائے کوئی کام تھا۔ مرجان نے ملیحہ کے کہنے کے بعد بھی آپ کہنا ختم نہیں کیا تھا اور نہ ہی ملیحہ نے خود۔

کیا بنا کام کے کال نہیں کر سکتی؟ ملیحہ کا لہجہ بوجھل ہو گیا تھا۔

نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ مرجان نے فورن سے صفائی پیش کی۔

میں نے نیو گاڑی لی ہے سوچا آپ کو کہوں میرے ساتھ باہر چلے کیونکہ آج اِتوار ہے آپ بھی فری ہیں پھر تو وقت نہیں ہو گا اگر آج ہے تو انجوائے کیا جائے۔ ملیحہ نے اپنا پلان بتایا۔

او کے نو پرو بلم آپ تیار ہو جائے میں آجاتا ہوں۔ مرجان نے آرام سے کہا تو ملیحہ کا دل باغ باغ ہو گیا۔

جی میں تیار ہوں بس آپ آجائے۔ ملیحہ نے فورن سے کہا پھر کال کاٹ کر مرر کے سامنے کھڑی ہوئی۔ اُس نے آج اسکن کلر کے کُرتے کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنا تھا جس کا ڈوپٹہ بھی وائٹ کلر کا تھا چہرے پہ اُس نے ڈارک لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی جب کی بال پشت پہ کُھلے چھوڑے ہوئے تھے جس سے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ملیحہ نے گہری سانس لی اور برش اٹھا کر بالوں میں بِھیرنے لگی۔

کہیں جا رہی ہو کیا؟ ماما اُس کے کمرے میں آئی تو اُس کو اتنا مگن انداز میں بالوں کو برش کرتا دیکھا تو سوال پوچھا۔

ہاں ڈیڈ نے نیو کار دی ہے نہ تو سوچا سواری کرلوں۔ ملیحہ نے مسکرا کر بتایا

کس کے ساتھ جاؤ گی؟

میر انکل کا بیٹا ہے اُس کے ساتھ میری اچھی خاصی دوستی ہو گئی ہے اُس کے ساتھ ہی پروگرام بنایا ہے۔ ملیحہ نے بتایا

نام کیا ہے جس کے ساتھ اتنے کم عرصے میں اتنا گُھل مل گئی ہو۔ ماما کو اُس کا کسی لڑکے پہ اتنا بھروسہ کرنا پسند نہیں آیا۔

مر

ملیحہ نام بتانے ہی والی تھی جب ہارن کی آواز آئی تو ملیحہ نے جھٹ سے برش رکھا اور اپنا پرس اٹھا کر سینڈل ہاتھوں میں لیا

میں جا رہی ہوں پھر بات کرتے ہیں۔ ملیحہ عجلت میں کہتی باہر نکلی سینڈل ہاتھوں میں ہی تھا جس سے ماما کو ملیحہ کا انداز کچھ عجیب سا لگا پر اپنا وہم سمجھتی سر جھٹک کے رہ گئی۔

سوری میں بس تیار ہو رہی تھی۔ ملیحہ نے جلدی آکر کہا اور سینڈل نیچے رکھتی پہننے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنی بھی کیا جلدی آپ آرام سے آتی۔ مرجان اُس کی پُھولی ہوئی سانس میں بات کرتا دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

بزنس کرنے والے لوگ وقت کے بہت پابند ہوتے ہیں نہ تو بس میں نے سوچا آپ کو ویٹ نہ کرواؤں۔ ملیحہ نے گاڑی سے ٹیک لگا کر کہا۔

پر یہاں کونسا ہم بزنس کر رہے ہیں۔ مرجان نے کہا

یہ تو ہیں آئے میں آپ میری گاڑی کی طرف آج میں ڈرائیو کروں گی۔ ملیحہ نے اُس کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تو مرجان اُس کی تقلید میں پورچ کی جانب چلنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میری یونی والوں سے بات ہوئی تھی ماہا وہاں جاب کر سکتی ہے بس ایک دفع خود جاب کے لیے اپلائے کریں۔ شاہ میر آفس میں لنچ ٹائم پہ ریان سے بولا۔

میں کہوں گا اُس کو۔ ریان نے جواب دیا۔

ریان ماہا اتنی خاموش کیوں رہتی ہے تم تو کہتے تھے وہ بہت شرارتی ہے ہنس مکھ ہے۔ شاہ میر نے پوچھا

پہلے بچی تھی اب میچیور ہو گئی ہے۔ ریان نے مسکرا کر جواب دیا جب کی وہ خود بھی پریشان رہتا تھا کے ماہا ہنسنا کیوں بھول گئی ہے

میچیور ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کے انسان ہنسنا لوگوں سے بات کرنا ملنا جُلنا چھوڑ دے۔شاہ میر نے کہا

مطلب ؟ریان کو سمجھ نہیں آیا

مطلب یہ کے ماہ ماہا سے ملنا چاہتی تھی ایک دفع تمہارے گھر آئی تھی پر ماہا نہیں تھی تب پھر ماہ نے مہرین سے کہا تھا ماہا سے کہے وہ چکر لگا لیں کیونکہ ماہ کو وقت نہیں ملتا اپنے والدین کے گھر بھی با مشکل جا پاتی ہے۔شاہ میر نے مطلب بتایا اپنی بات کا۔

او مجھے نہیں تھا پتا شاید مہرین ماہا سے کہنا بھول گئی ہو پر میں چکر لگاتا ہوں ماہا کے ساتھ۔ریان نے فورن سے کہا۔

ہاں ٹھیک ہے باقی سب سے تو وہ مل چکی ہے بس ماہا سے نہیں ملی۔شاہ میر نے جواباً کہا

مرجان اور ملیحہ اِس وقت ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے آئے تھے جہاں چاروں طرف لذیذ پکوانوں کی خوشبوں پھیلی ہوئی تھی اور دھیمی آواز میں گانے کی آواز گونج رہی تھی جو ماحول کو خوبصورت اور رومانٹک بنا رہی تھی۔

تمہاری فیوریٹ ڈش کونسی ہے ؟ملیحہ نے آپ کا تکلف بُھلائے پوچھا۔

میں کھانے کی چیز جو بھی ہو آرام سے کھالیتا ہوں۔مرجان سادگی سے بولا

اچھا مجھے تو تلی ہوئی مچھلی شامی کباب نہاری پچن رول قورمہ ہے سب بہت پسند ہیں۔ملیحہ نے آرام سے بتایا۔

اتنا ہیوی کھانا کھاتی ہیں۔مرجان ہنس کے بولا

یس پر میری جڑواں بہن ماہا وہ ڈائیٹ کے معاملے میں بہت کونشئس ہے وہ اتنا ہیوی کھانا نہیں کھاتی کبھی کبھار کھالیں اگر کوئی اصرار کریں ورنہ نہیں۔ملیحہ نے بتایا۔

تمہاری جڑواں بہن سے تو میں نہیں ملا تمہاری طرح ہی ہو گی۔مرجان نے کہا

نہیں ہائیٹ میں، میں بڑی ہوں اُس سے۔ملیحہ نے مزے سے بتایا

اچھا اور وہ کیوں جڑواں میں زیادہ تر ایسا تو نہیں ہوتا۔

نہیں ہوتا ہو گا پر ماہا بچپن میں اکثر بیمار رہتی تھی اور جو بچے بیمار رہتے ہیں ان کی گروتھ آہستہ آہستہ بڑھتی ہے ماہا کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا پر اب الحمداللہ وہ بلکل ہٹی کٹی ہے اور مجھ سے زیادہ خوبصورت بھی۔ملیحہ نے رائس کا چاول منہ میں ڈالتے بتایا۔

یہ تو میں ان سے ملنے کے بعد کہہ سکتا ہوں ورنہ تم بھی بہت پیاری ہو۔مرجان کے عام لہجے میں کہیں بات ملیحہ کو بہت خاص کر گئی تھی اُس کو اپنے آس پاس پھول بکھرتے محسوس ہوئے۔

شکریہ۔ بہت دیر بعد وہ بس یہی کہہ پائی جب کی گال تپ گئے تھے مرجان کے جُملے پہ جو مرجان نہیں دیکھ پایا کیونکہ اُس کا سر جھکا ہوا تھا۔

مجھے بھی وقت دے دیا کریں۔ مہرماہ وارڈروب سیٹ کر رہی تھی جب شاہ میر نے کہا

سارا وقت تمہارا ہی تو ہوتا ہے وہ الگ بات ہے تمہارے شکوے ختم نہیں ہوتے۔ مہرماہ نے مسکراہٹ دبائے کہا

جانتی ہیں تو کوشش کیا کریں مجھے اور وقت دینے کے لیے۔ شاہ میر چلتا ہوا اُس کے پاس آیا

شاہ اب تمہیں میرے وقت کی نہیں یہ سوچنا چاہیے کے بچے بڑے ہو رہے ہیں ان کا سوچو۔ مہرماہ نے شاہ میر کی پیشانی پہ چپت لگائی

بڑے ہو رہے ہیں تو خود سوچے میں کیوں سوچو مجھے کونسا فرصت ہے آپ کے علاوہ کچھ اور سوچنے کی۔ شاہ میر کی بات پہ مہرماہ نے گھور کر اُس کو دیکھا جس سے شاہ میر نے اپنا نچلا لب دبایا۔

اچھا بتائیں کیا سوچوں ان کے بارے میں؟ شاہ میر اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا ہوا بولا

زر تو بہت چھوٹا ہے پر مرجان اور حیات کی شادی کا سوچو مرجان ماشاءاللہ سے ستائیس سال کا ہو گیا ہے اس کی اب شادی ہو جانی چاہیے اور حیات وہ تو لڑکی ہے اس کی تو

جلدی ہی کر دینی چاہیے پر تم ویسے تو میری ڈول میری حیات کر کے نہیں تھکتے پر وہ چوبیس سے پچیس سال کی ہونے والی ہے پر تمہیں تو کسی کی بھی فکر ہی نہیں۔مہر ماہ بولنے پہ آئی تو بولتی ہی چلی گئی جب کی شاہ میر بڑی دلچسپی سے اُس کو دیکھ رہا تھا جس پہ مہر ماہ تپ ہی گئی۔

مجھے کیا دیکھ رہے ہو میں کجھ بول رہی ہو وہ سنا۔مہر ماہ نے جھنجھلا کر کہا۔

آپ غصے میں بہت پیاری لگتی ہے۔شاہ میر نے تو جیسے اُس کی اتنی تقریر سنی ہی نہیں تھی۔

شاہ۔۔مہر ماہ نے کھینچ کے اُس کا نام لیا تو شاہ میر بھی اب کجھ سنجیدہ ہوا جو مہر ماہ کے سامنے بننا اس کو بہت مشکل لگتا تھا۔

آپ مرجان کے لیے کوئی لڑکی تلاش کریں اگر نظر میں ہے تو بتائے پر حیات نے ابھی جاب اسٹارٹ کی ہے اس کے قابل مجھے کوئی لگے گا تو میں شادی کرنے میں دیر نہیں کروں گا۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

لڑکی کا تو میں پہلے مرجان سے پوچھوں گی پھر نہیں تو اپنی پسند سے کروں گی۔مہر ماہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اچھاتواب سوچ لیا بچوں کے بارے میں فیصلا بھی ہو گیا تو کیوں نہ اب اپنے بارے میں بات ہو جائے۔شاہ میر مہر ماہ کو کمر سے پکڑ کر بولا تو مہر ماہ گڑ بڑا گئ۔

چچی جان آپ۔مہر ماہ نے بوکھلا کر سامنے دیکھ کر کہا شاہ میر جو مہر ماہ کے گال پہ جھکنے والا تھا فورن سے مہر ماہ سے دور ہوا۔

ہاہاہاہا۔افففف شاہ اپنا فیس دیکھو کیسے لال ہو گیا ہے۔مہر ماہ زور سے ہنستی شاہ میر کا سرخ چہرہ دیکھ کر بولی جب کی شاہ میر نے اپنے پیچھے کسی کو نا پا کر ضبط کر تارہ گیا۔

آپ نے مجھے بیو قوف بنایا۔شاہ میر نے کہا

بلکل میری جان کیونکہ اب تمہاری عمر نہیں یہ سب کرنے کی۔مہر ماہ شاہ میر کا گال کھینچ کر کہتی کمرے سے باہر نکل گئ۔

بات بات پہ عمر کو بیچ میں لانا از حد ضرور ہوتا ہے کیا۔مہر ماہ کے جانے کے بعد شاہ میر خود سے بڑبڑایا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دل تو ہے دل کا کیا۔گستاخ ہے یہ

ڈرتا نہیں پاگل،بے باک ہے یہ

ہے رقیب،خود کا ہی،عشق میں نگاہوں کو ملتی ہے بارشیں پھر بھی کیوں کر رہا

دل تیری خواہشیں

دل میری نہ نا سنے

دل کی میں نا سنوں

ملیحہ گانا گُنگناتی لاؤنج میں آئی جہاں ولی کرکیٹ میچ دیکھ رہا تھا۔

ریموٹ دو مجھے۔ملیحہ ولی کے برابر بیٹھتی حکیمہ انداز میں بولی۔

یار آپی آج ہی تو گھر پہ ہوں دیکھ لینے دے مجھے۔ولی نے منت کی۔

میرا ڈرامہ سیریل چلنے والا ہے وہ دیکھنا ہے اِس لیے بحث مت کرو۔ملیحہ نے اُس کی بات پہ کان دھرے بنا کہا۔

ایک تو آپ ہمیشہ فارغ ہوتی ہے کچھ ماہا آپی سے سیکھ لیں۔ولی نے ریموٹ ہاتھ میں پکڑا کر جل کر ماہا کی طرف اشارہ کیا تو ملیحہ اُس کو گھورتی ماہا کو دیکھا جو ڈارک بلیو کلر کے فراق کے ساتھ پاجامہ پہنے ڈارک نیٹ کا ڈوپٹہ سر پہ سیٹ کیا تھا جب کی کندھوں کو اطراف ڈارک براؤن چادر پہنے کہیں جانے کو تیار تھی یہ اندازہ ملیحہ نے ماہا کے ہاتھوں میں پرس اور کچھ کتابیں دیکھ کر لگایا۔

کہاں کی سواری ہے؟ملیحہ نے پوچھا

تمہیں نہیں کیا پتا میں نے موم کے ساتھ جاب کرنے کا سوچا تھا تو بس آج میرا فرسٹ ڈے یونی میں۔ماہا نے ہاتھ کی پوروں سے گالوں پہ پڑتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کر کے جواب دیا۔

مجھے لگا تم نے ایسے ہی کہا ہو گا پر تم تو واقع جا رہی ہو۔ملیحہ ہنس کے بولی۔

میں ایسے ہی کچھ نہیں کہتی۔ولی تم آ کر مجھے یونی ڈراپ کرو۔ماہا ملیحہ کو سنجیدگی سے جواب دیتی والی سے بولی تو وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا

آئے آپی۔

میرا بھی کبھی کام اتنے شوق سے کر لیا کرو۔ملیحہ نے گھور کر کہا

مجھے بھی کبھی آپ میری پسند کا ٹی وی پہ دیکھنے دیا کریں۔ولی اسی کے انداز میں بول کر باہر کو بھاگا۔

کمینہ۔ملیحہ اُس کی پشت دیکھتی بڑبڑائی۔

زر آج یونی نہیں جانا کیا؟مہر ماہ زرجان کے کمرے کی کھڑکیوں سے پردے ہٹاتی پوچھنے لگی زرجان بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا کھڑکیوں کے سامنے پردے ہٹنے کی وجہ سے سورج کی روشنی چھن سے اُس کی آنکھوں پہ پڑی جس پہ زرجان نے آنکھوں کے اُپر کشن رکھ دیا۔

زر میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔مہر ماہ کشن اس کے چہرے سے ہٹاتی پوچھنے لگی۔

مما آج دل نہیں یونی جانے کا۔زرجان نے بتایا

دل کیوں نہیں یہ تمہارا ہر ہفتے چھٹی کرنا لازم ہوتا ہے کیا؟مہرماہ نے سخت لہجے میں پوچھا زرجان ہر بدھ کو یونی نہیں جاتا تھا مہرماہ غصہ ہوتی پر وہ اُس کو منالیتا۔

لازم تو نہیں ہوتا۔زرجان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا ہوا بولا

پھر؟مہرماہ نے پوچھا

پھر بس ایسے ہی۔زرجان نے کندھے اُچکائے۔

اچھا ریڈی ہو کر باہر آؤ بریک فاسٹ کرنے۔مہرماہ نے بلینکٹ سیدھا کر کے کہا زرجان سر ہلاتا بیڈ سے اٹھا مہرماہ کے گال پہ بوسہ دیتا واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

بزنس ڈپارٹمنٹ میں بزنس مینجمنٹ کی ٹیچر تو آپ ہیں پھر میں کیوں مجھے کوئی اور کلاس دے دیتی۔ماہا نے مہرین سے کہا جو اُس کو ایم بی اے کے سکنڈ ایئر اسٹوڈنٹ کی کلاس لینے کا کہہ رہی تھی۔

میری اور بھی کلاسس ہوتی ہے جب کی تمہاری تین اِس لیے سوچا تمہیں کہہ دوں۔مہرین نے وجہ بتائی

ٹھیک ہے میرے لیے اچھا ہے ویسے بھی میں بزنس کے اسٹوڈنٹس کو پڑھانا چاہتی تھی۔ماہا نے رضامندی دیتے ہوئے کہا۔

دس منٹ بعد کلاس ہے تمہاری۔ مہرین نے مسکرا کر بتایا۔

حیات ٹیرس کے پاس کھڑی کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی اُس کی سوچ کا محو اِس وقت فیضان تھا جس نے اُس کی سب کے سامنے انسلٹ کی تھی ساتھ میں کردار بھی مشکوک کر ڈالا تھا۔

کمینہ اللہ کرے جہنم وصل ہو۔ حیات کافی کا گھونٹ بھرتی ساتھ میں فیضان کو صلواتیں بھی سُنانے لگی۔

کیسی ہو؟ شاہ ویر اچانک اُس کے برابر کھڑا ہوا تو وہ چونک کر اُس کو دیکھنے لگی۔

تم یہاں؟ حیات نے حیرت ظاہر کی۔

ہاں کیوں میری پھوپھو کا گھر ہے کوئی اعتراض۔ شاہ ویر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر استفسار کیا حیات نے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

میں یہ نہیں کہہ رہی تھی تم ٹیرس پہ آئے اِس لیے کچھ حیران ہوئی۔ حیات نے مسکرا کر کہا

تم یہاں تھی سوچا یہاں آجاؤ مہرو پھپھو ملازمین کے ساتھ سارے گھر کی صفائی کروا رہی ہیں چھوٹی امی اپنے کمرے میں نشین ہے زرا ایل ای ڈی پہ فلم دیکھنے میں مگن

ہے مرجان اپنے آفس میں ہے سوچا تمہارے پاس آ جاؤں۔شاہ ویر نے آرام سے سب کی مصروفیت بتائی۔

ہم اِس لیے میں یہاں آ کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے لطف اندروز ہونے کے لیے آئی تا کہ مائینڈ فریش ہو۔حیات نے اپنی بانہیں کھول کر بتایا شاہ ویر نے بے ساختہ نظریں چُرائی۔

تمہاری نائٹ ڈیوٹی ہے آج؟شاہ ویر نے پوچھا

بلکل اِس لیے تو ماد ولت یہاں موجود ہے۔حیات نے سر کو خم دیتے ہوئے کہا۔

باہر چلتے ہیں کہیں۔شاہ ویر نے کہا

کہاں؟حیات نے تجسس سے پوچھا

تمہیں بھگانے۔شاہ ویر نے سنجیدگی سے کہا

ہاہاہا بھاگا ہی نہ لو مجھے تم۔حیات شاہ ویر کی بات مزاق میں سمجھتی زور زور سے ہنستی ہوئی کہنے لگی۔

اگر سچ میں شادی کرنے لے لیے بھاگا لوں تو؟شاہ ویر کا لہجہ جذبات سے بوجھل تھا

حیات کی ہنسی کو یکدم بریک لگا۔

فضول مت بولوں ڈیڈ کو پتا لگ گیا نہ تو کھڑے کھڑے شوٹ کر دے گے۔ حیات نے خفت مٹانے کے غرض سے کہا دل عجیب انداز سے دھڑک رہا تھا آج سے پہلے کبھی شاہ ویر نے ایسے بات نہیں کی تھی اُس سے یہ سب اُس کے لیے نیا تھا جس کو وہ کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔

مووی دیکھنے چلتے ہیں۔ شاہ ویر نے بات بدل گیا حیات نے بھی شکر کا سانس لیا۔

اچھا آئیڈیا ہے میں نے بھی بہت وقت سے کوئی مووی نہیں دیکھی۔ حیات خوش ہو کر بولی

آؤ پھر۔ شاہ ویر کے کہا۔

چینج تو کر لوں۔ حیات نے اُس کی توجہ اپنی طرف کروائی شاہ ویر نے بغور اُس کا جائزہ لیا جو وائٹ کُرتے کے ساتھ جینز پینٹ پہنے نکھری نکھری سی لگ رہی تھی بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنا ہوا تھا جب کی چہرہ میک اپ سے پاک چمک رہا تھا خود شاہ ویر بلیک شرٹ کے اوپر بلیک لیدر کی جیکٹ کے ساتھ بلیک ہی جینز پینٹ میں ملبوس تھا بال بکھرے پیشانی چھو رہے تھے چہرے پہ تازی بنائی ہوئی شیو پہ وہ بہت جاذب نظر آ رہا تھا۔

اچھی لگ رہی ہو ایسے ہی اِس لیے ٹائم ویسٹ نہیں کرو۔ شاہ ویر نے ہاتھ اپنی جینز پینٹ کی پاکٹ میں پھنسائے کہا۔

گھوڑے پہ سوار رہتے ہو تم تو۔حیات نے نفی میں سر ہلا کر چلتے ہوئے کہا شاہ ویر بھی سر جھکا کر مسکراتا اُس کے ہمقدم ہوا۔

زرجان کو یونی آئے آج کچھ لیٹ ہو گیا تھا زرجان اپنی ہیوی بائیک سائیڈ پہ کھڑا کرتا بیگ ایک کندھے پہ ڈالی چابیاں ہاتھ میں اُچھالتا اپنے مخصوص انداز ڈپارٹمنٹ کی جانب بڑھ رہا تھا وہ سیدھا کلاس میں داخل ہو رہا تھا جب سامنے بورڈ پہ لکھتی ایک لڑکی پہ نظر پڑی جس کا چہرہ بس وہ سائیڈ سے ہی دیکھ سکتا تھا اُس کو یاد تھا ان کو بزنس مینجمنٹ مہرین پڑھانے لگی تھی پر بورڈ کے پاس کھڑی ہستی اس کو کہی سے بھی مہرین نہیں لگی زرجان اُس کو اسٹوڈنٹ سمجھتا اپنی سیٹ کی طرف بڑھا جب ماہا کی نظر اُس پہ پڑی۔

اسٹاپ۔ماہا کی سخت آواز پہ اس کے قدم تھمے تھے زرجان نے پلٹ کر اُس کو دیکھا تو ایک پل کو ٹھٹک گیا۔

کیا آپ کو نہیں پتا کلاس میں آنے لیے استاد کی اجازت دُرکار ہوتی ہے؟ماہا نے مار کر ڈائیس پہ رکھ کر زرجان سے پوچھا زرجان کو ماہا کا ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آیا تھا وہ تو بس یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہ چہرہ اُس نے کہاں دیکھا تھا۔

میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔زرجان کو بُت بنا کھڑا دیکھ کر ماہا سامنے آتی اس کے سامنے چٹکی بجا کر بولی تو زرجان یکدم ہوش میں آیا تھا کلاس میں کھی کھی کی آواز گونجنے لگی

بی کوائٹ۔ماہا نے پوری کلاس میں نظر گھما کر کہا کلاس میں سناٹا چھا گیا کیونکہ وہ کچھ ہی عرصے میں جان گئے تھے کے ان کی کلاس ٹیچر کتنی اسٹرکٹ تھی پر زرجان تین دنوں سے یونی میں غیر حاضر تھا اُس کو نہیں پتا کچھ بھی۔

جی کیا کہہ رہی تھی آپ؟زرجان نے پوچھا ماہا نے زبردست گھوری سے اُس کو نوازہ میں کہہ رہی تھی آپ کو یونی آنے میں کوئی دقت تو نہیں ہوئی اتنی سویرے سویرے یونی آ گئے آرام سے آتے۔ماہا نے لطیف سے طنزیہ کیا کلاس میں پھر ہنسنے کی آواز گونجی جواب ماہا کی گھوری پہ بند ہو گئی تھی۔

راستے میں ٹریفک تھا جس وجہ سے آنے میں کچھ دیر ہوئی ورنہ میں وقت پہ آتا ہوں۔زرجان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

پر میں تو آپ کو پہلی بار کلاس میں دیکھ رہی ہوں اتنے دِن غیر حاضر ہونے کی وجہ؟ماہا نے اُس سے زیادہ سنجیدہ انداز میں پوچھا۔

پرسنل ایشوز تھے آپ کو بُرا نہ لگے تو بتادوں۔زرجان نے بڑے ادب سے کہا آنکھوں میں شُناسائی کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے دوسری طرف ماہا کے انداز سے تو کیا آنکھوں سے بھی اُس کو محسوس نہیں ہوا جیسے وہ اُس کو جانتی ہو یا پہچانتی ہو۔

اپنی جگہ پہ بیٹھ جائے دوبارہ ایسا نہ ہو۔ماہا اس کی بات سن کر تپ کے بولی مگر مزید بحث کرکے کلاس کا وقت ختم نہیں کرنا چاہتی تھی۔

زرجان اپنی جگہ پہ بیٹھا تو ماہا سامنے ڈائیس پہ کھڑی ہوتی سمجھانے لگی

سترہ اٹھارہ کے ہوگے ستر سالہ بزرگ کو کیسے سنبھال سکتے ہو میں کرتی ہوں ان کی مدد تم بس جس پہ بھی آئے ہو اُسے قریب لیں آؤ۔

زرجان کے دماغ میں اچانک سے دو سال پہلے والا واقع گُھما تو اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی مگر بُرا ہوا جو ماہا نے دیکھ لی تھی وہ جو پہلے ہی اُس پہ تپی ہوئی تھی اب مزید غصہ عود آیا۔

اسٹینڈاپ۔ماہا نے اس کی جانب دیکھ کر کہا سب اسٹوڈنٹ ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

میں؟زرجان نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر تصدیق چاہی سب کی نظریں اُس پہ ٹک گئ۔

جی آپ۔ماہانے لفظ چبا کر استعمال کیے زر جان کو اپنے اُپر سب کی نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا تو کھڑا ہو گیا۔

لگتا ہے آج زر کے ستارے گردش میں ہیں۔احتشام نے فرزام کے پاس جھک کر کہا تو فرزام نے زور سے کہنی مار کر اُس کو خاموش کروایا۔

ایک تو آپ لیٹ ہیں اُپر سے کلاس میں دھیان دینے کے بجائے مسکرا رہے ہیں۔ماہا نے سخت لہجے میں کہا۔

سوری۔زر جان نے بس اتنا کہا فرزام نے احتشام کو ایسے دیکھا جیسے زر جان نے کوئی انوکھی بات کر دی تھی باقی سب کا حال بھی ان سے کچھ مختلف نہ تھا۔

ماہا کو نیلی ٹی شرٹ کے ساتھ گھٹنوں سے پھٹی جینز پینٹ پہنے بالوں کو پیچھے کی طرف سیٹ کیے ہاتھ میں ڈیجیٹل واچ پہنے سفید رنگت چہرے پر ہلکی براؤن کلر کی بیئرڈ لیے ہینڈسم سازر جان اپنا اسٹوڈنٹ جانے کیوں پسند نہیں آیا تھا وجہ اُس کا غیر حاضر ہونا دوسرا اُس کا لیٹ کلاس میں بغیر پرمیشن کے اینٹر ہونا اور اب یوں بلاوجہ مسکرانا۔

بزنس کے بارے میں آپ سے کچھ سوالات کروں گی۔ماہا نے پڑھائی میں اُس کا ٹیسٹ لینا چاہا۔

شیور۔زر جان نے آرام سے جواب دیا۔

What is the job of a business management?

ماہا نے پہلا سوال کیا۔کلاس میں سب اسٹوڈنٹ دلچسپ نظروں سے کبھی ماہا کو دیکھتے تو کبھی زرجان کو جو مطمئن سا کھڑا تھا۔

A business manager is a professional who is responsible for leading and supervising employees to ensure productivity efficiency of operations providing direction on how best to handle different tasks while maintaining customer satisfaction.

زرجان نے بنا رُکے آرام سے جواب دیا۔

دوسرا سوال۔ماہا نے ایک نظر زرجان کا پر سکون چہرہ دیکھ کر کہا۔

How many subjects are there in business management?

لگتا ہے میم کو زرجان بہت نالائق اسٹوڈنٹ لگا اِس لیے ایسے سوال پوچھ رہی ہیں۔احتشام نے پھر سے فرزام کے پاس جھک کر کہا جس پہ فرزام اِس بار بھی خاموش رہا۔

You can achieve the business management: Foundation level after completing just 3 subjects,

Thereby achieving the national certificate: small business financial management.

زرجان کو پر سکون جواب دیتا دیکھ کر ماہا کچھ ایمپریس ہوئی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔زرجان کی سوالیہ نظریں ماہا پہ تھی وہ جیسے انتظار میں تھا کہ کچھ اور بھی پوچھے۔

تیسرا اور آخری سوال۔ماہا نے کہا تو زرجان نے گہری سانس بھری۔

What are the subject needed for business management?

ماہا کے خاموش ہونے پہ زرجان کچھ پل چُپ رہا پھر آنکھیں زور سے میچ کر کھول کر بتانا شروع کیا۔

Most businesses courses develop a solid grounding in key elements such as business theory,

Management, economics,entrepreneurship, marketing,accounting,and business law.

زرجان بتا کر چپ ہوا تو پورا کلاس تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا پر زرجان ماہا کو دیکھ رہا تھا شاید وہ ایک لفظ تعریف کا کہہ دیں۔

بیٹھ جائے۔ماہا نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

میم زر ہمارے کلاس کا ہائیسٹ مار کر اسٹوڈنٹ ہے۔ایک اسٹوڈنٹ اٹھ توصیفی انداز میں ماہا سے بولی۔

آج کی کلاس کا وقت ختم ہوا میں نے جو آج بتایا کل اُس کے بارے میں پوچھو گی۔ماہا نے سامنے والی لڑکی کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہتے اپنا سامان سمیٹ کر کلاس سے باہر نکل گئی۔

یار آج تو تیرے ستارے لگتا ہے آسمان پہ ڈور کر گردش کر رہے تھے۔احتشام زرجان کے پاس آتا بولا۔

جو بھی پر میم جتنی خوبصورت ہیں اُتنی ہی سخت مزاج بھی۔ایک لڑکی آنکھیں بڑی بڑی کرتی بولی۔

ہاں جب سے آئی ہیں تب سے پوری یونی میں ان کی دھوم مچی ہوئی ہے اتنی تعریفیں افففف۔فرزام نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

پہلے جہاں بیٹھوزر کی تعریف ہوا کرتی تھی اب تو میم نے تمہاری جگہ لے لی۔احتشام نے کندھا زرجان کے کندھے سے ٹکرا کر اس کو چھیڑا۔

تم لوگوں نے بتایا نہیں مجھے کے ہماری کلاس ٹیچر پھر سے چینج ہو گئ ہے؟زرجان جو خاموش بیٹھا بس اتنا بولا۔

تم سے یونی کے بارے میں بات نہیں ہوئی نہ اس لیے دماغ میں نہیں رہا بتانا۔فرزام نے بتایا

اُن کا نام کیا ہے؟زرجان نے پوچھا۔

ماہا نام ہے۔

ماہا نہیں میم ماہاریان۔

فرزام جو بتا رہا تھا احتشام نے فورن سے ڈپٹنے والے انداز میں ٹوک کر کہا جس پہ پاس بیٹھے اسٹوڈنٹ کو پھر سے ہنسنے کا دورا پڑا۔

ماہاریان۔زرجان نے زیر لب نام دوہرایا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

Episode 6

ماہا مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔ماہا گھر آکر بیٹھی ہی تھی جب ملیحہ نے جوس کا گلاس پکڑا کر کہا۔

بعد میں ابھی میں تھکی ہوئی ہو۔ماہا نے کسلمندی سے کہا۔

بہت ضروری بات ہے میرے لیے جو میں تم سے شیئر کرنا چاہتی ہوں۔ملیحہ نے پھر سے کہا

ضروری ہے تو بعد میں کرے گے نہ میں دلجمعی سے سنوں گی بھی پر ابھی میں بس سونا چاہتی ہوں۔ماہا نے نرمی سے اُس کا گال چھو کر کہا۔

اچھا سہی کھانا تو کھا لیتی اور موم نہیں آئی؟ملیحہ نے کہا۔

ان کی کلاسس رہتی ہیں میں تو روز تین بجے آتی ہوں۔ماہا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

کھانا؟ملیحہ نے کہا۔

بھوک نہیں۔ماہا اتنا کہتی بیگ کتاب اٹھاتی کھڑی ہوئی ملیحہ نے بھی پھر زیادہ زور نہیں دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھائی ریان انکل کی ایک اور بیٹی بھی ہے کیا؟زر جان مر جان کے کمرے آکر مر جان سے پوچھنے لگا جو لیپ ٹاپ پہ ای میلز چیک کر رہا تھا۔

ہاں ایک سے تو تم ملے ہو دوسری اُس کی جڑواں بہن ہے۔مر جان نے مصروف انداز میں بتایا۔

میں دوسری سے بھی ملا آپ کو پتا ہے وہ ہمارے بزنس مینجمنٹ کی کلاس ٹیچر ہیں۔زر جان نے بتایا۔

اچھا مجھے نہیں تھا پتا دوسرا میں اُس سے ملا بھی نہیں پر سُنا ہے بہت چینج ہے ملیحہ کی نسبت۔مر جان نے مسکرا کر کہا۔

جی وہ سب سے الگ ہے۔زر جان نے بے دھیانی میں کہا احساس تب ہوا جب خود پہ مر جان کی نظریں محسوس ہوئی۔

میرا مطلب تھا وہ واقع میں چینج ہیں ملیحہ آپی سے تو بہت مختلف ہیں ساتھ میں سنجیدہ مزاج بھی ہے۔زر جان سنبھل کے بولا۔

میں نے بھی ایسا ہی کچھ سنا ہے۔مر جان اپنا فوکس دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب کرتا بولا۔

ویر تم فری ہو؟سارہ بیگم شاہ ویر سے پوچھنے لگی جو اسٹڈی روم میں کیس کی فائل پڑھ رہا تھا کل اس کو کورٹ جانا تھا ایک کیس کی وجہ سے اِس لیے وہ اسٹڈی روم میں تھا۔

جی دادو میں فری ہوں۔شاہ ویر مسکرا کر بولا

تم سے بات کرنی تھی۔سارہ بیگم بیٹھتی ہوئی بولی۔

جی کریں۔شاہ ویر ہمہ تن گوش ہوا۔

اُس دن تمہاری بات بیچ میں رہ گئی تھی مہرو کے آنے سے سوچا آج پوری سن لوں۔سارہ بیگم نے کہا۔

شادی کے مطلق والی بات؟شاہ ویر نے تصدیق چاہی۔

بلکل تم نے کوئی لڑکی پسند کی ہے کیا؟

دادو میں چاہتا ہو آپ موم ڈیڈ کے ساتھ مامی جان اور ماموں میرے سے میرے لیے حیات کے رشتے کی بات کریں۔شاہ ویر سنجیدہ انداز میں بولا وہ اب دیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تم حیات کو چاہتے ہو؟سارہ بیگم حیرت اور خوشی کے ملے جلے انداز میں بولی۔

جی دادو بہت چاہتا ہوں میں اُس کو۔شاہ ویر سر جھکا کر بولا۔

تو پہلے کیوں نہیں بتایا حیات سے بہتر اور کون ہو سکتی ہے بھلا اچھا ہے میری نواسی یہاں آ جائے گی۔ سارہ بیگم انتہا کی خوش ہوتی ہوئی بولی۔

موم ڈیڈ کی طرف سے تو نہیں مجھے بس میر ماموں کی طرف خدشہ ہے۔ شاہ ویر نے کہا

میر کی طرف سے کیسا خدشہ؟ سارہ بیگم نے اُلجھ کر پوچھا

دادو آپ جانتی ہیں اُن کی حیات کے لیے اٹیچمنٹ کہیں وہ میرے لیے انکار نہ کر دیں۔ شاہ ویر نے اپنے اندر کا ڈر بیان کیا۔

میر کو کیا اعتراض تم میں کیا کمی ہے اچھے خاصے ویل ایجوکیشن ہو ویل سیٹل ہو اور کیا چاہیے میر کو۔ سارہ بیگم کو شاہ ویر کی بات ہضم نہیں ہوئی۔

بس میں نے ایسے ہی کہا۔ شاہ ویر بالوں میں ہاتھ پھیر کر اضطراب کی حالت میں کہا۔

دیکھو ویر فضول کے وہم دل میں مت پالوں جب ہم نے مہرو کا رشتہ میر کو دیا تھا نہ تو میر بس اکیس سال کا تھا اُس وقت نہ تو اُس کی پڑھائی کمپلیٹ ہوئی تھی نہ ہی کوئی جاب کرتا تھا حیدر بھائی ہی اپنا بزنس دیکھتے تھے پر ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا سوائے اِس کے کہ وہ مہرو سے چار سال چھوٹا تھا مگر ہم سب کو اُس کی ضد کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے ہمیں بعد میں سمجھ آ گیا ہمارا فیصلہ غلط نہیں مہرو بہت خوش ہے میر کے سنگ عمر کا فرق ان کے درمیان کبھی نہیں آیا پر اگر بات اب کی کریں تو تم ماشاءاللہ سے پچیس سال

کے ہو پڑھائی بھی پوری کی ہے تم نے تو جاب بھی ہے ساتھ میں اپنے باپ دادا کا بزنس بھی اِس لیے انکار کا جواز ہی نہیں بنتا پھر بھی اگر میر نے بیو قوفی کی تو مہر وہے اُس کو سمجھانے کے لیے پر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں وہ ایسا نہیں کرے گا وہ خود یہی چاہے گا کہ اس کی حیات قریب رہے۔سارہ بیگم نے ہر لحاظ سے شاہ ویر کو مطمئن کیا۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو جیسا آپ کہہ رہی ہیں۔شاہ ویر کو ان کی باتیں پر سکون کر گئی تھی۔

ایسا ہی ہو گا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بیٹا میں نے تم سے کہا تھا میر کی طرف چلنا ہے کتنے دن ہو گئے ہیں اِس بات کو ابھی تک تم نے وہاں جانے لیے نہیں کہا۔رات کے کھانے پہ سب مل بیٹھے تھے جب ریان نے ماہا سے کہا۔

ڈیڈ سوری پر اب جب آپ کہے گے میں آپ کے ساتھ چلوں گی۔ماہا نے ریان کے لہجے میں خفگی کا عنصر محسوس کرتے ہوئے جواب دیا۔

ٹھیک ہے تو میں بتاؤں گا پھر تمہیں کب چلنا ہے۔ریان مسکرا کر بولا۔

میرا ہو گیا۔ماہا کھانے کی پلیٹ خود سے دور کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

کمزور ہو گئی ہو اپنی ڈائیٹ پہ توجہ دو۔مہرین نے ٹوکا۔

موم جتنی نیڈ تھی اُتنا میں نے کھالیا۔ماہا نے آرام سے جواب دیا۔

میرا بھی ہو گیا۔ ملیحہ بھی پلیٹ دور کھسکاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اُس کو جلدی تھی ماہا سے اپنی بات شیئر کرنے کی۔

ماہا اب میں بات کروں تم فری ہو؟ ملیحہ ماہا کے پاس بیٹھتی بولی۔

ہمم بولوں کونسی ضروری بات ہے؟ ماہا اُس کی طرف متوجہ ہو کر بولی

مجھے پیار ہو گیا ہے۔ ملیحہ نے آنکھیں بند کر کے کہا۔

ہوش میں ہو تم؟ ماہا سخت ہوئی

ہاں اِس میں ہوش میں نہ ہونے کی کیا بات ہے۔ ملیحہ کو ماہا کا سخت ہونا سمجھ نہیں آیا۔

پیار کچھ نہیں ہوتا ملی یہ سب ایک فریب ہے جو انسان پیار کی آڑ میں کرتا ہے۔ ماہا نے ملیحہ کا بازوں پکڑتے ہوئے کہا۔

ایسا نہیں ماہا بھی پیار میری طرف سے ہے جس سے اُس کے جذبات فلحال میں اپنے لیے نہیں جانتی پر وہ بہت اچھا ہے۔ ملیحہ نے نرمی سے کہا

ہونہہ اچھا ہے۔ ماہا نے ہنکارا ابھرا۔

میرا انکل کا بیٹا ہے وہ بھلا ان کا بیٹا دھوکے باز ہو سکتا ہے کیا تم بھول گئی ہو جو باتیں ہمیں ڈیڈ بتاتے تھے ہم مہرو آنٹی کی قسمت پہ رشک کرتے تھے تو ماہا میرا انکل کا بیٹا بھی اُن کے جیسے ہو گا نہ۔ ملیحہ نے اس کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

نام کیا ہے اُس کا۔ماہانے سنجیدگی سے پوچھا

مرجان نام ہے۔ملیحہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی تھی نام بتاتے وقت۔

باہر جاؤ مجھے سونا ہے۔ماہا سرد لہجے میں بولی

اچانک کیا ہوا تمہیں۔ملیحہ حیرانگی سے بولی اُس کو لگا نام کے بعد وہ مزید مرجان کے بارے میں پوچھے گی پر ماہا کا ایسا رویہ اُس کو حیرانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

ملیحہ میری بات تمہیں ایک دفع میں سمجھ کیوں نہیں آتی میں نے کہا جاؤ تو مطلب جاؤ۔ماہا ملیحہ پہ چیختی ہوئی بولی ملیحہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی پر وہ بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئی۔ماہانے بیڈ پہ پڑے کشن نیچے پھینک دیئے خود اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھتی چلی گئی۔

تیری تلخیوں میں اے زندگی

بہت ہی تلخ ہو چکے ہیں ہم

اتنا دکھ نہ دے زندگی

کہ تجھے جی بھی نا پائے ہم

تیری رنجشیوں میں اے زندگی

کہیں ہنسنا نا بھول جائیں ہم

تجھ سے بیزار ہو کر اے زندگی

خود سے روٹھ نا جائیں ہم

تجھے گزارتے گزارتے اے زندگی

کہیں خود ہی نا گزر جائے ہم

جان

جان

جان۔

یورپ کی سنسان سڑک پہ اِس وقت زبردست قسم کی ریس چل رہی تھی ہر کوئی جان نامی شخص کا نعرہ لگا کر اُس کو اپریشیٹ کر رہا تھا

وہ اپنی جیت کے بے حد قریب اُس سے پہلے وہ سڑک پار کر کے فاتح ٹھیرتا کوئی پیچھے والا آ کر جیت اپنے مقدر کے نام کر گیا تھا جہاں ہر وقت نعرے گونج رہے تھے اب ہر وقت سناٹا چھا گیا تھا کیونکہ ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کے جیتنے والا شخص ہے کون؟

مرجان جس کو اپنے سب دوست مرجان کہتے تھے اُس نے اپنا ہاتھ زور سے ہیوی بائیک کے ہینڈل پہ مارا ایسا پہلی بار ہوا تھا کے ہار اُس کی مقدر میں آئی۔

مرجان نے اپنا ہیلمینٹ اُتار کر خونخوار نظروں سے دور کھڑی بلیو کلر کی ہیوی بائیک پہ موجود ہستی کو دیکھا تھا جو بڑے شان سے بائیک سے اُتر کرا سٹیج کی طرف جا کر داد وصول کرنے کا ارادہ رکھتا تھا شاید۔پر مرجان کو حیرت کا شدید ترین جھٹکا تب لگا جب دور سڑک پہ بنی اسٹیج پہ موجود ہستی نے اپنے سر سے ہیلمینٹ اُتار تو اُس کے بھورے گھنے بال نظر آئے جواب چہرہ دائیں بائیں کر کے ان کو سنوار رہی تھی لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کے منہ بھی کھل گئے تھے سامنے حد سے سوا خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر جو مسکرا کر اپنے ڈمپل کی نمائش کرتی وہاں موجود آدمی سے ٹرافی لے رہی تھی اُن سب میں سے ایک مرجان تھا جس کی نظریں نفرت سے شعلہ اُگل رہی تھی اُس کو یہ بات پاگل کرنے کے درپہ تھی کے وہ ایک لڑکی کے سامنے ہار گیا تھا۔

یہ کون اور کہاں سے آ گئی۔مرجان کا دوست عقیل اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتا بولا۔

ڈونٹ نو۔مرجان خود پہ ضبط کیے بولا۔

جو بھی پر لڑکی بہت مست ہے۔نعمان نے کہا

شٹ اپ۔مرجان نے بری طرح اُس کو گھڑکا۔

مبارک باد نہیں دو گے۔وہ ہاتھ میں ٹرافی لاتی مرجان سے بولی۔مرجان نے نفرت سے سر جھٹکا

میرا نام ماہی ہے اینڈ میں آج کی وِنر ہوں سو مجھے کوئی افسوس نہیں اگر تم مجھے مبارکباد نہیں دوگے تو۔ماہی شانِ بے نیازی سے بولی تب تک خوش سے جگمگاتے چہرے کے ساتھ اُس کی باقی فرینڈز بھی آگئی تھی۔

مرجان آو واپس چلیں۔ عقیل نے مرجان کا غصے سے تمتماتا چہرہ دیکھا تو کہا۔

ہاہاہا مرجان یہ کیسا نام ہوا بھلا۔ماہی زور سے ہنستی مذاق اُڑاتی ہوئی بولی

شٹ اپ یو سلی گرل۔ مرجان دھاڑ کر بولا

اووو میں تو ڈر گئی۔ماہی ڈرنے کی اداکاری کرتی اپنی دوست کے ساتھ ہائے فائے کیا۔

ایڈیٹ۔مرجان غصے سے بڑبڑایا۔

سی یو سنو مرجان!!!!!!ماہی نے اُس کو جاتا دیکھا تو چِڑانے کے غرض سے مرجان نام کو کھینچ کر ادا کیا۔

بہت تیز لڑکی ہے۔ عقیل مرجان کے پیچھے بائیک پہ بیٹھتا بولا۔

ہاہاہا۔لڑکے کی شکل دیکھنے والی تھی۔ماہی کی دوست فروزین ہنستے ہوئے بولی

اور نہیں تو آخر کو میں نے اُس کو جیت کے قریب لا کر ہرایا ہے۔۔ماہی مغرور لہجے میں بولی۔

❤❤❤❤❤❤❤

آج تو مزہ ہی آگیا۔فروزین نے چہک کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں نہ یہ اِن بوائز کو لگتا ہے بس وہ ہی ہر کام میں مہارت رکھتے ہیں۔مانوی ناک سکوڑ کر بولی۔

ہر بوائز کا تو نہیں پر ایشین مردوں کو یہ خوشفہمی ضرور لاحق ہوتی ہے۔فروزین نے اپنی بات کہی۔

گائز جو بھی ہے جیت میرے نام ہوئی ہے ہمیشہ کی طرح تو اب ہار ایشین مرد کی ہو یا مغربی مرد کی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ماہی نے جواب میں کہا جو اب تک اپنے نیل پینٹ لگا رہی تھی۔

بلکل تمہاری جیت لگتا ہے اُس لڑکے کی انا پہ کاری ضرب کی طرح ہے۔مانوی نے کہا۔

اِن مردوں کو اور کام ہی کیا ہے۔ماہی نخوت سے گویا ہوئی۔

میں تمہیں بتانا بھول گُئی تھی تمہارے ڈیڈ کی کال آئی تھی۔فروزین اچانک سر پہ ہاتھ مار کر بولی۔

پہلے بتانا تھا نہ خیر میں کرتی ہوں کال ان کو۔ماہی نے فروزین کی بات سن کر کہا۔

اگر آنے کا کہے تو کہنا فلحال ہمارا ٹرپ لمبا ہے۔مانوی نے اُس کو ہدایت دی۔

ڈونٹ وری میں کرلوں گی ہینڈل۔ماہی نے آنکھ ونک کرتے کہا۔

یورپ میں آج صبح سے بارش تھی مرجان گلاس وال کے سامنے کھڑا باہر برستی بوندوں کو ٹپ ٹپ کرتا گرتا دیکھ رہا تھا۔

موسم خراب ہونے کی وجہ سے راستے بلاک کیے گئے ہیں۔عقیل اُس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

میرے دل میں آگ لگی ہوئی ہے۔مرجان نے دیوار پہ مکہ مار کر کہا۔

ریلیکس جان اب تم اوورری ایکٹ کر رہے ہو ہار جیت زندگی کا حصہ ہے اگر آپ جیت پہ خوش ہوتے ہیں تو ہار کو اپنے سر پہ سوار کرنے سے بہتر ہے کہ اُس ہار سے کچھ سیکھ کر اگلی بار اچھے سے کام کریں۔عقیل نے دوست ہونے کے ناتے اُس کو سمجھانا چاہا۔

رئیلی عقی یہ سب اتنا آسان ہے تمہیں نہیں پتا ہر بار جب جیت مقدر ہو پھر اچانک سے ہار کا سامنا ہو تو کیا محسوس ہوتا ہے ایک چھوٹی سی لڑکی مجھ سے جیت گئی یہ بات میرے لیے ناقابلِ یقین ہے۔مرجان تنفر سے بولا۔

تم نے اپنی ہار کو انا کا مسئلا بنا دیا ہے زیادہ کچھ نہیں۔عقیل نے کندھے اُچکا کر کہا

اگر انا ہے تو انا ہی سہی پر وہاں جب میرے نام کی پُکار کر رہے تھے پھر جب ان کی نظروں میں اُس لڑکی کے لیے ستائش دیکھی تو میرا دل کہہ رہا تھا میں سب کچھ تہس نہس کر دوں۔

یہ تو کہی نہیں لکھا کے ہر جیت پہ تمہارا نام ہو ویسے بھی وہ لڑکی تھی اتنی خوبصورت لوگوں میں ستائش تب بھی آتی جب وہ ہار جاتی تو۔ عقیل نے مرجان کی بات پہ آرام سے کہا۔

ویسے میرے پاس تمہارے لیے اچھا سا مشورہ ہے۔ نعمان کب ان کے پاس کھڑا ہوا ان کو کوئی خبر نہیں ہوئی۔

کیسا مشورہ؟ مرجان نے پوچھا۔

تم اپنی ہار کا بدلا اُس سے لو۔ نعمان نے کہا

کیسا بدلا نعمان تم یہ جان کو کیا پٹیاں پڑھا رہے ہو یہ بس ایک حادثہ تھا نہ تو مرجان اس لڑکی کو جانتا ہے نہ ہی وہ لڑکی تو کیوں مرجان اُس بیچاری سے بنا بات کے بدلا لیں۔ نعمان کی بات پہ عقیل نے بُری طرح سے اُس کو جھاڑ پلائی۔

میں نے تو جان کے بھلے کے لیے کہا ورنہ ہزاروں لوگوں کے سامنے اُس لڑکی کا غرور دیکھنے لائق تھا۔ نعمان نے فل طریقے سے جلے پہ نمک چھڑکا اٹھارہ سال عمر کا مرجان، نعمان کی باتوں کو سن کر بہت کچھ سوچنے پہ مجبور ہو گیا تھا

❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہا کلاس میں سب اسٹوڈنٹ کو پڑھا رہی تھی زرجان کا سارا دھیان اُس کی آنکھوں پہ تھا جہاں بھوری آنکھوں میں لال ڈورے تھے۔ ماہا گلابی رنگ کے فراق کے ساتھ گلابی

ہی پاجامے میں ملبوس تھی سر پہ نیٹ کا ڈوپٹہ جو بار بار سر سے ڈھلک رہا تھا جس کو وہ بار بار سہی بھی کرتی کندھوں کے اطراف ہمیشہ کی طرح براؤن چادر تھی چہرہ روز کی طرح سنجیدہ تھا مگر آج زرجان کو وہ کچھ اُلجھی ہوئی سی اس کے سرخ گال اور بھینچے ہوئے گلابی ہونٹ اُس کے اضطراب میں ہونے کا بتا رہے تھے جس سے وہ لیکچر میں بہت بار مسٹیکس کر چکی تھی سوائے زرجان کے یہ بات کسی نے نوٹ نہیں کی تھی۔زرجان کو ڈریسنگ کے لحاظ سے دو سال پہلے سے زیادہ مختلف لگی ورنہ وہ اُس میں اور کوئی تبدیلی زرجان کو نہیں ملی سوائے اُس کی ڈریسنگ سے۔

کتاب پہ دھیان دو اگر میم نے دیکھ لیا نہ تو لحاظ نہیں کرے گی اُس کو تمہارے ہائے مار کس ایمپریس نہیں کر سکتے جو ہر پروفیسر ز کو کرتے ہیں ایمپریس۔فرزام نے زرجان کا دھیان کتاب کے بجائے ماہا پہ دیکھا تو کان کے پاس آتا ہوا بولا۔

مجھے پتا ہے وہ اتنی جلدی ایمپریس نہیں ہوتی۔زرجان نے آرام سے جواب دیا۔

کلاس بی کوائٹ۔ماہا نے سخت لہجے میں کہا ایک تو صبح سے اُس کے سر میں درد تھا اوپر سے کلاس میں ہلکی ہلکی باتوں کی آواز سن کر اُس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔

زرجان نے ایک نظر فرزام پہ ڈال کر سامنے دیکھنے لگا جہاں ماہا کے ہاتھ تیزی سے سفید بورڈ پہ چل رہے تھے۔

کل میں ایک ٹیسٹ لوں گی آپ سب تیاری کر لیجئیے گا۔کلاس ختم ہونے کے بعد ماہا نے جاتے وقت کہا۔

اِن کی طرح ٹیسٹ بھی سخت قسم کا ہو گا۔فرزام ماہا کے جانے کے بعد بولا۔

ساتھ میں خوبصورت بھی۔احتشام نے لقمہ دیا تو زرجان نے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں زور سے بند کی۔

میں کیفے ٹیریا جارہا ہوں آنا ہے تو آجانا۔زرجان ایک تیکھی نظر احتشام پہ ڈال کر کلاس روم سے باہر نکلا۔

زرا تنے پیار سے مجھے کیوں دیکھ کر گیا۔احتشام کو زرجان کا ایسا دیکھنا ہضم نہیں ہوا۔

ٹیچر ہیں وہ ہماری عمر میں بھی ہم سے بڑی ہے اُستاد ہونے کے لحاظ سے ہمیں ان کے بارے میں ایسے نہیں بولنا چاہیے شاید زر کو بھی یہ بات بُری لگی۔فرزام نے اپنے تیئں سمجھایا۔

لگتی تو نہیں بڑی پر کیا کرے ان کو دیکھنے کے بعد بندہ تعریف کیا بنا نہ رہ سکتا تعریف خود بخود منہ سے نکل آتی ہے۔احتشام آنکھ کا کونا دبا کر بولا۔

کیفے ٹیریا چلو اب۔فرزام نفی میں سر ہلاتا بولا

ملیحہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی جب باہر گاڑی کے ہارن کی آواز آئی تو وہ اچھل کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی وہ جان گئی تھی یہ مرجان کی گاڑی کا ہارن ہے یہ سوچ آتی ہی اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی ملیحہ نے جلدی سے باہر کی جانب ڈور لگائی۔

اسلام علیکم! ملیحہ نے وائٹ شرٹ کے ساتھ وائٹ پینٹ پہنے آنکھوں پہ سیاہ گاگلز چڑھائے مرجان کو گاڑی سے اُترتا کھڑا دیکھا تو فورن سے سلامی بھیجی جو آج معمول سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا یا بس اُس کو لگ رہا تھا کیونکہ محبت احساس ہی کچھ ایسا ہے جس سے عام انسان بھی بہت خاص ہو جاتا ہے۔

وعلیکم اسلام! مجھے ریان انکل نے بھیجا تھا اُن کی ایک فائل یہاں رہ گئی تھی ولی مصروف تھا تو میں آگیا کیونکہ فائل میں بہت ضروری ڈاکیومینٹس تھے۔ مرجان نے سلام کا جواب دینے کے بعد اپنے یہاں آنے کی وجہ بتائی جس سے ملیحہ کی ساری خوشی اُڑن چھو ہوگئی تھی اُس کو خوش فہمی ہوگئی تھی کے شاید مرجان اُس سے ملنے آیا ہو پر یہاں تو بات ہی کچھ اور تھی۔

قرار دل کو سدا جس کے نام سے آیا

وہ آیا بھی تو کسی اور کام سے آیا

میں دیکھ کر دیتی ہوں آپ کو۔ ملیحہ منہ کے زاویے بگاڑ کر کہتی اندر کی طرف چلی گئی۔ مرجان تعجب سے اس کا انداز دیکھتا اس کے ساتھ اندر کی طرف بڑھا۔

ہائے ملی تمہاری خوشفہمیاں۔ ریان اور مہرین کے مشترکہ کمرے میں آکر ملیحہ فائل یہاں وہاں تلاش کرنے کے ساتھ مسلسل بڑبڑا بھی رہی تھی

یہ رہی۔ اسٹڈی ٹیبل پہ ریڈ کلر کی فائل دیکھی تو ملیحہ نے لپک کر اس کو اٹھایا۔

یہ لیں۔ ملیحہ نے باہر آکر مرجان کی طرف فائل بڑھا کر کہا۔

تھینکس۔ مرجان نے فائل تھام کر کہا۔

کیا تم مجھ سے خفا ہو کسی بات پہ؟ مرجان واپسی کے لیے جارہا تھا مگر ملیحہ کا رویہ نوٹ کر کے وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

کیا تمہیں فرق پڑتا ہے میرے خفا ہونے سے؟ ملیحہ نے اُلٹا اُس سے سوال کیا۔

بلکل فرق پڑتا ہے۔ مرجان نے ایک لمحے کی دیر کیے بنا کہا۔

ک کیو کیوں پڑتا ہے؟ ملیحہ کا دل زور سے دھڑکا اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیونکہ ہماری اچھی خاصی دوستی ہو گئ ہے دوست خفا اچھے نہیں لگتے۔مرجان نے مسکرا کر کہا۔

میں نہیں خفا۔ملیحہ نے دوست لفظ سن کر گہری سانس بھر کر کہا۔

پکی بات ہے؟ مرجان کو جیسے یقین نہیں آیا۔

جی پکی بات ہے۔ملیحہ نے مسکرا کر کہا تو مرجان بھی مسکرا پڑا۔

ماہی اپنی فرینڈس کے ساتھ ڈنر کرنے باہر آئی تھی جب اُس کا سامنے آتے شخص سے ٹکر ہوا۔

تم۔ماہی نے سر اٹھا کر سامنے مرجان کو کھڑا دیکھا تو کہا

ہاں میں کیوں۔مرجان ماہی کو دیکھ کر بدمزہ ہو کر بولا

نہیں ایسے ہی سوچا نہیں تھا تم سے ملاقات ہو گی پھر سے۔ماہی نے آرام سے جواب دیا

تو مرجان کو نعمان کی کہی بات آئی تو چہرے پہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا دوسری طرف ماہی تو اس کی خوبصورت مسکراہٹ دیکھ کر جیسے کھو گئ تھی۔

تم مسکراتے ہوئے اور بھی ڈیشنگ لگتے ہو بکوز یور سمائیل از سواٹریکٹو اینڈ مسمرائزنگ۔ماہی چاہ کر بھی خود کو کہنے سے روک نہیں پائی۔

تو تم مانتی ہو میں ڈیشنگ پرسنالٹی کا مالک ہوں۔مرجان نے اُس کی بات سن کر کہا۔

بلکل مجھ سے بیر تو تم نے پال رکھا ہے ورنہ میں تو بہت سویٹ ہوں۔ماہی نے اپنے دونوں ڈمپلز کی نمائش کر کے کہا مرجان کو اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ماننے میں وقت نہیں لگا کے سامنے کھڑی لڑکی اپنی کم عمر میں ہی بہت حسین ہے۔

کیا تم حُسن پرست ہو؟مرجان کے اپنے پلان ترتیب دیتے سوال داغا۔

بلکل نہیں حُسن بھی پسند ہے پر ایسا نہیں کے میں بس خوبصورت لوگوں سے مُتاثر ہونے لگوں۔ماہی نے صاف گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

ماہی تم یہاں ہو کھانا کب کا ٹھنڈا ہو گیا۔فروزین باہر آکر ماہی کو کھڑا دیکھ کر کہا۔

میں آرہی تھی پر ان سے ملاقات ہو گئ ہے۔ماہی نے سامنے کھڑے مرجان کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

اوو نائس ٹو میٹ یو۔فروزین چہرے پہ مسکراہٹ سجا کر اپنا ہاتھ مرجان کے سامنے کیے کہا۔

سیم ہیئر۔مرجان نے مروتّ کہا۔

تم اگر اکیلے ہو تو ہمیں جوائن کر سکتے ہو۔ماہی نے پیش کش کی۔

میں اپنے فرینڈس کے ساتھ ہوں تم لوگ انجوائے کرو۔مرجان نے سہولت سے انکار کیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

زر تم آ گئے جاؤ جا کر مہمانوں کو سلام کرو۔زر جان گھر میں داخل ہوا تو مہر ماہ جو کچن میں ریفریشمنٹ کا سامان دیکھنے جا رہی تھی زر جان کو ہدایت کی۔

مما میں تھک گیا ہوں آئے نیڈ ریسٹ۔زر جان نے اپنے بازوں مہر ماہ کے کندھوں پہ رکھ کر کہا

زرا ایک منٹ نہیں لگے گا تمہیں سلام کرنے میں پھر چلے جانا اپنے کمرے میں۔مہر ماہ نے گھور کر کہا۔

مماااااا۔زر جام نے التجا کی۔

اچھا جاؤ۔مہر ماہ اُس کے بازوں اپنے کندھوں سے ہٹاتی بولی

ماہا بیٹے تم نے تو کجھ لیا ہی نہیں کجھ کھاؤ تو سہی۔زر جان ڈرائینگ ہال سے گزر رہا تھا جب ماہا نام پہ اُس کے قدم ٹھٹکے تھے زر جان ایڑھیوں کے بِل گھوم کر اپنے قدم ڈرائینگ ہال کی طرف کیے جہاں ہانم بیگم ہانیہ ایک صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی سامنے صوفے پہ ماہا مہرین کے ساتھ بیٹھی ماہا اِس وقت کالے رنگ کی کڑھائی والا کُرتا پہن رکھا تھا ساتھ میں سفید رنگ کا ٹراؤزر تھا جب کی ایک شانوں پہ سفید رنگ کا ڈوپٹہ اوڑ رکھا تھا بھورے بال کُھلے ہوئے تھے تھے چہرے کا رنگ کالے رنگ پہ کھل اِٹھا تھا

زر جان نے بے ساختہ اندر آ کر سلام کیا۔

محبوب کی طرف بڑھتے قدم انسان

چاہ کر بھی نہیں روک سکتا۔

اسلام علیکم! ماہانے سر اٹھا کر زر جان کو دیکھا تو وہ حیرت نے آگھیرا۔

یہ زر جان میر ہے شاہ میر بھائی کا چھوٹا بیٹا۔مہرین نے اُس کا حیرت زدہ چہرہ دیکھا تو کہا

آپ جانتی ہیں کیا زر کو؟ ہانیہ نے پوچھا زر جان ماہا کو دیکھتا منہاج کے ساتھ بیٹھ گیا۔

جی میرا اسٹوڈنٹ ہے۔ماہانے بس اتنا کہا۔

تمہیں تو آرام کرنا تھا۔مہر ماہ ملازمہ کے ساتھ آئی تو زر جان کو دیکھ کر کہا۔

اِس کی ٹیچر موجود ہے آرام کیسے کرے گا۔زر جان اپنی ماں کی بات پہ سٹپٹا گیا تھا پر ہانیہ نے شوخ انداز میں کہا جس پہ سب مسکرا دیئے سِوائے ماہا کے۔

میں بس چائے لوں گی۔ماہانے مہر ماہ سے کہا جو اس کے سامنے کباب کے ساتھ رول کی پلیٹ رکھ رہی تھی۔

بیٹا تکلف کیوں کر رہی ہو تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔مہر ماہ نے نرمی سے کہا۔

تکلف کی بات نہیں میں یہ سب اتنا نہیں کھاتی۔ماہانے جواب دیا۔

ماہا سہی کہہ رہی ہے یہ بہت ڈائٹ کونشیئس ہے۔مہرین نے مہرماہ کو دیکھ کر کہا۔

کھانے پینے پہ دھیان دیا کریں بہت کمزور ہیں آپ حیات کو دیکھ لو وہ تم سے دو تین سال چھوٹی ہو گی پر صحت میں تم سے بہتر ہے۔ہانم بیگم نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

جی کوشش کروں گی۔ماہا نے اتنا کہہ کر چائے کا گھونٹ بھرا۔

تو آپ یہ کھائیں۔مہرماہ نے مسکراہٹ دبائے کباب اس کے سامنے کیا ماہا کی شکل دیکھ کر زرجان کے چہرہ پہ مسکراہٹ آگئ تھی جس کو چھپانے کے لیے اُس نے اپنا سر جھکا دیا۔

شکریہ۔ماہا اب ان کا خلوص دیکھ کر انکار نہیں کر سکی۔

تمہارے لیے کافی کا کہا ہے آتی ہو گی۔مہرماہ نے زرجان سے کہا۔

اب ہم چلتے ہیں اجازت دے۔تھوڑی دیر بعد مہرین اٹھ کر بولی۔

اتنی جلدی کیوں؟ہانیہ نے کہا

جلدی کہاں بہت دیر ہو گئ ہے۔مہرین نے کہا ماہا ولی کو میسج کرنے لگی تا کہ وہ اُن کو پِک کرنے آجائے۔

موم میں نے ولی کو میسج کیا ہے پر وہ ڈیڈ کے کام سے باہر ہے۔ماہانے موبائل اسکرین کو دیکھ کر مہرین کو بتایا

کوئی بات نہیں کیب منگوالوں۔مہرین نے کہا

کیب کیوں ڈرائیور چھوڑ آئے گا۔مہر ماہ نے کہا

شکریہ آنٹی پر اِس تکلف کی ضرورت نہیں۔ماہانے میسج ٹائپ کر کے رسانیت سے کہا

مہرین تمہاری بیٹی تو ہم غیر سمجھ رہی ہے۔مہر ماہ نے ناراض لہجے میں کہا

ایسا نہیں۔ماہانے جلدی سے وضاحت کرنا چاہی

ڈرائیور کیوں زر ڈراپ کر دے آپ لوگوں کو پھر۔ہانم بیگم نے مسکرا کر کہا زرجان فورن سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ماہانے عجیب نظروں سے اُس کی پُھرتی دیکھی

زرجان یہاں وہاں دیکھتا خود کو لا تعلق ظاہر کرنے لگا۔

زر جاؤ اپنی آنٹی اور بہن کو گھر ڈراپ کر دو۔مہر ماہ نے زرجان سے کہا زرجان کے چہرے کے زاویۓ (بہن) لفظ پہ ایسے ہو گئے تھے جیسے کڑوا بادام نگل لیا ہو۔

ٹیچر ہیں میری۔زرجان نے جتانے والے انداز میں کہا۔

یونی کی حد تک ورنہ تو حیات کی طرح تمہاری ماہا اور ملیحہ بھی بڑی بہن ہے۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

میں باہر آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔زرجان ڈرائینگ روم سے نکلتا بولا مہرین ماہا بھی سب سے ملتی باہر آئی زرجان کو پورچ میں جاتا دیکھا تو ماہا مہرین کو اِشارہ کرتی پورچ کی طرف جانے لگی وہاں آئی تو اُس کی نظر ہیوی بائیک پہ پڑی۔

اے میرے لمحہِ ناراض کہیں مل تو سہی
اِس زمانے سے الگ ہو کر گزاوں تجھے۔

آپ کو بائیک پسند ہے؟زرجان ماہا کے پاس آ کر پوچھنے لگا جس کی بھوری آنکھوں میں بائیک کو دیکھ کر ستائش اُبھری تھی جو زرجان نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

ہمم۔ماہا نے بس اتنا مہرین گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھ چکی تھی ماہا بھی ڈور کھولنا چاہتی تھی پر زرجان کی آواز پہ حرکت کرتے ہاتھ تھمے تھے۔

آنٹی پچھلی سیٹ پہ بیٹھی ہیں آپ فرنٹ سیٹ پہ آ جائے ورنہ مجھے اپنا آپ ڈرائیور محسوس ہو گا۔زرجان فرنٹ سیٹ کا دروازہ اِن لاک کیے بولا ماہا خاموشی سے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گی زرجان مسکراتے دروازہ بند کر کے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

محبت ایک ایسی خواہش ہے
جو باقی تمام خواہشوں کو کھا جاتی ہے

کیا مرجان کو میری محبت محسوس نہیں ہوتی۔ملیحہ نے خود سے سوال کیا۔

محبت تو ایک پھول کی طرح ہوتی ہے جس کی مہک چار سوں پھیل جاتی ہے پھر ایسا کیسے ممکن ہے کے مرجان کو میری آنکھوں میں اپنے لیے جذبات سے ناواقف ہو یا وہ جان بوجھ کر نظرانداز کررہا ہے۔ملیحہ خود سے تانے مانے جوڑنے لگی پر اصل بات وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

پر ایسا وہ کیوں کرے گا مجھے میں کوئی کمی تو نہیں یا وہ کسی اور میں دلچسپی رکھتا ہے۔یہ سوچ آتے ہی ملیحہ کا دل انہونی کے احساس سے دھڑکا۔

میں بات کرکے دیکھ لوں گی ایسا نہ ہو کے بعد میں سوائے پچھتاوے کے میرے پاس کچھ نہ ہو۔ملیحہ نے خود سے عہد کیا۔

❤❤❤❤❤❤

زر اندر آتے۔مہرین گاڑی سے اُتر کر زرجان سے بولی۔

نہیں آنٹی پھر کبھی۔زرجان نے ماہا کو دیکھ کر جواب دیا۔

پانی وغیرہ پی لیتے ایسے مجھے اچھا نہیں لگے گا۔مہرین نے پھر سے کہا۔

موم اصرار کر رہی ہیں تو مان لوں ان کی بات۔زرجان انکار کرنے والا تھا پر ماہا کے کہنے پہ اُس کے پاس جیسے انکار کرنے کا جواز نہیں بچا تھا نجانے کیوں وہ ماہا کی بات پہ انکار نہ کر سکا۔

پانی پینے میں کوئی قباحت نہیں۔زرجان نے مسکرا کر کہا ماہا اندر چلی گئ تھی زرجان مہرین کے ساتھ اندر آیا۔

یہ لوں۔ماہا نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا تو زرجان مسرور سا ہو گیا تھا۔

شکریہ۔زرجان نے گلاس تھام کر کہا ماہا بنا کوئی جواب دیئے وہاں سے چلی گئ۔

آنٹی آپ کے گھر میں کوئی ہیلپر نہیں؟زرجان نے پوچھا

نہیں بیٹا میں نے خود نہیں رکھا لنڈن میں سارا کام میں خود ہی کرتی تھی یہاں آکر ریان نے بہت کہا پر میں نے سارا کام خود کرنے کو ترجیح دی۔مہرین نے مسکرا کر جواب دیا

آپ جاب کے ساتھ یہ سب کیسے ہینڈل کر لیتی ہیں؟زرجان نے دوسرا سوال کیا۔

اتنا کام نہیں ہوتا بس کھانا پکانا گھر کی صفائی کرنا تو ہوتی ہے ملیحہ کھانا بناتی ہے کیوں اس کو شوق ہے باقی میں صفائی ستھرائی پہ دھیان دیتی ہوں۔مہرین نے آرام سے جواب دیا۔

اور ماہا میم؟زرجان نے جھجک کر پوچھا

ماہا کو بس پڑھنے کا شوق ہوتا ہے تو وہ بس وہی کرتی ہے۔ مہرین نے ہنس کر بتایا تو زرجان مسکرا دیا۔

شاہ مجھے تمہارے دوست کی بیٹی ماہا بہت پسند آئی۔ مہر ماہ نے لیپ ٹاپ پہ مصروف شاہ میر سے کہا۔

ریان کے سب بچے بہت اچھے ہیں اُس نے بہت اچھی تربیت کی ہے۔ شاہ میر نے اپنی نظریں لیپ ٹاپ کی اسکرین پہ مرکوز کیے جواب دیا۔

ہاں وہ تو ہے پر ماہا مجھے اور لحاظ سے پسند آئی ہے۔ مہر ماہ دل کی بات زبان پہ لائی۔

اور کس لحاظ سے؟ شاہ میر نے پوچھا

اِس کو تو پڑے کرو پھر میں بتاتی ہوں۔ مہر ماہ نے شاہ میر کی گود سے لیپ ٹاپ اٹھا کر دور کر کے کہا شاہ میر نے اپنے ہاتھ کھڑے کر لیے۔

ماہا ہمارے مرجان کے لیے کیسے رہے گی مرجان کی بھی عمر ہو گئی ہے شادی کی ہمیں اب مزید دیر نہیں کرنی چاہیے۔ مہر ماہ نے کہا

میں بات کرتا ہوں ریان سے۔ شاہ میر مہر ماہ کی خواہش جان کر خوش ہوتا ہوا بولا۔

میں اندر آسکتا ہوں۔ زرجان نے دروازہ نوک کیے کہا۔

پوچھ کیوں رہے ہو۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا زرجان بھی مسکراتا اندر آیا۔

کیا باتیں ہو رہی تھی۔زر جان صوفے پہ بیٹھتا بولا

بس تمہاری ماں کو اب بس مر جان اور حیات کی شادی کی پڑی ہے۔شاہ میر نے جواب دیا۔

ڈیٹس گریٹ تو مما آپ نے اپنے لیے بہو اور داماد تلاش کیا۔زر جان نے مسکرا کر پوچھا۔

داماد کو تلاش کرنا تو تمہارے باپ کا کام ہے پر بہو میں نے تلاش کر لی ہے۔مہر ماہ نے مزے سے بتایا۔

اچھا کون؟زر جان نے دلچسپی سے پوچھا۔

ماہا مہرین کی بیٹی مر جان کے ساتھ بہت اچھی لگے گی۔مہر ماہ نے بتایا تو زر جان کے مسکراتے لب فورن سے سمٹ گئے تھے زر جان کو اپنا دل عجیب انداز سے دھڑکتا محسوس ہوا اپنے دل کی آواز سے گھبراتا زر جان اٹھ کھڑا ہوا۔

مجھے اب یاد آیا کل مجھے اپنا اسائمنٹ جمع کروانا ہے تو میں کمرے میں جا رہا ہوں۔زر جان کہہ کر رُکا نہیں تھا مہر ماہ پھر سے شاہ میر کی طرف متوجہ ہوئی۔

پھر ہم کب بات کریں ان سے رشتے کی؟مہر ماہ نے بے صبری سے پوچھا۔

پہلے مرجان کی رائے لوں پھر ہم رشتہ لینے جائے گے۔شاہ میر نے کہا مہرماہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

❤❤❤❤❤❤❤

مجھے گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے؟زرجان گھر کے اندر بنے پول سائیڈ کے پاس آتا اپنے پیر پانی میں ڈالتا سوچنے لگا۔

شاید میرا وہم ہو۔زرجان سر جھٹک کر بولا مگر اندر ایک بے چینی سی دی جو اس کو سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہنے دیجئے آپ سے نہیں ہو گی یہ

محبت ہے کوئی یونیورسٹی کی اسائمنٹ نہیں

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کیا میں یہ سمجھوں تم میرا پیچھا کر رہے ہو؟ماہی نے اپنی فرینڈس کے ساتھ جس ہوٹل اسٹے کیا تھا وہاں باہر اُس نے مرجان کو کھڑا دیکھا تو پوچھا۔

نہیں یہ تو قسمت ہمیں بار بار ملا رہی ہے ورنہ میں کیوں کرنے لگا تمہارا پیچھا۔مرجان نے آرام سے اُس کو جواب دیا۔

ہو سکتا ہے پر میں بار بار ایسے اتفاق کو نہیں مانتی۔ماہی نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

تو کیا میں یہ سمجھوں کے تم چاہتی ہو میں تمہارا پیچھا کروں؟ مرجان نے ماہی کے پہلے والے انداز میں پوچھا۔

نہیں میں کیوں ایسا چاہوں گی۔ماہی نے چلتے ہوئے کہا

وہ تو تمہیں پتا ہوگا۔مرجان اس کے ساتھ ہمقدم ہوتا ہوا بولا

تم یہاں کے ہو؟ماہی نے بات کرنے کے غرض سے پوچھا

نہیں میں پاکستان کا ہوں۔مرجان نے مسکرا کر کہا۔

تم کہاں رہتی ہو؟مرجان نے پوچھا

میں زمین پہ۔ماہی نے مزاقاً کہا

ظاہر ہے وہ تو اب بھی ہو۔مرجان نے گھور کر کہا

نہیں اب تو میں صاف شفاف روڈ پہ ہوں۔ماہی نے معصومیت سے کہا۔

میرا ایک گیارہ سال کا بھائی ہے اُس کے قد میں اور تمہارے قد میں ذرہ فرق نہیں دونوں ایک جتنے ہوگے۔مرجان نے مسکراہٹ دبا کر اُس کی چھوٹے قد پہ چوٹ کی۔

بوائز کے قد لڑکیوں کی نسبت بڑے ہی ہوتے ہیں ورنہ میں سترہ کی ہوں تمہارا اپنے گیارہ سال کے بھائی سے میرا موازنہ کرنا بنتا نہیں۔ماہی نے چڑ کر کہا۔

تم مان لو تمہارا قد چھوٹا ہے۔مرجان نے چہرہ اُس کی جانب موڑ کر کہا

میرے قد میری عمر کے لحاظ سے ٹھیک ٹھاک ہے ویسے بھی مجھے لمبی ٹانگوں والی لڑکیاں نہیں پسند۔ماہی نے آرام سے کہا۔

تمہارے پاس جو نہیں اِس لیے دوسروں کی بھی نہیں پسند۔مرجان کا انداز صاف مزاق اُڑانے والا تھا۔

لگتا ہے تم میری انسلٹ کر رہے ہو اپنی ہار کا بدلا چُکانے کے لیے۔ماہی رُک کر اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

خوش فہمی ہے چھوٹی گرل ورنہ ایسا کچھ نہیں۔مرجان نے کہا ماہی نے مشکوک نظروں سے دیکھ کر کندے اُچکا دیئے

❤❤❤❤❤❤❤❤

مرجان ایک بار سوچ لوں بات بڑی نہیں جو تم ایک معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا کرو۔شاہویر نے کال پہ مرجان کی بات سن کر سنجیدگی سے کہا

تمہیں کچھ نہیں پتا میں کیا محسوس کر رہا ہوں اِس لیے فضول میں مجھے لیکچر نہیں دو میں جانتا ہوں میں سہی کر رہا ہوں۔مرجان نے سنجیدگی سے کہا

مرجان ایک ریس ہارنے کا یہ مطلب نہیں تم کسی بے گناہ کو دھوکہ دو اس کے دل سے کھیلوں ہار جیت قسمت کی بات ہے اگر کوئی ہارتا ہے تو اُس کا یہ مطلب نہیں کے وہ بدلا لیتا پھیرے۔شاہویر کو غصہ آرہا تھا مرجان کی ہڈدھرمی پر۔

مجھے تمہیں بتانا ہی نہیں چاہیے تھا۔مرجان بیزار گی ظاہر کرتا بولا

مرجان تم میرے کزن ہونے ساتھ ایک اچھے دوست بھی ہو اُس لحاظ سے میں بس اتنا کہوں گا یہ دنیا گول ہے یہاں آج جو تم کرو گے کل کو وہی تمہارے پاس لوٹ آئے گا دھوکہ ایک قرض ہے جو تمہیں سود سمیت لوٹانا پڑے گا اِس لیے ایسا کچھ مت کرنا جس سے تمہیں پچھتاوا ہو پر تمہارے پاس کچھ نہ ہو۔شاہ ویر نے ایک اور کوشش کی۔

ابھی میرا تمہارا یہ فلسفانے باتیں سننے کا موڈ نہیں۔مرجان اتنا کہہ کر کال کاٹ گیا شاہ ویر کتنی موبائل اسکرین کو دیکھتا رہا۔

❤❤❤❤❤❤❤

یار ماہی مجھے لگتا ہے وہ مرجان تم میں انٹرسٹ لے رہا ہے۔فروزین نے پرسوچ انداز میں ماہی سے کہا جو ایک ہیڈ فون کان میں لگائے گانے سن رہی تھی۔

مجھے بھی یہی لگتا ہے۔پاپ کارن کھاتی مانوی جھٹ سے بولی

میرا نہیں خیال کونسا وہ مجھے جانتا ہے۔ماہی نے ان کی بات پہ کہا

محبت کرنے کے لیے ایک دوسرے کو جاننا ضروری نہیں ہوتا۔مانوی نے اُس کی عقل پہ جیسے ماتم کیا۔

پتا نہیں پر فرسٹ ڈے پہ مجھے جن نظروں سے وہ دیکھ رہا تھا آے ڈونٹ تھنک کہ وہ میرے لیے ایسے جذبات رکھ سکتا ہے۔ماہی کا دل مان نہیں رہا تھا۔

میری جان وہ اِس لیے کیونکہ تب وہ ہار گیا تھا جس کا اُس کو غصہ تھا بعد میں غصہ اُترا تو وہ سمجھ گیا پھر تم ہو بھی اتنی خوبصورت اِس لیے وہ خود کو تمہارے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبنے سے بچا نہیں پایا۔فروزین نے آنکھ ونک کر کے کہا ماہی نے گھور کر پاس پڑے تکیے اُس کی طرف اچھالے تھوڑی دیر بعد کمرے میں اُن تینوں کے قہقہہ کی آواز گونجنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤

خان مینشن میں آج سب بڑے اکٹھے جمع ہوئے تھے شاہ زیب بھی ثانیہ اور سارہ بیگم کے ہمراہ یہاں موجود تھا سالار بھی پری اور اپنی بیٹی پریسہ کے ساتھ آیا ہوا تھا ڈرائینگ روم سب کی موجودگی سے بھرا ہوا تھا ہر کوئی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہا تھا شاہ زیب کا پسندیدہ مشغلہ شاہ میر کو چِڑانا ہے جو وہ باخوشی آج بھی سر انجام دے رہا تھا۔

مرجان تم شادی کیوں نہیں کرتے تمہارے والدین کو لگتا ہے پرواہ نہیں پر میں ماموں ہوں مجھے تمہاری فکر ہے اگر لڑکی کا سین ہے تو بتا دو میں آج ہی رشتہ لینے چلو۔شاہ زیب نے مسکراتی نظر شاہ میر پہ ڈال کر مرجان سے کہا جو سب کی موجودگی میں ایسی بات پہ خجل سا ہو گیا تھا

ماموں ایسی کوئی بات نہیں۔ مرجان نے جلدی سے کہا تو پورا ڈرائینگ روم قہقہقہ سے گونج اُٹھا زرجان بس خاموش سا ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے غیر معی نقطے کو گھور رہا تھا۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زیب تم پریشان نہ ہو ہم نے مرجان کی شادی کا سوچ لیا ہے انشاءاللہ اِس سال ہو گی۔ مہرماہ سب کو چائے سرو کرتی شاہ میر کے ساتھ بیٹھتی ہوئی بولی۔

کروالوں جلدی سے مرجان ویسے آپس کی بات ہے تم اپنے باپ پہ نہیں گئے۔شاہ زیب نے مرجان سے کہا جو اپنی شادی کی بات پہ شاک سا تھا زرجان کے اندر جو بے چینی تھی اُس کو اب مزید اضافہ ہوتا ہوا لگا۔

وہ کیسے بھائی ڈیڈ کی طرح نہیں؟حیات نے سوال داغا۔

میر جب مرجان کی عمر کا تھا تو تم تینوں اِس دنیا میں موجود تھے پر مرجان دیکھوں کنوارہ بیٹھا ہے۔شاہ زیب نے بڑی سنجیدگی سے کہا شاہ میر تو بس شاہ زیب کو دیکھتا رہ گیا۔

اُس لحاظ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ہانم بیگم فورن سے بولی۔

ویسے لڑکی کون ہے جو تم نے مرجان کے لیے تلاش کی ہے؟سارہ بیگم نے مہرماہ سے پوچھا زرجان کے ہاتھ میں موجود گلاس پہ گرفت مضبوط ہوئی تھی مرجان سب کو ایسکیوز کرتا باہر چلا گیا تھا اُس کے فون پہ کال آئی تو۔

ماہا مرجان کے ساتھ بہت اچھی لگے گی۔مہرماہ نے پرجوش ہو کر بتایا

سارہ بیگم پوچھنے والی تھی کون ماہا پر چھناک کی آواز سے سب کا دھیان زرجان کی طرف چلا گیا تھا جس کے ہاتھ گلاس ٹوٹنے پہ کانچ اس کے ہاتھ پہ چُھب گئے تھے مہرماہ شاہ میر سرعت سے زرجان کے پاس آئے۔

زر یہ کیسے ہوا حیات فورن سے میڈیکل باکس لاؤ۔ مہر ماہ پریشانی سے زر جان کا ہاتھ تھامتی حیات سے بولی جو خود پریشان کھڑی تھی باقی سب ساری صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ زر جان نے کسی کو کوئی جواب نہیں دیا بس اپنے ہاتھ میں بہتے خون کو دیکھتا رہا۔

اتنا زور سے کیوں پکڑا تھا گلاس ٹوٹ گیا نہ جانے کتنے کانچ اندر گئے ہو گے۔ حیات زر جان کا ہاتھ تھامتی پائیوڈین لگاتی کہنے لگی۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔ شاہ میر نے اس کو بے حس بے حرکت پایا تو سوال کیا۔

میں ٹھیک ہوں۔ زر جان سپاٹ انداز میں بولا۔

ہاتھ کا تو کچومر بنا دیا نہ۔ حیات نے اس کے ہاتھ میں پٹی باندھتے خفگی سے کہا۔

حیات یہ وقت مذاق کا نہیں۔ مہر ماہ نے ٹوکا

کیا ہوا ہے؟ مر جان واپس آیا تو سب کو زر جان کے اُپر جھکے پایا تو پوچھنے لگا۔

زر کے ہاتھ پہ چوٹ لگ گئی ہے۔ ثانیہ نے بتایا۔

کیسے ہوا یہ؟ مر جان نے زر جان سے پوچھا۔

لاپرواِئی سے ہوا ہے کونسا کوئی تم سے گلاس چھین رہا تھا جو ایسے پکڑ لیا تھا۔ حیات نے تیز آواز میں کہا لہجے میں فکر صاف نمایاں تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنا گہرا کٹ نہیں بس معمولی ہے۔زرجان اپنا ہاتھ پٹی میں جکڑتا دیکھ کر بولا۔

زیادہ ہیر و مت بنو۔مرجان نے گھور کر کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤

موم آج میں یونیورسٹی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ماہا نے تیار کھڑی مہرین سے کہا۔

تمہارا فرسٹ لیکچر تو نو بجے ہوتا ہے نہ؟مہرین نے پوچھا

ہاں پر آج میں نے ایک ٹیسٹ لینی تھی جس وجہ سے جلدی جارہا ہوں۔ماہا نے وجہ بتائی۔

ٹھیک ہے چلو۔مہرین نے سر کو اثبات میں ہلا کر کہا۔

مجھے بھی میرے انکل کے گھر ڈراپ کر دے۔ملیحہ بھاگ کر ان کے پاس پہنچی۔

اتنی۔صبح صبح تمہارا وہاں کیا کام؟مہرین نے سنجیدگی سے پوچھا

حیات کے ساتھ باہر جانا تھا شاپنگ پہ۔ملیحہ نے بہانا بنایا۔

مجھ سے کہتی یا ماہا سے کہتی ان کو بار بار تکلف دینا ضروری ہے کیا۔مہرین کو بات پسند نہیں آئی۔

ہماری اچھی خاصی دوستی ہوئی ہے ویسے بھی فرینڈس آپس میں شاپنگ پہ جاتے ہیں۔ملیحہ پچھلی سیٹ کا ڈور کھول کر بولی۔

اچھا بیٹھو تم بھی۔مہرین سر جھٹک کر بولی

آج یونی سے چھٹی کر لوں پڑھائی تو ہو گی نہیں تم سے۔مہر ماہ نے زر جان سے کہا کیونکہ اُس کو چوٹ بائیں ہاتھ پہ آئی تھی۔

میرا ہاتھ ٹھیک ہے یونی جانا ضروری بھی ہے۔زر جان نے ریسٹ واچ پہ وقت دیکھ کر کہا

خود کرتے ہو بلا وجہ چھٹیاں اب جب میں کہہ رہی ہوں تو ایسا کہہ رہے ہو۔مہرین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

آج میرا ضروری ٹیسٹ ہے اگر نہیں گیا تو مارکس کٹ ہو جائے گی۔زر جان نے کہا

وائیوا ٹیسٹ ہے؟مہر ماہ نے اُس کا پٹی میں چھپا ہاتھ دیکھ کر پوچھا۔

نہیں۔زر جان نے جواب دیا

لکھوں گے کیسے پھر؟مہر ماہ نے جاننا چاہا

کر لوں گا کچھ نہ کچھ آپ ٹینشن نہ لیں۔زر جان مہر ماہ کے ماتھے پہ بوسہ دیکر بولا۔

گاڑی نکالوں۔زر جان باہر آتا ڈرائیور سے بولا ایک ہاتھ سے اگر بائیک چلاتا تو لازمی دیر ہو جاتی پر وہ دیر نہیں کرنا چاہتا تھا اِس لیے آج گاڑی پہ یونیورسٹی جانے کا سوچا۔

یونیورسٹی پہنچا تو سامنے فرزام احتشام کھڑے تھے۔

ہاتھ کو کیا ہوا؟احتشام کی نظر اس کے ہاتھ پہ پڑی تو پوچھا

کچھ نہیں چھوٹا سا کٹ تھا۔زرجان نے ٹالا

ٹیسٹ کیسے دو گے پھر؟فرزام پریشان ہوا

دے دوں گا۔زرجان اپنے ہاتھ کو دیکھ کر بولا

میم لگتا ہے فل تیار ہیں ٹیسٹ کے لیے۔احتشام دور دیکھتا ہوا بولا تو زرجان نے اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں ماہا سفید شلوار قمیض کے ساتھ کالے رنگ کی چادر پہنے ہوئی تھی ہاتھوں میں پیپرز تھے جن کو ٹھیک کرتی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی شاید لائبریری جا رہی تھی۔

مجھے ایک بک ایشو کروانا تھا تم لوگ کلاس میں چلو میں آتا ہوں۔زرجان نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا

جلدی کرنا کلاس شروع ہونے میں دس منٹ ہے۔فرزام نے کہا زرجان سر کو جنبش دیتا لائبریری کی طرف آیا سامنے ہی ماہا اُس کو کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف نظر آئی زرجان کتنے ہی پل بلا وجہ اُس کو دیکھتا رہا جو پوری طرح کتاب پڑھنے میں مگن تھی چادر سر سے اُتر چکی تھی جس سے بال چہرے پہ گر رہے تھے زرجان کی نظروں کی ہی تپش دی جو وہ اپنا سر اٹھانے پہ مجبور ہوئی شاید وہ خود پہ کسی کی گہری نظریں محسوس کر چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی کام تھا؟ماہانے زرجان کی نظریں محسوس کر کے سنجیدگی سے پوچھا۔

ن ن نہیں ووہ م میں ی یہاں کا کام س سے آیا ت تھا۔زرجان جو والہانہ نظروں سے ماہا کا چہرہ آنکھوں کے زریعے دل میں بسا رہا تھا اُس کے اچانک کیے سوال پہ اٹک اٹک کر بولا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ماہا کے سامنے وہ اتنا بے اختیار کیوں ہو جاتا تھا کیوں جب وہ بات کرتا تھا تو الفاظ اس کا ساتھ نہیں دیتے تھے کیوں وہ جب اُس کو دیکھتا تھا تو آس پاس کا شور اس کو سنائی نہیں دیتا سب بلنک ہو کر بس ماہا کیوں نظر آتی تھی زرجان جتنا بھی سوچتا پر کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

ہاتھ میں کیا ہوا ہے؟ماہا کی نظر ہاتھ پہ پڑی تو پوچھ بیٹھی ماہا کا اتنا پوچھنا تھا زرجان کو اپنے اندر سکون کی لہر ڈورتی محسوس ہوئی۔

کٹ لگا تھا۔زرجان نے جواب دیا آنکھوں میں چمک اُتر آئی تھی۔

کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔مہرماہ ہاتھ میں بندھی واچ پہ ایک نظر ڈال کہتی لائبریری سے باہر چلی گئ زرجان دل مسوس کر تارہ گیا اس کے دل نے ماہا کی اٹینشن چاہی تھی جو کہ ناممکن تھی زرجان اپنے دل کا تھتھپاتا کلاس کی طرف جانے لگا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ملیحہ اِس وقت حیات کے روم میں تھی جو شاور لیں رہی تھی تھوڑی دیر بعد دونوں کو مال جانے کے لیے نکلنا تھا پر ملیحہ بس مرجان سے بات کرنا چاہتی تھی جو اپنے آفس کے لیے نکل چُکا تھا یہ بات جیسے ہی اُس کو پتا چلی اس کو بہت افسوس ہوا۔

میں ہر وقت اُس کے انتظار میں

اور وہ مجھ سے اکتایا ہوا شخص!!!

سوری میں نے انتظار کروایا۔حیات واشروم سے باہر آتی ملیحہ سے معزرت کرتی بولی۔

سوری کی کوئی بات نہیں مجھے اتنا جلدی نہیں آنا چاہیے تھا۔ملیحہ کو اپنے یہاں آنے پہ افسوس ہوا جس کے لیے وہ یہاں آئی تھی وہ تو اپنے آپ میں مگن تھی بس ایک وہ تھی جو انجانے میں اُس سے امیدیں وابستہ کر رہی تھی۔

اب ایسا بھی نہیں اِس ٹائم آنے کو تو میں نے ہی کہا تھا نہ۔حیات مرر کے سامنے کھڑتی ہوئی بولی۔

کہا تو تھا پر مجھے اب آکورڈ لگ رہا ہے۔ملیحہ نے کہا۔

فضول مت سوچو میں بس بال بنالوں پھر چلتے ہیں۔حیات نے مسکرا کر سادہ لہجے میں کہا

ٹیسٹ کا ٹائم اوور ہونے کے بعد ماہا سب سے ٹیسٹ پیپرز لیں رہی تھی زرجان کی سیٹ سے اس نے پیپرز اٹھایا تو اُس نے افسوس سے اُس کی جانب دیکھا جس نے سارے وقت بامشکل بس ایک سوال کا جواب لکھا تھا۔

آپ میرے آفس آئے۔ماہا نے زرجان سے کہا جو اُس کو ایسے دیکھنے لگا جیسے ماہا نے جانے کیا کہہ دیا ہو۔

صدمے میں چلے گئے ہو کیا جاؤنہ انہوں نے اپنے آفس میں بُلایا ہے۔ماہا جا نے کب کی جا چکی تھی پر زرجان اسٹل اپنی جگہ بیٹھا رہا تو مجبوراً احتشام کو ہوش میں لانا پڑا۔

ہاں میں جارہا ہوں۔زرجان جلدی سے اٹھا بھاگنے والے انداز میں کلاس سے باہر نکل گیا۔

زرآج کل عجیب نہیں ہو گیا۔احتشام نے فرزام سے کہا

لگ تو ایسا رہا ہے ماہا میم کی کلاس پہ تو اُس کی توجہ ہوتی ہی نہیں۔فرزام نے اتفاق کرتے کہا

وہ تو کسی کی بھی نہیں ہوتی سب ان کا لیکچر سنتے کم ان کو دیکھتے زیادہ ہے۔احتشام منہ کے زاویئے بگاڑتا بولا

یس کم اِن۔ماہا آفس میں بیٹھی تھی جب دروازے نوک ہونے پہ اُس نے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ نے بُلایا تھا۔زر جان اندر آکر بولا

بیٹھو۔ماہا نے سنجیدگی سے بیٹھنے کا کہا۔

جو ٹیسٹ میں نے آج لیا اس کی تیاری تھی آپ کی؟ماہا نے پوچھا

جی میں نے کی تھی۔زر جان نے کہا

پھر یہ کیوں؟ماہا نے پیپر زاس کے سامنے کیا

لکھنے میں مسئلا ہو رہا تھا دائیں ہاتھ سے مجھ سے لکھا نہیں جاتا۔زر جان نے ماہا کے چہرہ پہ نظر ٹکا کر جواب دیا۔

ٹیسٹ کے بعد میں نے ویسے بھی وائیوا لینا تھا آپ کا آج لیتی ہوں ٹیسٹ تب آپ دیجئے گا جب ہاتھ بہتر ہو۔ماہا نے ہنوز سنجیدہ انداز میں کہا زر جان کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی تھی ماہا نے پہلی بار اُس کو اتنے قریب مسکراتا دیکھا تھا۔

آپ لیں سکتی ہیں میں تیار ہوں۔زر جان نے کہا تو ماہا نے سر اثبات میں ہلایا۔

میں یہ اِس لیے کر رہی ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے آپ پڑھائی کے معاملے میں بہت سنجیدہ ہیں۔ماہا نے باور کرنے والے انداز میں کہا۔

میں نے کب کہا میری محبت میں کر رہی ہیں۔زر جان یہ بس سوچ سکا۔

پہلا سوال؟

مرجان تم جانتے ہو نہ تمہاری ماہ فل موڈ میں تمہارے سر پہ سہرا سجانے کے لیے۔ شاہ میر نے آفس میں بیٹھے مرجان سے کہا

جی ڈیڈ جانتا ہوں پر ابھی میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔ مرجان نے سنجیدگی سے کہا

ماہ بہت خوش ہے میں نہیں چاہوں گا کہ تم اپنی ضد پہ ان کی خوشی خراب کرو۔ شاہ میر نے دوٹوک انداز میں کہا مرجان نے شرمندگی سے اپنا سر جھکا دیا

دیکھو اگر تمہیں کوئی پسند ہے تو بتا دو مجھے یا ماہ کو کوئی مسئلا نہیں ہو گا۔ شاہ میر نے کہا

بات یہ نہیں ڈیڈ کے مجھے کوئی پسند ہے میں بس ابھی شادی کے حق میں نہیں۔ مرجان نے سنجیدگی سے جواب دیا پر یہ کہتے ہوئے اُس کے سامنے ملیحہ کا عکس لہر یا وہ جان گیا تھا ملیحہ اس کے لیے جذبات رکھنے لگی ہے جس کا بڑھاوا وہ نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ جب وہ یہ جانے گی کے اُس نے ماضی میں کیا ہے تو ضرور نفرت کرے گی۔

تو بس تیار رہو میں بات کروں گا ریان سے بلکہ میں اور ماہ جائے گے ان کے گھر باقاعدہ ہاتھ مانگنے۔ شاہ میر کی بات پہ مرجان ٹھٹک گیا اس کا سب سے پہلا دھیان ملیحہ کی طرف گیا۔

توں کیا مما میری اور ملیحہ ؟ مرجان بس سوچ سکا۔

کوئی اعتراض؟ شاہ میر نے پوچھا مرجان کا سر خود بخود نفی میں ہلنے لگا۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ زر جان نے شاہ میر اور مہر ماہ کو ایک ساتھ باہر جاتا دیکھا تو پوچھا کیونکہ اُس نے ڈرائیور کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ مٹھائیوں کے ٹوکروں کے ساتھ تحائف بھی دیکھ لیا تھا۔

تمہارے بھائی کو ڈولی چڑھانے کے چکروں میں ہیں۔ شاہ میر نے مسکرا کر بتایا۔

ماہا میم راضی ہیں؟ زر جان کا چہرہ فق ہوا تھا شاہ میر کی بات سن کر اپنی حالت پہ قابو پاتا اُس نے سوال کیا۔

پوچھنا تو تمہیں مرجان کا چاہیے تھا پر میں بتا دوں مرجان راضی ہے اور انشااللہ ماہا کو اس کے گھر والوں کو اعتراض نہیں ہو گا۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا

میں بھی چلوں ساتھ؟ زر جان نے دونوں کو دیکھ کر کہا

ضرور۔ شاہ میر اور مہر ماہ یک آواز میں بولے زر جان اپنا بے جان ہوتا وجود گھسیٹتا گاڑی کی طرف آیا۔

ڈرائیو تم کرو میں ماہ کے ساتھ بیک سائیڈ پہ بیٹھو گا۔ شاہ میر نے مہر ماہ کو دیکھ کر آنکھ ونک کرکے مہر ماہ گھور کر دیکھتی بیک سیٹ کی طرف آ گئی زر جان بنا کچھ کہے ڈرائیونگ سیٹ پہ آ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

کیا تم ملیحہ کو پسند کرتے ہو؟ شاہ ویر نے مرجان کی ساری بات سن کر پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتا نہیں بس دل کی حالت عجیب ہے میں مما کو پہلے انکار کرنا چاہتا تھا ڈیڈ سے بھی بات کرتا پر جانے کیوں ریان انکل سے بات کرے گے یہ سن کر میں انکار نہیں کر پایا۔ مر جان نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

ہمم تو جناب کو محبت ہو گئ ہے۔ شاہ ویر نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

ویرا گر اُس کو پتا چل جائے گا میں نے ایک لڑکی کو دھوکہ دیا ہے تو کیا وہ میرے ساتھ رہنا پسند کرے گی؟ مر جان نے سوال کیا

شادی کے بعد لڑکی اپنا سب کچھ شوہر کو مان لیتی ہے ایسے میں اگر اس کو پتا چل بھی گیا تو وہ ناراض ہو گی چیخے گی پھر کمپر ومائز کرے گی ویسے بھی ہر انسان کا ماضی ہوتا ہے۔ شاہ ویر نے آرام سے کہا

میں نہیں چاہتا ہم سے کوئی کمپر ومائز کرنے والی زندگی گزارے۔ مر جان نے سنجید گی سے کہا

تو پھر کوشش کرنا یہ بات اس کو پتا نہ لگے۔ شاہ ویر نے کندھے اُچکا کر کہا۔

عمر بڑھ یوں ہی غلطی کرتے رہے غالب
دھول چہرے پہ تھی اور میں آئینہ صاف کرتے رہے

❤❤❤❤❤❤

خیریت تو ہے یہ اتنا سب کچھ۔ریان نے حیرت سے شاہ میر کو دیکھا جو مسکرا کر سارا سامان ملازم سے کہہ کر اندر کروا رہا تھا ملیحہ بھی سائیڈ پہ مٹھائیوں کے ٹوکرے اور دیگر سامان دیکھ رہی تھی زرجان کی بے چین نظرے یہاں وہاں ماہا کو تلاش کر رہی تھی جو جانے کہاں تھی۔

بتاتا ہوں پہلے بیٹھنے تو دو۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا پھر سب ڈرائینگ روم کی طرف آئے۔

میں نے فون پہ بتایا تھا نہ ایک خاص مقصد کے لیے یہاں آنے والیں ہیں۔شاہ میر نے کچھ باتوں کے بعد ریان سے کہا۔

پہلے ماہا تو بلائے۔مہر ماہ نے مہرین سے کہا۔

ماہا کے سر میں درد تھا وہ آرام کر رہی ہے۔مہرین نے جھجھک کر بتایا۔

اچھا تو پھر رہنے دے۔مہر ماہ نے عام انداز میں کہا

میر اب تم بات شروع کرو ورنہ مجھے بے چینی لگی رہے گی۔ریان نے کہا زرجان اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گیا ملیحہ کو بھی تجسس ہو کے جانے کیا بات ہو گی۔

ہم یہاں

واشر وم کس طرف ہے مجھے جانا تھا وہاں۔شاہ میر کی بات بیچ میں ہی تھی جب زرجان اپنی جگہ اٹھ کر بولا۔

میں لیکر چلتی ہوں۔ملیحہ نے مسکرا کر کہا

نہیں آپ بتادے میں خود سے چلا جاؤں گا۔زرجان نے کہا

اوپر سیدھا جا کر رائٹ پہ جاناوہاں ولی کا روم ہے تم اُس کا واشر وم یوز کرلوں۔ملیحہ نے بتایا تو زرجان بنا کسی پہ نظر ڈالے اوپر کی طرف گیا۔

ملیحہ تم ریفریشمنٹ کا بندوبست کرو۔مہرین نے ملیحہ سے کہا

ٹھیک ہے۔ملیحہ کہہ کر اپنا رخ کچن کی طرف کیا۔

زرجان نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ کر بے ساختہ اُس نے اپنی نظروں کا رخ دوسری طرف کیا۔

ماہا اپناد کھتا سر دبا تی شاور لینے کے لیے واشر وم گئ تھی شاور سے فارغ ہو کر وہ باہر آئی تو گیلے بھورے بال آدھے چہرے پہ چپکے ہوئے تھے تو آدھے پشت پہ چہرے پہ پانی کی ننھی ننھی بوندوں کے قطرے بھی تھے جو اس کو دلکش بنا رہے تھے وہ کسٹرڈ کلر کے ڈھیلی قمیض کے ساتھ ٹراؤزر میں ملبوس تھی ڈوپٹہ بیڈ پہ پڑا تھا وہ ڈریسنگ کی طرف

بڑھی تھی جب دروازہ اَن لاک ہونے پہ گردن موڑ کر دیکھا تو اسکی پیشانی پہ بل نمایاں ہوئے بیڈ سے ڈوپٹہ لیکر اس نے اپنے اطراف اوڑھا

یہ کیا طریقہ ہے کسی لڑکی کے کمرے میں آنے کا اور تم یہاں کیسے میرے کمرے میں کیوں آئے ہو۔ ماہا غصے سے سرخ ہوتی درشتی سے بولی۔

زرجان کو ماہا کے ایسے رویئے پہ تکلیف ہوئی تھی وہ چاہتا تو جواب دے سکتا تھا پر ایک تو وہ اُس کی ٹیچر تھی دوسرا وہ اس کے سامنے خود کو کمزور پاتا تھا۔

سوری میں نہیں تھا جانتا یہ آپ کا کمرہ ہے میں ولی کا سمجھ کر آیا تھا۔ زرجان نے نظریں نیچے کر کے صفائی دی جب کی دل بے اختیار ہو کر زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے سینا چیر کر باہر آجائے گا اُس نے ماہا کو جس روپ میں دیکھا تھا ڈوپٹے سے بے نیاز ایسا وہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔

اپ پتا چل گیا نہ۔ ماہا نے کوئی لحاظ کیے بغیر کہا۔

آپ میرے ساتھ آرام سے بات بھی کر سکتی ہیں۔ زرجان نے منہ سے شکوہ پھسلا

میرا تم سے ایسا کیا رشتہ ہے جو میں آرام سے باتیں کروں ہاں ایک رشتہ ہے یونی کی حد تک مزید کچھ نہیں۔ ماہا نے دوٹوک انداز میں کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کوئی اور نہیں بن سکتا؟ زر جان نے اپنی بلو آنکھوں کو ماہا کی بھوری آنکھوں پہ گاڑھ کر کہا۔

کیا مطلب تمہارا؟ ماہا کو زر جان کا پُر اسرار لہجہ سمجھ نہیں آیا۔

کچھ نہیں۔ زر جان نہ میں سر ہلاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ زر جان تیز قدموں سے ڈرائنگ روم کی طرف آیا تھا ملیحہ کو ہاتھ میں ٹرالی پکڑے ساکت دیکھا تو پوچھا ملیحہ ریفریشمنٹ کا سامان ٹرالی میں سیٹ کرتی اندر کی طرف گھسیٹ کر لیں جا رہی تھی جب اندر سے آتی آواز سن کر اس کو لگا جیسے کسی نے اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کھینچی لی ہو۔

میر میری تم سالوں پُرانی خواہش تھی کے میری بیٹی ہو تو میں اس کا رشتہ تمہاری بیٹے سے کرو یقین جانوں آج تم نے ماہا کا رشتہ مر جان کے لیے مانگ کر جیسے میری خواہش کو پورا کر دیا۔ ریان کی آواز خوشی سے بھرپور تھی ملیحہ بس یہ سوچنے میں تھی کہ مر جان کے والدین کو وہ کیوں نہیں دیکھی مر جان بنا دیکھے ماہا سے شادی پہ کیسے حامی بھر سکتا ہے وہ مانتی تھی ماہا خوبصورت ہے ہر کوئی اس کے ساتھ کی تمنا کر سکتا تھا پر وہ یہ بھی جانتی تھی مر جان ماہا سے نہیں ملا تھا۔ مر جان اگر ماہا سے بنا دیکھے شادی کے لیے ہاں کر سکتا تھا تو محبت نہیں تو دوستی کی ہی خاطر اس سے شادی کر لیتا ملیحہ کو اپنا آپ

مفلوج ہوتا محسوس ہوا تھا ابھی تو اُس نے کسی کو چاہا تھا کسی کے ساتھ کی تمنا کی تھی کوئی تھا جو اس کو حد سے سوا عزیز ہو گیا تھا جس کی مسکراہٹ اُس کو پسند تھی جس کے لیے دل نے خواہش تھی کے اُس کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ ہو جس کی وجہ وہ ہو۔

کبھی ایک خواب سا دیکھا تھا میں نے
کہ تم میرے ہو اور میرے لیے ہو

میں وہ بس یہ ٹرالی اندر لیں جا رہی تھی۔ ملیحہ اپنے سامنے زرجان کی آواز سن کر تیز بز ہو کر بول کر اندر آئی اپنے باپ کا چمکتا چہرہ اِس بات کی گواہی تھا کہ وہ کتنا خوش ہے اِس نئے جڑنے والے رشتے سے ملیحہ کے چہرے پہ زخمی مسکراہٹ آ گئی تھی تو کیا اُس کی محبت ملنے سے پہلے ہی روٹھ گئی تھی؟ ملیحہ نے کرب سے اپنی آنکھیں بند کر لی۔

ڈیڈ میں گھر جا رہا ہوں۔ زرجان نے سنجیدگی انداز میں شاہ میر سے کہا

زر بیٹے کچھ لو تو سہی ایسے ہی جا رہے ہو۔ شاہ میر سے پہلے ریان نے زرجان سے کہا

شکریہ انکل پر مجھے ضروری کام آ گیا ہے اِس لیے میرا جانا ضروری ہے۔ زرجان نے کہا

ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔شاہ میر نے اُس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر اصرار نہیں کیا زرجان ایک منٹ دیر کیے بنا وہاں سے چلا گیا تھا۔

ایک تو مجھے اِس لڑکے کی سمجھ نہیں آتی۔مہر ماہ نے زرجان کی پشت دیکھ کر کہا جس پہ سب مسکرا دیئے۔

❤❤❤❤❤❤

آپ لوگ چلتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔مہر ماہ نے ہانم بیگم اور حیدر خان کو دیکھ کر کہا

میرے تو گھٹنوں میں درد ہے پتا تو ہے تمہیں حیدر بھی بس اب زیادہ باہر نہیں جاتے تم دونوں تو گئے نہ ماشااللہ سے بات بھی بن گئی۔ہانم بیگم نے مسکرا کر کہا

جی بات تو ہو گئی اب بس وہ ایک دفع ماہا سے بات کریں گے تو ہم شادی کی تاریخ طے کرے گے۔مہر ماہ نے کہا اندر آتے مرجان نے ماہا نام حیرت سے مہر ماہ کو دیکھا۔

اسلام علیکم!!! مرجان خود پہ قابو پا کر اندر آیا مگر وہ سمجھ نہیں پایا کے پوچھے کیسے وہ ملیحہ کا رشتہ لینے گئے تھے تو اس کی بہن ماہا کہاں سے آگئی جس کو اُس نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔

وعلیکم اسلام!!! رشتا پکا ہونے پہ منہ میٹھا کر لوں۔مہر ماہ خوش سے چہک کر مرجان کے منہ کے پاس میٹھائی کا ٹکرا کیا جو مرجان نے کھا لیا۔

مما آپ آج گئے تھے؟ مرجان نے جان کر بھی پوچھا۔

بلکل اب بس وہ ماہا سے بات کرے پھر ہم تم دونوں کی شادی کروادے گے۔ مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔ مرجان کو جیسے اب سب سمجھ آگیا اُس کو خود پہ بے اختیار غصہ آیا اُس نے کیوں نہیں پوچھا کس بیٹی کا وہ کیسے بھول گیا وہاں دو لڑکیاں رہتی ہیں مرجان کو اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہوا۔

میں چینج کر کرلوں۔ مرجان کو وہاں مزید رکنا دو بھر لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤

تمھیں کیا مسئلا ہے پھر اگر ماہا میم تمہاری بھائی کی بیوی بنے گی تو۔ فرزام نے زرجان کا سرخ چہرہ دیکھا تو استفسار کیا

پتا نہیں میں نہیں جانتا پر ان کی شادی کا سن کر جانے کیوں مجھے تکلیف ہو رہی ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے۔ زرجان اضطراب کی حالت میں بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا

دیکھ زرمت بھول تمہارا اُس سے کیا رشتہ ہے دوسرا یہ وہ تم سے عمر میں بھی کافی بڑی ہیں مانا کہ وہ خوبصورت ہے پر تم ان کے بارے میں کچھ اور خیالات مت لانا۔ فرزام نے جیسے اُس کے اندر کی بات جان لی۔

کیسے خیالات؟ زرجان سمجھ نہیں پایا۔

اگر تم یہ سوچ رہے ہو وہ تمہاری ہو گی تو یہ تمہاری خوشفہمی ہے اُس سے زیادہ کچھ نہیں۔فرزام نے کہا زرجان حیرت سے اس کو دیکھنے لگا کیا وہ واقع ایسے چاہتا تھا؟زرجان نے خود سے پوچھا۔

خوشفہمی کیوں اگر ان کی شاد

زرخاموش ہو جایئی۔فرزام نے فورن سے اُس کو ٹوکا زرجان کو اپنی حالت غیر ہوتی ہوئی لگی۔

خاموش کیوں کیا کمی ہے مجھ میں ؟زرجان کا انداز سخت ہو گیا تھا

بات کمی یا بہتری کی نہیں ہے تم پاگل ہو گئے ہو کیا اپنے اور ان کے درمیان واضع فرق نظر نہیں آتا کیا۔فرزام نے اس کی عقل پہ ماتم کر کے کہا

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔زرجان نے دو ٹوک کہا۔

بات صرف تمہاری نہیں ہے میم ماہا جس نیچر کی ہے تمہاری یہ خرافات سوچ اگر وہ جان لیں نہ تو ایک پل نہ لگائے تمہارا سر قلم کرنے میں۔فرزام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

وہ مان جائے گی تمہیں پتا ہے میرے والدین کے بیچ بھی عمر کا فرق تھا۔زرجان نے کہا

جانتا ہوں پر ان کی شادی میں دونوں کی رضامندی شامل تھی دوسرا یہ وہ کزنز تھے ماہا میم کبھی نہیں مانے گی۔فرزام نے جواباً کہا

وہ بھی مان جائے گی۔

عقل گھاس چرنے گئی ہے کیا تمہارے بھائی سے بات پکی ہے اُس کی۔فرزام کا بس نہیں چل رہا تھا زرجان کی بات پہ اپنے بال نوچ لیتا۔

مجھے فرق نہیں پڑتا ماہا کو بس میرا ہونا چاہیے۔زرجان گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولا

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ماہا تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔رات کے کھانے کے بعد ماہا اپنے کمرے میں جا رہی تھی جب ریان کی بات پہ وہ ان کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھ گئی۔

جی ڈیڈ کہے۔ماہا نے ملیحہ کو دیکھ جواب یہاں سے جانے پہ تول رہی تھی ماہا کو آج ملیحہ کچھ ٹھیک نہیں لگی اُس کی سرخ آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھی وہ بعد پوچھنے کا سوچتی اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

میر آیا تھا اس نے تمہارا ہاتھ مانگا ہے اپنے بیٹے کے لیے۔ریان نے کہا ماہا کو اپنا آپ شل ہوتا محسوس ہوا گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے اُس نے تو اپنی شادی نام کے باب کا کب کا بند کر دیا تھا۔

ڈیڈ۔ماہا کے لب پھڑپھڑائے۔

تم وقت لو سوچنے کا کوئی زور زبردستی نہیں۔ریان نے اس کی حالت سمجھ کر کہا ماہا نے ملیحہ کو ڈورنے والے انداز میں اپنے کمرے میں جاتا دیکھا پر ریان اپنے سالوں پُرانی خواہش پوری ہونے پہ اتنا خوش تھا کے دھیان نہیں دے پایا ماہا اب سمجھ گئ تھی ملیحہ کی ایسی حالت کیوں تھی وہ سب جانتی تھی پر اپنی محبت کے لیے کچھ کہا نہیں لبوں کو سل دیا تھا ماہا کو ملیحہ کی بزدلی پہ انتہا کا غصہ آیا

ماہا ملیحہ کے کمرے میں آئی تو اُس کو کھڑکی کے پاس کھڑا پایا ماہا چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

یہاں اداس کیوں کھڑی ہو؟ماہا نے ملیحہ سے پوچھا جو اپنا رخ کھڑکی کی طرف کیے جانے کن سوچو میں گم تھی۔

میں کیوں اُداس ہونے لگی میں تو تمہارے لیے بہت خوش ہوں۔ملیحہ اپنا لہجہ ہشاش بشاش کیے بولی

میرے لیے خوش کس بات پہ ہو؟ماہا نے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا جو اُس کے اندر کی کیفیت بیان کر رہا تھا۔

اتنا اچھا ہمسفر جو ملنے والا ہے۔یہ بات ملیحہ نے کس دل سے کہی تھی یہ وہ بس خود جانتی تھی۔

اِدھر دیکھو میری طرف۔ماہا نے اُس کا رخ اپنی طرف کیا۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری قبر پہ اپنا گھر بناؤ ں گی؟ماہا نے اس کے ماتھے پہ چپت لگا کر کہا

مطلب؟ملیحہ کو سمجھ نہیں آیا۔

دیکھو ملیحہ میں جانتی ہوں کبھی کبھی میں بہت تلخ ہو جاتی ہوں تمہارے ساتھ روڈ بیہیو کرتی ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کے مجھے تم سے پیار نہیں ہم دونوں ساتھ اِس دنیا میں آئی ہیں مجھے تمہاری خوشی اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ماہا نے نرمی سے کہا

مطلب تم۔ملیحہ سے کچھ بولا نہیں گیا

بلکل میں کبھی اُس انسان سے شادی نہیں کروں گی جس کو تم چاہتی ہوں ویسے بھی میرا دور دور تک شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔ماہا کا لہجہ سرد ہو گیا تھا۔

ماہا تم نہیں جانتی تم نے آج مجھے کتنی خوشی دی ہے۔ملیحہ خوشی سے چور لہجے میں بولی

میری دعا ہے تم ہمیشہ خوش رہو۔ماہا نے اس کو اپنے گلے لگاتی ہوئی بولی۔

اور میری خواہش ہے کے وہ انسان میرے روبرو ہو تا کہ میں اس کا گریبان پکڑوں جس نے تمہارے چہرے سے مسکراہٹ چھین لی ہے۔ملیحہ نفرت انگیز لیجے میں گویا ہوئی ماہا نے کوئی حواب نہیں دیا

ڈیڈ کو کیسے راضی کروں گی میرے لیے۔ماہا کو باہر جاتا دیکھ کر ملیحہ نے پوچھا

وہ میرا کام ہے تم خود کو ہر فکر سے آزاد کر و یہ بات سمجھ لو جو چیز تمہاری قسمت میں ہو گی وہ تم سے کوئی چھین نہیں سکتا دیر بدیر ملے گی تمہیں ہی اگر وہ چیز تمہاری قسمت میں نہ ہوئی تو ہزار بار حاصل ہونے کے بعد بھی تم لا حاصل ہی رہو گی۔ماہا نے سنجیدہ لہجے میں بہت کچھ باور کروایا جس کے بعد ملیحہ کچھ اور پوچھنے کے قابل نہیں رہی۔

Episode 7

ماں کا فون آیا ماں !!!!!!!

کا فون آیا تیری ماں

کا فون آیا !!!!!!!

میری ماں کا فون آیا

سب کی ماں کا فون

آیا ماں !!!!!!!؟؟؟

یہ کیا بدلحاظی ہے ؟ماہا سفید بورڈ پہ ان کو سمجھا رہی تھی جب پوری خاموش کلاس میں ہلچل مچ گی گانے کی آواز سن کر سب کھی کھی کرنے لگے ماہا نے زور سے بلیک مار کر ڈائیس پہ مارا سامنے پوری کلاس میں موت کا سناٹا چھایا گیا کسی کو معلوم نہیں ہو سکا یہ

کس کی فون میں گانا چل رہا تھا سوائے احتشام اور فرزام کا جن کا چہرہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال بھبھو ہو گیا تھا زرجان اچانک سے اپنی فون پہ آتی کال سن کر ہڑ بڑا گیا تھا وہ آج اپنا فون سائلنٹ پہ کرنا بھول گیا تھا جس سے اب بُری طرح پھس چکا تھا ظلم تو یہ تھا نہ جلدی میں اس کا کچ ریڈ بٹن پہ لگ کر کال بند کر پا رہا تھا نہ ہی فون سائلنٹ پہ ہو رہا تھا۔

جس کی فون میں یہ آواز ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ماہا نے درشت لہجے میں کہا زرجان لب دانتوں تلے دباتا اٹھ کھڑا ہوا مہر ماہ کی آج آتی کال نے اُس کو بُری طرح پھسا چکی تھی وہ جو ماہا کو ایمپریس کرنے کے چکروں میں تھا اُس کا اثر اُلٹا ہو رہا تھا فرسٹ ڈے سے ہی اس کا امیج ماہا کے سامنے کچھ خاص نہیں تھا۔

کلاس سے باہر جائے۔ماہا نے ایک تیکھی نظر زرجان پہ ڈال کر سخت لہجے میں کہا باقی سب حیرانی سے زرجان کو دیکھ رہے تھے کیونکہ ایسا پہلے نہیں ہوا تھا کہ بیچ کلاس میں کوئی استاد اس کو باہر جانے کا کہے سب پروفسرز کا زرجان فیورٹ تھا۔

میں اپنا فون سائلنٹ پہ کرنا بھول گیا تھا۔زرجان نے وضاحت کرنا چاہی۔

میں نے کہا کلاس سے باہر جائے یہ سب میں اپنی کلاس کے وقت برداشت نہیں کروں گی۔ماہا بنا اس کے چہرے پہ موجود شرمندگی کا اثر لیے بولی۔

زرجان کچھ دیر تک ماہا کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اپنا بیگ ہاتھ میں لیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کلاس سے باہر نکل گیا زرجان کے جانے کے بعد کلاس میں سوگواریت جیسی کیفیت چھا گئی تھی ماہا سر جھٹکتی دوبارہ سے مار کر اپنے ہاتھ لیں چکی تھی۔

تم یہاں یہ تو تمہاری کلاس کا وقت ہے نہ؟ عروہ نے کیفے ٹیریا میں زرجان کو خاموش بیٹھا دیکھ کر پاس والی کرسی پہ بیٹھتی پوچھنے لگی۔

میرا دماغ خراب کرنے آئی ہو تو جا سکتی ہو۔زرجان نے اپنی لال انگار ہوتی آنکھوں سے عروہ کو گھور کر دیکھ کر کہا ایک پل کو عروہ کا سانس سینے میں اٹک گیا تھا مگر جلد ہی خود کو کمپوز کرتی بولی۔

میں کیوں تمہارا دماغ خراب کروں گی میں جسٹ ایک بات پوچھی تم نہیں بتانے چاہتے تو کوئی بات نہیں۔زرجان عروہ کی بات پہ کوئی رسپانس نہیں دیا تب تک احتشام اور فرزام بھی وہاں آ چکے تھے۔

میم نے آج ویسے زیادتی کی تمہارے ساتھ۔احتشام بیٹھتے ہی بولا۔

کچھ ہوا کیا کلاس میں؟ عروہ نے پوچھا احتشام نے مختصر بتایا۔

تم نے ایسکیوز کرنا چاہا تو ان کو تمہاری بات سننی چاہیے تھی ورنہ تم نے کبھی کسی سے معافی مانگی تو نہیں۔عروہ نے کہا

زر خاموش کیوں ہو؟فرزام کو زر جان کی چپ سے وحشت محسوس ہونے لگی۔

ایسے ہی میں ابھی اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔زر جان اپنی جگہ سے اٹھتا بولا اس کا اِرادہ اب یونی کی بیک سائیڈ پہ جانے کا تھا پر گراؤنڈ سے گزرتے ہوئے اس کی نظر ماہا کے ساتھ چلتے پروفسر منان پہ پڑی تو آنکھوں میں مرچیں پڑنے لگی جو ہنس کر ماہا کو کیا بتا رہے تھے پروفیسر منان تیس سال کے خوش شکل آدمی تھے جو آج کل ماہا کے پیچھے رہتے تھے یہ بات پہلے اُس نے بس سنی تھی مگر آج دیکھ بھی لیا تھا ماہا کی نظر بھی اچانک سے زر جان پہ پڑی تھی کو شکوہ کرتی نظروں سے اُس کی جانب دیکھ پلٹ گیا تھا ماہا زر جان کے اِس طرح دیکھنے پہ کتنی دیر تک کنفیوز ہوتی رہ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!!مرجان آفس سے آتا گاڑی سے باہر نکلا ہی تھا جب ملیحہ نے مسکرا کر سلام کیا۔

وعلیکم اسلام!!!مرجان نے نظریں چُرا کر جواب دیا۔

کیسے ہو؟ملیحہ نے ہمقدم ہوتے ہوئے خیریت دریافت کی۔

ٹھیک تم کیسی ہو؟مرجان نے جواب دینے کے ساتھ میں پوچھا

میں بلکل ٹھیک تم نے کبھی کوئی کال میسج نہیں کیا ورنہ تو بڑا مجھے دوست کہہ رہے تھے اپنے دوستوں سے اِس طرح لاپرواہ کون رہتا ہے۔ملیحہ نے شکوہ کیا۔

سوری بس وہ مصروفیت زیادہ تھی اِس وجہ سے ورنہ میں لاپرواہ نہیں ہوتا۔مرجان نے وضاحت کی باتوں کے درمیان وہ لان کی طرف آ گئے تھے۔

تم نے بناماما کو جانے دیکھے اُس سے شادی کے لیے حامی کیسے بھرلی۔ملیحہ نے وہ سوال کیا جس سے وہ بچنا چاہ رہا تھا۔

مجھے نہیں تھا پتا مما تمہاری بہن کا ہاتھ میرے لیے مانگے گی۔مرجان نے صاف گوئی سے کہا۔

توتم کیا سمجھے تھے۔ملیحہ کو گونا سکون ملا تھا۔

مجھے لگا وہ تمہارے لیے آرہے ہیں۔مرجان نے بلا جھجک کہا ملیحہ کو مرجان کی اِتنی صاف گوئی کی امید نہیں تھی وہ مرجان کے اتنے کھلے اعتراف پہ پزل ہوئی تھی۔

میرے لیے کیوں؟ملیحہ نے مزید سننا چاہا

کیا تمہیں اعتراض ہوتا اگر مما تمہاری شادی مجھ سے کرواتی تو۔مرجان اب کی اُس کے روبرو کھڑا ہوتا پوچھنے لگا مرجان کے اِس طرح سامنے آنے پہ ملیحہ فورن سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی ملیحہ کی حرکت پہ مرجان مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

بات توماما اور تمہاری ہورہی ہے نہ۔ملیحہ نے جواب دینے سے بچنا چاہا۔

تو میں چاہتا ہوں تم اپنی اور میری بات کرو تاکہ میں کوئی ری ایکشن لوں۔ مرجان نے مسکرا کر کہا۔

تمہیں کوئی ری ایکشن لینے کی ضرورت نہیں۔ ملیحہ مرجان کی بات سن کر سرشار ہو کر بولی

کیوں؟ مرجان نا سمجھی سے بولا۔

کیونکہ ماہا خود اِس رشتے کے حق میں نہیں وہ جلد ہی ڈیڈ سے بات کریں گی۔ ملیحہ نے بتایا مرجانا بس سر ہلاتا اُس کو لیکر اندر کی طرف بڑھا۔

❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ میں اندر آجاؤں؟ ماہا ریان کے کمرے کا دروازہ نوک کرتی ان سے اجازت چاہی۔

ہاں آجاؤں۔ ریان جو آفس کا کام کر رہا تھا ماہا کو دیکھ کر مسکرا کر کہا ماہا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سینٹر صوفے پہ ٹک گئ۔

کیا بات ہے ماہا پریشان لگ رہی ہو۔ ریان نے ماہا کو اُلجھن میں دیکھ کر کہا۔

ڈیڈ میں اِس رشتے سے راضی نہیں۔ ماہا نے گہری سانس بھر کر کہا ریان کا چمکتا چہرہ بُجھ گیا تھا ماہا کی بات سن کر ماہا کو ملال نے آگھیرا پر وہ مجبور تھی۔

ایک بار مرجان سے مل لوں وہ بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں پسند آئے گا۔ ریان نے اس کو راضی کرنا چاہا ماہا اپنے ڈوپٹہ کا کونا زور سے مٹھی میں جکڑا۔

ڈیڈ ملیحہ اُس کو پسند کرتی ہے آپ پلیز اس کے بارے میں سوچے۔ماہا نے نام لینے سے گریز برتا

یہ تم سے کس نے کہا۔ریان کو حیرت ہوئی۔

ملیحہ نے خود آپ کو تو ہماری خوشی عزیز ہوتی ہے نہ تو آپ بات کریں انکل میر سے۔ماہا نے سنجیدگی سے کہا

پر انہوں نے بہت چاہت سے تمہارا ہاتھ مانگا ہے۔

ڈیڈ آپ کو ملیحہ کی بھی چاہت دیکھنی چاہیے آپ کو لگتا ہے میں ایسے انسان سے شادی کروں گی جس کو میری بہن چاہتی ہو۔ماہا نے ریان کی بات پہ کہا۔

دیکھتا ہوں میں۔ریان حقیقت پریشان ہو گیا تھا ماہا اپنی بات کہہ کر باہر چلی گئی تھی۔

تم میری روح کی آواز ہو

تم بہت خاص ہو

جستجو میں تھی تمنا کب سے

اِک خوشبو میں لپیٹا راز ہو

تم بہت خاص ہو

تیری ہر بات پہ دل دھڑک جاتا ہے

تم میری ذات کا آغاز ہو

تم بہت خاص ہو

تمہارے لفظ میری سوچ میں سمائے ہیں

روح کا دلفریب ساز ہو

تم بہت خاص ہو

ایک حقیقت بھرا مجاز ہو

تم بہت خاص ہو ♡

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زر کھانے پہ کیوں نہیں آئے تم؟ مہر ماہ زر جان کے کمرے کی لائٹ آن کیے زر جان سے بولی جو اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔

بھوک نہیں تھی۔ زر جان نے جواب دیا

بینڈج چینج نہیں کی کیا۔ مہر ماہ نے زر جان کا ہاتھ دیکھ کر استفسار کیا

اب قدرے بہتر ہے ہاتھ۔ زر جان گہری سانس لیکر بولا

کسی بات پہ پریشان ہو؟ مہر ماہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا۔

نہیں۔ زر جان نے یک لفظی جواب دیا

تو پھر منہ کیوں بنا ہوا ہے تمہارا۔ مہر ماہ مطمئن نہیں ہوئی۔

ممار یان انکل والوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا۔ زر جان مہر ماہ کی بات نظر انداز کرتا پوچھنے لگا۔

وہ تو راضی ہے بس ماہا سے بات کرنی تھی اب تک تو کر بھی لی ہوگی شاہ کو بتائے گے تو پتا چل جائے گا۔ مہر ماہ نے جواب دیا

اگر وہ انکار کرے تو۔

انکار کیوں کرے گی مر جان میں کیا کمی ہے۔ مہر ماہ کو اپنے بیٹے کی بات پسند نہیں آئی۔

آپ بس امیجن کرے۔ زر جان نے اپنی بات پہ زور دیا۔

میں کیوں فضول میں یہ سب سوچوں انشاءاللہ ماہا حامی بھرے گی۔ مہر ماہ زر جان کی بے قراری سے لاپرواہ اپنی دُھن میں بولی زر جان نے زور سے لب بھینچ لیے

❤❤❤❤❤❤

پریشان ہو؟ شاہ میر نے آج ایک ضروری میٹینگ میں ریان کی غیر دماغی حالت محسوس کی تو میٹنگ ختم ہوتے ہی پوچھا

شرمندہ ہوں سمجھ نہیں آرہا تم سے کیسے کہوں۔ ریان نے کہا

شرمندہ کی کیا بات یہ سب تم پہ سوٹ نہیں کرتا آرام سے بتادو جو بات ہے۔ شاہ میر نے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہا رشتے سے راضی نہیں اس کا کہنا ہے ملیحہ مرجان کو پسند کرتی ہے۔ریان نے کہتے شاہ میر کو دیکھا جس کے تاثرات نارمل تھے۔

تمہیں بُرا نہیں لگا؟ریان نے پوچھا

بلکل نہیں اِس میں برا لگنے والی کیا بات زندگی بچوں نے گزارنی ہے ہمیں ان کی رائے کو اہمیت دینی چاہیے اگر ماہا نہیں تو ملیحہ ہی اِس میں کوئی بڑی بات نہیں بس ماہ کو ماہا پسند آئی تھی پر میں اس سے بات کروں گا تو وہ سمجھ جائے گی۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا ریان کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔

ٹھیک ہے تم بات کرو پھر میں شادی کی تاریخ طے کریں گے۔ریان نے کہا

بلکل کیونکہ ماہ کا بس نہیں چل رہا وہ مرجان کا ابھی نکاح پڑھوالیں۔شاہ میر نے ہنس کر کہا

ماؤں کو فکر ہوتی ہے اب دیکھنا مرجان کے بعد ان کو حیات اور زر کی فکر لاحق ہو گی۔ریان نے مسکرا کر کہا۔

حیات کے لیے تو کسی بہتر کے انتظار میں ہوں دوسرا زر تو وہ ابھی چھوٹا ہے پانچ چھ سال رہتے ہیں ابھی پھر دیکھتے ہیں۔شاہ میر نے کہا

اچھا اب پراجیکٹ کے بارے میں ڈسکس کر لیں۔ریان نے کہا تو شاہ میر نے سر کو جنبش دی۔

❤❤❤❤❤❤❤

حیات کی شادی کا کیا سوچا ہے؟سارہ بیگم نے مہرماہ سے پوچھا جو آج ان سے ملنے آئی تھی شاہ زیب اور ثانیہ سے تو بات انہوں نے کر لی تھی اِس لیے آج مہرماہ کو دیکھ کر اُس سے باتوں ہی باتوں میں شاہ ویر کا کہنے والی تھی۔

میں نے کیا سوچنا ہے امی جان شاہ نے حیات کی ذمیداری لی ہے کہتا ہے کسی بہتر کے انتظار میں ہے۔مہرماہ نے مسکرا کر بتایا

تو کیا اس کو اپنے آس پاس بہتر نظر نہیں آتا۔

مطلب؟مہرماہ کو ان کا جُملا سمجھ نہیں آیا

مطلب یہ ویرا اور حیات کے بارے میں کیا خیال ہے۔سارہ بیگم نے اپنی بات کہہ کر مہرماہ کو دیکھا جو گنگ سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ویرا اور حیات؟مہرماہ نے جیسے تصدیق چاہی۔

ہاں کیوں کوئی مسئلا ہے؟سارہ بیگم کو مہرماہ کا اتنا حیرت زدہ ہونا سمجھ نہیں آیا۔

نہیں امی جا مسئلا تو کوئی نہیں دراصل ان دونوں کی طرف دھیان نہیں گیا نہ تو بس۔مہر ماہ کو خوش ہوئی تھی سارہ بیگم کی بات سن کر پر یہ بھی سچ تھا اس نے کبھی ان دونوں کا نہیں سوچا تھا مگر جب آج سوچ رہی تھی تو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

پھر کیا کہتی ہو؟سارہ بیگم اب مطمئن سی ہو کر بولی۔

میں شاہ سے بات کروں گی پھر آپ کو ساری بات کال پہ بتا دوں گی۔مہر ماہ نے جواب دیا۔

آج ہی کر لینا لڑکا بڑا بے صبر ہے۔سارہ بیگم نے کہا۔

کیا ویر نے خود آپ سے حیات کا کہا ہے؟مہر ماہ نے کُریدہ۔

ہاں اس نے ہی تو کہا۔سارہ بیگم نے بتایا

میں آج ہی کروں گی لگے ہاتھ حیات کے فرض سے بھی سبکدوش ہو جائے گے۔مہر ماہ نے پر سوچ انداز میں کہا۔

❤❤❤❤❤

بھائی آپ اِس رشتے سے خوش ہیں جہاں مماڈیڈ کر رہے ہیں؟زر جان نے اپنا لہجہ سرسری کر کے مرجان سے پوچھا۔

ہاں۔ملیحہ کا خیال آتے ہی مرجان نے مسکرا کر کہا زر جان کو اپنا دل جلتا محسوس ہوا۔

آپ کو ماہا کہاں ملی میرا مطلب میم ماہا سے آپ کی ملاقات کب کیسے ہوئی۔زر جان نے دوسرا سوال کیا۔

میری اُس سے ملاقات نہیں ہوئی خیر وہ مجھ سے شادی کرنے میں انٹرسٹڈ نہیں۔مرجان نے آرام سے کہا ایک پل کو زرجان کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔

توآپ کی خوشی کی وجہ یہ ہے کے آپ کی شادی وہاں نہیں ہوگی۔زرجان کو مرجان کا پہلا جواب یاد آیا تو پوچھا۔

وہاں ہوگی پر اُس سے نہیں ہوگی۔مرجان نے کہا زرجان کو فلحال مرجان یا کسی کی بھی پہلیوں میں دلچسپی نہیں تھی وہ بس اپنے مطلب کی بات جاننا چاہتا تھا۔

صاف صاف بات کریں نہ۔زرجان نے چڑ کر کہا۔

مائے ڈیئر برادر تم فلحال یہ فلم دیکھو باقی سب تمہیں سمجھ آجائے گا۔مرجان نے مسکرا کر میز سے ریموٹ اٹھا کر زرجان کو دیکر کہا خود وہ ٹیوی لاؤنج سے نکلتا چلا گیا زرجان کتنی دیر مرجان کی بات کا مطلب اخذ کرنے لگا پر سمجھ نہیں پایا وہ بس اُس میں مطمئن ہو گیا ماہا مرجان میں دلچسپی نہیں رکھتی اُس کے علاوہ پھر مرجان کس سے شادی کرتا ہے یہ بات جاننے میں زرجان کو دلچپسی نہیں تھی وہ جو بہت دنوں سے سننا چاہتا

آج سن چکا تھا جس پہ اس کے دل کو قرار آیا تھا زر جان کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئ
تھی زر جان خود بھی اٹھتا گنگناتا کمرے کی جانب گیا۔

دل کو قرار آیا

پہلی پہلی بار آیا

❤❤❤❤❤

شاہ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ مہرماہ نے شاہ میر کو کمرے میں آتا دیکھا تو کہا۔

مجھے بھی آپ سے بات کرنی ہے۔ شاہ میر ڈریسنگ ٹیبل پہ گھڑی اُتارتا بولا۔

اچھا تو پہلے تم کہو۔ مہرماہ نے کہا

نہیں پہلے آپ کہے۔ شاہ میر نے کہا

شاہ اب بتادو کیا بات ہے مجھے صبر نہیں ہو رہا اپنی کہنے کی بے صبری ہے۔ مہرماہ نے
نروٹھے پن سے کہا۔

میری آج آفس میں ریان سے بات ہوئی

تو کیا روز نہیں ہوتی۔ مہرماہ شاہ میر کی بات بیچ میں کاٹ کر بولی۔

ہوتی ہے پر آج اس نے ماہا کا جواب بتایا۔ شاہ میر نے گہری سانس بھر کر کہا

اچھا پھر مان گئ ہوگی ماہا۔ مہرماہ خوش ہو کر کہا شاہ میر نے نظر چرا گیا جانتا تھا جو بات وہ
بتائے گا مہرماہ کو دُکھ ہوگا۔

ماہا فلحال شادی نہیں کرنا چاہتی۔

کوئی بات نہیں ابھی ہم نکاح کر دے گار خصتی پھر ایک دو سال بعد۔مہرماہ نے آرام سے کہا

ملیحہ مرجان کو پسند کرتی ہے ہمیں مرجان اور اس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔شاہ میر نے کہا مہرماہ کی خوشی مانند پڑی۔

ملیحہ بھی پسند ہے مجھے پر میں ماہا

ماہ ہمیں بچوں کی خوشی کے بارے میں سوچنا چاہیے میں جانتا ہوں آپ کو ماہا پسند تھی پر کیا پتا مرجان بھی ملیحہ کو پسند کرتا ہو بس ہمارے لیے اُس نے ماہا کے لیے ہاں کی ہو۔مہرماہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی جب شاہ میر بیچ میں بولا۔

مرجان سے میں نے پوچھا تھا اُس نے تو کبھی نہیں بتایا۔مہرماہ نے کہا

پتا نہیں پر میں امی ڈیڈ سے بات کروں آپ منگنی کی رسم کر آیئے گا پھر شادی کی تاریخ طے۔شاہ میر نے مہرماہ کا دھیان دوسری طرف کرنا چاہا۔

ٹھیک ہے۔مہرماہ نے کہا

آپ بھی کوئی بات کرنے والی تھی۔شاہ میر کو یاد آیا تو کہا

میں آج امی کی طرف گئی تھی تو انہوں نے حیات کے بارے میں بات کی۔مہر ماہ نے بتایا

اچھا کیا بات کی؟شاہ میر نے جاننا چاہا

ویر اور حیات کی شادی مطلب یہ کے وہ حیات کا رشتہ مانگنا چاہتے ہیں ویر کے لیے۔مہر ماہ نے شاہ میر کا چہرہ دیکھ کر بتانا شروع کیا پر وہ اندازہ نہیں لگا پائی شاہ میر کو یہ بات پسند آئی یا نہیں۔

آپ کو لگتا ہے ویر حیات کے لیے ٹھیک رہے گا یا حیات ویر کے لئے راضی ہو گی۔شاہ میر مہر ماہ سے پوچھا

بلکل ویر حیات کے لیے پرفیکٹ لائف پارٹنر ثابت ہو گا میرے بھتیجے میں کیا کمی ہے جو حیات راضی نہیں ہو گی۔مہر ماہ نے تیز آواز میں کہا

آرام سے میں نے ایسے ہی بات کی۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

حیات سے اُس کی رضامندی جان لوں پھر دیکھتے ہیں اس کا کیا جواب ہے۔شاہ میر نے پھر کہا۔

شاہ تم نے اس کو کنونس کرنا ہے اگر وہ نخرے کریں تو میں بتا رہی ہوں حیات کی شادی ویر سے ہی ہو گی۔مہر ماہ نے اٹل انداز میں کہا۔

ماہ شادی کے لیے دونوں طرف سے باہم رضامندی ہونی چاہیے اگر حیات نہیں مانیں گی تو میں یا آپ اس کو فورس نہیں کرے گے۔ شاہ میر نے مہر ماہ کو سمجھاتے ہوئے کہا

تمہیں ایسے کیوں لگتا ہے حیات نہیں مانے گی۔

کیونکہ وہ دونوں فرینڈز ہیں۔ شاہ میر کندھے اُچکاتا بولا۔

اپنے اندازے نہیں لگاؤ اگر لگا رہے ہو تو اچھے اچھے لگاؤ۔ مہر ماہ نے گھور کر کہا تو شاہ میر ہنس دیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

یار زرتوں نے ایک بات نوٹ کی ہے پروفیسر منان آج کل زیادہ ہی میم ماہا کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ وہ تینوں لائبریری میں تھے وہاں جب احتشام نے ماہا کو منان کے ساتھ آتا دیکھا تو کہا زرجان نے کتاب سے نظر ہٹا کر دیکھا تو ماہا سنجیدہ چہرہ لیے ان کی کوئی بات سن رہی تھی زرجان کے برداشت کرنے سے باہر تھا تبھی ایک خیال اُس کے دماغ میں کوندا جس پہ اُس کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔

میں آتا ہوں۔ زرجان اپنی ایک کتاب اٹھاتا ہوا بولا۔

کدھر؟ فرزام نے پوچھا۔

اِدھر۔ زرجان نے سامنے کی طرف اشارہ کیا کہا جہاں ماہا اور منان بیٹھے تھے فرزام نفی میں سر ہلاتا رہ گیا پر احتشام سمجھ نہیں پایا۔

اسلام علیکم !!!زر جان ان کے پاس کھڑا ہوتا بولا

یس زر جان کوئی کام تھا۔پروفیسر منان نے سامنے زر جان کو کھڑا دیکھ کر پوچھا

جی پر آپ سے نہیں میم ماہا سے۔زر جان نے مسکرا کر کہا

ابھی تو وہ بزی ہیں بعد میں آجانا۔پروفیسر منان نے کہا

سوری سر وہ تیس منٹ بعد ہماری کلاس ہے میرا ابھی سمجھنا ضروری ہے۔زر جان نے

چہرے پہ معصومیت سجا کر کہا

تو کلاس میں پوچھ لینا۔پروفیسر منان کو اِس وقت زر جان کی مداخلت بلکل پسند نہیں

آئی تھی کتنے اصرار کے بعد وہ ماہا کو اپنے ساتھ لائبریری آنے پہ راضی کر بیٹھے تھے پر

بیچ میں زر جان آگیا۔

بیٹھو اور بتاؤ کیا مسئلا ہے۔ماہا نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا ساتھ میں زر جان کو کرسی پہ

بیٹھنے کا بھی کہا زر جان فٹ سے بیٹھ گیا

وہ کل آپ جو پڑھا رہی تھی اُس چیپٹر کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی اس کے بارے میں

ڈسکشن کرنی تھی۔زر جان نے کہا

زر جان کلاس میں دھیان دیتے تو سمجھ آجاتا نہ۔پروفیسر منان نے بمشکل اپنا لہجہ نارمل

رکھتے ہوئے کہا زر جان کو بہت ہنسی آئی ان کا تپا تپا چہرہ دیکھ کر۔

ضرور پر میم نے مجھے کلاس سے بے دخل کر لیا تھا۔زرجان ماہا کی طرف دیکھ کر بولا ماہا نے گھور کر اُس کو دیکھا پھر کتاب اپنی جانب کھسکائی۔

کیا سمجھ نہیں آرہا۔ماہا نے پوچھا تو زرجان نے بتایا ماہا نے آرام سے اس کو سمجھاتی گئی جو زرجان پہلے سے ہی جانتا تھا پر وہ ایسے ری ایکٹ کرنے لگا جیسے وہ سمجھ نہیں پارہا ہو مقصد بس اس کو پروفیسر منان سے دور رکھنا تھا۔پروفیسر منان پہلے تو دیکھتے رہے مگر جب ان دونوں کو دھیان کتاب پہ دیکھا تو صبر کا گھونٹ بھر کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔زرجان ریلیکس سا ماہا کو دیکھنے لگا جو اس کو سمجھانے میں محو تھی زرجان کی نظر ماہا کے گال پہ پڑی جہاں بات کرتے وقت اُس کا ڈمپل ہلکا سا شو ہو رہا تھا زرجان کا دل ڈوب کر اُبھرا تھا۔

اب ٹھیک ہے آ گئی سمجھ ؟ماہا نے زرجان کو دیکھ کر کہا جو مگن انداز میں اُس کو نہارنے میں مصروف تھا۔

زرجان !!!!!ماہا نے اب کی زور سے اُس کا نام لیا زرجان ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

جی میم سوری۔زرجان خجل ہوتا بولا۔

سمجھ آیا کچھ یا نہیں؟ماہا نے سنجیدگی سے پوچھا

آگیا آپ کا شکریہ۔زرجان نے مسکرا کر کہا

ٹھیک ہے میری کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے تیس منٹ تو تم نے سمجھنے میں لگا دیئے۔ ماہا کھڑی ہوتی ہوئی بولی

بس وقت گزرنے کا پتا نہیں چلا۔ زرجان بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا اُس کے رگ رگ میں سکون کی لہر دوڑ گئی تھی یہ تیس منٹ اُس کی زندگی کے خوبصورت لمحے تھے جو اُس نے ماہا کے ساتھ گزارے تھے چاہے جیسے بھی پھر۔

مجھے تو دیر ہو گئی نہ۔ ماہا عجلت میں کہتی لائبریری سے باہر چلی گئی زرجان مسکراتا اس کو دیکھنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تجھ سے گفتگو دیر تک چلے

اِس لیے تیری ہر بات سے اختلاف کیا

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

حیات کمرے میں بیٹھی ڈرامہ دیکھ رہی تھی ساتھ میں پاپ کارن منہ میں ڈال رہی تھی دروازہ نوک ہونے پہ جب شاہ میر اور مہرماہ کو ایک ساتھ اپنے کمرے میں آتا دیکھا تو فورن سیدھی ہو کر بیڈ سے اُٹھی۔

اللہ خیر۔ حیات نے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا شاہ میر اُس کی اداکاری پہ ہنس دیا مہرماہ نفی میں سر ہلاتی مسکرا دی۔

بات کرنی تھی سوچا آجائے۔شاہ میر نے کہا

ڈیڈ بیٹھے تو سہی پھر باتیں ہوتی رہے گی۔حیات نے بیڈ پہ چادر سائیڈ پہ کر کے بیڈ شیٹ درست کر کے ایسے کہا جیسے شاہ میر پہلی دفع یہاں آیا ہو۔

کیا حشر کر ڈالا ہے کمرے کا۔مہر ماہ نے تاسف سے کہا۔

اچھا ہے نہ۔حیات ڈھیٹ پن سے مسکرا کر بولی

حیات بیٹھو بات کرنی ہے۔ماں بیٹی میں بحث ہونے سے پہلے شاہ میر نے کہا

جی ڈیڈ کیا ہے بات ہے جو آپ بارڈی گارڈ کے ساتھ آئے۔حیات نے پہلے سنجیدگی سے پھر مہر ماہ کو دیکھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا

ویر کا رشتہ ہے تمہارے لیے تمہاری بڑی ماں چاہتی ہیں تم ان کے گھر کی بیٹی بنو۔شاہ میر نے اپنی بات شروع کی۔

رشتہ ویر کا میرے لیے ویر اپنا شاہ ویر۔حیات کو یقین نہیں آیا جیسے۔

کیا پانچ چھ اور شاہ ویر ہیں کیا یہاں؟مہر ماہ نے اس کی ایسے ری ایکشن پہ سوال کیا۔

نہیں وہ

تمہیں کوئی اعتراض ہے ویر سے شادی کرنے پہ تم بلا جھجھک بتا سکتی ہو تمہیں فیصلہ کا پورا اختیار ہے۔شاہ میر نے اس کو الجھتا دیکھ کر نرمی سے بولا۔

شادی کرنا ضروری ہے کیا؟حیات سر کُھجاتی بولی۔

ضروری کا تو نہیں پتا پر سنت ضرور ہے۔شاہ میر حیات کو اپنا ساتھ لگائے بولا۔

ڈیڈ مجھے آپ کے کسی فیصلے پہ کوئی اعتراض نہیں۔حیات کی بات پہ شاہ میر کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی وہی مہرماہ بھی طمانیت سے مسکرا پڑی۔

❤❤❤❤❤

آج مہرماہ،ہانم بیگم،سارہ بیگم،ہانیہ،اور حیات ریان کے یہاں منگنی کی رسم کرنے آئی تھی ملیحہ سرشارسی اپنے کمرے میں بیٹھی اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی پاس ماہا کھڑی اُس کا ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ملیحہ نے گلابی کلر کا خوبصورت گھیر دار فراق پہنا تھا جس کے باریک سفید موتیاں کو جھرمٹ تھا بالوں کو اُس نے کھلا چھوڑ رکھا تھا چہرے پہ نفاست سے کیے میک اپ اور گلابی کلر کی لپ اسٹک لگائے ملیحہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی جس کو چاہا اُس کو پانے کی خوشی نے اس کے چہرے پہ الگ رونق دی تھی۔

ماشااللہ میری بہن بہت پیاری لگ رہی ہے۔ماہا نے ملیحہ کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

ویسے اگر مرجان خود آتا مطلب ہال میں انگیجمنٹ کی رسم ہوتی تو زیادہ مزہ آتا پر خیر۔ملیحہ نے حسرت بھرے لہجے میں کہا

آج کوئی بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔حیات کمرے میں آتی ملیحہ کو دیکھ کر بولی جواب بھر بھر کر اپنی کلائیوں میں چوڑیاں پہن رہی تھی۔حیات خود آج لائٹ گلابی کلر کی ڈھیلی شرٹ ٹراوزر پہنے بالوں کی پونی ایک سائیڈ پہ کیے وہ بھی پیاری لگ رہی تھی میک اپ کے نام پہ اُس نے بس گلابی لپ گلوس لگایا تھا۔

شکریہ جناب۔ملیحہ نے سر کو جنبش دے کر ادب سے کہا

آپ تیار نہیں ہوئی؟حیات نے ماہا سے پوچھا جو سادہ حلیے میں تھی براؤن لمبی قمیض کے ساتھ سفید پاجاما پہن رکھا تھا جب کی بھورے بال جوڑے میں قید تھے پر وہ اپنے لاپرواہ حلیے میں بھی بہت دلکش لگ رہی تھی۔

سب آپس میں ہی تو ہے تیار کیا ہونا۔ماہا نے سرسری سا جواب دے کر میک اپ کا سامان سمیٹا۔

تمہاری تیاری ہو گئی ہے تو چلے باہر انگھوٹی کی رسم ہونی ہے۔حیات نے ملیحہ سے کہا۔

چلتے ہیں پھر میں پکچر ز بناؤں گی۔ملیحہ احتیاط سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

پھر بھائی کو بھی تو بھیجنی ہے۔حیات نے شرارت سے کہا۔

ماہا سب سامان سیٹ کرنے کے بعد باہر جانے والی تھی جب موبائل کی رنگٹون نے اس کا دھیان اپنی طرف کیا۔ماہا نے یہاں وہاں دیکھنا چاہا تو سائیڈ ٹیبل پہ ملیحہ کا فون بج رہا تھا۔

افففف ملی جانے کب عقل آئے۔ماہا بڑبڑاتی فون ہاتھ میں لیا تو اسکرین پہ آنے والی ہستی کی کال پہ تصویر دیکھ کر اُس کو چار سو چالیس کا جھٹکا لگا تھا موبائل بے ساختہ اس کے ہاتھ سے گر کر نیچے ماربل پہ پڑا جب کی ماہا کی آنکھیں پتھرا سی گئی تھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا تقدیر اُس کے ساتھ ایسا مذاق بھی کرے گی ماہا شل ہوتے وجود کے ساتھ گرنے والی تھی پر جلدی سے میز پہ ہاتھ رکھ کر خود کو سہارا دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

اکیلی ہو؟ماہی ہوٹل کے باہر بینچ پہ بیٹھی تھی جب مرجان فاصلے پہ بیٹھ کر بولا۔

نہیں پچاس باڈی گارڈ میرے پیچھے کھڑے ہیں بیس میرے اگل اور بگل میں بیٹھے ہیں باقی بچے دس جو میرے لیے کھانے کا احتمام کرنے گئے ہیں۔ماہی بڑی نے بڑی سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ کر کہا مرجان نا چاہتے بھی ہنس پڑا

مذاق اچھا کر لیتی ہو۔مرجان نے کہا

پتا ہے مجھے۔ماہی ناک سکوڑ کر بولی

مجھے کچھ کہنا ہے تم سے۔مرجان نے کہا

کہو؟ماہی نے اجازت دی۔

مجھے تم سے محبت ہو گئ ہے۔مرجان نے دل پہ پتھر رکھ کر اِظہارِ محبت کیا۔

کیا کہا محبت ہوش میں تو ہو میاں جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور تم محبت کے داعویدار بن کر آ گئے۔ماہی کو مرجان کی دماغی حالت پہ شک گزرا۔

محبت کا کیا ہے وہ اگر ہونی ہو تو دو گھڑی میں ہو جاتی ہے اگر نہ ہونی ہو تو پوری زندگی ایسے گزر جاتی ہے۔مرجان اپنا غصہ دبا کر بولا اُس کو سخت چڑ تھی ماہی کے ایٹیٹیوڈ سے جس کو وہ اب توڑ کرانا کی تسکین چاہتا تھا۔

اچھا اس فلسفے کو میں نہیں مانتی۔ماہی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

کہاں جا رہی ہو میری بات کا جواب تو دو۔مرجان اس کے سامنے آتا ہوا بولا۔

دیکھو بھائی

بھائی تو مت کہو۔مرجان نے بیچ میں ٹوکا

اچھا دیکھو مرجان ابھی ہماری عمر پیار محبت کی نہیں اِس لیے صبر کرو کیا پتا آگے جا کر تمہیں کسی سے سچ مچ میں محبت ہو۔ماہی نے سمجھانے والے انداز میں کہا

ہم دونوں بالغ ہے۔مرجان نے دانت پیسے۔

میں یہاں بڑی مشکل سے اجازت لیکر آئی ہوں صرف اور صرف گھومنے نا کہ عشق معشوقی کرنے اگر میرے گھر میں کسی کو پتا چل گیا نہ تو میں رہ جاؤں گی بس اپنے گھر تک جو میں نہیں چاہتی کیونکہ مجھے اپنی آزادی بہت پیاری ہے۔ماہی اُس کی باتوں میں آئے بغیر بولی

تو میں کیا کہہ رہی ہوں بس اپنی محبت کا اظہار تم بس اُس کا اچھا سا رسپانس دو۔مرجان نے کہا

کیا رسپانس دوں میرے رسپانس دینے سے زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا۔ماہی نے بازوں سینے پہ باندھ کر استفسار کیا

یہ ہو گا کے میں پاکستان اپنے والدین سے بات کروں گا۔مرجان نے کہا

نا بابا نا میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے سب سے زیادہ اپنی پڑھائی سے محبت ہے۔ماہی نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا مرجان بس اِس ڈھیٹ ہڈی کو دیکھتا رہ گیا جس کے چہرے پہ اپنے لیے اظہار محبت پہ تھوڑی بھی شرم حیا یا زرہ جو سرخ پن نظر آیا ہو جو عام طور پہ ہر لڑکی کے چہرے پہ رنگ بکھر جاتے ہیں۔

تو پڑھ لینا میں یا میری فیملی کونسا منع کرے گی۔مرجان کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑی لڑکی کو شوٹ کر دیتا۔

مجھے ڈبل ایم بی اے کرنا ہے۔ماہی نے مسکراہٹ دانتوں تلے دبائے کہا مرجان خود کو بس صبر کی تلقین کرتا رہ گیا۔

❤❤❤❤❤

یہ سلسلہ ایک ماہ تک چلتا رہا ماہی جہاں جہاں جاتی مرجان اس کے پیچھے پیچھے وہاں آجاتا پھر اپنی محبت کا اظہار کردیتا جس پہ اس کی فرینڈز ہاں کرنے کو بولی پر ماہی کو اپنی چھٹی حس ہمیشہ خبردار کرتی رہتی جس سے اُس کو مرجان کی کسی بات پہ بھی نزاکت نہیں لگتی

مگر کب تک وہ مرجان کو انکار کرتی یا ٹالتی اُس کا دل بھی پگھل رہا تھا جس سے وہ سہی غلط کا فرق کرنا بھول رہی تھی اُس کو مرجان کی باتیں سچ لگنے لگی تھی اُس کا اظہار محبت سننا اچھا لگتا تھا لاشعوری طور پہ اس کو مرجان کا انتظار رہتا تھا آج بھی کچھ ایسا ہی تھا وہ واک پہ نکلی تھی مگر سوچ مرجان کے ارد گرد تھی تبھی وہ اُس کے سامنے آیا۔

مرجان تم۔ماہی نے حیرت کا اظہار کیا جب کی دل کو کہیں سکون ملا تھا۔

تم چاہوں مرہٹا کر بس جان کہہ سکتی ہو۔مرجان نے آنکھ ونک کرتے کہا جس پہ ماہی کا چہرہ بلش کرنے لگا ماہی کے چہرے پہ خوبصورت رنگ دیکھ کر ایک پل کو مرجان کا دل کیا قدم واپس لیں لے اُس کا دل کیا سامنے کھڑے وجود کو توڑنے سے بہتر ہے وہ یہاں سے لوٹ جائے پر بس ایک پل کے لیے دوسرے پل وہ اپنے خول میں واپس آگیا۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔ماہی نے مصنوعی گھوری سے نواز کر کہا۔

اچھا نہیں ہوتا تم سے ایک بات کرنی تھی۔مر جان نے کہا۔

کیا بات؟ماہی نے پوچھا۔

میں ایک ویک بعد پاکستان واپس جا رہا ہوں۔مر جان کی بات ماہی کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ لگی۔

مجھے کیوں بتا رہے ہو۔ماہی نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں اب مجھے میری محبت کا جواب محبت سے ملنا چاہیے۔مر جان اُس کے روبرو ہو کر بولا۔ماہی نے نظریں چُرا لی۔

ماہی میں جانتا ہوں تم مجھے یہ یقین نہیں کر پا رہی پر تم بھی مجھے چاہنے لگی

ایسا کچھ نہیں۔ماہی نے اس کی بات بیچ میں اچک لی۔

ایسا ہی ہے تم بس ماننا نہیں چاہتی اِس سے پہلے تمہیں پچھتانا پڑے میں کل شام ایک ایڈریس سینڈ کروں گا وہاں آجانا میری محبت کا جواب دینا اگر نہیں تو دوسرے دن تیار رہنا میری موت کی خبر سننے کے لیے۔مر جان اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ماہی ساکت سی اس کو جاتا دیکھنے اس کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے اگر وہ کل نہیں گی تو کیا سچ میں؟اِس سے آگے ماہی سوچنے لگی تو کپکپا اٹھی۔

"دل کہہ رہا ہے* تجھ پہ بھروسہ کروں*

مگر

حالات کہہ رہے *ہیں سب فریب ہیں*۔۔۔

ماہی زیادہ مت سوچو ہاں کہہ دو وہ سچا ہے ورنہ کون اتنا خوار ہوتا ہے کسی کے پیچھے۔فروزین نے کمرے میں پریشانی سے چکر لگاتی ماہی سے بولی۔

تمہاری بات ٹھیک پر ڈیڈ کو پتا چل گیا پھر کیا ہو گا۔ماہی نے کہا

تم کونسا کورٹ میرج کر رہی ہو بس اظہار ہی کرنا ہے دوسرا یہ ان کو بتائے گا کون ان کو الہام ہونے سے تو رہا ویسے بھی ان کے مطابق تم دبئی میں ہو نا کہ یورپ میں۔فروزین نے جیسے ہر مسئلے کا حل دیا۔

ماہی تمہارا دل کیا کہتا ہے؟مانوی نے سنجیدگی سے پوچھا

پتا نہیں میرا دل تو صبح سے گھبراہٹ کا شکار ہے۔ماہی نے بتایا

یہ سب اُس لیے کیونکہ تمہیں ڈر ہے اس کے دور جانے کا۔فروزین نے دور کی کوڑی اُچھالی۔

میں جاؤں گی پھر جو ہو گا اللہ مالک ہے۔ماہی ایک نتیجے پہ پہنچ کر بولی۔

یہ ہوئی نہ بات۔فروزین نے خوشی سے نعرہ لگا کر کہا۔

شام کے وقت ماہی اپنی فرینڈز کے ساتھ مرجان کی بھیجی ہوئی لوکیشن پہ موجود تھی مرجان نے اپنے ساتھ ان کو بھی لانے کا کہا تھا جو بات اُس کو عجیب لگی پر یہاں آ کر اُس کو مزید حیرانگی بھی ہوئی کیونکہ یہاں لوگوں کا ہجوم تھا اکٹھا تھا سب کپلز کی صورت میں کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو کوئی ڈانس کرنے میں مگن تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے پارٹی پہ انوائٹ کیا ہو ماہی کو سمجھ نہیں آیا مرجان اگر اس کا جواب سننا چاہتا ہے تو اتنے لوگوں کو کیوں جمع کیا ہوا ہے۔

یہ مرجان کو تم سے اظہارِ محبت کا جواب سننا ہے یا قومی خطاب کروانا ہے جو اتنے لوگوں کو انوائٹ کیا ہے۔مانوی سے رہا نہیں گیا تو کہہ ڈالا

میں بھی وہی سوچ رہی تھی عام طور پہ تو لڑکے یہی چاہتے ہیں کہ ڈسٹربنس نہ ہو کسی کی آرام سے ایک دوسرے کی سنے سنائے پر یہ مرجان تو اپنے انوکھے نام کی طرح کام بھی انوکھا کر رہا ہے۔فروزین نے بھی تعجب سے کہا ماہی کا دھیان سامنے آتے مرجان کی طرف تھا جو مسکراتا ان کی طرف آ رہا تھا۔

مجھے یقین تھا تم ضرور آؤں گی۔مرجان فاتحانہ لہجے میں بولا۔

ہماری مہربانی ہے ورنہ یہ نہ آتی۔فروزین نے ہنس کر کہا۔

جو بھی آئی تو سہی نہ۔مرجان نے کہا

یہ اتنے لوگ کیوں؟ماہی نے پوچھا۔

میں چاہتا ہوں تم اِن سب کے سامنے کہوں تمہیں میری محبت قبول ہے اور مجھے بھی تم چاہتی ہو۔مرجان نے وجہ بتائی

پر کل تم نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا۔ماہی نے کہا۔

سرپرائز۔مرجان ہاتھ کھڑے کیے بولا

ماہی ریڈی رہو۔مانوی نے اُس کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا۔

کم۔مرجان مسکراتا اس کو اپنے ساتھ لے آتا سب کے درمیان کھڑا ہوا تھا نعمان وہاں آ کر گلاب کا پھول اُس کو تھام کر جا چُکا تھا۔

کس چیز کی انتظار ہے جو کہنا کہہ دو۔مرجان نے مسکرا کر کہا

مرجان مجھے آکورڈ فیل ہو رہا ہے۔ماہی نے گہری سانس بھر کر کہا

کچھ اور مت سوچو بس یہ محسوس کرو کے یہاں میں اور تم ہے دوسرا کوئی نہیں۔مرجان نے اُس کی مشکل آسان کی۔

دس از فاریو۔ماہی نے نعمان کا دیا پھول مرجان کی طرف بڑھا کر کہا مرجان کے چہرے کے تاثرات یکدم بدلے اُس نے دو انگلیوں سے پھول کو تھام لیا ماہی کو مرجان کی یہ حرکت ناگوار گزری پر نظرانداز کر گئی کیونکہ اب سب کی توجہ کا مرکز وہ دونوں تھے۔

کچھ ٹائم پہلے تم نے اپنا محبت کا اظہار کیا تھا آج میں اُس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔ماہی نے سوکھے لبوں پہ زبان پھیر کر کہا دل سے بار بار آواز آرہی تھی لوٹ جائے پر وہ اُس کی آوازاَن سنی کرتی مرجان کے سامنے گھٹنوں کے بِل بیٹھ گئی۔مانوی اور فروزین نے داد دیتی نظروں سے اُس کو دیکھا تھا مرجان نے ماہی کے خوبصورت سراپے سے نظریں چُرائی تھی جو فل بلیک کلر کے ٹاپ اور جینز میں تھی بھورے بال کُھلے ہوئے تھے چہرہ بنا کسی میک اپ کے بھی چمک رہا تھا مرجان کا دل بے ایمان ہونے کو تھا۔

تم نے کل کہا تھا یو لوَمی میں کہہ رہی ہوں وِل یو میری می۔ماہی نے اپنی بھوری آنکھوں سے اُس کی جانب دیکھ کر کہا مرجان دو قدم پیچھے ہوا۔

گائیز کیا تم سب لوگوں میں سے کوئی یہ بتا سکتا ہے آج کونسی تاریخ ہے۔مرجان بانہیں کھول کر ان سب کی طرف دیکھ کر بولا ماہی نے ناسمجھی سے اُس کی طرف دیکھا جو اُس کو

نظرانداز کر رہا تھا۔ جب کی سب لوگ اب زوردار آواز میں دو اپریل دو اپریل کہہ کر چیخ رہے تھے۔

سومس واٹ ایور۔ مرجان چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ سجا کر ماہی کی طرف آیا جو سمجھنے کی کوشش میں تھی۔

کل فرسٹ اپریل تھا اگر میں نے ایسا کچھ کہہ بھی دیا تو تم نے سیریسلی نہیں لینا چاہیے تھا۔ مرجان نے اجنبی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر بولا مرجان کی بات پہ ماہی سکتے میں چلی گئ تھی اس کو اپنے آس پاس دھماکے ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

کیا بکواس ہے یہ۔ مانوی مرجان پہ زور سے چلائی۔

شانت شانت۔ مرجان کانوں پہ ہاتھ رکھ کر دل جلانے والی مسکراہٹ سجا کر بولا مانوی کا بس نہیں چل رہا تھا وہ مرجان کا حشر نشر کر دیتی۔

آپ لوگ بتائے اپریل میں تو یہ عام بات ہے نہ۔ مرجان نے پھر زوردار آواز میں کہا تو سب اس کی بات سے متفق ہوئے۔ ماہی لڑکھڑا کر سیدھی ہوئی تھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا مرجان اتنے سارے لوگوں کے سامنے تزلیل کرے گا آخر اس کا قصور کیا تھا جو سب کے سامنے اُس کی عزت دو کوڑی کہ کر رہا تھا ماہی نے ساکت نظروں سے آس پاس دیکھا جہاں سب اس کو تمسخرانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے تو

کن کی نظروں میں اس کے لیے افسوس تو کچھ جانے کیا بول رہے تھے ماہی کا دل چاہا زمین پھٹے اور اُس میں سما جائے۔

اتنی گھٹیا حرکت کی وجہ جان سکتی ہوں؟ ماہی نے کاٹ دار لہجے میں کہا مرجان نے اچانک ماہی کی آواز پہ اس کو دیکھا جس کی نظروں میں جانے کیا تھا جو اُس کا دل لرز اٹھا تھا۔

یہ میرا بدلا تھا ڈیئر ماہی جو تم نے ہزاروں لوگوں کے درمیان مجھے ہرا کر سب کے سامنے شرمندہ کیا تھا۔ مرجان چلتا ہوا ماہی کے کان کے پاس آتا بولا ماہی کو افسوس ہوا جو ایک ہار کی وجہ سے اتنا گر گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری ذات آدھی رہ گئ
کسی کا کھیل پورا ہوا۔

تم مرد ہوتے ہی گھٹیا ہو۔ ماہی نے چیخ کر کہا۔

ماہی چلو یہاں سے۔ فروزین اس کا بازوں پکڑ کر بولی۔

چھوڑو مجھے یہ کمینہ ہوتا کون ہے میر اتماشابنانے والا میں اِسے جان سے مار دوں گی۔ماہی آپے سے باہر ہوتی ہوئی بولی بھوری آنکھیں میں لال ڈورے نظر آنے لگے تھے عقیل نے افسوس سے اپنی دوست کو دیکھا کتنا منع کیا تھا اُس نے پر وہ تو نعمان کی باتوں میں ایسا آیا کے بس

تم کون ہوتی تھی سب کے سامنے مجھے چِڑانے والی۔مر جان نے بھی اس کے انداز میں کہا

اگر ہارنے سے اتناڈر لگتا ہے تو سہی سے تیاری کر لیتے نہ آتا کچھ ہے نہیں بعد میں بدلا بدلا کرتے پِھرتے ہیں۔ماہی اپنا بازوں فروزین سے چھڑواتی مر جان کے چہرے پہ تھوک کر بولی مانوی نے حیرت سے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا مر جان غصہ سے لال ہوتا اس کو مارنے کی طرف بڑھا پر عقیل بیچ میں آگیا۔

جان ہوش سے کام لو۔

یہ دوٹکے کی لڑکی میرے منہ پہ تھوک گئی اُور تم کہہ رہے ہو میں ہوش میں آؤں۔مر جان ہذیاتی انداز میں چیخاماہی کے اندر چین پڑ گیا تھا مر جان کو ایسے دیکھ کر۔

جو تم نے میرے ساتھ آج کیا ہے نہ میرے دل کے ساتھ تم نے کھیلا ہے ایک دن یہی کچھ تمہارے سامنے آئے گا تمہاری زندگی سے سکون چلا جائے گا تم سکون کی تلاش

کروگے پر تب تک نہیں ملے گا جب تک میں معاف نہ کر دوں۔ماہی نے سرد سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

بھول ہے تمہاری۔مرجان نفرت انگیز نظروں سے اس کو گھور کر بولا۔

حقیقت ہے۔ماہی نے کہا۔

ماہی تم چلو اب۔مانوی سامنے آتی بولی ماہی کی شعلہ برساتی نظریں مرجان پہ تھی۔فروزین جیسے تیسے کرتی ماہی کو اپنے ساتھ لیں گئ۔مرجان بھی سب کی نظروں سے خائف ہوتا وہاں رُکا نہیں تھا اس کو یہ بات پاگل کرنے کے درپہ تھی کے ایک لڑکی نے پھر سے اس کو ذلیل کرر کھا تھا۔مرجان فلحال اپنے ماں باپ کی تربیت بُھلائے اپنی انا میں تھا۔

زہر سے زیادہ زہریلے ہوتے ہیں

وہ لوگ جو اپنا بنا کر چھوڑ جاتے ہیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

تمہیں پتا ہے گھر میں ہمارے مطلق کیا کھچڑی پ ّک رہی ہے؟حیات آج شاہ ویر کے ساتھ کیفے آئی تھی جب باتوں ہی باتوں میں اُس نے کافی پیتے شاہ ویر سے پوچھا

ہمارے رشتے کی بات کرر ہی ہو۔شاہ ویر نے پوچھا۔

ہاں وہی۔حیات نے منہ بگاڑ کر کہا

تمہیں کوئی احتراز ہے کیا؟شاہ ویر کسی خدشے کے تحت پوچھنے لگا۔

میں ڈیڈ کو انکار نہیں کر پائی پر میں چاہتی ہوں تم اپنی طرف سے انکار کر دو۔حیات نے کہنیاں میز پہ ٹکائے شاہ ویر سے رازدانہ انداز میں کہا شاہ ویر کا چہرہ فق ہوا تھا حیات کی بات پہ۔

کیوں؟شاہ ویر کچھ دیر بعد ہی بول پایا۔

تم وکیل ہوں تمہیں کوئی بہتر مل جائے گی مجھ سے۔حیات سیدھی ہو کر بولی۔

میں تم سے بہتر جانتا ہوں کے میرے لیے کون بہتر ہے اور نہیں۔شاہ ویر لفظ چَبا چبا کر بولا

اتنا روڈ کیوں ہو رہے ہو۔حیات کو اس کا ایسے بات کرنا ایک آنکھ نہیں بھایا۔

کیونکہ مس حیات میر میں محبت کرتا ہوں تم سے میرے کہنے پہ یہ رشتہ ہو رہا ہے اور اب تم مجھ سے کہہ رہی ہو میں انکار کروں کیا میں اتنا بیوقوف نظر آتا ہوں جو اپنی محبت کو کسی اور کے لیے چھوڑو گا۔شاہ ویر سخت انداز میں بولا دوسری طرف حیات گنگ سی ہو گئی تھی اُس کے اظہار پہ۔

تم نے بتایا تو نہیں کبھی ایسا کچھ پھر یوں اچانک۔حیات جز بز ہو کر بولی شاہ ویر جو تنے ہوئے تاثرات اس کو دیکھ رہا تھا حیات کی بات سن کر چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔

کوئی غزل سنا کر کیا کرنا

یوں بات بڑھا کر کیا کرنا

تم میرے تھے تم میرے ہو

دنیا کو بتا کر کیا کرنا

شاہ ویز نے شعر پڑھا حیات کا چہرہ خفت سے لال ہوا تھا اُس کے لیے شاہ ویر کا یہ روپ نیا تھا جس سے وہ پزل ہو رہی تھی وہ کوشش کے باوجود بھی شاہ ویر کی جذبے لوٹاتی نظروں کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔

کیا اب بھی تمہیں اعتراض ہے؟ شاہ ویر نے پوچھا۔

ویر

حیات پلیز میری محبت کو سمجھو میرے لیے تم آتی جاتی سانس کی طرح ضروری ہوا گر تم نے انکار کیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔حیات کچھ کہنا چاہتی تھی پر شاہ ویر بیچ میں ٹوک کر بولا۔

یہ کیا پاگل پن ہے۔حیات جھنجھلا کر بولی

پاگلپن نہیں میری محبت ہے۔شاہ ویر خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

میں جینا حرام کردوں گا تمہارا۔حیات نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

شوق سے۔شاہ ویر مزے سے بولا۔

زندگی جہنم بنادوں گی۔حیات نے ایک اور کوشش کی۔

دوسرے جہاں میں جنت میں ساتھ جائے گے۔شاہ ویر کی مسکراہٹ چہرے پہ برقرار تھی۔

میں نے بہت خرچہ کروانا ہے تم سے۔حیات نے سوچ سوچ کر کہا۔

میں جاب بھی تو تمہارے لیے کررہا ہوں۔شاہ ویر کو اب ہنسی آرہی تھی۔

افففف۔حیات تھک ہار کر اپنا سر میز سے ٹیک دیا شاہ ویر ٹھوری پہ ہاتھ رکھتا دلچسپی سے حیات کو دیکھنے لگا۔

کب لیکر آؤ گے بارات؟حیات نے ویسے ہی پوچھا تو شاہ ویر گردن جھکا کر ہنس پڑا۔

❤❤❤❤❤❤

ہر شام سے تیرا اظہار کیا

کرتے ہیں

ہر خواب میں تیرا دیدار کیا

کرتے ہیں

دیوانے ہی تو ہیں تمہارے

جو ہر وقت /۔

تیرے ملنے کا انتظار کیا

کرتے ہیں

زرجان کو جیسے پتا چلا آج ماہا یونیوسٹی نہیں آئی تب سے وہ بے چین سا ہو گیا تھا ماہا کو ہر روز دیکھنے کی اُس کو عادت ہو گئی تھی اس کا بس نہیں چلتا تھا وہ ماہا کو اپنے پاس بیٹھا کر رکھے پر وہ بس ایسا چاہ سکتا تھا کرنا اس کے اختیار میں نہیں تھا۔

کیا ہوا؟فرزام نے اس کو گراؤنڈ میں اکیلا بیٹھا دیکھا تو کہا۔

وہ نہیں آئے گی آج میں کیا کروں مجھے ان کو دیکھنا ہے۔زرجان نے بتایا

ایک تو مجھے تمہاری سمجھ نہیں دل لگانے کے لیے ٹیچر ہی ملی تھی۔فرزام اس کی بات پہ پھٹ پڑا۔

فضول مت بولو میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔زرجان نے ڈپٹ کر کہا

ایک دن نہیں دیکھو گے تو مر نہیں جانا تمہیں۔فرزام نے آرام سے کہا۔

کل ہفتہ پھر اِتوار ہے۔زر جان نے پریشانی سے کہا

بچوں جیساری ایکٹ نہیں کروزر جو تم چاہتے ہو ویسا ممکن نہیں۔فرزام نے پتھر سے سر پھوڑا

ناممکن بھی نہیں وہ میری ہے تم دیکھنا میں ان کو اپنا بنا کر رہوں گا۔زر جان شدت پسندی سے گویا ہوا۔

ایک یہ محبت کرنے والوں کی سب سے بڑی غلط فہمی یہی ہوتی ہے کے وہ جس کو چاہتا ہے اُس کو لگتا ہے وہ انسا اُسی کا اسی کے لیے بنا ہے۔فرزام سر جھٹکتا بولا۔

کیونکہ وہ انسان جانتا ہے جس اللہ نے اُس انسان کی محبت دل میں ڈالی ہے وہ اللہ اُس انسان مقدر میں بھی دے گا۔زر جان پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

میں یہی مشورہ دو گا اپنے قدم واپس لیں میم ماہا کبھی تمہاری نہیں بنے گی۔فرزام نے کہا

اگر تمہیں زندہ رہنا ہے تو اپنی بکواس بند کرو۔زر جان فرزام کا گریبان پکڑ کر کہتا تھکا دے کر وہاں سے نکل گیا فرزام نے افسوس سے اس کو جاتا دیکھا۔

آج جلدی آ گئے۔مہر ماہ نے زر جان کو تیزی سے کمرے میں جاتا دیکھا تو کہا

کلاسس نہیں تھی۔زر جان کہتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اچھا اب آ گئے ہو تو ایک کام کرو۔مہر ماہ نے کہا۔

مما میرے سر میں درد ہے بعد میں۔زر جان نے التجا کی۔

اوہو شاہ نے کہاں پھسا دیا۔مہر ماہ بڑبڑائی جو زر جان نے باآسانی سن لیا۔

کیا کہہ دیا انہوں نے؟زر جان نے پوچھا۔

یہ فائل ریان کو دینی ہے وہ آفس نہیں گیا آج شاہ نے کہا اِس میں اس کے سگنیچر ضروری ہے۔مہر ماہ نے بیزار شکل بنائے کہا تو زر جان کی آنکھوں میں چمک آئی۔

میں چلا جاتا ہوں ان کے پاس۔زر جان فورن نیچے آتا بولا۔

تمہارے تو سر میں درد تھا۔مہر ماہ نے تعجب سے کہا۔

ہاں نہ تو میں نہیں چاہتا آپ کو بھی ہو اِس لیے میں جاتا ہوں۔زر جان نے مہر ماہ کے ہاتھ سے فائل لیکر کہا۔

شاہ تو اب اتنے کام سے وہاں نہیں جا سکتا مر جان کا وہاں جانا سہی لگتا بھی نہیں ابھی منگنی جو ہوئی ہے دوسرا شاہ نہ تو ڈرائیور سے یہ کام کہتا ہے نہ اپنے اسٹاف میں کسی کو۔مہر ماہ رلیکس ہوتی ہوئی بولی۔

میں ہوں نہ میں جا رہا ہوں۔زر جان کا بس نہیں چل رہا تھا اُڑ کر وہاں پہ پہنچ جاتا۔

❤❤❤❤❤❤❤

تم پھر سے اب اور زیادہ اُداس رہنے لگی ہو آج تو یونی سے بھی آف کیا۔ملیحہ نے ماہا کے پاس بیٹھ کر کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی میرے پاس تمہاری کسی بات کا جواب نہیں۔ماہا نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

ماہا پریشانیاں بتانے سے کم ہو جاتی ہیں۔ملیحہ نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

میں پریشان نہیں ہوں۔ماہا نے فورن سے کہا

منگنی کے دن سے گم سم دیکھ رہی ہوں۔

کیا وہ تمہیں چاہتا ہے جس سے تمہاری شادی ہونے والی ہے؟ماہا نے اس کی بات

نظرانداز کر کے پوچھا۔

ہاں اس لیے تم شادی ہو رہی ہے۔ملیحہ مسکرا کر بولی۔

حیرت ہے۔ماہا طنزیہ لہجے میں بولی۔

کیا ہوا۔ملیحہ کو اس کا لہجہ عجیب لگا۔

باہر بیل ہو رہی ہے۔ماہا نے کہا

میں جا کر دیکھتی ہوں۔ملیحہ بیڈ سے اٹھتی بولی۔

باہر آئی تو زرجان ہاتھ میں فائل لیے کھڑا تھا۔

اسلام علیکم! زرجان نے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام! اندر چلو۔ملیحہ نے مسکرا کر کہا

انکل ہیں گھر پہ؟زرجان یہاں وہاں نظر گھماتا بولا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسٹڈی میں ہے تم مل لو میں تب تک تمہارے لیے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرتی ہوں۔ملیحہ نے کہا

اس کی کوئی ضرورت نہیں میں بس فائل سائن کروانے آیا تھا۔زرجان نے انکار کرتے ہوئے کہا جب کی نظریں ماہا کو دیکھنے کی تمنا کر رہی تھی۔

جوس لیکر آتی ہوں وہ تو پی لینا۔ملیحہ کہتی کچن کی طرف گئی زرجان بھی منہ بناتا اسٹڈی کی طرف جانے لگا۔

اوسوری۔زرجان سر جھکا کر جا ہی رہا تھا جب سامنے آتی ماہا سے اُس کا ٹکر ہوتے ہوتے بچا۔

کوئی بات نہیں۔ماہا سنجیدگی سے کہتی پاس سے گزر گئی زرجان جو ماہا کو دیکھنے پہ خوش ہو رہا تھا اُس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر پریشانی نے آگھیرا۔

آپ ٹھیک ہے؟زرجان ماہا کے پاس آکر بولا جو شاید کچن کی طرف جارہی تھی۔

ہاں مجھے کیا ہونا ہے؟ماہا نے اُلٹا اُس سے سوال کیا تو زرجان گڑبڑا گیا۔

آج آپ یونی نہیں آئی تھی اور آپ کی آنکھیں بھی سرخ تھی اِس لیے پوچھا۔زرجان نے کہا

میں ٹھیک ہوں تم وہ کرو جو کرنے آئے ہو۔ماہا سپاٹ انداز میں بولی۔

وہی تو کر رہا ہوں۔ زرجان بڑبڑاتا دوبارہ سے اپنا رخ اسٹڈی کی جانب کر گیا۔

مرجان ملیحہ اور شاہ ویر حیات کی شادی ایک ساتھ ہونا پائی تھی خان مینشن اور سکندر مینشن سے ریان کی طرف سے بھی شادیوں کی تیاریاں زور شور سے شروع تھی پر اِس بیچ ماہا کی ملاقات ایک دفع بھی مرجان سے نہیں ہوئی تھی شادیوں کے دن جیسے قریب آرہے تھے مہرماہ کی حالت اُتنی بُری ہورہی تھی کیونکہ اُس کی طرف سے افراد کی شادیاں جس نے سہی معنوں اُس کو تھکا دیا تھا ہر روز بازار کے چکر مہمانوں کی لسٹ بنانا سب کی سپورٹ خاص طور پہ شاہ میر کی سپورٹ ہونے کے باوجود بھی مہرماہ تنگ آکر رہ جاتی۔

حیات تیار ہو جاؤ مہرین آئی گی اس کے ساتھ شاپنگ پہ جانا ہے مجھے بھی ملیحہ کا ریسپشن کا جوڑا بھی لینا ہے اس لیے ساتھ جائے گے جانا تو تمہیں ثانیہ کے ساتھ تھا پر آج اس کے سر میں درد ہے۔ مہرماہ حیات کے کمرے میں آتی جلدی جلدی بولنے لگی۔

پر مما پھر کبھی جائے گے نہ سچی اِس مہینے بہت شاپنگ مال کے دیدار کا شرف حاصل کیا ہے۔ حیات نے سُستی دیکھائی۔

حیات فضول مت بولوں دو دن بعد مایوں میں بیٹھنا ہے تمہیں اِس لیے چُپ چاپ جو کہہ رہی ہو وہ کرو۔ مہرماہ نے اس کی بات پہ تپ کر کہا۔

آپ لیں آ جیئے گا اپنی طرف سے کیونکہ میں واقع آرام کرنا چاہتی ہوں۔حیات نے مسکین سی شکل بنا کر کہا۔

حیات مہرین دس منٹ میں پہنچ جائے گی فٹافٹ تیار ہو جاؤ۔مہرماہ اس کی بات پہ کان دھرے بنا بولی تو حیات تلملا اُٹھی۔

❤❤❤❤❤❤

مس ماہا مجھے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔ماہا اپنے آفس کی طرف جا رہی تھی جب پروفیسر منان نے مسکرا کر کہا۔

جی کہیے۔ماہا نے سنجیدگی سے کہا۔

کیفے ٹیریا چلتے ہیں۔پروفیسر منان نے کہا

اوکے پر جلدی کریئے گا میری کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔ماہا نے پروفیسر منان کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

زروہ دیکھے۔زرجان کیفے ٹیریا میں بیٹھا تھا جب احتشام نے اس کی کمر پہ ٹھوکا مار کر سامنے دیکھنے کا کہا زرجان نے ماہا کو پھر پروفیسر منان کے ساتھ دیکھا تو آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل بھی جل بیٹھا۔

تم ایسے ہی دل جلے بنے رہنا اور اُن کو کوئی اور لیں جائے گا۔فرزام نے زرجان کے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا جو زرجان نے ضبط کرنے کی خاطر زور سے بند کر رکھی تھی۔

تمہارا ابکواس کرنا ضروری ہوتا ہے کیا۔زر جان نے گھور کر کہا۔

جی کہیے کیا بات ہے۔ماہا نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

دیکھیے مس ماہا میں صاف اور سیدھی بات کرنے کا قائل ہوں گھما پھیرا کر بات کرنا مجھے پسند نہیں۔پروفیسر منان نے تمہید باندھی۔زر جان کی آگ برساتی نظریں پروفیسر منان پہ تھی دور ہوتے بھی زر جان کو آج پروفیسر سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔

پروفیسر منان تو تمہارا فیورٹ استاد ہے ان کو کیوں ایسے دیکھ رہے ہو کیا پسند کرنے کا حق صرف تمہارا ہے۔فرزام نے پھر زر جان کو چھیڑا احتشام وہاں سے اٹھ کر جا چُکا تھا۔

ماہاریان کو پسند کرنے کا حق صرف زر جان میر کو ہے اُس کے علاوہ کسی کا نہیں۔زر جان نے وحشت بھرے لہجے میں کہتے فرزام کی بولتی بند کر دی۔

مجھے بھی صاف اور سیدھی باتیں سننا پسند ہے اس لیے آپ تمہید باندھنے کے بجائے اصل بات پہ آئے۔ماہا نے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی پہ وقت دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

میں آتا ہوں۔زر جان اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

زر پاگل مت بنو تمہارا وہاں جانا وہ بھی جب میم منان سر کے ساتھ ہو تو اسٹوڈنٹس کو شک میں مبتلا کر سکتا ہے اس لیے خود پہ کنٹرول کرو خاص طور پہ اپنی نظروں کو۔فرزام نے زر جان کا ہاتھ پکڑ کر سنجیدگی سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے کسی کی پرواہ نہیں پر ہاں مجھے ماہا کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے میں ان کے پاس نہیں جارہا بس سامنے والی ٹیبل پہ بیٹھوں گا تاکہ پتا چلے وہ کیا بات کر رہے ہیں۔زرجان نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر ایک ٹیبل کی جانب اشارہ کیا جو خالی تھی۔

اچھی بات ہے یہی باتیں مجھے آپ میں بہت پسند ہے۔زرجان پاس سے گزرا تو پروفیسر منان کی آواز کانوں پہ پڑی جس پہ جلتا کڑھتا ٹیبل کی طرف آکر کتاب کھول کر خود کو ایسے ظاہر کیا جیسے وہ پڑھ رہا ہو۔

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔زرجان کے ساتھ ساتھ ماہا بھی اپنی جگہ گنگ سی ہو گئی زرجان کو اپنا آپ ضبط کرنا مشکل لگا۔

ایسکیوزمی۔ماہا نے تصدیق چاہی۔

آپ نے سہی سنا۔پروفیسر نے کہا زرجان نے ماہا کی طرف دیکھا جس کے سرخ گال مزید سرخ ہو گئے تھے ماہا کے تاثرات دیکھ کر زرجان کو کچھ سکون ہوا پر وہ دل کو شدت سے اس کے جواب کا انتظار تھا۔

دیکھے مسٹر منان میں آپ کی دل سے عزت کرتی ہوں دوسرا یہ آپ یہاں کے پروفیسر ہے میں یہاں بطور ٹیچر ہوں تو مجھے وہی رہنے دے یہ شادی وغیرہ آپ کسی اور سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کریں۔ماہانے بڑی مشکل سے خود پہ ضبط کیے کہا زرجان کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ آگئی تھی۔

آخر کیوں مجھے کیا بُرائی ہے ایک نہ ایک دن تو آپ کو کرنی ہے نہ تو پھر میں کیوں نہیں۔پروفیسر منان کی بات پہ زرجان دانت کچکچا کر رہ گیا۔

اچھا خاصا رقیب بن گئے ہیں یہ تو۔زرجان بڑبڑاہٹ میں بولا۔

آپ کو کس نے کہا مجھے شادی کرنی ہے میں اپنی زندگی میں پر سکون ہوں یہ میری زندگی اللہ کے سوا میرے اختیار میں ہے جس پہ بس میری حاکمت ہے میں کسی اور کو اپنی زندگی میں انوالو کر کے خود کو کسی کا پابند نہیں کروگی۔ماہا کے جواب پہ زرجان بے چین ہوا۔

ایسا کیوں کہہ رہی ہیں ایسا تو نہیں ہوتا کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں یا آپ کو محبت میں ناکامی ملی ہے۔ماہا کا دل کیا پروفیسر منان کی بات پہ ان کا منہ توڑ دے زرجان کا رنگ پل فق ہوا تھا دل نے تیز رفتار پکڑلی تھی۔

یہی سمجھ لیں میرا ایک تجربہ کافی ہے امید ہے آپ یہ بات دوبارہ نہیں کرے گے۔ماہا اٹھ کر سنجیدہ سپاٹ انداز میں بولی جہاں پروفیسر منان کو مایوسی ہوئی تھی وہی زرجان کو لگ رہا تھا وہ دوبارہ سانس نہیں لے پائے گا۔

آپ تو پہلے سے زیادہ پیاری ہو گئی ہیں۔شاہ میر مہر ماہ کے پیچھے کھڑا ہوتا بولا جو مڑ کے سامنے کھڑی ہاتھوں میں لوشن لگا رہی تھی۔

سدھر نا نہیں تم نے۔مہر ماہ اپنی خفت مٹانے کے لیے شاہ میر کو گھور کر بولی۔

ہاہاہا آپ تو آج بھی بلش کرتی ہیں۔شاہ میر ہنستا اس کے گال کھینچ گیا۔

شاہ دور رہو۔مہر ماہ نے اب کی التجا کی۔

اچھا اچھا۔شاہ میر مسکراتا بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

شاہ میں نے اپنی طرف سے شاپنگ کر لی ہے اب تم اور مر جان آفس سے آف لیکر اپنی شاپنگ کر لوں۔مہر ماہ نے شاہ میر سے کہا جو موبائل میں مصروف ہو چکا تھا۔

کر لوں گا مر جان بھی کر لیں گا۔شاہ میر نے کہا

کل۔مہر ماہ نے یاد کروایا۔

اوکے ڈن۔

❤❤❤❤

ماہا فری ہو نہ بھی ہو تو جو کام کر رہی ہو وہ رہنے دو۔ملیحہ ماہا کے کمرے میں آتی بولی

سوری میں ضروری لیکچر تیار کر رہی ہوں۔ماہا نے سنجیدگی سے جواب دیا

ماہا یار پلیز کل میرا مایوں ہے مجھے پھر باہر نہیں جانے دے گے آج میرے ساتھ تم مال میں چلو تم نے اپنی شاپنگ بھی تو کرنی ہے نہ۔ملیحہ نے منت کرنے والے انداز میں کہا

ملیحہ ہر بات پہ ضد نہیں کیا کرو میں بڑی ہو۔ماہا نے ٹوکا

تم بھی ہر وقت بڑی نہیں رہا کرو کبھی اپنی بہن کو وقت بھی دے دیا کرو۔ملیحہ دوبدو بولی۔

کیا کرنا ہے تم بازار جا کر؟ ماہا نے پوچھا جانتی تھی جب تک ملیحہ اپنی بات نہیں منوائے گی کام بھی نہیں کرنے دے گی۔

مجھے جیولر کے پاس جانا ہے ایک سیٹ میں نے بنوانے کا کہا تھا پھر کچھ ضرورت کی چیزیں ہیں۔ملیحہ نے پرجوش ہو کر کہا۔

چلو۔ماہا اٹھتی ہوئی بولی

ایسے۔ملیحہ حیرت سے بولی

کیوں کیا پروبلم ہے۔ماہا کو تعجب ہوا

میری بہن مانا تم خوبصورت ہو سادگی میں بھی اپنی مثال آپ ہو پر ہم شاپنگ پہ جا رہے ہیں ڈریس چینج کرو ہاتھ منہ دھو لو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں فجر کے بعد تم نے چہرہ نہیں دھویا۔ملیحہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

مال جا رہے ہیں ریڈ کارپیٹ پہ جلواہ بکھیرنے نہیں جو میں تیار ہوتی پھیرو۔ماہا کوفت سے کہتی کبرڈ سے اپنی چادر نکالی۔

سہی کہتے ہیں اللہ جب حسن دیتا ہے تو نزاکت آجاتی ہے خوبصورت اور گوری لڑکیوں کے مزے ہیں جیسے بھی رہے پیاری لگتی ہیں۔ملیحہ ڈرامائی انداز میں بولی جس پہ ماہا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ملیحہ اور ماہا کراچی کے سب سے بڑے مال میں آئی تھی ملیحہ سب سے پہلے ماہا کو جیولر کے پاس لے گئی تاکہ اپنا سیٹ لیں سکے سیٹ لینے کے بعد ماہا لیڈیز ڈریسز کے سینٹر گئی تاکہ اپنے لیے کچھ لیں جو کی اس نے شاپنگ نہیں کی تھی۔

شاہ میر بھی زرجان کے ساتھ شاپنگ مال آیا تھا جہاں وہ دونوں تھی مرجان مصروفیت کی وجہ سے نا آسکا کہ وہ بعد میں بھی لیں سکتا ہے شاہ میر خود جیولر کے پاس گیا تھا مہر ماہ کا حکم تھا کے آتے وقت جیولر سے اس کے آرڈر کی جیولری لیں آئے زرجان نے ماہا اور ملیحہ کو دیکھ لیا تھا پر وہ ان کے پاس جانے کے بجائے اپنے لیے شرٹس دیکھنے لگا ماہا کی کہی پر فیسر منان سے بات زرجان اُداس رہنے لگا تھا۔

یہ سوٹ بہت اچھا لگے گا تم پہ۔ملیحہ نے سیٹ کیے ہینگرز میں سے ایک ملٹی کلر کا شرارہ ماہا کی طرف بڑھا کر کہا جس پہ بہت بھاری اور عمادہ کام کیا گیا تھا۔

شادی میری نہیں تمہاری ہے اور میں ویسے بھی اتنی ہیوی ڈریسنگ نہیں کرتی۔ماہا نے اکتاہٹ بھری نظروں سے ڈریس دیکھ کر کہا

افففف تمہارا کوئی جواب نہیں۔ ملیحہ نے سر جھٹکا۔ایک خیال کے آتے ہی ماہا دوسری سائیڈ پہ گئی وہاں کھڑی سیلز گرل سے کہا

مجھے پیلے کلر کا ایک سمپل ڈریس اور تین لہنگے مختلف ڈیزائن اور کلرز کے دیکھائے۔

ابھی تو کہا ہیوی ڈریسنگ نہیں کرتی۔ ملیحہ نے اس کی نقل اُتار کر کہا

موڈ چینج ہو گیا۔ماہا نے آرام سے کہا ملیحہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی۔

زرجان بیگ ہاتھ میں لیے جیولر کی شاپ پہ آیا جہاں ابھی شاہ میر موجود دیکھا زرجان بیزار سی نظر شاپ پہ پھیر رہا تھا جب اس کی نظر سفید موتیوں کے نفیس بریسلیٹ پہ پڑی۔زرجان نے ایک چور نظر شاہ میر پہ ڈالی پھر ہیلپر سے اس بریسلیٹ پیک کرنے کا کہا۔

ڈیڈ آپ فری ہو گئے ؟زرجان نے پوچھا

ہم بل پے ہو گیا ہے بس میں اپنے لیے کوئی ڈریس دیکھو شادی ہو تو ماہ میرے لیے کپڑے دیکھتی ہے اِس بات تو انہوں نے بھی ہڑی جھنڈی دیکھائی۔شاہ میر منہ بنا کر بولا تو زرجان ہنس پڑا۔

آپ کو مما میں سب سے زیادہ اچھی بات کیا لگتی ہے؟زرجان نے پوچھا

ان کا مسکرانا۔شاہ میر بنا تاخیر کیے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کو مما سے پیار کیوں ہوا؟ زر جان نے دوسرا سوال کیا۔

پیار بتا کر نہیں ہوتا۔ شاہ میر نے جواب دیا۔

پیار کو پانا ضروری ہوتا ہے؟ زر جان نے سوال کیا

ضروری تو نہیں ہوتا۔ شاہ میر نے کہا اور سیل بوائے کو کچھ کہا جس پہ وہ سر ہلاتا گیا۔

پر جن سے محبت ہو ان کے بغیر رہا بھی تو نہیں جاتا نہ۔ زر جان نے الجھے انداز میں کہا

ہاں پر محبت میں ہمیشہ اپنا نہیں دوسروں کا بھی سوچنا ہوتا ہے اسپیشلی جس سے آپ محبت کرتے ہو ہر محبت منزل محبت کو حاصل کرنا نہیں ہوتی ہاں اگر آپ کو محبت ہو جاتی ہے پھر آپ نکاح کی خواہش کرتے ہیں تو اللہ ضروری اس کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ شاہ میر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اگر آپ کو مما نہ ملتی تو۔ زر جان نے شاہ میر کا چہرہ دیکھ کر کہا جو آج بھی مہر ماہ کے الگ ہونے کے خیال سے ہی فق ہو جاتا دل عجیب انداز میں دھڑک جاتا تھا۔

تو میں زندہ نہ رہتا۔ شاہ میر کی بات پہ زر جان کو سمجھ نہیں آیا کیا بولے

مما راضی تھی جب آپ کی شادی ہوئی تھی تو۔ زر جان نے ایک اور سوال داغا اب شاہ میر کو ٹھٹکا محسوس ہوا عموماً زر جان کبھی بھی اتنی باتیں نہیں کرتا تھا اور آج سوال پوچھ رہا تھا وہ پیار محبت کے بارے میں مگر شاہ میر اپنا وہم سمجھ کر جواب دینے لگا۔

بلکل میرے لیے میری محبت میرے عشق سے زیادہ ان کی رضامندی اہم تھی اگر میں اپنا سوچتا تو جب ان کا نکاح کسی اور سے ہو رہا تھا میں زبردستی بھی کر سکتا تھا پر تب شاید وہ مجھ سے اِتنی محبت نہ کرتی جتنی اب کرتی ہیں محبت کی بنیاد جس طرح عزت، اعتبار ہے اسی طرح محبت کا دوسرا نام قربانی ہے میں نے ماہ سے رقیب کے ڈر سے محبت کرنا نہیں چھوڑی بلکہ میں نے اپنے اللہ پہ چھوڑ دیا ان سے دعا مانگی اور اللہ نے مجھے مایوس نہیں کیا۔ شاہ میر گہری مسکراہٹ سے بولا۔

اگر ہم کسی سے محبت کرے پر سامنے والا نہ کرتا ہو یا ہماری محبت کی قدر نہ کرے تو کیا کیا جائے۔ زرجان نے پوچھا۔

پہلی بات اگر آپ کسی سے محبت کرے تو جواب میں محبت نہ مانگے محبت ایک خودساختہ جذبہ ہے ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کے وہ آپ سے پیار کریں دوسرا یہ کے اگر قدر نہ کریں تو اس میں ایک فرمان ہے حضرت علی کا

حضرت علیؓ فرماتا ہے!!

کسی کو تم دل سے چاہو

اور وہ تمہاری قدر نہ کریں

تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے تمہاری نہیں۔

زر جان شاہ میر کے چُپ ہونے کے بعد بولنا چاہتا تھا پھر شاہ میر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

بہت کر لیے سوال اب وہ کریں جو کرنے آئے ہیں۔ شاہ میر نے کہا زر جان نے بس سر کو جنبش دی۔

ہے تم یہاں۔ ملیحہ اور ماہا شاپنگ کے بعد مال کے پاس ریسٹورنٹ کی طرف جانے والی تھی جب ملیحہ نے زر جان کو دیکھ کر کہا ماہا نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا

جی ڈیڈ کے ساتھ آیا تھا۔ زر جان ایک گہری نظر ماہا کو دیکھ کر ملیحہ سے بولا زر جان کی نظریں اور تو کسی نے نہیں پر سامنے آتے شاہ میر نے ضرور نوٹ کی تھی۔

اسلام علیکم انکل!!! شاہ میر کو آتا دیکھ کر دونوں نے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام!! کر لی شاپنگ۔ شاہ میر نے سلام کا جواب دے کر مسکرا کر پوچھا۔

جی انکل بس اب ریسٹورنٹ جا رہے تھے آپ بھی ہمیں جوائن کرے۔ ملیحہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں کیوں نہیں ضرور۔ شاہ میر کے کچھ کہنے سے پہلے زر جان بول پڑا۔

چلیں پھر۔ شاہ میر ایک نظر زر جان پہ ڈال کر بولا پھر سب ریسٹورنٹ کی طرف آئے۔

پہلے آپ آرڈر کریں۔ملیحہ نے مینیو کارڈ شاہ میر کی طرف بڑھایا۔

میرے لیے بس ایک فریش جوس۔ماہا نے پاس کھڑے ویٹر سے کہا۔

اور میرے لیے ملک شیک۔زرجان نے بھی اپنا آرڈر بتایا ملیحہ مینیو کارڈ دیکھنے میں بزی تھی۔

آرڈر دینے کے بعد زرجان فرصت سے ماہا کو دیکھنے لگا جو ارد گرد کا جائزہ لینے میں خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

زر سب ٹھیک ہے نہ؟شاہ میر نے مسلسل اس کی نظریں ماہا پہ جمی دیکھی تو کان کے پاس کہا زرجان گڑ بڑا کر اپنا دھیان ملک شیک پینے پہ لگا کر آہستہ آواز میں کہا۔

یس ڈیڈ سب ٹھیک ہے۔شاہ میر نے زرجان کی بات پہ گہری سانس لی۔

❤❤❤❤❤❤❤

حیات سونے کے لیے لیٹی ہی تھی جب اس کے فون پہ میسج کی بپ ہوئی حیات نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون لیا تو شاہ ویر کا میسج تھا۔

جاگ رہی ہو؟

آسمان کی سیر پہ نکلی ہوں۔حیات نے شاہ ویر کا میسج پڑھ کر مسکراہٹ دبا کر ریپلائے کیا۔دوسری طرف شاہ ویر کو ایسے ہی کسی جواب کی توقع تھی۔

اکیلے اکیلے مجھے بتایا ہوتا ساتھ میں چلتے۔شاہ ویر نے ہنس کر میسج سینڈ کیا۔

اِس وقت میسج کیوں کیا ہے؟ حیات سر جھٹکتی پوچھنے لگی کیونکہ اس کو نیند آرہی تھی شاہ ویر سے بات کرنے کے بعد وہ سو جاتی۔

تم سے بات کرنی تھی۔ شاہ ویر نے بتایا۔

کونسی بات جلدی کرو مجھے سونا ہے۔

کل مایوں پہ جب تیار ہو جاؤ تو اپنی تصویریں سینڈ کرنا۔ شاہ ویر نے میسج بھیجا۔

کس خوشی میں؟ حیات کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی پر شاہ ویر کو چھیڑنا ضروری سمجھا۔

تمہارا مجازی خدا بننے کی خوشی میں۔ شاہ ویر کے پاس جواب موجود تھا۔

دیکھوں گی سوچوں گی پھر بھیجوں گی۔ حیات کا میسج پڑھ کر شاہ ویر نے دانت پیسے۔

نہ دیکھنا ہے نہ سوچنا ہے بس سینڈ کرنا ہے۔

اچھا اچھا کل کی کل دیکھے گے ابھی گڈ نائٹ۔ حیات نے بمشکل اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر میسج سینڈ کیا شاہ ویر بھی سمجھ گیا تھا وہ تھکی ہوئی ہے اِس لیے بحث نہیں کی اوکے گڈ نائٹ اپنے ڈریم میں مجھ دیکھنا نا بھولنا۔ شاہ ویر کا میسج پڑھ کر اس نے تکیہ منہ پہ رکھ کر مسکرا کر آنکھیں موندلی۔

مایوں کی رسم سب نے الگ الگ کرنے کا فیصلا کیا تھا سب بڑا مرجان تھا اِس لیے پہلے مہرماہ نے ملیحہ کی طرف جانا تھا پھر واپس سب خان مینشن جانا تھا جہاں پھر ثانیہ نے حیات کو مایوں میں بیٹھنا تھا ملیحہ نے پیلے رنگ کی پٹیالا شلوار قمیض پہن رکھی تھی مایوں کے حساب سے پھولوں کے گجروں کے ساتھ پھولوں کے ہی زیور تھے بالوں کو چوٹی میں قید کیا تھا چہرہ میک اپ سے پاک تھا مگر چہرے پہ مسور کن مسکراہٹ تھی جس سے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔

ماہا پیلے اور گرین امتزاج کے شلوار قمیض پہنے بالوں کی چوٹیاں بنائی ہوئی تھی گرین ڈوپٹہ ایک شانے پہ ٹکا ہوا تھا میک اپ کے نام پہ بس لب گلوس لگایا ہوا تھا جب کی ہاتھ چوڑیوں سے بھرے ہوئے تھے جو بھی اس کو دیکھتا ماشاللہ کہے بنا نہ رہ پاتا وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی۔مایوں کی رسم گھر کے لان میں کی گئی تھی پورے لان کو رنگ برنگی لائٹس اور پھولوں سے سجایا گیا تھا ایک طرف جھولا تھا جہاں ملیحہ سر جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی مہمانوں کی آمدرفت جاری تھی۔

ماہا تم کچن سے پھولوں کا تھال تو لے آؤ۔مہرین نے ماہا کو اکیلا کھڑا دیکھا تو کہا۔

جی موم لاتی ہوں۔ماہا نے سامنے خوشی سے جگمگاتا ملیحہ کا چہرہ دیکھ کر کہا

خود کی نظر ضرور اُتارنا۔مہرین اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہتی چلی گئی اُن کے جانے کے بعد ماہا کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔

زر تم کہا ہو؟مہر ماہ سائیڈ پہ آتی کال پہ زر جان سے بولی۔

مما میں تو گھر پہ ہوں۔زر جان منہ بناتا بولا اُس کا بڑا دل تھا وہاں آ کر ماہا کو تیار ہوتا دیکھنے کا مگر مہر ماہ نے یہ کہہ کر چُپ کروایا تھا کہ وہاں لڑکوں کا کوئی کام نہیں جس سے وہ بس اب اپنے کمرے میں بیٹھا جل کڑھ رہا تھا۔

میرے کمرے میں ایک شاپنگ بیگ ہے وہ لیکر یہاں آؤ فورن۔مہر ماہ کی عجلت بھری آواز سن کر زر جان فورن سیدھا ہو کر بیٹھا چہرے پہ مسکراہٹ آنکھوں میں الوہی چمک اُبھری تھی

میں ابھی آیا میرا مطلب ابھی لیکر آتا ہوں۔زر جان اپنی خوشی پہ قابو پاتا فورن سے کہا

کیا ہوا پریشان ہو؟مہرین مہر ماہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

نہیں اب ٹھیک ہوں جلدی جلدی میں ملیحہ کی چادر لانا بھول گئی تھی زر سے کہا ہے وہ بیگ لاتا ہو گا۔مہر ماہ نے ریلیکس ہو کر بتایا۔

اچھا سہی تب تک ہم رسم کر لیں۔مہرین نے کہا تو مہر ماہ نے سر ہلایا۔

ماہا اگر زر آئے تو اس سے بیگ لینا اندر تو وہ نہیں آسکتا لڑکیوں کا فنکشن ہے۔مہرین نے ملیحہ کے پاس بیٹھی ماہا سے کہا ماہا نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

پانچ منٹ بعد مہرماہ کو زر جان کا میسج آیا تو ماہا سے کہا جس پہ ماہا اپنا ڈوپٹہ سہی کرتی باہر آئی۔

زر جان ہاتھ میں بیگ پکڑے بیزار سا کھڑا پر جب ماہا کو آتا دیکھا تو اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا آنکھیں اس کے چہرے سے انکاری ہو گئی تھی زر جان کو اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا اس کو سمجھ نہیں آتا تھا وہ کیوں ماہا کو دیکھ کر بے بس ہو جاتا تھا کیوں وہ جب بھی اس کو دیکھتا تو دل خواہش کرتا کے وقت تھم جائے کیوں اس کو اپنے اور ماہا کے درمیان چھ سالوں کا فرق نظر نہیں آتا تھا۔

بیگ۔ماہا اس کی نظروں سے بے نیاز نظریں جھکا کر بیگ کی طرف اِشارہ کیا زر جان کی نظر ماہا کی جھکی پلکوں پہ ٹھیر گئی تھی۔

بیگ۔ماہا نے اِس دفع گھور کر کہا زر جان بڑی مشکل سے اپنی نظریں ہٹاتا بیگ ماہا کی طرف بڑھایا۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ماہا گھر کے اندر جا رہی تھی جب اپنے پیچھے زر جان کی آواز سنی زر جان دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا بول تو لیا تھا اپ بالوں میں ہاتھ پھیرتا آس

پاس دیکھ رہا تھا دل شدت سے ماہا کے ری ایکشن کا منتظر تھا وہ جانتا تھا اس کے لیے اچھا نہیں ہوگا مگر جو لفظ اُس نے ماہا کے منہ سے سنا وہ اس کی توقع کے بر عکس تھا۔

شکریہ۔ماہا کہہ کر اندر جا چکی تھی۔ مگر زرجان اسٹل سا وہی کھڑا ہو گیا تھا ماہا کے ایک چھوٹے لفظ نے اُس کو خوشفہمی میں مبتلا کر دیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

حیات فل پیلے کلر کے فراق کے ساتھ گرین ڈوپٹے میں ملبوس انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی بال کُھلے ہوئے تھے چہرے پہ مناسب سا میک اپ کیے وہ اپنی تصویریں لینے میں مگن تھی اس کی حرکتیں دیکھ کر ثانیہ اور ہانیہ مسکرا رہی تھی مگر مہرماہ دانت پیستی اس کو گھور رہی تھی جس کو اپنے مایوں میں ہونے کا لحاظ تک نہیں تھا۔

حیات ساری فوٹو گرافی آج کرنی ہے کیا؟مہرماہ نے طنزیہ کیا۔

نو مما بس آج کی کرنی ہے اب ہر روز تو مایوں میں نہیں بیٹھوں گی نہ۔حیات دانتوں کی نمائش کرتی ہوئی بولی۔

مہرو چچی آپ کو میر چاچوں بلا رہے ہیں۔مہرماہ حیات سے کچھ کہتی اُس سے پہلے منت نے آکر کہا تو مہرماہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکلی۔

کمرے میں آئی تو شاہ میر کو وارڈ روب سے سارے کپڑے نکالتے ہوئے پایا۔

شاہ کیا ہو گیا ہے اتنا گند کیوں پھیلایا ہوا ہے۔مہرماہ نے تعجب سے پوچھا۔

ماہ اچھا ہوا آپ آ گئی مجھے میری فائل نہیں مل رہی آپ دیکھ کر دے اہم میٹنگ میں جانا ہے۔شاہ میر مہرماہ کو دیکھ کر شکر کا سانس بھرتا ہوا بولا۔

پچاس سے اُپر کے ہو گئے ہو مگر مجال ہو جو عقل آئی ہو۔مہرماہ تاسف سے شاہ میر کو دیکھتی سائیڈ ٹیبل کا دراوز کھول کر اُس میں گرین کلر کی فائل نکالی شاہ میر نے دیکھا تو کھسیانا ہو گیا کیونکہ کل رات اُس نے ہی یہاں رکھی تھی اور اب تلاش وہ وارڈروب میں کر رہا تھا۔

ہر بات میں عمر یاد نہ کروایا کرے اینڈ تھینکس فار دس۔شاہ میر مہرماہ کے گال پہ بوسہ دیتا فائل کی طرف اشارہ کرکے کہا مہرماہ نے ایک مکہ شاہ میر کے بازوں پہ مارا جس پہ شاہ میر ڈھیٹ ہو کر ہنس پڑا۔

❤❤❤❤❤❤

ماں کا فون آیا ماں !!!!!!!

کا فون آیا تیری ماں

کا فون آیا!!!!!!!

میری ماں کا فون آیا

سب کی ماں کا فون

آیاماں !!!!!!!؟؟؟

یہ کیا بدلحاظی ہے ؟ماہا سفید بورڈ پہ ان کو سمجھا رہی تھی جب پوری خاموش کلاس میں ہلچل مچ گئی گانے کی آواز سن کر سب کھی کھی کرنے لگے ماہا نے زور سے بلیک مارکر ڈائیس پہ مارا سامنے پوری کلاس میں موت کا سناٹا چھا یا گیا کسی کو معلوم نہیں ہو سکا یہ کس کی فون میں گانا چل رہا تھا سوائے احتشام اور فرزام کا جن کا چہرہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال بھبھو ہو گیا تھا زرجان اچانک سے اپنی فون پہ آتی کال سن کر ہڑ بڑا گیا تھا وہ آج اپنا فون سائلنٹ پہ کرنا بھول گیا تھا جس سے اب بُری طرح پھس چُکا تھا ظلم تو یہ تھا نہ جلدی میں اس کا چ ریڈ بٹن پہ لگ کر کال بند کر پا رہا تھا نہ ہی فون سائلنٹ پہ ہو رہا تھا۔

جس کی فون میں یہ آواز ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ماہا نے درشت لہجے میں کہا زرجان لب دانتوں تلے دباتا اٹھ کھڑا ہوا مہر ماہ کی آج آتی کال نے اُس کو بُری طرح پھسا چکی تھی وہ جو ماہا کو امپریس کرنے کے چکروں میں تھا اُس کا اثر اُلٹا ہو رہا تھا فرسٹ ڈے سے ہی اس کا امیج ماہا کے سامنے کچھ خاص نہیں تھا۔

کلاس سے باہر جائے۔ماہا نے ایک تیکھی نظر زرجان پہ ڈال کر سخت لہجے میں کہا باقی سب حیرانی سے زرجان کو دیکھ رہے تھے کیونکہ ایسا پہلے نہیں ہوا تھا کہ بیچ کلاس میں کوئی استاد اس کو باہر جانے کا کہے سب پروفسرز کا زرجان فیورٹ تھا۔

میں اپنا فون سائلنٹ پہ کرنا بھول گیا تھا۔زرجان نے وضاحت کرنا چاہی۔

میں نے کہا کلاس سے باہر جائے یہ سب میں اپنی کلاس کے وقت برداشت نہیں کروں گی۔ماہا بنا اس کے چہرے پہ موجود شرمندگی کا اثر لیے بولی۔

زرجان کچھ دیر تک ماہا کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اپنا بیگ ہاتھ میں لیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کلاس سے باہر نکل گیا زرجان کے جانے کے بعد کلاس میں سوگواریت جیسی کیفیت چھاگئی تھی ماہا سر جھٹکتی دوبارہ سے مارکر اپنے ہاتھ میں لے چکی تھی۔

تم یہاں یہ تو تمہاری کلاس کا وقت ہے نہ؟ عروہ نے کیفے ٹیریا میں زرجان کو خاموش بیٹھا دیکھ کر پاس والی کرسی پہ بیٹھتی پوچھنے لگی۔

میرا دماغ خراب کرنے آئی ہو تو جا سکتی ہو۔زرجان نے اپنی لال انگارہ ہوتی آنکھوں سے عروہ کو گھور کر دیکھ کر کہا ایک پل کو عروہ کا سانس سینے میں اٹک گیا تھا مگر جلد ہی خود کو کمپوز کرتی بولی۔

میں کیوں تمہارا دماغ خراب کروں گی میں جسٹ ایک بات پوچھی تم نہیں بتانے چاہتے تو کوئی بات نہیں۔زرجان عروہ کی بات پہ کوئی رسپانس نہیں دیا تب تک احتشام اور فرزام بھی وہاں آچکے تھے۔

میم نے آج ویسے زیادتی کی تمہارے ساتھ۔احتشام بیٹھتے ہی بولا۔

کچھ ہوا کیا کلاس میں ؟عروہ نے پوچھا احتشام نے مختصر بتایا۔

تم نے ایسکیوز کرنا چاہا تو ان کو تمہاری بات سننی چاہیے تھی ورنہ تم نے کبھی کسی سے معافی مانگی تو نہیں۔عروہ نے کہا

زرخاموش کیوں ہو؟فرزام کو زرجان کی چپ سے وحشت محسوس ہونے لگی۔

ایسے ہی میں ابھی اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔زرجان اپنی جگہ سے اٹھتا بولا اس کا اِرادہ اب یونی کی بیک سائیڈ پہ جانے کا تھا پر گراؤنڈ سے گزرتے ہوئے اس کی نظر ماہا کے ساتھ چلتے پروفسر منان پہ پڑی تو آنکھوں میں مرچیں پڑنے لگی جو ہنس ہنس کر ماہا کو کیا بتا رہے تھے پروفیسر منان تیس سال کے خوش شکل آدمی تھے جو آج کل ماہا کے پیچھے رہتے تھے یہ بات پہلے اُس نے بس سنی تھی مگر آج دیکھ بھی لیا تھا ماہا کی نظر بھی اچانک سے زرجان پہ پڑی تھی کو شکوہ کرتی نظروں سے اُس کی جانب دیکھ پلٹ گیا تھا ماہا زرجان کے اِس طرح دیکھنے پہ کتنی دیر تک کنفیوز ہوتی رہ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤

اسلام علیکم !! مرجان آفس سے آتا گاڑی سے باہر نکلا ہی تھا جب ملیحہ نے مسکرا کر سلام کیا۔

وعلیکم اسلام !!! مرجان نے نظریں چُرا کر جواب دیا۔

کیسے ہو؟ ملیحہ نے ہمقدم ہوتے ہوئے خیریت دریافت کی۔

ٹھیک تم کیسی ہو؟ مرجان نے جواب دینے کے ساتھ میں پوچھا

میں بلکل ٹھیک تم نے کبھی کوئی کال میسج نہیں کیا ورنہ تو بڑا مجھے دوست کہہ رہے تھے اپنے دوستوں سے اِس طرح لاپرواہ کون رہتا ہے۔ ملیحہ نے شکوہ کیا۔

سوری بس وہ مصروفیت زیادہ تھی اِس وجہ سے ورنہ میں لاپرواہ نہیں ہوتا۔ مرجان نے وضاحت کی باتوں کے درمیان وہ لان کی طرف آ گئے تھے۔

تم نے بناماہا کو جانے دیکھے اُس سے شادی کے لیے حامی کیسے بھرلی۔ ملیحہ نے وہ سوال کیا جس سے وہ بچنا چاہ رہا تھا۔

مجھے نہیں تھا پتا مما تمہاری بہن کا ہاتھ میرے لیے مانگے گی۔ مرجان نے صاف گوئی سے کہا۔

تو تم کیا سمجھے تھے۔ ملیحہ کو گونا سکون ملا تھا۔

مجھے لگا وہ تمہارے لیے آ رہے ہیں۔ مرجان نے بلا جھجھک کہا ملیحہ کو مرجان کی اِتنی صاف گوئی کی امید نہیں تھی وہ مرجان کے اتنے کھلے اعتراف پہ پزل ہوئی تھی۔

میرے لیے کیوں؟ ملیحہ نے مزید سننا چاہا

کیا تمہیں اعتراض ہوتا اگر مما تمہاری شادی مجھ سے کرواتی تو۔ مرجان اب کی اُس کے روبرو کھڑا ہوتا پوچھنے لگا مرجان کے اِس طرح سامنے آنے پہ ملیحہ فورن سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی ملیحہ کی حرکت پہ مرجان مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

بات تو ماما اور تمہاری ہو رہی ہے نہ۔ ملیحہ نے جواب دینے سے بچنا چاہا۔

تو میں چاہتا ہوں تم اپنی اور میری بات کروتا کہ میں کوئی ری ایکشن لوں۔ مرجان نے مسکرا کر کہا۔

تمہیں کوئی ری ایکشن لینے کی ضرورت نہیں۔ ملیحہ مرجان کی بات سن کر سرشار ہو کر بولی

کیوں؟ مرجان نا سمجھی سے بولا۔

کیونکہ ماما خود اِس رشتے کے حق میں نہیں وہ جلد ہی ڈیڈ سے بات کریں گی۔ ملیحہ نے بتایا

مرجانا بس سر ہلاتا اُس کو لیکر اندر کی طرف بڑھا۔

❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ میں اندر آ جاؤں؟ ماہ ریان کے کمرے کا دروازہ نوک کرتی ان سے اجازت چاہی۔

ہاں آجاؤں۔ریان جو آفس کا کام کر رہا تھا ماہا کو دیکھ کر مسکرا کر کہا ماہا چھوٹے قدم اٹھاتی سینٹر صوفے پہ ٹک گئ۔

کیا بات ہے ماہا پریشان لگ رہی ہو۔ریان نے ماہا کو الجھن میں دیکھ کر کہا۔

ڈیڈ میں اِس رشتے سے راضی نہیں۔ماہا نے گہری سانس بھر کر کہا ریان کا چمکتا چہرہ بُجھ گیا تھا ماہا کی بات سن کر ماہا کو ملال نے آگھیرا پر وہ مجبور تھی۔

ایک بار مرجان سے مل لوں وہ بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں پسند آئے گا۔ریان نے اس کو راضی کرنا چاہا ماہا اپنے ڈوپٹہ کا کونا زور سے مٹھی میں جکڑا۔

ڈیڈ ملیحہ اُس کو پسند کرتی ہے آپ پلیز اس کے بارے میں سوچے۔ماہا نے نام لینے سے گریز برتا

یہ تم سے کس نے کہا۔ریان کو حیرت ہوئی۔

ملیحہ نے خود آپ کو تو ہماری خوشی عزیز ہوتی ہے نہ تو آپ بات کریں انکل میر سے۔ماہا نے سنجیدگی سے کہا

پر انھوں نے بہت چاہت سے تمہارا ہاتھ مانگا ہے۔

ڈیڈ آپ کو ملیحہ کی بھی چاہت دیکھنی چاہیے آپ کو لگتا ہے میں ایسے انسان سے شادی کروں گی جس کو میری بہن چاہتی ہو۔ماہا نے ریان کی بات پہ کہا۔

دیکھتا ہوں میں۔ریان حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا ماہا اپنی بات کہہ کر باہر چلی گئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤

تم میری روح کی آواز ہو

تم بہت خاص ہو

جستجو میں تھی تمنا کب سے

اِک خوشبو میں لپیٹا راز ہو

تم بہت خاص ہو

تیری ہر بات پہ دل دھڑک جاتا ہے

تم میری ذات کا آغاز ہو

تم بہت خاص ہو

تمہارے لفظ میری سوچ میں سمائے ہیں

روح کا دلفریب ساز ہو

تم بہت خاص ہو

ایک حقیقت بھرا مجاز ہو

تم بہت خاص ہو ♡

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Po

زر کھانے پہ کیوں نہیں آئے تم؟مہر ماہ زر جان کے کمرے کی لائٹ آن کیے زر جان سے بولی جو اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔

بھوک نہیں تھی۔زر جان نے جواب دیا

بینڈج چینج نہیں کی کیا۔مہر ماہ نے زر جان کا ہاتھ دیکھ کر استفسار کیا

اب قدرے بہتر ہے ہاتھ۔زر جان گہری سانس لیکر بولا

کسی بات پہ پریشان ہو؟مہر ماہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا۔

نہیں۔زر جان نے یک لفظی جواب دیا

تو پھر منہ کیوں بنا ہوا ہے تمہارا۔مہر ماہ مطمئن نہیں ہوئی۔

مماریان انکل والوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا۔زر جان مہر ماہ کی بات نظر انداز کرتا پوچھنے لگا۔

وہ تو راضی ہے بس ماہا سے بات کرنی تھی اب تک تو کر بھی لی ہو گی شاہ کو بتائے گے تو پتا چل جائے گا۔مہر ماہ نے جواب دیا

اگر وہ انکار کرے تو۔

انکار کیوں کرے گی مر جان میں کیا کمی ہے۔مہر ماہ کو اپنے بیٹے کی بات پسند نہیں آئی۔

آپ بس امیجن کرے۔زر جان نے اپنی بات پہ زور دیا۔

میں کیوں فضول میں یہ سب سوچو انشااللہ ماہا حامی بھرے گی۔ مہر ماہ زرجان کی بے قراری سے لاپرواہ اپنی دُھن میں بولی زرجان نے زور سے لب بھینچ لیے

❤❤❤❤❤❤

پریشان ہو؟ شاہ میر نے آج ایک ضروری میٹینگ میں ریان کی غیر دماغی حالت محسوس کی تو میٹنگ ختم ہوتے ہی پوچھا

شرمندہ ہوں سمجھ نہیں آرہا تم سے کیسے کہوں۔ ریان نے کہا

شرمندہ کی کیا بات یہ سب تم پہ سوٹ نہیں کرتا آرام سے بتادو جو بات ہے۔ شاہ میر نے کہا

ماہا رشتے سے راضی نہیں اس کا کہنا ہے ملیحہ مرجان کو پسند کرتی ہے۔ ریان نے کہتے شاہ میر کو دیکھا جس کے تاثرات نارمل تھے۔

تمہیں بُرا نہیں لگا؟ ریان نے پوچھا

بلکل نہیں اِس میں برا لگنے والی کیا بات زندگی بچوں نے گزارنی ہے ہمیں ان کی رائے کو اہمیت دینی چاہیے اگر ماہا نہیں تو ملیحہ ہی اِس میں کوئی بڑی بات نہیں بس ماہ کو ماہا پسند آئی تھی پر میں اس سے بات کروں گا تو وہ سمجھ جائے گی۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا ریان کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔

ٹھیک ہے تم بات کرو پھر میں شادی کی تاریخ طے کریں گے۔ ریان نے کہا

بلکل کیونکہ ماہ کا بس نہیں چل رہا وہ مرجان کا ابھی نکاح پڑھوالیں۔شاہ میر نے ہنس کر کہا

ماؤں کو فکر ہوتی ہے اب دیکھنا مرجان کے بعد ان کو حیات اور زر کی فکر لاحق ہو گی۔ریان نے مسکرا کر کہا۔

حیات کے لیے تو کسی بہتر کے انتظار میں ہوں دوسرا زر تو وہ ابھی چھوٹا ہے پانچ چھ سال رہتے ہیں ابھی پھر دیکھتے ہیں۔شاہ میر نے کہا

اچھا اب پراجیکٹ کے بارے میں ڈسکس کر لیں۔ریان نے کہا تو شاہ میر نے سر کو جنبش دی۔

❤❤❤❤❤❤❤

حیات کی شادی کا کیا سوچا ہے؟سارہ بیگم نے مہرماہ سے پوچھا جو آج ان سے ملنے آئی تھی شاہ زیب اور ثانیہ سے تو بات انہوں نے کر لی تھی اِس لیے آج مہرماہ کو دیکھ کر اُس سے باتوں ہی باتوں میں شاہ ویر کا کہنے والی تھی۔

میں نے کیا سوچنا ہے امی جان شاہ نے حیات کی ذمیداری لی ہے کہتا ہے کسی بہتر کے انتظار میں ہے۔مہرماہ نے مسکرا کر بتایا

تو کیا اس کو اپنے آس پاس بہتر نظر نہیں آتا۔

مطلب؟مہرماہ کو ان کا جُملا سمجھ نہیں آیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|...

مطلب یہ ویرا اور حیات کے بارے میں کیا خیال ہے۔سارہ بیگم نے اپنی بات کہہ کر مہر ماہ کو دیکھا جو گنگ سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ویرا اور حیات؟مہر ماہ نے جیسے تصدیق چاہی۔

ہاں کیوں کوئی مسئلا ہے؟سارہ بیگم کو مہر ماہ کا اتنا حیرت زدہ ہونا سمجھ نہیں آیا۔

نہیں امی جا مسئلا تو کوئی نہیں دراصل ان دونوں کی طرف دھیان نہیں گیا نہ تو بس۔مہر ماہ کو خوش ہوئی تھی سارہ بیگم کی بات سن کر پر یہ بھی سچ تھا اس نے کبھی ان دونوں کا نہیں سوچا تھا مگر جب آج سوچ رہی تھی تو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

پھر کیا کہتی ہو؟سارہ بیگم اب مطمئن سی ہو کر بولی۔

میں شاہ سے بات کروں گی پھر آپ کو ساری بات کال پہ بتا دوں گی۔مہر ماہ نے جواب دیا۔

آج ہی کر لینا لڑکا بڑا بے صبر ہے۔سارہ بیگم نے کہا۔

کیا ویر نے خود آپ سے حیات کا کہا ہے؟مہر ماہ نے کُریدہ۔

ہاں اس نے ہی تو کہا۔سارہ بیگم نے بتایا

میں آج ہی کروں گی لگے ہاتھ حیات کے فرض سے بھی سبکدوش ہو جائے گے۔مہر ماہ نے پر سوچ انداز میں کہا۔

بھائی آپ اِس رشتے سے خوش ہیں جہاں مماڈیڈ کر رہے ہیں؟زر جان نے اپنا لہجہ سر سری کر کے مر جان سے پوچھا۔

ہاں۔ملیحہ کا خیال آتے ہی مر جان نے مسکرا کر کہا زر جان کو اپنا دل جلتا محسوس ہوا۔

آپ کو ماہا کہاں ملی میرا مطلب میم ماہا سے آپ کی ملاقات کب کیسے ہوئی۔زر جان نے دوسرا سوال کیا۔

میری اُس سے ملاقات نہیں ہوئی خیر وہ مجھ سے شادی کرنے میں انٹرسٹڈ نہیں۔مر جان نے آرام سے کہا ایک پل کو زر جان کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔

تو آپ کی خوشی کی وجہ یہ ہے کے آپ کی شادی وہاں نہیں ہو گی۔زر جان کو مر جان کا پہلا جواب یاد آیا تو پوچھا۔

وہاں ہو گی پر اُس سے نہیں ہو گی۔مر جان نے کہا زر جان کو فلحال مر جان یا کسی کی بھی پہلیوں میں دلچسپی نہیں تھی وہ بس اپنے مطلب کی بات جاننا چاہتا تھا۔

صاف صاف بات کریں نہ۔زر جان نے چڑ کر کہا۔

مائے ڈیئر برادر تم فلحال یہ فلم دیکھو باقی سب تمہیں سمجھ آجائے گا۔مر جان نے مسکرا کر میز سے ریموٹ اٹھا کر زر جان کو دیکر کہا خود وہ ٹیوی لاؤنج سے نکلتا چلا گیا زر جان کتنی دیر مر جان کی بات کا مطلب اخذ کرنے لگا پر سمجھ نہیں پایا وہ بس اُس میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطمئن ہو گیا ماہا مر جان میں دلچسپی نہیں رکھتی اُس کے علاوہ پھر مر جان کس سے شادی کرتا ہے یہ بات جاننے میں زر جان کو دلچسپی نہیں تھی وہ جو بہت دنوں سے سننا چاہتا آج سن چُکا تھا جس پہ اس کے دل کو قرار آیا تھا زر جان کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی تھی زر جان خود بھی اُٹھا گنگنا تا کمرے کی جانب گیا۔

دل کو قرار آیا

پہلی پہلی بار آیا

❤❤❤❤❤

شاہ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ مہر ماہ نے شاہ میر کو کمرے میں آتا دیکھا تو کہا۔

مجھے بھی آپ سے بات کرنی ہے۔ شاہ میر ڈریسنگ ٹیبل پہ گھڑی اُتارتا بولا۔

اچھا تو پہلے تم کہو۔ مہر ماہ نے کہا

نہیں پہلے آپ کہے۔ شاہ میر نے کہا

شاہ اب بتا دو کیا بات ہے مجھے صبر نہیں ہو رہا اپنی کہنے کی بے صبری ہے۔ مہر ماہ نے نروٹھے پن سے کہا۔

میری آج آفس میں ریان سے بات ہوئی

تو کیا روز نہیں ہوتی۔ مہر ماہ شاہ میر کی بات بیچ میں کاٹ کر بولی۔

ہوتی ہے پر آج اس نے ماہا کا جواب بتایا۔ شاہ میر نے گہری سانس بھر کر کہا

اچھا پھر مان گئی ہو گی ماہا۔ مہر ماہ خوش ہو کر کہا شاہ میر نے نظر چرا گیا جانتا تھا جو بات وہ بتائے گا مہر ماہ کو دُکھ ہو گا۔

ماہا فلحال شادی نہیں کرنا چاہتی۔

کوئی بات نہیں ابھی ہم نکاح کر دے گا رخصتی پھر ایک دو سال بعد۔ مہر ماہ نے آرام سے کہا

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

ملیحہ مرجان کو پسند کرتی ہے ہمیں مرجان اور اس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ شاہ میر نے کہا مہر ماہ کی خوشی ماند پڑی۔

ملیحہ بھی پسند ہے مجھے پر میں ماہا

ماہ ہمیں بچوں کی خوشی کے بارے میں سوچنا چاہیے میں جانتا ہوں آپ کو ماہا پسند تھی پر

کیا پتا مرجان بھی ملیحہ کو پسند کرتا ہو بس ہمارے لیے اُس نے ماہا کے لیے ہاں کی

ہو۔مہرماہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی جب شاہ میر بیچ میں بولا۔

مرجان سے میں نے پوچھا تھا اُس نے تو کبھی نہیں بتایا۔مہرماہ نے کہا

پتا نہیں پر میں امی ڈیڈ سے بات کروں آپ منگنی کی رسم کر آیئے گا پھر شادی کی تاریخ

طے۔شاہ میر نے مہرماہ کا دھیان دوسری طرف کرنا چاہا۔

ٹھیک ہے۔مہرماہ نے کہا

آپ بھی کوئی بات کرنے والی تھی۔شاہ میر کو یاد آیا تو کہا

میں آج امی کی طرف گئی تھی تو انہوں نے حیات کے بارے میں بات کی۔مہرماہ نے

بتایا

اچھا کیا بات کی؟شاہ میر نے جاننا چاہا

ویرا اور حیات کی شادی مطلب یہ کے وہ حیات کا رشتہ مانگنا چاہتے ہیں ویر کے

لیے۔مہرماہ نے شاہ میر کا چہرہ دیکھ کر بتانا شروع کیا پر وہ اندازہ نہیں لگا پائی شاہ میر کو یہ

بات پسند آئی یا نہیں۔

آپ کو لگتا ہے ویر حیات کے لیے ٹھیک رہے گا یا حیات ویر کے لئے راضی ہو گی۔ شاہ میر مہر ماہ سے پوچھا

بلکل ویر حیات کے لیے پرفیکٹ لائف پارٹنر ثابت ہو گا میرے بھتیجے میں کیا کمی ہے جو حیات راضی نہیں ہو گی۔ مہر ماہ نے تیز آواز میں کہا

آرام سے میں نے ایسے ہی بات کی۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

حیات سے اُس کی رضامندی جان لوں پھر دیکھتے ہیں اس کا کیا جواب ہے۔ شاہ میر نے پھر کہا۔

شاہ تم نے اس کو کنونس کرنا ہے اگر وہ نخرے کریں تو میں بتا رہی ہوں حیات کی شادی ویر سے ہی ہو گی۔ مہر ماہ نے اٹل انداز میں کہا۔

ماہ شادی کے لیے دونوں طرف سے باہم رضامندی ہونی چاہیے اگر حیات نہیں مانیں گی تو میں یا آپ اس کو فورس نہیں کرے گے۔ شاہ میر نے مہر ماہ کو سمجھاتے ہوئے کہا

تمہیں ایسے کیوں لگتا ہے حیات نہیں مانے گی۔

کیونکہ وہ دونوں فرینڈز ہیں۔ شاہ میر کندھے اُچکاتا بولا۔

اپنے اندازے نہیں لگاؤ اگر لگا رہے ہو تو اچھے اچھے لگاؤ۔ مہر ماہ نے گھور کر کہا تو شاہ میر ہنس دیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

یار زرتوں نے ایک بات نوٹ کی ہے پروفیسر منان آج کل زیادہ ہی میم ماہا کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔وہ تینوں لائبریری میں تھے وہاں جب احتشام نے ماہا کو منان کے ساتھ آتا دیکھا تو کہازرجان نے کتاب سے نظر ہٹا کر دیکھا تو ماہا سنجیدہ چہرہ لیے ان کی کوئی بات سن رہی تھی زرجان کے برداشت کرنے سے باہر تھا تبھی ایک خیال اُس کے دماغ میں کوندا جس پہ اُس کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔

میں آتا ہوں۔زرجان اپنی ایک کتاب اٹھاتا ہوا بولا۔

کدھر؟فرزام نے پوچھا۔

اِدھر۔زرجان نے سامنے کی طرف اشارہ کیا کہا جہاں ماہا اور منان بیٹھے تھے فرزام نفی میں سر ہلاتا رہ گیا پر احتشام سمجھ نہیں پایا۔

اسلام علیکم!!!زرجان ان کے پاس کھڑا ہوتا بولا

یس زرجان کوئی کام تھا۔پروفیسر منان نے سامنے زرجان کو کھڑا دیکھ کر پوچھا

جی پر آپ سے نہیں میم ماہا سے۔زرجان نے مسکرا کر کہا

ابھی تو وہ بزی ہیں بعد میں آجانا۔پروفیسر منان نے کہا

سوری سر وہ تیس منٹ بعد ہماری کلاس ہے میرا ابھی سمجھنا ضروری ہے۔زرجان نے چہرے پہ معصومیت سجا کر کہا

توکلاس میں پوچھ لینا۔پروفیسر منان کو اِس وقت زرجان کی مداخلت بلکل پسند نہیں آئی تھی کتنے اصرار کے بعد وہ ماہا کو اپنے ساتھ لائبریری آنے پہ راضی کر بیٹھے تھے پر بیچ میں زرجان آگیا۔

بیٹھو اور بتاؤ کیا مسئلا ہے۔ماہا نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا ساتھ میں زرجان کو کرسی پہ بیٹھنے کا بھی کہا زرجان فٹ سے بیٹھ گیا

وہ کل آپ جو پڑھا رہی تھی اُس چیپٹر کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی اس کے بارے میں ڈسکشن کرنی تھی۔زرجان نے کہا

زرجان کلاس میں دھیان دیتے تو سمجھ آجاتا نہ۔پروفیسر منان نے بمشکل اپنا لہجہ نارمل رکھتے ہوئے کہا زرجان کو بہت ہنسی آئی ان کا تپا تپا چہرہ دیکھ کر۔

ضرور پر میم نے مجھے کلاس سے بے دخل کر لیا تھا۔زرجان ماہا کی طرف دیکھ کر بولا ماہا نے گھور کر اُس کو دیکھا پھر کتاب اپنی جانب کھسکائی۔

کیا سمجھ نہیں آرہا۔ماہا نے پوچھا تو زرجان نے بتایا ماہا نے آرام سے اس کو سمجھاتی گئی جو زرجان پہلے سے ہی جانتا تھا پر وہ ایسے ری ایکٹ کرنے لگا جیسے وہ سمجھ نہیں پا رہا ہو مقصد بس اس کو پروفیسر منان سے دور رکھنا تھا۔پروفیسر منان پہلے تو دیکھتے رہے مگر جب ان دونوں کو دھیان کتاب پہ دیکھا تو صبر کا گھونٹ بھر کر وہاں سے اٹھ کھڑے

ہوئے۔زرجان ریلیکس ساماہا کو دیکھنے لگا جو اس کو سمجھانے میں محو تھی زرجان کی نظر ماہا کے گال پہ پڑی جہاں بات کرتے وقت اُس کا ڈمپل ہلکا سا شو ہو رہا تھا زرجان کا دل ڈوب کر اُبھرا تھا۔

اب ٹھیک ہے آ گئی سمجھ؟ماہا نے زرجان کو دیکھ کر کہا جو مگن انداز میں اُس کو نہارنے میں مصروف تھا۔

زرجان!!!!!ماہا نے اب کی زور سے اُس کا نام لیا زرجان ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

جی میم سوری۔زرجان خجل ہوتا بولا۔

سمجھ آیا کچھ یا نہیں؟ماہا نے سنجیدگی سے پوچھا

آ گیا آپ کا شکریہ۔زرجان نے مسکرا کر کہا

ٹھیک ہے میری کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے تیس منٹ تو تم نے سمجھنے میں لگا دیئے۔ماہا کھڑی ہوتی ہوئی بولی

بس وقت گزرنے کا پتا نہیں چلا۔زرجان بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا اُس کے رگ رگ میں سکون کی لہر دوڑ گئی تھی یہ تیس منٹ اُس کی زندگی کے خوبصورت لمحے تھے جو اُس نے ماہا کے ساتھ گزارے تھے چاہے جیسے بھی پھر۔

مجھے تو دیر ہو گئی نہ۔ماہا عجلت میں کہتی لائبریری سے باہر چلی گئی زرجان مسکراتا اس کو دیکھنے لگا۔

تجھ سے گفتگو دیر تک چلے

اِس لیے تیری ہر بات سے اختلاف کیا

❤❤❤❤❤❤❤

حیات کمرے میں بیٹھی ڈرامہ دیکھ رہی تھی ساتھ میں پاپ کارن منہ میں ڈال رہی تھی

دروازہ نوک ہونے پہ جب شاہ میر اور مہرماہ کو ایک ساتھ اپنے کمرے میں آتا دیکھا تو فورن سیدھی ہو کر بیڈ سے اُٹھی۔

اللہ خیر۔حیات نے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا شاہ میر اُس کی اداکاری پہ ہنس دیا مہرماہ نفی میں سر ہلاتی مسکرا دی۔

بات کرنی تھی سوچا آ جائے۔شاہ میر نے کہا

ڈیڈ بیٹھے تو سہی پھر باتیں ہوتی رہے گی۔حیات نے بیڈ پہ چادر سائیڈ پہ کر کے بیڈ شیٹ درست کر کے ایسے کہا جیسے شاہ میر پہلی دفع یہاں آیا ہو۔

کیا حشر کر ڈالا ہے کمرے کا۔مہرماہ نے تاسف سے کہا۔

اچھا ہے نہ۔حیات ڈھیٹ پن سے مسکرا کر بولی

حیات بیٹھو بات کرنی ہے۔ماں بیٹی میں بحث ہونے سے پہلے شاہ میر نے کہا

جی ڈیڈ کیا ہے بات ہے جو آپ بارڈی گارڈ کے ساتھ آئے۔حیات نے پہلے سنجیدگی سے پھر مہرماہ کو دیکھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا

ویر کا رشتہ ہے تمہارے لیے تمہاری بڑی ماں چاہتی ہیں تم ان کے گھر کی بیٹی بنو۔شاہ میر نے اپنی بات شروع کی۔

رشتہ ویر کا میرے لیے ویر اپنا شاہ ویر۔حیات کو یقین نہیں آیا جیسے۔

کیا پانچ چھ اور شاہ ویر ہیں کیا یہاں؟مہرماہ نے اس کی ایسے ری ایکشن پہ سوال کیا۔

نہیں وہ

تمہیں کوئی اعتراض ہے ویر سے شادی کرنے پہ تم بلا جھجھک بتا سکتی ہو تمہیں فیصلہ کا پورا اختیار ہے۔شاہ میر نے اس کو الجھتا دیکھ کر نرمی سے بولا۔

شادی کرنا ضروری ہے کیا؟حیات سر کھجاتی بولی۔

ضروری کا تو نہیں پتا پر سنت ضرور ہے۔شاہ میر حیات کو اپنا ساتھ لگائے بولا۔

ڈیڈ مجھے آپ کے کسی فیصلے پہ کوئی اعتراض نہیں۔حیات کی بات پہ شاہ میر کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی وہی مہرماہ بھی طمانیت سے مسکرا پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج مہرماہ، ہانم بیگم، سارہ بیگم، ہانیہ، اور حیات ریان کے یہاں منگنی کی رسم کرنے آئی تھی ملیحہ سرشارسی اپنے کمرے میں بیٹھی اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی پاس ماہا کھڑی اُس کا ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ ملیحہ نے گلابی کلر کا خوبصورت گھیر دار فراق پہنا تھا جس کے باریک سفید موتیاں کو جھرمٹ تھا بالوں کو اُس نے کھلا چھوڑ رکھا تھا چہرے پہ نفاست سے کیے میک اپ اور گلابی کلر کی لپ اسٹک لگائے ملیحہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی جس کو چاہا اُس کو پانے کی خوشی نے اس کے چہرے پہ الگ رونق دی تھی۔

ماشاءاللہ میری بہن بہت پیاری لگ رہی ہے۔ ماہا نے ملیحہ کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

ویسے اگر مرجان خود آتا مطلب ہال میں انگیجمنٹ کی رسم ہوتی تو زیادہ مزہ آتا پر خیر۔ ملیحہ نے حسرت بھرے لہجے میں کہا

آج کوئی بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔ حیات کمرے میں آتی ملیحہ کو دیکھ کر بولی جواب بھر بھر کر اپنی کلائیوں میں چوڑیاں پہن رہی تھی۔ حیات خود آج لائٹ گلابی کلر کی ڈھیلی شرٹ ٹراؤزر پہنے بالوں کی پونی ایک سائیڈ پہ کیے وہ بھی پیاری لگ رہی تھی میک اپ کے نام پہ اُس نے بس گلابی لپ گلوس لگایا تھا۔

شکریہ جناب۔ ملیحہ نے سر کو جنبش دے کر ادب سے کہا

آپ تیار نہیں ہوئی؟حیات نے ماہا سے پوچھا جو سادہ حلیے میں تھی براؤن لمبی قمیض کے ساتھ سفید پاجاما پہن رکھا تھا جب کی بھورے بال جوڑے میں قید تھے پر وہ اپنے لاپرواہ حلیے میں بھی بہت دلکش لگ رہی تھی۔

سب آپس میں ہی تو ہے تیار کیا ہونا۔ماہا نے سر سری سا جواب دے کر میک اپ کا سامان سمیٹا۔

تمہاری تیاری ہو گئی ہے تو چلے باہر انگھوٹی کی رسم ہونی ہے۔حیات نے ملیحہ سے کہا۔

چلتے ہیں پھر میں پکچرز بناؤں گی۔ملیحہ احتیاط سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

پھر بھائی کو بھی تو بھیجنی ہے۔حیات نے شرارت سے کہا۔

ماہا سب سامان سیٹ کرنے کے بعد باہر جانے والی تھی جب موبائل کی رنگٹون نے اس کا دھیان اپنی طرف کیا۔ماہا نے یہاں وہاں دیکھنا چاہا تو سائیڈ ٹیبل پہ ملیحہ کا فون بج رہا تھا۔

افففف ملی جانے کب عقل آئے۔ماہا بڑبڑاتی فون ہاتھ میں لیا تو اسکرین پہ آنے والی ہستی کی کال پہ تصویر دیکھ کر اُس کو چار سو چالیس کا جھٹکا لگا تھا موبائل بے ساختہ اس کے ہاتھ سے گر کر نیچے ماربل پہ پڑا جب کی ماہا کی آنکھیں پتھرا سی گئی تھی اُس کے وہم و

گمان میں بھی نہیں تھا تقدیر اُس کے ساتھ ایسا مذاق بھی کرے گی ماہا شل ہوتے وجود کے ساتھ گرنے والی تھی پر جلدی سے میز پہ ہاتھ رکھ کر خود کو سہارا دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

اکیلی ہو؟ماہی ہوٹل کے باہر بینچ پہ بیٹھی تھی جب مرجان فاصلے پہ بیٹھ کر بولا۔

نہیں پچاس باڈی گارڈ میرے پیچھے کھڑے ہیں بیس میرے اگل اور بگل میں بیٹھے ہیں باقی بچے دس جو میرے لیے کھانے کا اہتمام کرنے گئے ہیں۔ماہی بڑی نے بڑی سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھ کر کہا مرجان نا چاہتے بھی ہنس پڑا

مذاق اچھا کر لیتی ہو۔مرجان نے کہا

پتا ہے مجھے۔ماہی ناک سکوڑ کر بولی

مجھے کچھ کہنا ہے تم سے۔مرجان نے کہا

کہو؟ماہی نے اجازت دی۔

مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔مرجان نے دل پہ پتھر رکھ کر اِظہارِ محبت کیا۔

کیا کہا محبت ہوش میں تو ہو میاں جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور تم محبت کے داعویدار بن کر آ گئے۔ماہی کو مرجان کی دماغی حالت پہ شک گزرا۔

محبت کا کیا ہے وہ اگر ہونی ہو تو دو گھڑی میں ہو جاتی ہے اگر نہ ہونی ہو تو پوری زندگی ایسے گزر جاتی ہے۔ مرجان اپنا غصہ دبا کر بولا اُس کو سخت چڑ تھی ماہی کے ایٹیٹیوڈ سے جس کو وہ اب توڑ کرانا کی تسکین چاہتا تھا۔

اچھا اس فلسفے کو میں نہیں مانتی۔ماہی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

کہاں جا رہی ہو میری بات کا جواب تو دو۔ مرجان اس کے سامنے آتا ہوا بولا۔

دیکھو بھائی

بھائی تو مت کہو۔ مرجان نے بیچ میں ٹوکا

اچھا دیکھو مرجان ابھی ہماری عمر پیار محبت کی نہیں اِس لیے صبر کرو کیا پتا آگے جا کر تمہیں کسی سے سچ مچ میں محبت ہو۔ماہی نے سمجھانے والے انداز میں کہا

ہم دونوں بالغ ہے۔ مرجان نے دانت پیسے۔

میں یہاں بڑی مشکل سے اجازت لیکر آئی ہوں صرف اور صرف گھومنے نا کہ عشق معشوقی کرنے اگر میرے گھر میں کسی کو پتا چل گیا نہ تو میں رہ جاؤں گی بس اپنے گھر تک جو میں نہیں چاہتی کیونکہ مجھے اپنی آزادی بہت پیاری ہے۔ماہی اُس کی باتوں میں آئے بغیر بولی

تو میں کیا کہہ رہی ہوں بس اپنی محبت کا اظہار تم بس اُس کا اچھا سا رسپانس دو۔مرجان نے کہا

کیا رسپانس دوں میرے رسپانس دینے سے زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا۔ماہی نے بازوں سینے پہ باندھ کر استفسار کیا

یہ ہوگا کے میں پاکستان اپنے والدین سے بات کروں گا۔مرجان نے کہا

نا بابا نا میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے سب سے زیادہ اپنی پڑھائی سے محبت ہے۔ماہی نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا مرجان بس اِس ڈھیٹ ہڈی کو دیکھتا رہ گیا جس کے چہرے پہ اپنے لیے اظہار محبت پہ تھوڑی بھی شرم حیا یا زرہ جو سرخ پن نظر آیا ہو جو عام طور پہ ہر لڑکی کے چہرے پہ رنگ بکھر جاتے ہیں۔

تو پڑھ لینا میں یا میری فیملی کونسا منع کرے گی۔مرجان کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑی لڑکی کو شوٹ کر دیتا۔

مجھے ڈبل ایم بی اے کرنا ہے۔ماہی نے مسکراہٹ دانتوں تلے دبائے کہا مرجان خود کو بس صبر کی تلقین کرتا رہ گیا۔

❤❤❤❤❤

یہ سلسلہ ایک ماہ تک چلتا رہا ماہی جہاں جہاں جاتی مرجان اس کے پیچھے پیچھے وہاں آ جاتا پھر اپنی محبت کا اظہار کر دیتا جس پہ اس کی فرینڈز ہاں کرنے کو بولی پر ماہی کو اپنی چھٹی

حس ہمیشہ خبردار کرتی رہتی جس سے اُس کو مرجان کی کسی بات پہ بھی نزاکت نہیں لگتی

مگر کب تک وہ مرجان کو انکار کرتی یا ٹالتی اُس کا دل بھی پگھل رہا تھا جس سے وہ سہی غلط کا فرق کرنا بھول رہی تھی اُس کو مرجان کی باتیں سچ لگنے لگی تھی اُس کا اظہار محبت سننا اچھا لگتا تھا لاشعوری طور پہ اس کو مرجان کا انتظار رہتا تھا آج بھی کچھ ایسا ہی تھا وہ واک پہ نکلی تھی مگر سوچ مرجان کے ارد گرد تھی تبھی وہ اُس کے سامنے آیا۔

مرجان تم۔ماہی نے حیرت کا اظہار کیا جب کی دل کو کہیں سکون ملا تھا۔

تم چاہوں مرہٹا کر بس جان کہہ سکتی ہو۔مرجان نے آنکھ ونک کرتے کہا جس پہ ماہی کا چہرہ بلش کرنے لگا ماہی کے چہرے پہ خوبصورت رنگ دیکھ کر ایک پل کو مرجان کا دل کیا قدم واپس لیں لے اُس کا دل کیا سامنے کھڑے وجود کو توڑنے سے بہتر ہے وہ یہاں سے لوٹ جائے پر بس ایک پل کے لیے دوسرے پل وہ اپنے خول میں واپس آ گیا۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔ماہی نے مصنوعی گھوری سے نواز کر کہا۔

اچھا نہیں ہوتا تم سے ایک بات کرنی تھی۔مرجان نے کہا۔

کیا بات؟ماہی نے پوچھا۔

میں ایک ویک بعد پاکستان واپس جارہا ہوں۔مرجان کی بات ماہی کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ لگی۔

مجھے کیوں بتارہے ہو۔ماہی نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں اب مجھے میری محبت کا جواب محبت سے ملنا چاہیے۔مرجان اُس کے روبرو ہو کر بولا۔ماہی نے نظریں چُرالی۔

ماہی میں جانتا ہوں تم مجھے پہ یقین نہیں کر پارہی پر تم بھی مجھے چاہنے لگی

ایسا کچھ نہیں۔ماہی نے اس کی بات بیچ میں اچک لی۔

ایسا ہی ہے تم بس ماننا نہیں چاہتی اِس سے پہلے تمہیں پچھتانا پڑے میں کل شام ایک ایڈریس سینڈ کروں گا وہاں آجانا میری محبت کا جواب دینا اگر نہیں تو دوسرے دن تیار رہنا میری موت کی خبر سننے کے لیے۔مرجان اتنا کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ماہی ساکت سی اس کو جاتا دیکھنے اس کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے اگر وہ کل نہیں گی تو کیا سچ میں؟اِس سے آگے ماہی سوچنے لگی تو کپکپا اٹھی۔

"دل کہہ رہا ہے* تجھ پہ بھروسہ کروں*

مگر

حالات کہہ رہے *ہیں سب فریب ہیں*۔۔۔

ماہی زیادہ مت سوچو ہاں کہہ دو وہ سچا ہے ورنہ کون اتنا خوار ہوتا ہے کسی کے پیچھے۔فروزین نے کمرے میں پریشانی سے چکر لگاتی ماہی سے بولی۔

تمہاری بات ٹھیک پر ڈیڈ کو پتا چل گیا پھر کیا ہوگا۔ماہی نے کہا

تم کونسا کورٹ میرج کر رہی ہو بس اظہار ہی کرنا ہے دوسرا یہ ان کو بتائے گا کون ان کو الہام ہونے سے تو رہا ویسے بھی ان کے مطابق تم دبئی میں ہو نا کہ یورپ میں۔فروزین نے جیسے ہر مسئلے کا حل دیا۔

ماہی تمہارا دل کیا کہتا ہے؟مانوی نے سنجیدگی سے پوچھا

پتا نہیں میرا دل تو صبح سے گھبراہٹ کا شکار ہے۔ماہی نے بتایا

یہ سب اُس لیے کیونکہ تمہیں ڈر ہے اس کے دور جانے کا۔فروزین نے دور کی کوڑی اُچھالی۔

میں جاؤں گی پھر جو ہوگا اللہ مالک ہے۔ماہی ایک نتیجے پہ پہنچ کر بولی۔

یہ ہوئی نہ بات۔فروزین نے خوشی سے نعرہ لگا کر کہا۔

شام کے وقت ماہی اپنی فرینڈز کے ساتھ مرجان کی بھیجی ہوئی لوکیشن پہ موجود تھی مرجان نے اپنے ساتھ ان کو بھی لانے کا کہا تھا جو بات اُس کو عجیب لگی پر یہاں آکر اُس کو مزید حیرانگی بھی ہوئی کیونکہ یہاں لوگوں کا ہجوم تھا اکٹھا تھا سب کپلز کی صورت میں کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو کوئی ڈانس کرنے میں مگن تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے پارٹی پہ انوائٹ کیا ہو ماہی کو سمجھ نہیں آیا مرجان اگر اس کا جواب سننا چاہتا ہے تو اتنے لوگوں کو کیوں جمع کیا ہوا ہے۔

یہ مرجان کو تم سے اظہارِ محبت کا جواب سننا ہے یا قومی خطاب کروانا ہے جو اتنے لوگوں کو انوائٹ کیا ہے۔مانوی سے رہا نہیں گیا تو کہہ ڈالا

میں بھی وہی سوچ رہی تھی عام طور پہ تو لڑکے یہی چاہتے ہیں کہ ڈسٹربنس نہ ہو کسی کی آرام سے ایک دوسرے کی سنے سنائے پر یہ مرجان تو اپنے انوکھے نام کی طرح کام بھی انوکھا کر رہا ہے۔فروزین نے بھی تعجب سے کہا ماہی کا دھیان سامنے آتے مرجان کی طرف تھا جو مسکراتا ان کی طرف آ رہا تھا۔

مجھے یقین تھا تم ضرور آؤں گی۔مرجان فاتحانہ لہجے میں بولا۔

ہماری مہربانی ہے ورنہ یہ نہ آتی۔فروزین نے ہنس کر کہا۔

جو بھی آئی تو سہی نہ۔مرجان نے کہا

یہ اتنے لوگ کیوں ؟ماہی نے پوچھا۔

میں چاہتا ہوں تم اِن سب کے سامنے کہوں تمہیں میری محبت قبول ہے اور مجھے بھی تم چاہتی ہو۔ مرجان نے وجہ بتائی

پر کل تم نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا۔ماہی نے کہا۔

سرپرائز۔ مرجان ہاتھ کھڑے کیے بولا

ماہی ریڈی رہو۔مانوی نے اُس کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا۔

کم۔ مرجان مسکراتا اس کو اپنے ساتھ لے آتا سب کے درمیان کھڑا ہوا تھا نعمان وہاں آ کر گلاب کا پھول اُس کو تھام کر جاچکا تھا۔

کس چیز کی انتظار ہے جو کہنا کہہ دو۔ مرجان نے مسکرا کر کہا

مرجان مجھے آکورڈ فیل ہو رہا ہے۔ماہی نے گہری سانس بھر کر کہا

کچھ اور مت سوچو بس یہ محسوس کرو کے یہاں میں اور تم ہے دوسرا کوئی نہیں۔ مرجان نے اُس کی مشکل آسان کی۔

دس از فاریو۔ماہی نے نعمان کا دیا پھول مرجان کی طرف بڑھا کر کہا مرجان کے چہرے کے تاثرات یکدم بدلے اُس نے دو انگلیوں سے پھول کو تھام لیا ماہی کو مرجان

کی یہ حرکت ناگوار گزری پر نظر انداز کر گئی کیونکہ اب سب کی توجہ کا مرکز وہ دونوں تھے۔

کچھ ٹائم پہلے تم نے اپنا محبت کا اظہار کیا تھا آج میں اُس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔ماہی نے سوکھے لبوں پہ زبان پھیر کر کہا دل سے بار بار آواز آرہی تھی لوٹ جائے پر وہ اُس کی آوازاں سنی کرتی مرجان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔مانوی اور فروزین نے داد دیتی نظروں سے اُس کو دیکھا تھا مرجان نے ماہی کے خوبصورت سراپے سے نظریں چُرالی تھی جو فل بلیک کلر کے ٹاپ اور جینز میں تھی بھورے بال کھلے ہوئے تھے چہرہ بنا کسی میک اپ کے بھی چمک رہا تھا مرجان کا دل بے ایمان ہونے کو تھا۔

تم نے کل کہا تھا یو لوی میں کہہ رہی ہوں وِل یو میری می۔ماہی نے اپنی بھوری آنکھوں سے اُس کی جانب دیکھ کر کہا مرجان دو قدم پیچھے ہوا۔

گائیز کیا تم سب لوگوں میں سے کوئی یہ بتا سکتا ہے آج کونسی تاریخ ہے۔مرجان باہیں کھول کر ان سب کی طرف دیکھ کر بولا ماہی نے نا سمجھی سے اُس کی طرف دیکھا جو اُس کو نظر انداز کر رہا تھا۔جب کی سب لوگ اب زوردار آواز میں دو اپریل دو اپریل کہہ کر چیخ رہے تھے۔

سومس واٹ ایور۔مرجان چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ سجا کر ماہی کی طرف آیا جو سمجھنے کی کوشش میں تھی۔

کل فرسٹ اپریل تھا اگر میں نے ایسا کچھ کہہ بھی دیا تو تم نے سیریسلی نہیں لینا چاہیے تھا۔مرجان نے اجنبی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر بولا مرجان کی بات پہ ماہی سکتے میں چلی گئی تھی اس کو اپنے آس پاس دھماکے ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

کیا بکواس ہے یہ۔مانوی مرجان پہ زور سے چلائی۔

شانت شانت۔مرجان کانوں پہ ہاتھ رکھ کر دل جلانے والی مسکراہٹ سجا کر بولا مانوی کا بس نہیں چل رہا تھا وہ مرجان کا حشر نشر کر دیتی۔

آپ لوگ بتائے اپریل میں تو یہ عام بات ہے نہ۔مرجان نے پھر زوردار آواز میں کہا تو سب اس کی بات سے متفق ہوئے۔ماہی لڑکھڑا کر سیدھی ہوئی تھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا مرجان اتنے سارے لوگوں کے سامنے تزلیل کرے گا آخر اس کا قصور کیا تھا جو سب کے سامنے اُس کی عزت دو کوڑی کہ کر رہا تھا ماہی نے ساکت نظروں سے آس پاس دیکھا جہاں سب اس کو تمسخرانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے تو کن کی نظروں میں اس کے لیے افسوس تو کچھ جانے کیا بول رہے تھے ماہی کا دل چاہا زمین پھٹے اور اُس میں سما جائے۔

اتنی گھٹیا حرکت کی وجہ جان سکتی ہوں؟ماہی نے کاٹ دار لہجے میں کہا مر جان نے اچانک ماہی کی آواز پہ اس کو دیکھا جس کی نظروں میں جانے کیا تھا جو اُس کا دل لرز اٹھا تھا۔

یہ میرا بدلا تھا ڈیئر ماہی جو تم نے ہزاروں لوگوں کے درمیان مجھے ہرا کر سب کے سامنے شرمندہ کیا تھا۔مر جان چلتا ہوا ماہی کے کان کے پاس آتا بولا ماہی کو افسوس ہوا جو ایک ہار کی وجہ سے اتنا گر گیا تھا۔

میری ذات آدھی رہ گئی
کسی کا کھیل پورا ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم مرد ہوتے ہی گھٹیا ہو۔ماہی نے چیخ کر کہا۔

ماہی چلو یہاں سے۔فروزین اس کا بازوں پکڑ کر بولی۔

چھوڑو مجھے یہ کمینہ ہوتا کون ہے میرا تماشا بنانے والا میں اِسے جان سے ماردوں گی۔ماہی آپے سے باہر ہوتی ہوئی بولی بھوری آنکھیں میں لال ڈورے نظر آنے لگے

تھے عقیل نے افسوس سے اپنی دوست کو دیکھا کتنا منع کیا تھا اُس نے پر وہ تو نعمان کی باتوں میں ایسا آیا کے بس

تم کون ہوتی تھی سب کے سامنے مجھے چِڑانے والی۔مرجان نے بھی اس کے انداز میں کہا

اگر ہارنے سے اتنا ڈر لگتا ہے تو سہی سے تیاری کر لیتے نہ آتا کجھ ہے نہیں بعد میں بدلا بدلا کرتے پِھرتے ہیں۔ماہی اپنا بازوں فروزین سے چھڑواتی مرجان کے چہرے پہ تھوک کر بولی مانوی نے حیرت سے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا مرجان غصہ سے لال ہوتا اس کو مارنے کی طرف بڑھا پر عقیل بیچ میں آگیا۔

جان ہوش سے کام لو۔

یہ دو ٹکے کی لڑکی میرے منہ پہ تھوک گی ٔاور تم کہہ رہے ہو میں ہوش میں آؤں۔مرجان ہذیاتی انداز میں چیخا ماہی کے اندر چین پڑ گیا تھا مرجان کو ایسے دیکھ کر۔

جو تم نے میرے ساتھ آج کیا ہے نہ میرے دل کے ساتھ تم نے کھیلا ہے ایک دن یہی کجھ تمہارے سامنے آئے گا تمہاری زندگی سے سکون چلا جائے گا تم سکون کی تلاش کروگے پر تب تک نہیں ملے گا جب تک میں معاف نہ کر دوں۔ماہی نے سرد سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

بھول ہے تمہاری۔ مرجان نفرت انگیز نظروں سے اس کو گھور کر بولا۔

حقیقت ہے۔ماہی نے کہا۔

ماہی تم چلو اب۔مانوی سامنے آتی بولی ماہی کی شعلہ برساتی نظریں مرجان پہ تھی۔ فروزین جیسے تیسے کرتی ماہی کو اپنے ساتھ لیں گئ۔ مرجان بھی سب کی نظروں سے خائف ہوتا وہاں رُکا نہیں تھا اس کو یہ بات پاگل کرنے کے درپہ تھی کے ایک لڑکی نے پھر سے اس کو زلیل کرر کھا تھا۔ مرجان فلحال اپنے ماں باپ کی تربیت بُھلائے اپنی انا میں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زہر سے زیادہ زہریلے ہوتے ہیں

وہ لوگ جو اپنا بنا کر چھوڑ جاتے ہیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

تمہیں پتا ہے گھر میں ہمارے مطلق کیا کھچڑی پک رہی ہے؟ حیات آج شاہ ویر کے ساتھ کیفے آئی تھی جب باتوں ہی باتوں میں اُس نے کافی پیتے شاہ ویر سے پوچھا

ہمارے رشتے کی بات کررہی ہو۔شاہ ویر نے پوچھا۔

ہاں وہی۔حیات نے منہ بگاڑ کر کہا

تمہیں کوئی احتراز ہے کیا؟ شاہ ویر کسی خدشے کے تحت پوچھنے لگا۔

میں ڈیڈ کو انکار نہیں کر پائی پر میں چاہتی ہوں تم اپنی طرف سے انکار کر دو۔حیات نے کہنیاں میز پہ ٹکائے شاہ ویر سے رازدانہ انداز میں کہا شاہ ویر کا چہرہ فق ہوا تھا حیات کی بات پہ۔

کیوں؟شاہ ویر کچھ دیر بعد یہی بول پایا۔

تم وکیل ہوں تمہیں کوئی بہتر مل جائے گی مجھ سے۔حیات سیدھی ہو کر بولی۔

میں تم سے بہتر جانتا ہوں کے میرے لیے کون بہتر ہے اور نہیں۔شاہ ویر لفظ چ ّ بار کر بولا

اتنا روڈ کیوں ہو رہے ہو۔حیات کو اس کا ایسے بات کرنا ایک آنکھ نہیں بھایا۔

کیونکہ مس حیات میر میں محبت کرتا ہوں تم سے میرے کہنے پہ یہ رشتہ ہو رہا ہے اور اب تم مجھ سے کہہ رہی ہو میں انکار کروں کیا میں اتنا بیوقوف نظر آتا ہوں جو اپنی محبت کو کسی اور کے لیے چھوڑوں گا۔شاہ ویر سخت انداز میں بولا دوسری طرف حیات گنگ سی ہو گئی تھی اُس کے اظہار پہ۔

تم نے بتایا تو نہیں کبھی ایسا کچھ پھر یوں اچانک۔حیات جز بز ہو کر بولی شاہ ویر جو تنے ہوئے تاثرات اس کو دیکھ رہا تھا حیات کی بات سن کر چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔

کوئی غزل سنا کر کیا کرنا

یوں بات بڑھا کر کیا کرنا

تم میرے تھے تم میرے ہو

دنیا کو بتا کر کیا کرنا

شاہ ویز نے شعر پڑھا حیات کا چہرہ خفت سے لال ہوا تھا اُس کے لیے شاہ ویر کا یہ روپ نیا تھا جس سے وہ پزل ہو رہی تھی وہ کوشش کے باوجود بھی شاہ ویر کی جذبے لوٹاتی نظروں کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔

کیا اب بھی تمہیں اعتراض ہے؟ شاہ ویر نے پوچھا۔

ویر

حیات پلیز میری محبت کو سمجھو میرے لیے تم آتی جاتی سانس کی طرح ضروری ہوا گر تم نے انکار کیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔ حیات کچھ کہنا چاہتی تھی پر شاہ ویر بیچ میں ٹوک کر بولا۔

یہ کیا پاگل پن ہے۔ حیات جھنجھلا کر بولی

پاگلپن نہیں میری محبت ہے۔ شاہ ویر خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

میں جینا حرام کردوں گا تمہارا۔ حیات نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

شوق سے۔شاہ ویر مزے سے بولا۔

زندگی جہنم بنادوں گی۔حیات نے ایک اور کوشش کی۔

دوسرے جہاں میں جنت میں ساتھ جائے گے۔شاہ ویر کی مسکراہٹ چہرے پہ برقرار تھی۔

میں نے بہت خرچہ کروانا ہے تم سے۔حیات نے سوچ سوچ کر کہا۔

میں جاب بھی تو تمہارے لیے کررہا ہوں۔شاہ ویر کو اب ہنسی آرہی تھی۔

افففف۔حیات تھک ہار کر اپنا سر میز سے ٹیک دیا شاہ ویر ٹھوری پہ ہاتھ رکھتا دلچسپی سے حیات کو دیکھنے لگا۔

کب لیکر آؤ گے بارات؟حیات نے ویسے ہی پوچھا تو شاہ ویر گردن جھکا کر ہنس پڑا۔

ہر شام سے تیرا اظہار کیا

کرتے ہیں

ہر خواب میں تیرا دیدار کیا

کرتے ہیں

دیوانے ہی تو ہیں تمہارے

جو ہر وقت /۔

تیرے ملنے کا انتظار کیا

کرتے ہیں

زر جان کو جیسے پتا چلا آج ماہا یونیوسٹی نہیں آئی تب سے وہ بے چین سا ہو گیا تھا ماہا کو ہر روز دیکھنے کی اُس کو عادت ہو گئی تھی اس کا بس نہیں چلتا تھا وہ ماہا کو اپنے پاس بیٹھا کر رکھے پر وہ بس ایسا چاہ سکتا تھا کرنا اس کے اختیار میں نہیں تھا۔

کیا ہوا؟ فرزام نے اس کو گراؤنڈ میں اکیلا بیٹھا دیکھا تو کہا۔

وہ نہیں آئے گی آج میں کیا کروں مجھے ان کو دیکھنا ہے۔زر جان نے بتایا

ایک تو مجھے تمہاری سمجھ نہیں دل لگانے کے لیے ٹیچر ہی ملی تھی۔فرزام اس کی بات پہ پھٹ پڑا۔

فضول مت بولو میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔زر جان نے ڈپٹ کر کہا

ایک دن نہیں دیکھو گے تو مر نہیں جانا تمہیں۔فرزام نے آرام سے کہا۔

کل ہفتہ پھر اِتوار ہے۔زر جان نے پریشانی سے کہا

بچوں جیساری ایکٹ نہیں کرو زر جو تم چاہتے ہو ویسا ممکن نہیں۔فرزام نے پتھر سے سر پھوڑا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناممکن بھی نہیں وہ میری ہے تم دیکھنا میں ان کو اپنا بنا کر رہوں گا۔زرجان شدت پسندی سے گویا ہوا۔

ایک یہ محبت کرنے والوں کی سب سے بڑی غلط فہمی یہی ہوتی ہے کے وہ جس کو چاہتا ہے اُس کو لگتا ہے وہ انسا اُسی کا اسی کے لیے بنا ہے۔فرزام سر جھٹکتا بولا۔

کیونکہ وہ انسان جانتا ہے جس اللہ نے اُس انسان کی محبت دل میں ڈالی ہے وہ اللہ اُس انسان مقدر میں بھی دے گا۔زرجان پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

میں یہی مشورہ دوگا اپنے قدم واپس لیں میم ماہا کبھی تمہاری نہیں بنے گی۔فرزام نے کہا

اگر تمہیں زندہ رہنا ہے تو اپنی بکواس بند کرو۔زرجان فرزام کا گریبان پکڑ کر کہتا تھکا دے کر وہاں سے نکل گیا فرزام نے افسوس سے اس کو جاتا دیکھا۔

❤❤❤❤❤❤

آج جلدی آ گئے۔مہرماہ نے زرجان کو تیزی سے کمرے میں جاتا دیکھا تو کہا

کلاس نہیں تھی۔زرجان کہتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اچھا اب آ گئے ہو تو ایک کام کرو۔مہرماہ نے کہا۔

مما میرے سر میں درد ہے بعد میں۔زرجان نے التجا کی۔

اوہو شاہ نے کہاں پھسا دیا۔مہرماہ بڑبڑائی جو زرجان نے باآسانی سن لیا۔

کیا کہہ دیا انہوں نے؟زرجان نے پوچھا۔

یہ فائل ریان کو دینی ہے وہ آفس نہیں گیا آج شاہ نے کہا اِس میں اس کے سگنیچر ضروری ہے۔ مہرماہ نے بیزار شکل بنائے کہا تو زرجان کی آنکھوں میں چمک آئی۔

میں چلا جاتا ہوں ان کے پاس۔ زرجان فورن نیچے آتا بولا۔

تمہارے تو سر میں درد تھا۔ مہرماہ نے تعجب سے کہا۔

ہاں نہ تو میں نہیں چاہتا آپ کو بھی ہو اِس لیے میں جاتا ہوں۔ زرجان نے مہرماہ کے ہاتھ سے فائل لیکر کہا۔

شاہ تو اب اتنے کام سے وہاں نہیں جا سکتا مر جان کا وہاں جانا سہی لگتا بھی نہیں ابھی منگنی جو ہوئی ہے دوسرا شاہ نہ تو ڈرائیور سے یہ کام کہتا ہے نہ اپنے اسٹاف میں کسی کو۔ مہرماہ ریلیکس ہوتی ہوئی بولی۔

میں ہوں نہ میں جا رہا ہوں۔ زرجان کا بس نہیں چل رہا تھا اُڑ کر وہاں پہ پہنچ جاتا۔

❤❤❤❤❤❤❤

تم پھر سے اب اور زیادہ اُداس رہنے لگی ہو آج تو یونی سے بھی آف کیا۔ ملیحہ نے ماہا کے پاس بیٹھ کر کہا

ابھی میرے پاس تمہاری کسی بات کا جواب نہیں۔ ماہا نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

ماہا پریشانیاں بتانے سے کم ہو جاتی ہیں۔ ملیحہ نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

میں پریشان نہیں ہوں۔ ماہا نے فورن سے کہا

منگنی کے دن سے گم سم دیکھ رہی ہوں۔

کیا وہ تمہیں چاہتا ہے جس سے تمہاری شادی ہونے والی ہے؟ ماہا نے اس کی بات نظرانداز کر کے پوچھا۔

ہاں اس لیے تم شادی ہو رہی ہے۔ ملیحہ مسکرا کر بولی۔

حیرت ہے۔ ماہا طنزیہ لہجے میں بولی۔

کیا ہوا۔ ملیحہ کو اس کا لہجہ عجیب لگا۔

باہر بیل ہو رہی ہے۔ ماہا نے کہا

میں جا کر دیکھتی ہوں۔ ملیحہ بیڈ سے اٹھتی بولی۔

باہر آئی تو زرجان ہاتھ میں فائل لیے کھڑا تھا۔

اسلام علیکم! زرجان نے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام! اندر چلو۔ ملیحہ نے مسکرا کر کہا

انکل ہیں گھر پہ؟ زرجان یہاں وہاں نظر گھماتا بولا

اسٹڈی میں ہے تم مل لو میں تب تک تمہارے لیے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرتی ہوں۔ ملیحہ نے کہا

اس کی کوئی ضرورت نہیں میں بس فائل سائن کروانے آیا تھا۔زرجان نے انکار کرتے ہوئے کہاجب کی نظریں ماہا کو دیکھنے کی تمنا کر رہی تھی۔

جوس لیکر آتی ہوں وہ تو پی لینا۔ملیحہ کہتی کچن کی طرف گئی زرجان بھی منہ بناتا اسٹڈی کی طرف جانے لگا۔

اوسوری۔زرجان سر جھکا کر جاہی رہا تھاجب سامنے آتی ماہا سے اُس کا ٹکر ہوتے ہوتے بچا۔

کوئی بات نہیں۔ماہا سنجیدگی سے کہتی پاس سے گزر گئی زرجان جو ماہا کو دیکھنے پہ خوش ہو رہا تھااُس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر پریشانی نے آگھیرا۔

آپ ٹھیک ہے؟زرجان ماہا کے پاس آکر بولا جو شاید کچن کی طرف جا رہی تھی۔

ہاں مجھے کیا ہونا ہے؟ماہا نے اُلٹا اُس سے سوال کیا تو زرجان گڑبڑا گیا۔

آج آپ یونی نہیں آئی تھی اور آپ کی آنکھیں بھی سرخ تھی اِس لیے پوچھا۔زرجان نے کہا

میں ٹھیک ہوں تم وہ کرو جو کرنے آئے ہو۔ماہا سپاٹ انداز میں بولی۔

وہی تو کر رہا ہوں۔زرجان بڑبڑاتا دوبارہ سے اپنا رخ اسٹڈی کی جانب کر گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

مرجان ملیحہ اور شاہ ویر حیات کی شادی ایک ساتھ ہو نا پائی تھی خان مینشن اور سکندر مینشن سے ریان کی طرف سے بھی شادیوں کی تیاریاں زور شور سے شروع تھی پر اِس بیچ ماہا کی ملاقات ایک دفع بھی مرجان سے نہیں ہوئی تھی شادیوں کے دن جیسے قریب آرہے تھے مہرماہ کی حالت اُتنی بُری ہو رہی تھی کیونکہ اُس کی طرف سے افراد کی شادیاں جس نے سہی معنوں اُس کو تھکا دیا تھا ہر روز بازار کے چکر مہمانوں کی لسٹ بنانا سب کی سپورٹ خاص طور پہ شاہ میر کی سپورٹ ہونے کے باوجود بھی مہرماہ تنگ آکر رہ جاتی۔

حیات تیار ہو جاؤ مہرین آئی گی اس کے ساتھ شاپنگ پہ جانا ہے مجھے بھی ملیحہ کا ریسپشن کا جوڑا بھی لینا ہے اس لیے ساتھ جائے گے جانا تو تمہیں ثانیہ کے ساتھ تھا پر آج اس کے سر میں درد ہے۔ مہرماہ حیات کے کمرے میں آتی جلدی جلدی بولنے لگی۔

پر مما پھر کبھی جائے گے نہ سچی اِس مہینے بہت شاپنگ مال کے دیدار کا شرف حاصل کیا ہے۔ حیات نے سُستی دیکھائی۔

حیات فضول مت بولو دو دن بعد مایوں میں بیٹھنا ہے تمہیں اِس لیے چُپ چاپ جو کہہ رہی ہو وہ کرو۔ مہرماہ نے اس کی بات پہ تپ کر کہا۔

آپ لیں آ جائے گا اپنی طرف سے کیونکہ میں واقع آرام کرنا چاہتی ہوں۔حیات نے مسکین سی شکل بنا کر کہا۔

حیات مہرین دس منٹ میں پہنچ جائے گی فٹافٹ تیار ہو جاؤ۔مہر ماہ اس کی بات پہ کان دھرے بنا بولی تو حیات تلملا اُٹھی۔

❤❤❤❤❤❤

مس ماہا مجھے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔ماہا اپنے آفس کی طرف جارہی تھی جب پروفیسر منان نے مسکرا کر کہا۔

جی کہیے۔ماہا نے سنجیدگی سے کہا۔

کیفے ٹیریا چلتے ہیں۔پروفیسر منان نے کہا

اوکے پر جلدی کریئے گا میری کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔ماہا نے پروفیسر منان کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

زروہ دیکھے۔زرجان کیفے ٹیریا میں بیٹھا تھا جب احتشام نے اس کی کمر پہ ٹھوکا مار کر سامنے دیکھنے کا کہا زرجان نے ماہا کو پھر پروفیسر منان کے ساتھ دیکھا تو آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل بھی جل بیٹھا۔

تم ایسے ہی دل جلے بنے رہنا اور اُن کو کوئی اور لیں جائے گا۔فرزام نے زرجان کے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا جو زرجان نے ضبط کرنے کی خاطر زور سے بند کر رکھی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارا ایکواس کرنا ضروری ہوتا ہے کیا۔ زرجان نے گھور کر کہا۔

جی کہے کیا بات ہے۔ ماہا نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

دیکھے مس ماہا میں صاف اور سیدھی بات کرنے کا قائل ہوں گھما پھیرا کر بات کرنا مجھے پسند نہیں۔ پروفیسر منان نے تمہید باندھی۔ زرجان کی آگ برساتی نظریں پروفیسر منان پہ تھی دور ہوتے بھی زرجان کو آج پروفیسر سے خطرہ محسوس ہورہا تھا۔

پروفیسر منان تو تمہارا فیورٹ استاد ہے ان کو کیوں ایسے دیکھ رہے ہو کیا پسند کرنے کا حق صرف تمہارا ہے۔ فرزام نے پھر زرجان کو چھیڑا احتشام وہاں سے اٹھ کر جاچُکا تھا۔

ماہاریان کو پسند کرنے کا حق صرف زرجان میر کو ہے اُس کے علاوہ کسی کا نہیں۔ زرجان نے وحشت بھرے لہجے میں کہتے فرزام کی بولتی بند کردی۔

مجھے بھی صاف اور سیدھی باتیں سننا پسند ہے اس لیے آپ تمہید باندھنے کے بجائے اصل بات پہ آئے۔ ماہا نے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی پہ وقت دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

میں آتا ہوں۔ زرجان اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

زرپاگل مت بنو تمہارا وہاں جانا وہ بھی جب میم منان سر کے ساتھ ہو تو اسٹوڈنٹس کو شک میں مبتلا کرسکتا ہے اس لیے خود پہ کنڑول کرو خاص طور پہ اپنی نظروں کو۔ فرزام نے زرجان کا ہاتھ پکڑ کر سنجیدگی سے کہا۔

مجھے کسی کی پرواہ نہیں پر ہاں مجھے ماہا کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے میں ان کے پاس نہیں جارہا بس سامنے والی ٹیبل پہ بیٹھوں گا تاکہ پتا چلے وہ کیا بات کر رہے ہیں۔زرجان نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر ایک ٹیبل کی جانب اشارہ کیا جو خالی تھی۔

اچھی بات ہے یہی باتیں مجھے آپ میں بہت پسند ہے۔زرجان پاس سے گزرا تو پروفیسر منان کی آواز کانوں پہ پڑی جس پہ جلتا کڑھتا ٹیبل کی طرف آ کر کتاب کھول کر خود کو ایسے ظاہر کیا جیسے وہ پڑھ رہا ہو۔

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔زرجان کے ساتھ ساتھ ماہا بھی اپنی جگہ گنگ سی ہو گئی زرجان کو اپنا آپ ضبط کرنا مشکل لگا۔

ایسکیوزمی۔ماہا نے تصدیق چاہی۔

آپ نے سہی سنا۔پروفیسر نے کہا زرجان نے ماہا کی طرف دیکھا جس کے سرخ گال مزید سرخ ہو گئے تھے ماہا کے تاثرات دیکھ کر زرجان کو کچھ سکون ہوا پر وہ دل کو شدت سے اس کے جواب کا انتظار تھا۔

دیکھے مسٹر منان میں آپ کی دل سے عزت کرتی ہوں دوسرا یہ آپ یہاں کے پروفیسر ہے میں یہاں بطور ٹیچر ہوں تو مجھے وہی رہنے دے یہ شادی وغیرہ آپ کسی اور سے

کریں۔ماہا نے بڑی مشکل سے خود پہ ضبط کیے کہا زر جان کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ آگئی تھی۔

آخر کیوں مجھے کیا بُرائی ہے ایک نہ ایک دن تو آپ کو کرنی ہے نہ تو پھر میں کیوں نہیں۔پروفیسر منان کی بات پہ زر جان دانت کچکچا کر رہ گیا۔

اچھا خاصا رقیب بن گئے ہیں یہ تو۔زر جان بڑبڑاہٹ میں بولا۔

آپ کو کس نے کہا مجھے شادی کرنی ہے میں اپنی زندگی میں پر سکون ہوں یہ میری زندگی اللہ کے سوا میرے اختیار میں ہے جس پہ بس میری حاکمت ہے میں کسی اور کو اپنی زندگی میں انوالو کرکے خود کو کسی کا پابند نہیں کروگی۔ماہا کے جواب پہ زر جان بے چین ہوا۔

ایسا کیوں کہہ رہی ہیں ایسا تو نہیں ہوتا کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں یا آپ کو محبت میں ناکامی ملی ہے۔ماہا کا دل کیا پروفیسر منان کی بات پہ ان کا منہ توڑ دے زر جان کا رنگ پل فق ہوا تھا دل نے تیز رفتار پکڑلی تھی۔

یہی سمجھ لیں میرا ایک تجربہ کافی ہے امید ہے آپ یہ بات دوبارہ نہیں کرے گے۔ماہا اٹھ کر سنجیدہ سپاٹ انداز میں بولی جہاں پروفیسر منان کو مایوسی ہوئی تھی وہی زر جان کو لگ رہا تھا وہ دوبارہ سانس نہیں لے پائے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ تو پہلے سے زیادہ پیاری ہو گئی ہیں۔شاہ میر مہر ماہ کے پیچھے کھڑا ہوتا بولا جو مرر کے سامنے کھڑی ہاتھوں میں لوشن لگا رہی تھی۔

سدھر نا نہیں تم نے۔مہر ماہ اپنی خفت مٹانے کے لیے شاہ میر کو گھور کر بولی۔

ہاہاہا آپ تو آج بھی بلش کرتی ہیں۔شاہ میر ہنستا اس کے گال کھینچ گیا۔

شاہ دور رہو۔مہر ماہ نے اب کی التجا کی۔

اچھا اچھا۔شاہ میر مسکراتا بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

شاہ میں نے اپنی طرف سے شاپنگ کر لی ہے اب تم اور مر جان آفس سے آف لیکر اپنی شاپنگ کرلوں۔مہر ماہ نے شاہ میر سے کہا جو موبائل میں مصروف ہو چکا تھا۔

کرلوں گا مر جان بھی کر لیں گا۔شاہ میر نے کہا

کل۔مہر ماہ نے یاد کروایا۔

اوکے ڈن۔

❤️❤️❤️❤️

ماہا فری ہو نہ بھی ہو تو جو کام کر رہی ہو وہ رہنے دو۔ملیحہ ماہا کے کمرے میں آتی بولی

سوری میں ضروری لیکچر تیار کر رہی ہوں۔ماہا نے سنجیدگی سے جواب دیا

ماہا یار پلیز کل میرا مایوں ہے مجھے پھر باہر نہیں جانے دے گے آج میرے ساتھ تم مال میں چلو تم نے اپنی شاپنگ بھی تو کرنی ہے نہ۔ملیحہ نے منت کرنے والے انداز میں کہا

ملیحہ ہر بات پہ ضد نہیں کیا کرو میں بڑی ہو۔ماہا نے ٹوکا

تم بھی ہر وقت بڑی نہیں رہا کرو کبھی اپنی بہن کو وقت بھی دے دیا کرو۔ملیحہ دوبدو بولی۔

کیا کرنا ہے تم بازار جا کر؟ماہا نے پوچھا جانتی تھی جب تک ملیحہ اپنی بات نہیں منوائے گی کام بھی نہیں کرنے دے گی۔

مجھے جیولر کے پاس جانا ہے ایک سیٹ میں نے بنوانے کا کہا تھا پھر کچھ ضرورت کی چیزیں ہیں۔ملیحہ نے پرجوش ہو کر کہا۔

چلو۔ماہا اٹھتی ہوئی بولی

ایسے۔ملیحہ حیرت سے بولی

کیوں کیا پرو بلم ہے۔ماہا کو تعجب ہوا

میری بہن مانا تم خوبصورت ہو سادگی میں بھی اپنی مثال آپ ہو پر ہم شاپنگ پہ جا رہے ہیں ڈریس چینج کرو ہاتھ منہ دھو لو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں فجر کے بعد تم نے چہرہ نہیں دھویا۔ملیحہ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

مال جا رہے ہیں ریڈ کارپیٹ پہ جلواہ بکھیرنے نہیں جو میں تیار ہوتی پھیرو۔ماہا کوفت سے کہتی کبرڈ سے اپنی چادر نکالی۔

سہی کہتے ہیں اللہ جب حسن دیتا ہے تو نزاکت آجاتی ہے خوبصورت اور گوری لڑکیوں کے مزے ہیں جیسے بھی رہے پیاری لگتی ہیں۔ملیحہ ڈرامائی انداز میں بولی جس پہ ماہا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ملیحہ اور ماہا کراچی کے سب سے بڑے مال میں آئی تھی ملیحہ سب سے پہلے ماہا کو جیولر کے پاس لے گئی تاکہ اپنا سیٹ لیں سکے سیٹ لینے کے بعد ماہا لیڈیز ڈریسز کے سینٹر گئی تاکہ اپنے لیے کچھ لیں جو کی اس نے شاپنگ نہیں کی تھی۔

شاہ میر بھی زرجان کے ساتھ شاپنگ مال آیا تھا جہاں وہ دونوں تھی مرجان مصروفیت کی وجہ سے نا آسکا کہ وہ بعد میں بھی لیں سکتا ہے شاہ میر خود جیولر کے پاس گیا تھا مہرماہ کا حکم تھا کے آتے وقت جیولر سے اس کے آرڈر کی جیولری لیں آئے زرجان نے ماہا اور ملیحہ کو دیکھ لیا تھا پر وہ ان کے پاس جانے کے بجائے اپنے لیے شرٹس دیکھنے لگا ماہا کی کہی پرفیسر منان سے بات زرجان اُداس رہنے لگا تھا۔

یہ سوٹ بہت اچھا لگے گا تم پہ۔ملیحہ نے سیٹ کیے ہینگرز میں سے ایک ملٹی کلر کا شرارہ ماہا کی طرف بڑھا کر کہا جس پہ بہت بھاری اور عمادہ کام کیا گیا تھا۔

شادی میری نہیں تمہاری ہے اور میں ویسے بھی اتنی ہیوی ڈریسنگ نہیں کرتی۔ماہا نے اکتاہٹ بھری نظروں سے ڈریس دیکھ کر کہا

افففف تمہارا کوئی جواب نہیں۔ ملیحہ نے سر جھٹکا۔ایک خیال کے آتے ہی ماہا دوسری سائیڈ پہ گئی وہاں کھڑی سیلز گرل سے کہا

مجھے پیلے کلر کا ایک سمپل ڈریس اور تین لہنگے مختلف ڈیزائن اور کلرز کے دیکھائے۔

ابھی تو کہا ہیوی ڈریسنگ نہیں کرتی۔ ملیحہ نے اس کی نقل اُتار کر کہا

موڈ چینج ہو گیا۔ماہا نے آرام سے کہا ملیحہ بس اس کو دیکھتی رہ گئی۔

زرجان بیگ ہاتھ میں لیے جیولر کی شاپ پہ آیا جہاں ابھی شاہ میر موجود دیکھا زرجان بیزار سی نظر شاپ پہ پھیر رہا تھا جب اس کی نظر سفید موتیوں کے نفیس بریسلیٹ پہ پڑی۔زرجان نے ایک چور نظر شاہ میر پہ ڈالی پھر ہیلپر سے اس بریسلیٹ پیک کرنے کا کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈیڈ آپ فری ہو گئے ؟زرجان نے پوچھا

ہم بل پے ہو گیا ہے بس میں اپنے لیے کوئی ڈریس دیکھو شادی ہو تو ماہ میرے لیے کپڑے دیکھتی ہے اِس بات تو انہوں نے بھی ہڑی جھنڈی دیکھائی۔شاہ میر منہ بنا کر بولا تو زرجان ہنس پڑا۔

آپ کو مما میں سب سے زیادہ اچھی بات کیا لگتی ہے ؟زرجان نے پوچھا

ان کا مسکرانا۔شاہ میر بنا تاخیر کیے بولا۔

آپ کو مما سے پیار کیوں ہوا؟ زر جان نے دوسرا سوال کیا۔

پیار بتا کر نہیں ہوتا۔ شاہ میر نے جواب دیا۔

پیار کو پانا ضروری ہوتا ہے؟ زر جان نے سوال کیا

ضروری تو نہیں ہوتا۔ شاہ میر نے کہا اور سیل بوائے کو کچھ کہا جس پہ وہ سر ہلاتا گیا۔

پر جن سے محبت ہو ان کے بغیر رہا بھی تو نہیں جاتا نہ۔ زر جان نے الجھے انداز میں کہا

ہاں پر محبت میں ہمیشہ اپنا نہیں دوسروں کا بھی سوچنا ہوتا ہے اسپیشلی جس سے آپ محبت کرتے ہو ہر محبت منزل محبت کو حاصل کرنا نہیں ہوتی ہاں اگر آپ کو محبت ہو جاتی ہے پھر آپ نکاح کی خواہش کرتے ہیں تو اللہ ضروری اس کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ شاہ میر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اگر آپ کو مما نہ ملتی تو۔ زر جان نے شاہ میر کا چہرہ دیکھ کر کہا جو آج بھی مہر ماہ کے الگ ہونے کے خیال سے ہی فق ہو جاتا دل عجیب انداز میں دھڑک جاتا تھا۔

تو میں زندہ نہ رہتا۔ شاہ میر کی بات پہ زر جان کو سمجھ نہیں آیا کیا بولے

مما راضی تھی جب آپ کی شادی ہوئی تھی تو۔ زر جان نے ایک اور سوال داغا اب شاہ میر کو جھٹکا محسوس ہوا عموماً زر جان کبھی بھی اتنی باتیں نہیں کرتا تھا اور آج سوال پوچھ رہا تھا وہ پیار محبت کے بارے میں مگر شاہ میر اپنا وہم سمجھ کر جواب دینے لگا۔

بلکل میرے لیے میری محبت میرے عشق سے زیادہ ان کی رضامندی اہم تھی اگر میں اپنا سوچتا تو جب ان کا نکاح کسی اور سے ہو رہا تھا میں زبردستی بھی کر سکتا تھا پر تب شاید وہ مجھ سے اِتنی محبت نہ کرتی جتنی اب کرتی ہیں محبت کی بنیاد جس طرح عزت، اعتبار ہے اسی طرح محبت کا دوسرا نام قربانی ہے میں نے ماہ سے رقیب کے ڈر سے محبت کرنا نہیں چھوڑی بلکہ میں نے اپنے اللہ پہ چھوڑ دیا ان سے دعا مانگی اور اللہ نے مجھے مایوس نہیں کیا۔شاہ میر گہری مسکراہٹ سے بولا۔

اگر ہم کسی سے محبت کرے پر سامنے والا نہ کرتا ہو یا ہماری محبت کی قدر نہ کرے تو کیا کیا جائے۔زرجان نے پوچھا۔

پہلی بات اگر آپ کسی سے محبت کرے تو جواب میں محبت نہ مانگے محبت ایک خودساختہ جذبہ ہے ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کے وہ آپ سے پیار کریں دوسرا یہ کے اگر قدر نہ کریں تو اس میں ایک فرمان ہے حضرت علی کا

حضرت علیؑ فرماتا ہے!!

کسی کو تم دل سے چاہو

اور وہ تمہاری قدر نہ کریں

تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے تمہاری نہیں۔

زرجان شاہ میر کے چُپ ہونے کے بعد بولنا چاہتا تھا پھر شاہ میر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

بہت کر لیے سوال اب وہ کریں جو کرنے آئے ہیں۔شاہ میر نے کہا زرجان نے بس سر کو جنبش دی۔

ہے تم یہاں۔ملیحہ اور ماہا شاپنگ کے بعد مال کے پاس ریسٹورنٹ کی طرف جانے والی تھی جب ملیحہ نے زرجان کو دیکھ کر کہا ماہا نے کوئی خاص رسپانس نہیں دیا

جی ڈیڈ کے ساتھ آیا تھا۔زرجان ایک گہری نظر ماہا کو دیکھ کر ملیحہ سے بولا زرجان کی نظریں اور تو کسی نے نہیں پر سامنے آتے شاہ میر نے ضرور نوٹ کی تھی۔

اسلام علیکم انکل!!!شاہ میر کو آتا دیکھ کر دونوں نے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام!! کر لی شاپنگ۔شاہ میر نے سلام کا جواب دے کر مسکرا کر پوچھا۔

جی انکل بس اب ریسٹورنٹ جا رہے تھے آپ بھی ہمیں جوائن کرے۔ملیحہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں کیوں نہیں ضرور۔شاہ میر کے کچھ کہنے سے پہلے زرجان بول پڑا۔

چلیں پھر۔شاہ میر ایک نظر زرجان پہ ڈال کر بولا پھر سب ریسٹورنٹ کی طرف آئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پہلے آپ آرڈر کریں۔ملیحہ نے مینیو کارڈ شاہ میر کی طرف بڑھایا۔

میرے لیے بس ایک فریش جوس۔ماہا نے پاس کھڑے ویٹر سے کہا۔

اور میرے لیے ملک شیک۔زرجان نے بھی اپنا آرڈر بتایا ملیحہ مینیو کارڈ دیکھنے میں بزی تھی۔

آرڈر دینے کے بعد زرجان فرصت سے ماہا کو دیکھنے لگا جو ارد گرد کا جائزہ لینے میں خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

زر سب ٹھیک ہے نہ؟شاہ میر نے مسلسل اس کی نظریں ماہا پہ جمی دیکھی تو کان کے پاس کہا زرجان گڑبڑا کر اپنا دھیان ملک شیک پینے پہ لگا کر آہستہ آواز میں کہا۔

یس ڈیڈ سب ٹھیک ہے۔شاہ میر نے زرجان کی بات پہ گہری سانس لی۔

❤❤❤❤❤❤❤

حیات سونے کے لیے لیٹی ہی تھی جب اس کے فون پہ میسج کی بپ ہوئی حیات نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون لیا تو شاہ ویر کا میسج تھا۔

جاگ رہی ہو؟

آسمان کی سیر پہ نکلی ہوں۔حیات نے شاہ ویر کا میسج پڑھ کر مسکراہٹ دبا کر ریپلائے کیا۔دوسری طرف شاہ ویر کو ایسے ہی کسی جواب کی توقع تھی۔

اکیلے اکیلے مجھے بتایا ہوتا ساتھ میں چلتے۔شاہ ویر نے ہنس کر میسج سینڈ کیا۔

اِس وقت میسج کیوں کیا ہے؟ حیات سر جھٹکتی پوچھنے لگی کیونکہ اس کو نیند آرہی تھی شاہ ویر سے بات کرنے کے بعد وہ سو جاتی۔

تم سے بات کرنی تھی۔ شاہ ویر نے بتایا۔

کونسی بات جلدی کرو مجھے سونا ہے۔

کل مایوں پہ جب تیار ہو جاؤ تو اپنی تصویریں سینڈ کرنا۔ شاہ ویر نے میسج بھیجا۔

کس خوشی میں؟ حیات کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی پر شاہ ویر کو چھیڑنا ضروری سمجھا۔

تمہارا مجازی خدا بننے کی خوشی میں۔ شاہ ویر کے پاس جواب موجود تھا۔

دیکھوں گی سوچوں گی پھر بھیجوں گی۔ حیات کا میسج پڑھ کر شاہ ویر نے دانت پیسے۔

نہ دیکھنا ہے نہ سوچنا ہے بس سینڈ کرنا ہے۔

اچھا اچھا کل کی کل دیکھے گے ابھی گُڈ نائٹ۔ حیات نے بمشکل اپنی بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر میسج سینڈ کیا شاہ ویر بھی سمجھ گیا تھا وہ تھکی ہوئی ہے اِس لیے بحث نہیں کی اوکے گُڈ نائٹ اپنے ڈریم میں مجھ دیکھنا نا بھولنا۔ شاہ ویر کا میسج پڑھ کر اس نے تکیہ منہ پہ رکھ کر مسکرا کر آنکھیں موندلی۔

مایوں کی رسم سب نے الگ الگ کرنے کا فیصلا کیا تھا سب بڑا مرجان تھا اِس لیے پہلے مہرماہ نے ملیحہ کی طرف جانا تھا پھر واپس سب خان مینشن جانا تھا جہاں پھر ثانیہ نے حیات کو مایوں میں بیٹھنا تھا ملیحہ نے پیلے رنگ کی پٹیالا شلوار قمیض پہن رکھی تھی مایوں کے حساب سے پھولوں کے گجروں کے ساتھ پھولوں کے ہی زیور تھے بالوں کو چوٹی میں قید کیا تھا چہرہ میک اپ سے پاک تھا مگر چہرے پہ مسورکن مسکراہٹ تھی جس سے وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔

ماہا پیلے اور گرین امتزاج کے شلوار قمیض پہنے بالوں کی چوٹیاں بنائی ہوئی تھی گرین ڈوپٹہ ایک شانے پہ ٹکا ہوا تھا میک اپ کے نام پہ بس لپ گلوس لگایا ہوا تھا جب کی ہاتھ چوڑیوں سے بھرے ہوئے تھے جو بھی اس کو دیکھتا ماشاللہ کہے بنا نہ رہ پاتا وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی۔مایوں کی رسم گھر کے لان میں کی گٔی تھی پورے لان کو رنگ برنگی لائٹس اور پھولوں سے سجایا گیا تھا ایک طرف جھولا تھا جہاں ملیحہ سر جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی مہمانوں کی آمدرفت جاری تھی۔

ماہا تم کچن سے پھولوں کا تھال تو لے آؤ۔مہرین نے ماہا کو اکیلا کھڑا دیکھا تو کہا۔

جی موم لاتی ہوں۔ماہا نے سامنے خوشی سے جگمگاتا ملیحہ کا چہرہ دیکھ کر کہا

خود کی نظر ضرور اُتارنا۔مہرین اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہتی چلی گئی اُن کے جانے کے بعد ماہا کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آگئی تھی۔

زر تم کہاں ہو؟مہر ماہ سائیڈ پہ آتی کال پہ زرجان سے بولی۔

مما میں تو گھر پہ ہوں۔زرجان منہ بناتا بولا اُس کا بڑا دل تھا وہاں آکر ماہا کو تیار ہوتا دیکھنے کا مگر مہر ماہ نے یہ کہہ کر چُپ کروایا تھا کہ وہاں لڑکوں کا کوئی کام نہیں جس سے وہ بس اب اپنے کمرے میں بیٹھا جل کڑھ رہا تھا۔

میرے کمرے میں ایک شاپنگ بیگ ہے وہ لیکر یہاں آؤ فورن۔مہر ماہ کی عجلت بھری آواز سن کر زرجان فورن سیدھا ہو کر بیٹھا چہرے پہ مسکراہٹ آنکھوں میں الوہی چمک اُبھری تھی

میں ابھی آیا میرا مطلب ابھی لیکر آتا ہوں۔زرجان اپنی خوشی پہ قابو پاتا فورن سے کہا

کیا ہوا پریشان ہو؟مہرین مہر ماہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

نہیں اب ٹھیک ہوں جلدی جلدی میں ملیحہ کی چادر لانا بھول گئی تھی زر سے کہا ہے وہ بیگ لاتا ہوگا۔مہر ماہ نے ریلیکس ہو کر بتایا۔

اچھا سہی تب تک ہم رسم کر لیں۔مہرین نے کہا تو مہر ماہ نے سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہا اگر زر آئے تو اس سے بیگ لینا اندر تو وہ نہیں آسکتا لڑکیوں کا فنکشن ہے۔مہرین نے ملیحہ کے پاس بیٹھی ماہا سے کہا ماہا نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

پانچ منٹ بعد مہر ماہ کو زر جان کا میسج آیا تو ماہا سے کہا جس پہ ماہا اپنا ڈوپٹہ سہی کرتی باہر آئی۔

زر جان ہاتھ میں بیگ پکڑے بیزار سا کھڑا پر جب ماہا کو آتا دیکھا تو اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا آنکھیں اس کے چہرے سے انکاری ہو گئی تھی زر جان کو اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا اس کو سمجھ نہیں آتا تھا وہ کیوں ماہا کو دیکھ کر بے بس ہو جاتا تھا کیوں وہ جب بھی اس کو دیکھتا تو دل خواہش کرتا کے وقت تھم جائے کیوں اس کو اپنے اور ماہا کے درمیان چھ سالوں کا فرق نظر نہیں آتا تھا۔

بیگ۔ماہا اس کی نظروں سے بے نیاز نظریں جھکا کر بیگ کی طرف اِشارہ کیا زر جان کی نظر ماہا کی جھکی پلکوں پہ ٹھیر گئی تھی۔

بیگ۔ماہا نے اِس دفع گھورا کر کہا زر جان بڑی مشکل سے اپنی نظریں ہٹاتا بیگ ماہا کی طرف بڑھایا۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ماہا گھر کے اندر جا رہی تھی جب اپنے پیچھے زر جان کی آواز سنی زر جان دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا بول تو لیا تھا اپ بالوں میں ہاتھ پھیرتا آس

پاس دیکھ رہا تھا دل شدت سے ماہا کے ری ایکشن کا منتظر تھا وہ جانتا تھا اس کے لیے اچھا نہیں ہو گا مگر جو لفظ اُس نے ماہا کے منہ سے سنا وہ اس کی توقع کے بر عکس تھا۔

شکریہ۔ماہا کہہ کر اندر جا چکی تھی۔ مگر زرجان اسٹل سا وہی کھڑا ہو گیا تھا ماہا کے ایک چھوٹے لفظ نے اُس کو خوش فہمی میں مبتلا کر دیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

حیات فل پیلے کلر کے فراق کے ساتھ گرین ڈوپٹے میں ملبوس انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی بال کُھلے ہوئے تھے چہرے پہ مناسب سا میک اپ کیے وہ اپنی تصویریں لینے میں مگن تھی اس کی حرکتیں دیکھ کر ثانیہ اور ہانیہ مسکرا رہی تھی مگر مہر ماہ دانت پیستی اس کو گھور رہی تھی جس کو اپنے مایوں میں ہونے کا لحاظ تک نہیں تھا۔

حیات ساری فوٹو گرافی آج کرنی ہے کیا؟ مہر ماہ نے طنزیہ کیا۔

نو مما بس آج کی کرنی ہے اب ہر روز تو مایوں میں نہیں بیٹھوں گی نہ۔ حیات دانتوں کی نمائش کرتی ہوئی بولی۔

مہر وچچی آپ کو میر چاچوں بلا رہے ہیں۔ مہر ماہ حیات سے کچھ کہتی اُس سے پہلے منت نے آکر کہا تو مہر ماہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکلی۔

کمرے میں آئی تو شاہ میر کو وارڈروب سے سارے کپڑے نکالتے ہوئے پایا۔

شاہ کیا ہو گیا ہے اتنا گند کیوں پھیلایا ہوا ہے۔ مہر ماہ نے تعجب سے پوچھا۔

ماہ اچھا ہوا آپ آ گئی مجھے میری فائل نہیں مل رہی آپ دیکھ کر دے اہم میٹنگ میں جانا ہے۔شاہ میر مہرماہ کو دیکھ کر شکر کا سانس بھرتا ہوا بولا۔

پچاس سے اُپر کے ہو گئے ہو مگر مجال ہو جو عقل آئی ہو۔مہرماہ تاسف سے شاہ میر کو دیکھتی سائیڈ ٹیبل کا دراوز کھول کر اُس میں گرین کلر کی فائل نکالی شاہ میر نے دیکھا تو کھسیانا ہو گیا کیونکہ کل رات اُس نے ہی یہاں رکھی تھی اور اب تلاش وہ وارڈروب میں کر رہا تھا۔

ہر بات میں عمر یاد نہ کروایا کرے اینڈ تھینکس فار دس۔شاہ میر مہرماہ کے گال پہ بوسہ دیتا فائل کی طرف اشارہ کر کے کہا مہرماہ نے ایک مکہ شاہ میر کے بازوں پہ مارا جس پہ شاہ میر ڈھیٹ ہو کر ہنس پڑا۔

❤❤❤❤❤❤

ماہا کبھی ہمارے ساتھ بھی بیٹھ لیا کریں۔ماہا یونی آ کر اپنے آفس جا رہی تھی جب راستے میں اس کی کولیگ تحریم کے ساتھ کھڑی بیلا نے کہا۔

ضرور بیٹھتی پر ابھی مجھے اسائنمنٹ دیکھنے ہیں۔ماہا نے سہولت سے انکار کرتے ہوئے کہہ کر سامنے سے گزر گئی۔

خوبصورت پہ بہت ناز ہے اُس کو اِس لیے اپنی انا میں رہتی ہے۔ تحریم ماہا کا انکار سن کر جل کے بولی بیلا نے اس کی بات پہ تائید میں سر ہلا یا ماہا اپنے بارے میں ان کے خیالات جان کر طنزیہ مسکرائی تھی۔

میرے اندر کی کہانی سے کہاں واقف ہیں

یہ لوگ

اور کہتے ہیں یہ لڑکی اپنی انا میں رہتی ہے

تم یہاں ؟ ماہا اپنے آفس میں زرجان کو بیٹھا دیکھ کر بولی۔

اسلام علیکم !!! زرجان فورن سے کھڑا ہوتا فرمانبرداری سے بولا

وعلیکم اسلام !! ماہا اپنی جگہ پہ بیٹھ کر بولی۔

آپ سے پراجیکٹ کے بارے میں بات کرنی تھی جس کے آپ نے گروپ بنائے تھے۔ زرجان نے اپنے یہاں آنے کی وجہ بتائی۔

تو میں کلاس میں آتی تو پوچھ لیتے باقی سب بھی جان لیتے۔ ماہا نے سنجیدگی سے کہا اس کو زرجان کی آنکھوں میں چمک دیکھ کر اُلجھن ہوتی تھی۔

سوری اگر میرا آنا آپ کو بُرا لگا ہو تو۔زر جان ٹیبل سے اپنا فون اٹھا کر کہتا آفس سے باہر نکل گیا ماہا بس اس کو دیکھتی رہ گئیں جو خوا مخواہ اُس کو اٹیٹیوڈ دیکھا کر جا چُکا تھا۔

اب یہ اسٹوڈنٹس اپنے ٹیچرز کو نخرے دیکھائے گے۔ماہا بڑبڑاہٹ میں کہتی کام میں بزی ہو گئ۔

کیسے ہو سنا ہے تمہارے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔زر جان سیڑھیوں کے پاس بیٹھا ماہا کو سوچ رہا تھا جب عروہ ساتھ میں بیٹھتی پوچھنے لگی یا بتانے لگی زر جان سمجھ نہ پایا۔

ہمم ٹھیک سنا ہے۔زر جان نے بس اتنا کہا

اپسیٹ ہو۔عروہ نے اُس کے بازوں پہ اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھا زر جان نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا جو میٹھی نظروں سے اُس کو دیکھ رہی تھی زر جان واقف تھا کے وہ اس کے لیے جذبات رکھتی ہے پر زر جان بس تھوڑی بہت باتیں فرزام کی وجہ سے کر لیتا تھا اب بھی وہ بس یہی سوچ رہا تھا جب وہ جان گیا تھا عروہ کے دل کا حال تو کیا ماہا نہیں سمجھ پائی ہو گی کے وہ اس کے لیے کیا محسوس کرتا ہے۔

کہاں گم ہو گئے؟عروہ نے مسکرا کر پوچھا۔

تمہاری کلاس نہیں کیا آج؟زر جان اس کی بات ٹال کر بولا۔

ہے پر تمہیں یہاں دیکھا تو آ گئی۔ عروہ نے آرام سے جواب دیا۔

میرے بارے میں جو خیالات تمہارے دماغ کے اندر پل رہے ہیں ان کو نکال دو۔ زرجان نے سنجیدگی سے کہا عروہ کے چہرے پہ سایہ لہرایا۔

بات دماغ کی نہیں زر دل کی ہے اور عروہ دل کے سامنے بے بس ہے۔ عروہ خود کو کمپوز کرتی اپنا سر زرجان کے بازوں پہ رکھا عروہ کی حرکت پہ زرجان کو کرنٹ سا لگا تھا لائبریری جاتی ماہا نے افسوس سے یہ منظر دیکھا تھا مگر وہ اپنا سر نفی میں ہلاتی وہاں سے ہٹ گئی۔

حد میں رہو اپنی۔ زرجان اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا تنبیہ کرتی نظروں سے اس کو دیکھتا بولا

محبت میں کوئی حد نہیں ہوتی۔ عروہ ڈھٹائی سے بولی

بکواس بند کرو اپنی۔ زرجان آپے سے باہر ہوتا بولا۔

تم ہر بار مجھے نظر انداز کر دیتے ہو پر یاد رکھنا آنا تمہیں میرے پاس ہی ہے نہیں تو۔۔۔ عروہ کہتی کہتی رُک گئی۔

نہیں تو کیا بولو نہیں تو کیا دھمکی دے کس کو رہی ہو زرجان میر نام ہے میرا اِن ٹھرڈ کلاس دھمکیوں سے میں نہیں ڈرنے والا۔ زرجان طنزیہ مسکراہٹ سے بولا۔

میں دھمکی نہیں دے رہی اگر تم نے میرے علاوہ کسی اور کے ہونا کا سوچا تو آے سویئر میں اپنی جان لے لوں گی۔ عروہ نے سرخ آنکھوں سے زر جان کو دیکھ کر کہا۔

میری بلا سے تم آج مر جاؤ۔زر جان سفاکی سے کہتا یونی کے ایکزیٹ دروازے کی طرف بڑھا عروہ دھندلی نظروں سے زر جان کو خود سے دور جاتا دیکھا جانے کتنے آنسو اس کی آنکھوں سے گر کر بے مول ہوئے تھے۔

وہ محبت کچھ ادھوری سی لگی!!!!!

پاس ہو کر بھی دوری سی لگی!!!!

"ہونٹوں میں ہنسی آنکھوں میں نمی"

پہلی بار کسی کی ضرورت اتنی ضروری لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤

شاہ ویر مسکراتا حیات کی بھیجی ہوئی تصویریں دیکھ رہے تھا جب مر جان کو اندر آتا دیکھا تو فون کی اسکرین بند کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

منہ کیوں اُترا ہوا ہے؟ شاہ ویر نے پوچھا۔

کیا میں سہی کر رہا ہوں؟ مر جان نے پوچھا

تم تو فلحال کچھ نہیں کر رہے۔شاہ ویر نے معلومات فراہم کی۔

میں سیریس ہوں اور میں اپنی شادی کی بات کر رہا ہوں۔مرجان نے گھور کر شاہ ویر سے کہا

تمہیں اس لڑکی سے محبت نہیں تھی اب جو ہے وہ پچھتاوا ہے اِس لیے جو ہو رہا ہے وہ ہونے دو۔شاہ ویر نے سنجیدگی سے کہا

میں ملیحہ کو بتانا چاہتا ہوں میں نہیں چاہتا پھر ہمارے درمیان بحث ہو۔مرجان نے کہا

کر کے دیکھ لو میرا نہیں خیال یہ غلط ہے۔شاہ ویر نے کہا

وہ مجھے سمجھے گی تو سہی نہ؟مرجان نے پوچھا۔

پتا نہیں۔شاہ ویر کے کندھے اُچکا کر کہا۔

❤❤❤❤

رات کا وقت تھا شاہ میر کی آج ضروری میٹنگز تھی جس وجہ سے اُس کو آنے میں دیر ہو گئی تھی شاہ میر اپنے کمرے میں جا رہا تھا جب کچھ دوری پہ زرجان کے کمرے کی لائٹ آن دیکھی شاہ میر نے آنکھیں چھوٹی کر کے کمرے کو دیکھا پھر اپنی کلائی میں بندھی ریسٹ واچ پہ ٹائم دیکھا جو دو بجے کا بتا رہی تھی۔شاہ میر کچھ سوچ کر زرجان کے کمرے کے پاس آ کر آہستہ سے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کر کھولا شاہ میر نے کمرے کے چاروں طرف نظر گھمائی بیڈ خالی تھا زرجان کا کمرہ براؤن کلر کے تھیم سے ڈیکوریٹ تھا پر ڈریسنگ ٹیبل بیڈ اور صوفے وائٹ کلر کے تھے۔شاہ میر واپس

جانے والا تھا پر بالکنی پہ جب اس کی نظر پڑی تو اس کو اپنی بینائی پہ یقین نہیں آیا شاہ میر بالکنی کے پاس آتا گلاس وال کے پار زر جان کو نماز پڑھتا دیکھ کر جتنی اُس کو حیرت ہوئی شاید ہی کبھی ہو گی وہ جانتا تھا مر جان زر جان نماز پڑھتے تھے پر تہجد یہ اُس کے لیے نئی بات تھی وجہ کچھ جو اس کے دل میں وہم آ گئے تھے ایک یہ بھی وجہ تھی جو شاہ میر جھٹلا رہا تھا پر آج زر جان کو سفید کُرتے شلوار پہنے مگن انداز میں نماز پڑھتا دیکھ کر جیسے یقین ہو گیا تھا۔شاہ میر زر جان کے کمرے سے باہر آتا اپنے کمرے میں آیا جہاں مہر ماہ اُس کے انتظار میں صوفے پہ ہی سو چکی تھی۔

ماہا تم نے اپنا جیجا دیکھا ہے۔ملیحہ نے اشتیاق سے ماہا سے پوچھا جو اس کے پاس بیٹھی اپنے یونی کا کام کر رہی تھی۔

نہیں۔ماہا نے سپاٹ انداز میں کہا۔

بڑی بے مروت ہو اکلوتے جیجا کو نہیں دیکھا۔ملیحہ کو حقیقتاً ماہا کی بات پہ افسوس ہوا۔

بے مروت کی کیا بات ہے کل مہندی پہ اچھے طریقے سے مل لوں گی۔ماہا پُر اسرار مسکراہٹ سے بولی۔

ٹھیک اچھے سے ملنا مہندی کا فنکشن تو ویسے بھی ہم چاروں کا کمبائن ہے۔ملیحہ نے پر جوش ہو کر کہا۔

بے فکر رہو اچھے سے ہی ملوں گی۔ ماہانے ملیحہ کو دیکھ کر تسلی کروائی جو ابھی تک مایوں کے ڈریس میں ملبوس تھی۔

❤❤❤❤❤

اپسیٹ ہو؟ مہر ماہ ٹیوی لاؤنج میں شاہ میر کے پاس بیٹھ کر بولی شادی کی وجہ سے اب شاہ میر نے آفس جانا بند کیا تھا باقی سب بھی کل کے فنکشن کی تیاریوں میں بزی تھے جو ہوٹل میں ہونا طے پایا تھا۔

ماہ زر بڑا ہو گیا ہے۔ شاہ میر کی بات مہر ماہ کے سر پہ سے گزری۔

یہ بات اب پتا چلی ہے تمہیں جب وہ اکیس سال کا ہونے والا ہے۔ مہر ماہ نے کہا

ماہ زر محبت کرنے لگا ہے۔ شاہ میر نے پر سوچ انداز میں کہا۔

شاہ مذاق کرنے کا موڈ ہے تمہارا؟ مہر ماہ شاہ میر کی بات پہ حیران تو ہوئی تھی جس پہ قابوں پا کر وہ بس اتنا بول پائی۔

میں سنجیدہ ہوں

زر کسی لڑکی کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا تم محبت کی بات کر رہے ہو۔ مہر ماہ کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

نظریں نہ بھی ملے تو محبت ہو جاتی ہے۔ شاہ میر نے سکون سے کہا۔

یہ بھی بتادو کس سے کیونکہ میرا بیٹا تمہارے جیسا نہیں جو کم عمری میں محبت کا روگ پالے۔ مہر ماہ کی بات پہ شاہ میر کا دل کیا زور سے ہنسے۔

ماہاریان سے زرجان میر کو عشق ہو گیا ہے۔ شاہ میر نے کہا مہر ماہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی۔

شاہ تمہیں نیند کی ضرورت ہے زر کیا اتنا بیوقوف ہے جو استاد اور شاگرد کے درمیان کا رشتہ سمجھ نہ پائے دوسرا بات ماہا چھ سال زر سے بڑی ہے اُس نے مرجان سے شادی پہ انکار کیا زر سے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مہر ماہ ایک سانس میں بول پڑی۔

ماہ محبت بتا کر نہیں ہوتی میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تو محبت عمر نہیں دیکھتی جب انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے نہ تو فرق نہیں پڑتا سامنے والا کیسا ہے اس کی ظاہری شخصیت کسی ہے محبت کا تعلق روح سے ہوتا ہے اور بس۔ شاہ میر کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

محبت میں تو تم نے جیسے پی ایش ڈی کی ہے کہ شاہ بات کو آگے بڑھنے کا انتظار مت کرو زر کو۔ سمجھاؤ وہ جس کشتی پہ خود کو سوار کر رہا ہے اس کی کوئی منزل نہیں۔ مہر ماہ نے پریشان کن لہجے میں شاہ میر سے کہا

ریلیکس ماہ آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں ماہازر کی طلب اس کا عشق بن گئی ہے میں یا آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ شاہ میر نے سنجیدہ انداز میں کہا

کوئی طلب نہیں نادانی ہے اس کی۔ مہر ماہ شاہ میر کی بات سن کر بھڑک اُٹھی۔

ماہ جب طلب بڑھتی ہے نہ تو ہاتھ خود بخود اللہ کے آگے پھیل جاتے ہیں بات ساری طلب کی ہوتی ہے میں نے زر کے ہاتھوں کو اللہ کے سامنے پھیلاتے دیکھا ہے۔ شاہ میر نے آرام سے کہا

شاہ جو تم نے کیا میں نہیں چاہتی زر بھی ایسا کرے کچھ۔ مہر ماہ نے دو ٹوک انداز میں کہا

شاہ میر کے چہرے کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔

میں نے کیا کیا ماہ کیا ہمارا ایک ہونا غلط ہے کیا میں نے کبھی آپ کو ایسا محسوس کروایا کچھ کیا کبھی میری محبت میں ملاوٹ محسوس ہوئی آپ کو یا میں نے کبھی آپ کی کسی بات پہ اعتراض اٹھایا۔ شاہ میر کو مہر ماہ کی بات بُری لگی تھی مہر ماہ بھی اپنے کہے پہ شرمندہ ہو گئی تھی۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا شاہ۔ مہر ماہ نے وضاحت کرنا چاہی۔

جو بھی تھا مجھے آپ کا یہ کہنا اچھا نہیں لگا۔ شاہ میر صاف گوئی سے بولا۔

ماہا نہیں مانے گی ریان مہرین تمہاری وجہ سے مان بھی گئے تو اور میں اپنے بیٹے کی وہ حالت نہیں دیکھ سکتی جو بہت سال پہلے میرے انکار پہ تمہاری ہوئی تھی یہ تھا میری بات کا مطلب۔ مہر ماہ سنجیدگی سے کہتی لاونج سے چلی گئی شاہ میر اپنی آنکھیں زور سے میچتا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

❤❤❤❤❤❤

آج مہندی کی تقریب تھی جو کی ہوٹل میں کمبائن منعقد تھی۔ سارے مہمان آ چکے تھے تینوں فیملیز بھی آ چکی تھی سوائے ماہا کے جس کو تیار ہونے میں وقت درکار تھا اِس لیے اس نے بعد میں آنے کو ترجیح دی مہرین کے اصرار کے باوجود بھی اس نے منع کر دیا کہ وہ ولی کو بلا دے گی۔

زرجان بے چینی سے انٹرنس کی طرف دیکھتا ماہا کا انتظار کر رہا تھا زرجان نے آج براؤن کلر کے شلوار قمیض پہنا ہوا تھا بالوں کو پیچھے کی طرف سیٹ کیا ہوا تھا چہرے پہ تازی کی ہوئی شیو میں وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا پیروں میں پیشاوری چپل پہنی ہوئی تھی جب کی ہاتھ کی کلائی میں ڈیجیٹل واچ تھی۔

ماہا کہاں ہیں مہندی کی رسم شروع ہونے والی ہے؟ مہرین نے دھیمی آواز میں کال پہ ولی سے پوچھا ماہا نام پہ زرجان جو پاس کھڑا تھا الرٹ ہو کر مہرین کو دیکھا جو کچھ پریشان نظر آ رہی تھی۔

اچھا میں بھیجتی ہوں کسی کو۔ مہرین اتنا کہہ کر کال کاٹ گئی۔

کیا ہوا آنٹی سب خیریت ؟ زر جان نے مہرین سے پوچھا۔

زر کیا تم میرا ایک کام کر سکتے ہو؟ مہرین نے جھجک کر پوچھا۔

شیور آپ بتائے۔ زر جان نے خوشدلی سے کہا۔

ولی لینے جا رہا تھا ماہا کو پر راستے میں اس کی گاڑی خراب ہو گئی تم جا کر ماہا کو لیں آ سکتے ہو مہندی کی رسم ہونے والی ہے ماہا کا یہاں ہونا ضروری ہے۔ مہرین کی بات پہ زر جان نے بمشکل اپنے چہرے پہ آتی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

وائے ناٹ میں ابھی جاتا ہوں۔ زر جان نے کہا

شکریہ بیٹا۔ مہرین شکر کا سانس ادا کرتی بولی۔

پیاری لگ رہی ہوں۔ مر جان نے سامنے دیکھتے ہوئے پاس بیٹھی ملیحہ سے کہا جو لہنگا چولی پہنے ہوئے تھی بیوٹیشن نے چہرے پہ نفاست سے میک اپ کیا ہوا تھا جس سے وہ بہت خوبصورت نظر آ رہی تھی۔

آپ بھی پیارے لگ رہے ہیں۔ ملیحہ مر جان کی بات سن کر مسکرا کر بولی۔ مر جان نے سفید کُرتا شلوار زیب تن کیا تھا ساتھ میں براؤن واسکٹ پہنے وہ بہت جاذب نظر آ رہا تھا۔

میں تو ہمیشہ لگتا ہوں۔ مرجان نے مغرور لہجے میں کہا۔

خوشفہمیاں۔ ملیحہ نے چڑانے والے انداز میں کہا۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے مہندی کے ساتھ ہمارا نکاح بھی ہو۔ شاہ ویر نے بے صبری سے حیات سے کہا جس نے آج آف وائٹ شلوار قمیض پہنا تھا بال کھلے ہوئے تھے جب کی بیچ مانگ میں جھومر لٹک رہا تھا اُس سے وہ اِتنی پیاری لگ رہی تھی کے شاہ ویر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ حیات کو کہیں چھپا لیں جہاں اُس کے علاوہ اور کوئی نہ دیکھے خود شاہ ویر بھی مرجان کی طرح ڈریسنگ کیے ہوئے تھا جس میں دونوں ایک دوسرے کو ٹکر دے رہے تھے۔

نہیں ڈیئر فیوچر ہبی۔ حیات نے شرارت بھری نظروں سے دیکھ کر کہا۔

ایک دن انتظار کر لیتے ہیں پھر۔ شاہ ویر دل مسوس کرتا بولا جس پہ حیات کا قہقہ گونجا شاہ میر اپنی بیٹی کا چمکتا چہرہ دیکھ کر مطمئن سا تھا مگر پاس کھڑی بلیک کلر کی نفیس سلک کی ساڑھی پہنے مہرماہ کا دل کیا اپنی بیٹی کی حرکت پہ ماتھا پیٹ لیں جو اپنی مہندی کے دن بھی سب مہمانوں کی موجودگی میں گلا پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی تھی۔

میں آتی ہوں۔ مہرماہ ساڑھی کا پلو ہاتھ میں پکڑتی شاہ میر سے بولی۔

حیات سے کچھ مت کہئیے گا۔شاہ میر نے درخواست کی۔

مہندی کے دن ایسے کون کرتا ہے شاہ۔مہر ماہ چڑ کر بولی

ہماری حیات کر رہی ہے۔شاہ میر نے مسکرا کر جواب دیا مہر ماہ بس اُس کو دیکھتی رہ گئ۔

زرجان نے گاڑی باہر پارک کی خود گھر کے باہر دروازے پہ بیل دی تو ماہا باہر نکل آئی ماہا کو ہتھیار لیس دیکھ کر زرجان کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے زرجان کو آج اپنا آپ سنبھالنا بے حد مشکل لگا ماہا نے گولڈن کلر کا لہنگا پہنا ہوا تھا جس کا ڈوپٹہ نیٹ کا تھا جو اُس نے ایک شانے پہ ٹِکا کر بیچ میں کمر بند باندھا ہوا تھا کمر کے نیچے آتے بھورے اسٹریٹ بال کھلے ہوئے تھے جو کچھ کندھے پہ تھے تو کچھ پشت پہ پڑے تھے خوبصورت چہرے پہ لائٹ سا میک اپ ہونٹوں پہ ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ زرجان کی سانسیں اتھل پُتھل کرنے کا سبب بنی ہوئی تھی ماہا کو زرجان کا یوں دیکھنا عجیب لگا۔

نیند میں چلے گئے کیا؟ ماہا نے ہاتھ اس کے چہرے کے سامنے لہرا کر پوچھا جس سے اس کے ہاتھوں میں پہنی چوڑیوں کی چھنک سے زرجان ہوش میں آیا زرجان کو لگا جیسے ہر چیز ساکت ہو گئ ہو زرجان نے اپنا ہاتھ دل پہ لگا جو ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر نکل آئے گا۔

آپ اتنا تیار کیوں ہوئی ہیں۔زرجان اس کے سراپے سے نظریں چُراتا بس یہی بول پایا۔

میری بہن کی شادی ہے۔ماہا نے جتانے والے انداز میں کہا جس سے زرجان چاہ کر بھی ماہا کو نہیں دیکھا وہ جانتا تھا اگر اس نے دیکھا تو اپنی نظریں ہٹا نہیں پائے گا اور نہ ہی اپنے اندر چھپے جذبات کو وہ اپنے تک رہنے دے گا وہ جو پہلے ہی اس کے سادہ حُلیے میں ہی دھڑکن روکنے کی سبب بنتی مگر آج تو وہ شاید پورا مارنے کا ارادہ کیے ہوئے تھی۔

چلیں میں آلریڈی دیر کر چکی ہوں۔ماہا نے خاموش کھڑے زرجان سے کہا ماہا کو آج زرجان ٹھیک نہیں لگا۔

جی آئے۔زرجان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ثانیہ نے حیات کو مہندی لگادی تھی اب بس باقی لوگ باری باری رسم ادا کر رہے تھے۔اسٹیج کی دوسری سائیڈ پہ مہرماہ ملیحہ کو مہندی لگا رہی تھی مہرین نے میٹھائی کا پیس مرجان کے کھلانے کی طرف بڑھایا مرجان نے جیسے ہی ہلکا سا منہ کھولا تو نظر سامنے آتی ہستی پہ پڑی تو اس کے منہ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پوری کی پوری کھل گئی

مرجان کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا مگر وہ خواب نہیں حقیقت بن کر اُس کے سامنے تھی۔

ماہی۔ مرجان کے لب پھڑ پھڑائے۔ مہرین جو میٹھائی پیس لیکر بیٹھی تھی پر مرجان کو ساکت انٹرنس کی طرف دیکھتا پھر ماہی نام لیکر سنا تو اس نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے ماہا زرجان کے ساتھ آرہی تھی مہرین نے ماہا کو دیکھا تو دل ہی دل میں اُس کی نظر اُتاری۔

ماشاالله کتنے پیارے لگ رہے ہیں نہ دونوں۔ مہرماہ اسٹیج سے نیچے آئی تو شاہ میر نے ماہا اور زرجان کو ایک ساتھ آتا دیکھا تو کہا جو واقع ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھے لگ رہے تھے ہر ایک کی نظران پہ ٹھیر گئی تھی دونوں کو دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ اِن کے بیچ چھ سال کا فرق ہے زرجان اپنے لمبے قد چوڑے سینے اور مضبوط مسلز سے اپنی عمر سے کچھ بڑا لگ رہا تھا۔

فضول مت بولو۔ مہرماہ نے گھور کر کہا۔

اسلام علیکم!!!!! جیجا جی۔۔۔ماہا سٹیج پہ آتی مرجان کی طرف دیکھ کر مسکرا کر بولی زرجان بھی مرجان کی ایک سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا تھا اس کی نظر ماہا کے نمایاں ہوتے ڈمپل پہ پڑی تو اپنا دل ڈوب کے اُبھرتا محسوس ہوا۔

مرجان ساکت سا بس ماہا کو دیکھ رہا تھا جو آج دس سال بعد اس کے روبرو کھڑی تھی اِن دس سالوں میں وہ ایک پل کے لیے بھی ماہا کو نہیں بھولا تھا جس سے اُس کو ایک لمحہ بھی مشکل نہیں ہوئی ماہا کو پہچاننے میں جو بلکل ویسے ہی تھی بس خوبصورت پہلے سے زیادہ ہوگئی تھی مرجان کا گلا خشک ہوگیا تھا۔ماہا طنزیہ مسکراہٹ سے مرجان کو دیکھ رہی تھی۔

ملی جیجا جی نے جواب نہیں دیا۔ماہا نے مصنوعی اُداس بھرے لہجے میں کہا۔

وہ شاید مرجان پہلی بار دیکھ رہا ہے نہ مرجان یہ میری بہن ہے ماہا۔ملیحہ نے مسکرا کر ماہا سے کہا پھر مرجان سے ماہا کا تعارف کروایا۔

اووا چھا پہلی بار تو واقع ہم مل رہے ہیں میرا نام ماہاریان ہے آپ کی سالی ہونے کا رتبہ مجھے ملنے والا ہے۔ماہا نے مسکرا کر کہا زرجان پہلی بار ماہا کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ رہا تھا جو بہت خوبصورت تھی مگر زرجان کو اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ مرجان سے ایسے بات کررہی تھی اُس کا دل کررہا تھا جب جب ماہا مسکرائے اُس کے لیے مسکرائے اور اُس وجہ سے مسکرائے نہ کے کسی اور کی وجہ سے زرجان خود کو زرنش کرتا نظریں جھکا گیا تھا جو آج بے ایمان ہونے کو تھی دور کھڑی عروہ نے جلتی آنکھوں سے زرجان کی محویت نوٹ کی تھی۔

صرف باتے کروگی یا رسم بھی کروگی۔مہرین نے کہاتوماہانے سر پہ ہاتھ مارا۔

اوپس سوری میں بھول گئی۔ماہااتنا کہتی رسم ادا کرنے لگی بیک گراؤنڈ میں پہلے جو ہلکہ سا میوزک بج رہا تھاوہ اب تیز ہوگیا تھاسب لوگ اب ڈانس فلور کی طرف آتے ڈانس کرنے میں مگن تھے جو اسٹیج کے پاس ہی تھا شاہ ویر حیات کا ہاتھ پکڑ تالا یا تھااب دونوں بھی ہلکے ہلکے ڈانس کے اسٹیب کر رہے تھے ملیحہ مسکرا کر سب دیکھ رہی تھی جب کی مرجان ابھی صدمے کے زیر اثر تھا اس کو اپنا وجود زلزلوں کی زد میں آتا محسوس ہو رہا تھاماہا پر سکون ہوتی مرجان کی حالت دیکھ رہی تھی آج اتنے سال بعد اس کے جلتے دل کو قرار ملا تھا۔

کین وی ڈانس۔زرجان اپنا ہاتھ ماہا کے سامنے کرتا بولا۔ماہا نے ایک آئبرو اُپر کرکے زرجان کو دیکھا۔

ابھی تو ہم یونی میں نہیں سو ہمارے بیچ ٹیچر اسٹوڈنٹ کا رشتہ نہیں۔زرجان نے چمکتی نظروں سے اس کو دیکھ کر کہا کوئی اور وقت ہوتا تو ماہا انکار کر دیتی مگر آج اُس کا موڈ بہت اچھا تھا جس وجہ سے اس نے اپنا نازک ہاتھ زرجان کے ہاتھ پہ رکھا زرجان کتنے پل بے یقین سا اپنے ہاتھ کے اُپر ماہا کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتا رہا تھا پھر اپنا ہاتھ زور سے بند کیا جس میں ماہا کا ہاتھ تھا۔

زرجان ماہا کو لیکر اسٹیج پہ آیا تبھی میوزک چینج ہو گیا تھا مگر پھر جو سونگ آن ہوا تھا ماہا کے ساتھ ساتھ زرجان کے ہوش بھی اُڑ گئے تھے کہاں اُس نے رومانٹک سا گانا ڈی جے کو پلے کرنے کا کہا تھا اور اب اُس نے جانے کسی صدی کا سونگ چلایا ہوا تھا۔

یہ کیا ہے۔ماہا نے کینہ توز نظروں سے زرجان کو دیکھ کر کہا جو خود پریشان سا تھا کیونکہ سب لوگوں کی نظریں ان پہ تھی جو گانا شروع ہونے کے بعد بھی بس چپ کھڑے تھے۔شاہ میر،حیات،شاہ ویر گھر کے باقی سب لوگ بھی دلچسپی سے ان کو دیکھ رہے تھے

پتا نہیں میں خود نہیں جانتا سنگر کیا بول رہا ہے کیا گا رہا ہے۔زرجان نے منمناتے ہوئے کہا۔

ڈانس آتی تو ہے نہ؟ماہا نے کنفرم کرنا چاہا۔

بلکل آتی ہے جو چل رہا میں تو اُس میں بھی سلمان خان کو پیچھے چھوڑ دوں۔زرجان نے گردن اکڑا کر کہا

تمہیں تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ماہا نے طنزیہ کہا تو زرجان چپ ہو گیا۔

آجا نہ چھو لے میری چنری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صنم کچھ نہ بولوں تجھے

میری قسم۔

زرجان ہونک ساماہا کو دیکھ رہا تھا جو اب ماہرانہ طریقے سے ڈانس کے اسٹیپ لے رہی تھی ساتھ میں اپنے لہنگے کو بھی گُھما رہا تھا۔

آج تو میں گیا۔زرجان بالوں میں ہاتھ پھیرتا بڑبڑایا۔

آئی جوانی سر پہ میرے

تیرے پہ کیا کروں جوانی

بے رحم۔

آجا نہ چھو لے میری چنڑی

صنم کچھ نہ بولوں تجھے

میری قسم۔

آئی جوانی سر پہ میرے

تیرے پہ کیا کروں جوانی

بے رحم۔

آ جانہ چھولے میری چنڑی

صنم کچھ نہ بولوں تجھے

میری قسم۔

چنڑی۔۔۔۔۔۔۔۔چنڑی۔۔۔۔

چنڑی۔۔۔۔۔۔۔۔چنڑی۔۔۔

۔۔۔۔۔چنڑی۔۔۔۔۔۔۔۔

حیات نے شاہ ویر کے کان میں کچھ کہا جس پہ شاہ ویر کی آنکھیں بھی شرارت سے چمک اُٹھی پھر وہ دونوں اُٹھ کر ملیحہ اور مرجان کے پاس آئے ملیحہ کے بار بار منع کرنے کے بعد بھی حیات نے اس کو اپنے ساتھ کھڑا کیا جب کی مرجان کو شاہ ویرا سٹیج پہ لے آیا۔

میری چنڑی لال رنگ کی شرمائے گھبرائے

توں جوڑا لے اُس پہ نظر تو اور لال ہو جائے۔

چنڑی۔۔۔۔۔۔۔۔چنڑی

چنڑی۔۔۔۔۔۔چنڑی۔۔۔۔

-----چنری----

ماہانے اپنا گولڈن کلر کا ڈوپٹہ لہراتے زرجان کو دیکھ کر ڈانس کے اسٹیپ کیے جس پہ زرجان اس کے پاس آیا۔

تیری چنری لپٹ لپٹ کر
پاگل مجھے بنائے پہلے سے
ہی تڑپ رہا تھا اور مجھے تڑپائے
جانے تمنا کرنا ایسے ستم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرجان ماہا کے گرد گھومتا آس پاس سے بیگانہ ہو گیا تھا ماہا مسکرا کر اس کی طرف پلٹی تھی زرجان سانس روکے بس اس کو دیکھ رہا تھا۔

کچھ نہ میں بولوں مجھے
میری قسم

آئی جوانی سر پہ میرے

تیرے پہ کیا کروں جوانی

بے رحم۔

آجا نہ چھو لے میری چنری

صنم کچھ نہ بولوں تجھے

میری قسم۔

آئی جوانی سر پہ میرے

تیرے پہ کیا کروں جوانی

بے رحم۔

آجا نہ چھو لے میری چنری

صنم کچھ نہ بولوں تجھے

میری قسم۔

چنری۔۔۔۔۔۔۔۔۔چنری۔۔۔۔

چنری۔۔۔۔۔۔۔۔۔چنری۔۔۔

۔۔۔۔۔چنری۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماہانے ڈانس کرنے وقت انجانے میں اپنا ہاتھ عین زرجان کے سینے پہ دل کے مقام پہ رکھا تھا اور اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے تو زرجان نے آہستہ سے اپنے قدم پیچھے کی طرف لیے۔

گانا ختم ہوتے ہی ماہا فورن سے اسٹیج سے اُتر گئی تھی زرجان ساکت سا گزرے پلوں کے زیر اثر تھا مگر فرزام اس کو نیچے لیں آیا تھا سٹیج سے۔

آج تو بڑی سشمیتا بنی ہوئی تھی۔ماہا پانی پی رہی تھی جب ملیحہ پاس آتی شرارت سے بولی

بکواس نہیں کرو۔ماہانے مصنوعی گھوری سے نواز کر کہا۔

افف اتنا غصہ ویسے میں نے بہت وقت بعد تمہاری ڈانس کرتا دیکھا تمہارا ڈریم تھانہ پڑھائی کے ساتھ لنڈن میں بیسٹ ڈانسر بننے کا۔ملیحہ نے مسکرا کر کہا

ہاں تھا۔ماہا سنجیدہ ہو کر بولی۔

ملیحہ اللہ کو مانو کیوں شرمندہ کرنے پہ تُلی ہو تمہاری جگہ یہ نہیں وہاں جاؤ سٹیج پہ تا کہ لگے لڑکی میں کجھ شرم حیا ہے۔مہرین سخت لہجے میں ملیحہ سے بولی۔

شرم آئے تو شرماؤں نہ۔ملیحہ کوفت سے کہتی کھڑی ہوئی اُس کا رخ اب اسٹیج کی طرف تھا۔

میم ماہا تو آج بہت الگ نظر آ رہی ہے۔احتشام حیرت سے بولا۔

کافی منفردان کے چہرے پہ سنجیدگی سے زیادہ یہ مسکرانا سوٹ کر رہا ہے۔فرزام اس بات پہ متفق ہوتا بولا۔

ٹیچر کے ساتھ کون ڈانس کرتا ہے اور کون ایسے گھور گھور کر دیکھتا ہے۔عروہ زرجان سے بولی جوان کے ساتھ ہو کر بھی نہیں تھا۔

لینگویج دیکھو اپنی۔زرجان نے ڈپٹ کر کہا اس کو اپنی سوچ میں عروہ کا خلل ڈالنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

عروہ تم اپنی دوستوں کے پاس جاؤ۔فرزام نے نرمی سے کہا۔

بٹ بھائی۔عروہ نے کچھ کہنا چاہا پر زرجان وہاں سے چلا گیا تو وہ خاموش ہو گئی۔

ماہی۔مرجان ماہا کے پاس کھڑا ہوتا دھیمی آواز میں بولا ماہا جو موبائل میں مصروف تھی اپنے پاس مرجان کی آواز سن کر ایسے ظاہر کیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔

مجھے بات کرنی ہے تم سے۔مر جان نے پھر کہا

آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں۔ماہانے سر اٹھا یا کر اپنی طرف سے حیرت کا اظہار کیا۔

ہاں تم سے ماہی

ماہا نام ہے میرا ماہاریان۔ماہانے مر جان کی بات بیچ میں ٹوک کر بولی۔

تمہارا نام ماہی ہے۔مر جان اُلجھ کر کہا

ماہاریان۔ماہانے اپنی بات پہ زور دے کر کہا۔

اچھا جو بھی میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔مر جان نے کہا

جیجا جی معافی کس بات کی؟ماہانے پوچھا

تم جانتی ہوں۔

میں کچھ نہیں جانتی۔ماہانے دوبدو جواب میں کہا

اجنبی کی طرح کیوں بیہیو کر رہی ہو جیسے تم مجھے جانتی ہی نہیں؟مر جان نے جھنجھلا کر کہا۔

کیونکہ میں واقع میں آپ کو نہیں جانتی۔ماہانے کندھے اُچکا کر کہا۔

مجھے معاف کر دو۔مر جان نے التجا کی وہ سمجھ گیا تھا وہ نفرت کی وجہ سے ایسے برتاؤ کر رہی ہے۔

ایکسکیوزمی۔ماہا کہہ کر وہاں سے گزر گئی مرجان بس اس کو جاتا دیکھتا رہا وہ اتنا تو جانتا تھا جب ان دونوں کا سامنا ہو گا وہ اس کو بے رخی ضرور دیکھائے گی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کے وہ سرے سے ہی اُس کو پہچان نے سے انکاری ہو گی۔

اب کے مجھے کو دیکھ کر وہ دیکھتا رہ جائے گا

اِس قدر خود کو بدلیں گے خود کو وہ سوچتا رہ جائے گا

❤❤❤❤❤❤❤❤

زرجان کمرے میں لیٹا آج کے فنکشن کی تصویریں دیکھ رہا تھا کچھ پکچر زپرسنلی اس نے اپنی فون میں ماہا کی لی تھی جس پہ اس نے گیلری میں پرائیویسی لگادی تھی اب وہ مسکرا کر ایک پکچر کو سو سو بار زوم کر تا دیکھ رہا تھا پر دوسری پکچر پہ بھی یہی عمل کرتا۔ جاگ رہے ہو؟ شاہ میر زرجان کے کمرے میں آتا بولا شاہ میر کو آتا دیکھ کر زرجان نے اپنی فون کی اسکرین بند کی۔

ڈیڈ آپ یہاں اِس وقت۔زرجان نے پریشانی سے پوچھا۔

ہاں حیات کے پاس تھا سوچا تمہیں دیکھتا چلوں۔شاہ میر نے کہا

حیات کے پاس؟

کل اُس کی رخصتی جو ہے۔شاہ میر اُداسی سے مسکرا کر بولا۔

آپ بیٹھے۔زرجان نے بیڈ کی جانب اشارہ کرتے کہا۔

زرمیری بات غور سے سننا۔شاہ میر کچھ دیر خاموشی کے بعد بولا۔

آپ بولیں۔

میں چاہتا ہوں تم ایم بی اے تین سال لنڈن میں کرو۔شاہ میر کی بات پہ زرجان کا تنگ پل بھر میں فق ہوا تھا تین سال لنڈن مطلب تین سال ماہا سے دوری جو زرجان ایک پل کے لیے بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا۔

ڈیڈ یہ آپ کا کیا کہہ رہے ہیں۔زرجان کو اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی لگی۔

تم بھی تو یہی چاہتے تھے نہ پر مجھے ٹھیک نہیں لگا اِس لیے پر اب سوچ رہا ہوں تمہارے سمسٹر ختم ہو جائے پھر تم لنڈن جانے کی تیاری کرو۔شاہ میر نے وجہ بتائی۔

پر میں اب یہی رہنا چاہتا ہوں۔زرجان نے سنجیدگی سے کہا۔

پر میں اور ماہ تمہیں لنڈن بھیجنا چاہتے ہی۔

وجہ جان سکتا ہوں آپ مجھے اچانک کیوں بھیجنا چاہتے ہیں؟زرجان نے سوال کیا۔

تاکہ تمہارا دماغ بس پڑھائی کی حد تک ہو۔شاہ میر نے جواب دیا زرجان کو لنڈن بھیجنے کی ضد مہرماہ نے کی تھی جو شاہ میر نا چاہتے ہوئے بھی پوری کر رہا تھا۔

اب کونسا سر کس میں ہوتا ہوں۔زرجان چڑ کر بولا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا جو شاہ میر کے ساتھ ایسے بات کی تھی اُس نے۔

زرمیں نے کب کہا ایسا میں بس جو چاہتا تھا وہ تمہیں بتا دیا۔شاہ میر نے نرمی سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

میں یہی سہی ہوں۔زرجان نے فورن سے کہا شاہ میر بس گہری سانس بھر تا رہ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

آج برات کا دن تھا ہر کوئی اپنی تیاریوں میں مصروف ہو چکا تھا سب نے آج بھی ہوٹل جانا تھا جہاں ساری ارینجمینٹ کی گئی تھی شاہ میر آیان کے ساتھ ہوٹل میں ساری ڈیکوریشن کا انتظام دیکھنے گئے تھے تاکہ کوئی کمی پیشی نہ ہو جائے۔

ماہا سارا سامان لے لیا ہے نہ؟مہرین نے عجلت میں ماہا سے پوچھا جو سوٹ کیس گھسیٹ کر آرہی تھی جو ملیحہ کا تھا۔

یس موم بس یہ سوٹ کیس آپ گاڑی میں رکھوا دے بہت بھاری ہے۔ماہا نے کہا

میں رکھواتی ہوں تب تک تم ایک بار پھر ملیحہ کے کپڑے جیولری اور میچنگ کا ہر سامان دیکھ لو۔مہرین نے ہدایت کی۔

اوکے۔ماہا سر ہلاتی اندر کی طرف بڑھی۔

کیا ہوا اُداس ہو؟ماہا اندر آئی تو ملیحہ کو گم سم پایا۔

جب تمہاری شادی ہو گی نہ تو تمہیں بھی اُداسی ہو گی۔ ملیحہ نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

نہ کرو پھر شادی کونسا ہم زبردستی کروا رہے ہیں شادی۔ ماہا سر جھٹک کے بولی۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا یہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے جب لڑکیاں اپنے گھر والوں سے الگ ہوتی ہے تو وہ اُداس ہو جاتی ہے اپنے اندر اُس کو خالی پن سا محسوس ہوتا ہے۔ ملیحہ نے ابھی کی کچھ تفصیل سے بتایا۔

چادر پہن لو پار لر جانا ہے۔ ماہا اس کی بات سن کر بولی۔

ہمم۔ ملیحہ نے بس اتنا کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادی ہے تمہاری اور تم یہاں بیٹھے ہوا بھی تک۔ شاہ ویر مرجان کے کمرے میں آتا بولا

مرجان نے کوئی جواب نہیں دیا جس سے شاہ ویر کی عجیب لگا۔

سب ٹھیک ہے؟ شاہ ویر پاس بیٹھ کر بولا مرجان نے شاہ ویر کو دیکھا جس کی فکر مند نظریں اس کے چہرے پہ جمی ہوئی تھی۔

ماہی کا پتا لگ گیا۔ مرجان سپاٹ انداز میں بولا

واقع کہاں ہیں وہ تمہیں کیسے ملی؟ شاہ ویر نے فورن سے پوچھا۔

ماہاماہی ہے۔مرجان عجیب انداز میں مسکراتا بولا۔

ماہاریان انکل کی بیٹی ؟شاہ ویر نے تصدیق چاہی۔

ہمم۔مرجان مضطرب سا بولا

تم نے پھوپھامیر کے اکلوتے بیسٹ فرینڈ کی بیٹی کو چیٹ کیا تھا۔شاہ ویر کو یقین نہیں آرہا تھا۔

مجھے نام اب پتا چلا ہے اس کا باپ کا کیسے پتا چلتا۔مرجان اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر بولا۔

ملیحہ کی بہن ہے وہ میری مانو تو اس کو سب سچ سچ بتا دو ورنہ بعد میں مسئلا ہو جائے گا۔شاہ ویر نے سنجیدگی سے کہا

وہ عین نکاح کے وقت انکار کر دے گی۔مرجان نے افسوس سے کہا

شادی کے بعد بھی تو پروبلمز ہو گی اچھا ہے رشتے کی شروعات سچائی سے ہو جہاں دونوں کے درمیان کوئی راز نہ ہو سب پیور ہو۔شاہ ویر نے پھر کہا

مجھے محبت ہے ملیحہ سے۔مرجان بے بسی سے بولا

ایسا ہی کچھ اس کی بہن سے کہا تھا۔شاہ ویر کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی طنزیہ ہو گیا۔

شادی کے کچھ عرصے بعد بتا دوں گا پھر اس کے پاس میرے ساتھ رہنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہو گا۔مرجان شاہ ویر کی بات نظر انداز کرتا بولا۔

وہ راستہ کمپرومائزنگ کا ہوگا تم یہ چاہتے ہو وہ پوری زندگی تمہارے ساتھ سمجھوتہ کرے۔شاہ ویر نے تاسف سے اس کو دیکھ کر کہا

جہاں محبت ہو وہاں کمپرومائز کرنا پڑتا ہے۔مرجان نے کہا۔

کیا پتا اس سے پہلے ماما ساری حقیقت سے پردہ اٹھالیں پھر۔

اگر اُس کو ایسا کرنا ہوتا تو کب کا کرچکی ہوتی۔مرجان نے شاہ ویر کی بات پہ کہا

کیا پتا وہ سہی وقت آنے کا انتظار کررہی ہو۔شاہ ویر نے اندازہ لگایا۔

اب ایسا بھی نہیں ہوگا بس میں یہ چاہتا ہوں میں نے جو کیا وہ بات مماڈیڈ یا گھر کے کسی بھی فرد کے سامنے لیک نہ ہو۔مرجان نے سپاٹ انداز میں کہا

باتیں چُھپائے نہیں چُھپتی ہر بھید وقت پہ کُھلتا ہے اِس لیے خود کو ہر طرح سے تیار رکھو۔شاہ ویر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

سب لوگ ہوٹل پہنچ گئے تھے مرجان اور شاہ ویر اسٹیج پہ بیٹھ کر اپنی اپنی دلہن کے آنے کا انتظار کررہے تھے۔مرجان رویل بلیو کلر کی شیروانی پہنی تھی جس پہ وہ ہمیشہ کی طرح سمارٹ اور ڈیشنگ لگ رہا تھا شاہ ویر نے ڈارک بلیو کلر کی شیروانی پہنی تھی جو اس

پہ انتہا کی بچ رہی تھی اُپر سے اس کے چہرے کی چمک مزید اس کو خوبصورت بنا رہی تھی۔

زرجان تم کہاں جا رہے ہو؟ عروہ اپنی میکسی سنبھالتی زرجان سے بولی جو کال پہ بات کرتا باہر کی طرف جا رہا تھا زرجان نے آج وائٹ کلر کا کُرتا اور اس کے ساتھ بلیک کلر کی واسکوٹ پہن رکھی تھی جس سے وہ اپنی مثال آپ لگ رہا تھا بال ماتھے پہ بے ترتیب سے تھے۔

کام ہے۔زرجان نے خلافِ معمول نرمی سے جواب دیا۔

اچھا میں کیسی لگ رہی ہوں۔عروہ نے خوش ہو کر پوچھا جب کی اس کی بات سن کر زرجان نے اپنا سر اٹھایا تو اس کی نظر سامنے آتی ماہا پہ پڑی تو آنکھیں جھپکنا بھول گئ زرجان کی نظریں ماہا پہ ٹِک گئ تھی جو اسکن چولی کے ساتھ بلیو کلر کے لہنگے میں کسی اپسرہ کو بھی مات دے رہی تھی چہرے پہ ہلکہ سا میک اپ کیا ہوا تھا جب کی بال کھلے ہوئے تھے عروہ نے زرجان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو جل بھن کر خاک ہوئی۔

زرجان موم کو کہیں دیکھا ہے تم نے مجھے یہ میٹھائی کا ڈبہ دینا تھا۔ماہا زرجان کے پاس آتی بولی جو یک ٹک اس کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو راحت پہنچا رہا تھا۔

زرجان۔ماہا نے پھر پوچھا تو وہ ہوش میں آیا عروہ اِس بیچ وہاں سے چلی گئی تھی۔

آنٹی مما اور مامی چچی یہ سب میک اپ روم میں ہیں۔زرجان نے بتایا۔

اچھا میں بھی جاتی ہوں تم یہ یو ایس بی ڈی جے کو دینا اِس میں سونگز ہیں اور دیکھنا کل کی طرح کچھ نہ ہو۔ماہا نے کہا تو زرجان نے مسکرا کر سر ہلایا پھر ایک خیال آتے ہی بول پڑا۔

آپ کا پارٹنر میں بنوں گا۔زرجان کی بات پہ ماہا نے عجیب نظروں سے دیکھا تو زرجان گڑبڑا گیا

میرا مطلب تھا ڈانس پارٹنر۔زرجان نے وضاحت کی تو ماہا نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

دونوں دلہنوں کو اسٹیج پہ بیٹھا دیا گیا تھا کچھ دیر میں نکاح بھی ہو گیا تھا ملیحہ ریان اب ملیحہ مرجان جب کی حیات میر اب حیات شاہ ویر بن چکی تھی سب لوگ باری باری ان کو مبارکباد دیتے جا رہے تھے جو شاہ ویر تو خوش اسلوبی سے وصول کر رہا تھا مگر مرجان چاہ کر بھی خوش نہیں ہو پا رہا تھا۔مرجان نے ایک نظر پاس بیٹھی ملیحہ پہ ڈالی جس نے ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا پہنا تھا پھر دوسری سامنے جہان ماہا آ رہی تھی بیک گراؤنڈ میں گانا چل رہا تھا اب شاید ماہا نے ڈانس کرنا تھا کیونکہ اس کے پیچھے بہت ساری لڑکیاں بھی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Ballay ballay ni dor panjaban di

Ho ballay ballay ni dor panjaban di

Ho jutti khal di marona nio chal di dor panjaban di

Ho jutti khal di marona nio chal di dor panjaban di

!!!!Ho ballay ballay

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہا اسٹیج کے سامنے کھڑی ہوتی ڈانس کے اسٹیپ لینا شروع کر چکی تھی سب لوگ ستائش بھری نظروں سے اس کو دیکھ رہے تھے شاہ میر کی نظریں زرجان کی چمکتی آنکھوں پہ تھی مہر ماہ بس پریشان ہو رہی تھی۔

Raat ki rangeeni dekho

Kiya rang lai hai

Hathon ki mehindi bhi jaise

Khil-khil aae hai

زرجان بنا کسی کی پرواہ کیے جان لُٹاتی نظروں سے ماہا کو دیکھ رہا تھا جس کی نظریں ڈانس کے اسٹیپ کرتے مرجان پہ تھی حیات اپنے چہرے سے گھونگھٹ ہٹاتی ماہا کا خوبصورت ڈانس دیکھ رہی تھی اُس کی حرکت پہ مہرماہ نے باقاعدہ اپنا سر پکڑ لیا تھا شاہ میر مسکراہٹ دباتا مہرماہ سے دور کھسک گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Mastiyon nay aankh yun kholi

O..jhumti dhadhkan yahi boli

Balay balay....

Ho ballay balay nache hai ye bawara jiya

Balay balay le jaega sanwara piya

Jale jale naino mai jaise pyaar ka diya

Ballay balay nache hai ye bawara jiya

Balay balay le jaega sanwara piya

زرجان اپنی واسکوٹ اُتارتا ماہا کے پاس آیا جو گول گول گھومتی ڈانس کے اسٹیپ لیں رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Jee bhar k aaj naach le

Aaa saari raat nach le

Sharmana chod nach le

Naach le...oye oye!!

زر جان ماہا کے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا جب اُس کا کندھا ماہا کے کندھے سے ٹکرا گیا تھا جو ڈانس کرتے وقت ماہا نے محسوس نہیں کیا پر زر جان کے دل نے زور سے اسپیڈ پکڑ لی تھی۔

Chahnay laghe dil jisse ussi p addh jayee
Door na rahe yaar say aankh jab ladh jayee
Ho jaha bhi ho raasta ussi p mod jaayee
Koi pyaar ka rang sa badan mai chid jayee.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Khowab aankho mai sajayeega piya k sang re
Gin gin gin gin k ab din aae wo piya k sang--

O ballay ballay....

o ballay balay nache hai ye bawara jiya

Balay balay le jaega sanwara piya

Jale jale naino mai jaise pyaar ka diya

Ballay balay nache hai ye bawara jiya

Balay balay le jaega sanwara piya

زرجان اور ماہا سٹیج پہ آتے اُن چاروں کو بھی اپنے ساتھ ڈانس کے لیے کھڑا کیا تھا گانا ختم ہوتے ہی باقی سب لوگوں نے زور شور سے تالیاں بجانا شروع کردی تھی۔

یہ لیں۔ماہا دور صوفے پہ تھکن زدہ ہو کر بیٹھی ہی تھی جب زرجان نے پانی کا گلاس اُس کے سامنے کیا۔

شکریہ۔ماہا نے گلاس پکڑ کر کہا۔

آپ ڈانس بہت اچھا کرتی ہیں۔زرجان فاصلے پہ بیٹھ کر بولا۔

تم بھی کم اچھا نہیں کرتے۔ماہا نے ایک سانس میں پانی کا گلاس خالی کرکے کہا۔

میں نے بس ایسے ہی۔زر جان اتنا کہتا کان کی لو کھجانے لگا جبھی منہاج ان کے پاس آ کر

بولا۔

زر بھائی رخصتی ہونے والی ہے آپ کو وہاں بلا رہے ہیں۔منہاج کہہ کر چلا گیا تو وہ

دونوں بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ملیحہ اور حیات کو قرآن کے سائے میں رخصت کر دیا گیا تھا ملیحہ ریان کے گلے لگ کر

خوب روئی جب کی حیات مہرماہ کے خوب ڈانٹنے پہ بھی ایک مصنوعی آنسو تک نہیں

بھایا بس شاہ میر کے ساتھ لگ کر خوب ساری بات کی جو شاہ میر بڑی توجہ سے سن رہا

تھا۔

❤❤❤❤❤

شاہ ویر کمرے میں آیا تو حیات کو دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا جو اپنے شادی کے

جوڑے میں ملبوس فروٹس کھانے میں مصروف تھی۔

اسلام علیکم!!!شاہ ویر بیڈ پہ بیٹھ کر بولا

وعلیکم اسلام!!حیات اتنا سلام کا جواب دیتی بیڈ سے نیچے لٹکتا اپنا ڈوپٹہ اُٹھا کر اوڑھا شاہ

ویر حیرت سے اُس کی ساری کروائی ملاحظہ فرما رہا تھا جس نے اب اپنا چہرہ چھُپا لیا تھا۔

میری منہ دیکھائی۔حیات نے اپنا نازک ہاتھ اس کے سامنے کیا شاہ ویر مسکرا دیا

تو ساری نوازش منہ دیکھائی کی وجہ سے تھی۔شاہ ویر نے کہا تو حیات نے اپنا سر ہلایا۔

میں نے تو تمہارا خوبصورت چہرہ دیکھ لیا۔شاہ ویر حیات کا ہاتھ پکڑ کر وہاں اپنے لب رکھ کر بولا جس پہ حیات بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی۔

دوبارہ نہیں دیکھنا کیا۔حیات خود کو کمپوز کرتی بولی۔

دیکھنا ہے نہ ہر لمحہ۔شاہ ویر نے اتنا کہہ کر ڈوپٹہ اس کے چہرے سے ہٹا دیا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔شاہ ویر نے عقیدت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دے کر کہا جس پہ حیات نے سکون سے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کا لمس محسوس کیا۔

منہ دیکھائی۔حیات نے پھر کہا۔

یہ لو۔شاہ ویر نے اپنی جیب سے مخملی کیس نکال کر سامنے کیا حیات نے جھٹ سے پکڑ کر کھولا تو اس میں خوبصورت سی رنگ تھی۔

اِٹس سو بیوٹیفل۔حیات نے انگھوٹی پکڑ کر کہا۔

پسند آئی۔شاہ ویر نے پوچھا

افکورس اگر ڈائمنڈ کی نہ ہوتی تو بھی۔حیات نے مسکرا کر کہا۔

پہنا دوں؟شاہ ویر نے اجازت چاہی تو حیات نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کیا جو شاہ ویر نے بڑی چاہت سے تھام لیا۔

❤❤❤❤❤

تمہاری منہ دیکھائی۔مرجان نے ایک بوکس ملیحہ کی طرف بڑھا کر کہا۔

شکریہ۔ ملیحہ نے بوکس سائیڈ پہ رکھ کر کہا۔

دیکھو گی نہیں کیا ہے اُس میں؟ مرجان نے سوال کیا۔

دیکھتی ہوں۔ ملیحہ نے اپنے سر سے ڈوپٹہ اُتار کر کہا۔

بہت اچھا ہے۔ ملیحہ نے بوکس کھول کر کہا جس میں ہیرو کا جگمگاتا بریسلیٹ تھا۔

تم سے زیادہ نہیں۔ مرجان نے اُس کے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھ کر کہا۔

کوئی پریشانی ہے۔ ملیحہ نے پوچھا اس کو مرجان کی مسکراہٹ مصنوعی لگی تو پوچھنے کا سوچا۔

ارے واہ ابھی سے سمجھنے لگی ہو۔ مرجان نے شرارتً کہا۔

آپ بتائے نہ۔ ملیحہ بضد ہوئی۔

دیکھو ملیحہ زندگی میں کبھی تمھیں لگے نہ پتا کوئی بات تو یہ سوچ کر مجھ سے ناراض نہ ہو جانا کے میں نے کیوں تم سے بات چھپائی بلکہ یہ سوچنا کے ایسی کیا بات تھی جو میں نے تمھیں نہیں بتائی۔ مرجان ملیحہ کا حنائی والا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر کہا۔

مجھے یہ دونوں چیزیں سوچنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ملیحہ کی بات پہ مرجان نے نا سمجھی سے اس کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے پتا ہے آپ کبھی ایسا وقت آنے ہی نہیں دے گے۔ ملیحہ نے پُر یقین انداز میں کہا تو

مرجان نے افسردہ سانس خارج کی۔

❤❤❤❤❤❤❤

مہرماہ واشروم سے چینج کر کے نکلی تو کمرہ خالی پایا وہ سمجھ گی شاہ میر کہاں ہو گا اِس لیے

تولیہ صوفے پہ رکھ کر کمرے سے باہر نکل کر حیات کے کمرے میں آئی جہاں شاہ میر

خاموش سا کمرے کی ہر چیز کو چھو کر دیکھ رہا تھا۔

شاہ ابھی تک یہاں ہو سونا نہیں کیا۔ مہرماہ نے شاہ میر کو افسردہ دیکھ کر کہا۔

نیند نہیں آ رہی آپ جا کر سو جائے میں بعد میں آ جاؤں گا۔ شاہ میر آنکھوں کی نمی کو

اندر دھکیلتا آرام سے بولا۔

شاہ تمہاری ڈول پاس والے گھر میں ہی تو ہے پھر یہ اُداسی کیوں؟ مہرماہ نے اُس کے

کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

باپ ہوں بیٹی شادی کے بعد پاس رہے یا قریب اس کی کمی تو محسوس ہوتی ہے نہ۔ شاہ

میر زبردستی مسکرا کر بولا۔

شاہ تم حیات سے مجھ سے زیادہ چاہتے ہو۔ مہرماہ نے نروٹھے پن سے کہا مقصد اس کا

دھیان بٹانا تھا۔

ایسا نہیں آپ کا مقام الگ ہے حیات کا الگ وہ میری بیٹی ہے۔شاہ میر اس کے دونوں ہاتھ تھام کر کہا۔

مسکراؤ پھر۔مہر ماہ نے کہا تو شاہ میر مسکرا دیا۔

شاہ تم پریشان نہ ہو حیات کے بارے میں وہ اپنی نانو اور ماموں کے گھر میں ہے ویر بہت چاہتا ہے اُس کو۔مہر ماہ نے شاہ میر کو ریلیکس کرنے کی خاطر کہا۔

آپ کے کہنے پہ میں نے اِس رشتے کی حامی بھری ورنہ میرا ارادہ گھر داماد بنانے کا تھا۔شاہ میر نے مہر ماہ کی معلومات میں اضافہ کیا جس پہ مہر ماہ بس اس کو گھور سکی۔

❤❤❤❤❤❤

ناشتہ تیار ہے؟مہرین نے ماہا سے پوچھا جو کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔

جی میں نے سیٹ کر لیا ہے سب آپ جائے صبح کے نو بج رہے ہیں۔ماہا نے کہا

کیوں کیا تم نہیں چل رہی ہمارے ساتھ؟مہرین نے پوچھا۔

نہیں میرا کیا کام وہاں۔ماہا نے کندھے اُچکا کر کہا۔

بہن ہے وہ تمہاری ناشتہ لیکر جا رہے ہیں ہم وہاں تمہارا آنا لازم ہے۔مہرین نے دو ٹوک کہا

آپ ڈیڈ اور ولی کے ساتھ جا تو رہی ہیں۔ماہا نے کوفت سے کہا

مجھے کچھ نہیں سننا دس منٹ ہے تمہارے پاس جلدی سے آجانا۔مہرین نے حکیمہ انداز میں کہا جس پہ ماہا کو ناچار اٹھنا ہی پڑا۔

❤❤❤❤

زرجان نائٹ سوٹ پہنے بکھرے بالوں سمیت سیڑھیاں اُتر رہا تھا جب اُس کی نظر ہال میں بیٹھی ماہا پہ پڑی تو اُس نے ایک نظر خود کو دیکھا پھر اُپر واپسی کے لیے ڈور لگائی۔

مہرو اور میر صبح سویرے ہی حیات کی طرف گئے ہوئے ہیں۔ہانم بیگم نے مہرین کو بتایا۔

اچھا ہم زرہ لیٹ ہو گئے۔مہرین نے کہا

آپ کو لیٹ نہیں ہوا میر کو جلدی تھی بس۔حیدر خان نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

تم کیوں خاموش ہو؟ریان نے مرجان سے پوچھا

خاموش تو نہیں میں۔مرجان نے زبردستی مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر کہا

منہ دیکھائی میں کیا ملا۔ماہا نے پوچھا تو ملیحہ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اُس کے آگے کیا۔

نائیس۔ماہا نے بس اتنا کہا۔

اسلام علیکم!!!زرجان براؤن ٹی شرٹ وائٹ جینز پینٹ پہنے ڈھیر پرفیوم لگائے ہشاش بشاش لہجے میں بولا۔

وعلیکم اسلام!!تمہارا چہرہ تو ایسے چمک رہا ہے جیسے شادی کی پہلی صبح مرجان کی نہیں تمہاری ہے۔ریان نے مرجان کی خاموشی پہ ٹونٹ کر کے زرجان کو بھی آڑے

ہاتھوں لیا جس کے گیلے بال ماتھے پہ چپکے ہوئے تھے چہرہ اور آنکھوں کا رنگ ماہا کی موجودگی بھی چمک اُٹھا تھا۔

بھائی کی تو ہے نہ تو بس فلحال ان کی شادی پہ خوش ہوں اپنی باری جب آئے گی تو دیکھا جائے گا۔زر جان اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا کر بولا۔

میں کیسے بھول گیا تم میر کی کاربن کاپی ہو۔ریان اس کی حاضر جوابی پہ کلس کر بولا

ڈیڈ بولتے ہیں میں مما پہ گیا ہوں بس آنکھیں اُن سے چُرائی ہے۔زر جان نے معصومیت سے کہا

ناشتہ ٹیبل پہ لگا دیا ہے آجائے آپ سب لئے لوگ۔ہانیہ نے کہا تو سب اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

❤❤❤❤

کوئی مسئلا ہوا تو فورن سے مجھے بتانا اگر ویر تنگ کرے یا کوئی بات نہ مانے تو بھی پھر میں جانوں اور ویر۔شاہ میر نے اپنی سینے پہ سر ٹکائے بیٹھی حیات سے بولا جو مسکرا کر اس کی باتیں سن رہی تھی۔

شاہ اب بس بھی کرو۔مہرماہ نے بیزار ہو کر کہا

مما یہ ہم دونوں باپ بیٹی کا پرسنل معاملہ ہے سو پلیز۔حیات نے زچ کرنے والی مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر کہا تو مہرماہ کا منہ کھل گیا اس نے شاہ میر کو دیکھا جو سر

جھکائے اپنی مسکراہٹ دبا کر رہا تھا مہرماہ کا دل کیا رونے لگ جائے مگر اپنی عمر کا سوچ کر ان کو نظر انداز کر دیا۔

مما کا ناراض کر دیا نہ۔شاہ میر نے آہستہ آواز میں حیات سے کہا

آپ منا لیجیئے گا۔حیات نے آرام سے مشورہ دیا۔

وہ تو منا لوں گا تم چل رہی ہو نہ ہمارے ساتھ ابھی۔شاہ میر نے پوچھا۔

جی بلکل مجھے زر سے بھی کام ہے۔حیات نے بتایا۔

تمہیں کوئی سامان لینا ہے تو لوں ریان کے بہت میسجز آ چکے ہیں۔شاہ میر نے اپنا موبائل دیکھ کر کہا۔

میں اپنا فون لوں کمرے سے بس۔حیات شاہ میر سے دور ہوتی بولی شاہ میر نے مہرماہ کو دیکھا جو ثانیہ سے بات کرتے خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی۔

شاہ میر مہرماہ اور شاہ ویر حیات گھر آئے تو سب کو انتظار کرتا پایا۔

سوری دیر ہو گئی۔مہرماہ سب ملتی معذرت خواہ لہجے میں بولی۔

آپ آج اتنی چُپ کیوں ہیں؟زر جان سے رہا نہیں گیا تو پوچھ لیا وہ نوٹ کر رہا تھا جب سے وہ نیچے آیا ہے ماہا نے ایک لفظ تک نہیں بولا۔

باتیں نہیں میرے پاس کرنے کے لیے۔ماہا جواب دیتی ملیحہ کے پاس چلی گی جس پہ زرجان کا منہ اُتر گیا۔

تمہارے چہرے پہ کیوں بارہ بجے ہوئے ہیں۔حیات زرجان کے پاس بیٹھتی آرام سے بولی۔

بارہ بجے یا تیرہ چودہ آپ کو کیا۔زرجان نے حیات کو دیکھ کر کہا۔

چار سال بڑی بہن ہوں مگر مجال ہے جو میری عزت ہو تمہاری نظر میں۔حیات بُرا مان کر بولی۔

اب ایسا بھی نہیں آپ خوامخواہ سیریس ہو گئ۔زرجان کو اپنے روڈ بیہیویر کا احساس ہوا تو فورن سے کہا۔

اگر ایسا نہیں تو میں جو کہوں گی وہ میں بات مانوں گے۔حیات دل میں خود کی اداکاری پہ شاباشی دیتی ہوئی بولی۔

میں کیسے بھول گیا جیسے آپ ڈیڈ کی ڈول ہے ویسے ہی مما کی نظر میں ڈرامہ کوئین ہے۔زرجان اپنا سر نفی میں ہلاتا ہوا بولا۔

زیادہ بنو مت کل ہمارا ولیمہ ہے تو میں چاہتی ہوں جیسے تم نے مہندی اور شادی کے دن ڈانس کیا تھا کل گانا گاؤ میرے لیے۔حیات نے چہک کر کہا زر جان نے حیات کو ایسے دیکھا جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو اُس نے جو سنا وہ واقع سچ ہے۔

میں زر جان میر ہوں عاطف اسلم نہیں۔زر جان نے اپنی پہچان کروائی۔

پتا ہے مجھے عاطف اسلم کی تو ایک بات بھی تم میں نہیں پر میری بات مان لوں گانا گانا سچی میرا دل خوش ہو جائے گا۔حیات نے مسکین شکل بنا کر کہا

مجھے نہیں آتا۔زر جان نے ہڑی جھنڈی دیکھائی۔

میری آنکھ سے بس ایک آنسو نکلے گا پھر تم ایک گانا تو کیا ڈیڈ تم سے پورا البم گانے کا کہے گے۔حیات نے اب کی دھمکی دی۔

کیا یار آپی مجھے نہیں گایا جاتا گانا۔زر جان جھنجلا کر بولا

تمہاری آواز اچھی ہے پلیز میری خاطر ایک دفع گانا گانے میں کیا ہے دوسری بات یہ مجھے پتا ہے کبھی تمہیں کسی کام کے لیے میری ضرورت پڑے گی اِس لیے مجھ سے بنا کر رکھو۔حیات نے لالچ دیتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے۔زر جان نے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

شاہ تم کیسے بھی کر کے زر کو راضی کر و لنڈن جانے کے لیے۔مہر ماہ نے سنجیدگی سے شاہ میر سے کہا

بات کی تھی میں نے پر وہ راضی نہیں اب میں زبردستی تو نہیں کر سکتا نہ۔شاہ میر نے جواب دیا۔

شاہ ایسا نہ ہو بعد میں پچھتانا پڑے۔مہر ماہ نے پھر کہا

پچھتاوا کیسا ماہ نہ میں زر کے دل سے ماہا کی محبت نکال سکتا ہوں اور نہ ہی ایسا کرنا زر کے اختیار میں ہے۔شاہ میر بھی اب سنجیدہ ہوا

محبت نہیں ہے یہ بس اٹریکشن ہے جو زر کو ہوئی ہے ماہا کی خوبصورتی دیکھ کر جس سے وہ اپنے اور اُس کے درمیان چھ سال کو بھی فراموش کر بیٹھا ہے۔مہر ماہ کی بات پہ شاہ میر کو افسوس ہوا۔

میں آج تک ایک بات نہیں سمجھ پایا کے کوئی کسی کو محبت کو پہلے یا وقت پہ کیوں نہیں سمجھ سکتا ہے کئی سال پہلے میری محبت بھی آپ سب کو میرا بچپنا لگا تھا اور اب زر کی محبت آپ کو اٹریکشن لگ رہی ہے ہم کسی کے دل کی حالت سے واقف نہیں ہوتے پر ہمیں دوسروں کی محبت کو سمجھنا اور اس کی قدر کرنی چاہیے نا کہ کبھی بچپنا کبھی وقت اٹریکشن کبھی نادانی تو کبھی کجھ تو کبھی کجھ میں باپ ہوں زر کا اگر وہ مجھ سے اِس معاملے

میں بات کرے گا تو میری پوری سپورٹ ہو گی اُس کے ساتھ۔شاہ میر نے اٹل انداز میں کہا۔

میرے دل میں تمہارے لیے جذبات تھے شاہ پر ماہا سب سے الگ ہے وہ کبھی زر کو قبول نہیں کرے گی اِس لیے بار بار دھتکارنے سے اچھا ہے وہ ایک بار سہی معنوں میں دھتکار حاصل کرے۔مہرماہ اپنی بات پہ قائم رہی۔

آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں محبت اتنا کمزور جذبہ نہیں وہ اپنا آپ منوا لیتی ہے جیسے آپ کا دل پگھلا تھا ماہا کا دل بھی زر کے لیے پگھل جائے گا۔شاہ میر نے مہرماہ کو بیڈ پہ بیٹھا کر سمجھانے والے انداز میں کہا۔

تم سب لوگوں نے قسم کھائی ہوئی ہے مجھے پریشان کرنے کی پر میں بتا رہی ہوں میں زر کو دُکھی نہیں دیکھ سکتی۔مہرماہ نے سر ہاتھوں میں گرا کر کہا۔

پریشان نہیں ہو آپ وقت ابھی نہیں آیا جب آئے گا تو دیکھا جائے گا اللہ نے اگر زر کے دل میں محبت ڈالی ہے تو یقیناً اُن کے ملنے کا بھی کوئی نہ کوئی سبب بنایا ہو گا۔شاہ میر پریقین ہو کر بولا مہرماہ خاموشی سے اُس کو سنتی رہی۔

❤❤❤❤

آج اُن چاروں کا ولیمہ تھا جو گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا باقی فنکشنز کی نسبت مہمانوں کو بھی کم انوائٹ کیا گیا تھا۔

مرجان ملیحہ نے سیم کلر کی ڈریسنگ کی تھی مرجان نے گولڈن کلر کی شیر وانی پہنی تھی تو ملیحہ نے گولڈن کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا جس سے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

شاہ ویر اور حیات نے بھی سیم کلر کی ڈریسنگ کی تھی شاہ ویر نے براؤن شیر وانی پہنی تھی تو حیات نے براؤن کلر کا لونگ فراق پہنا تھا۔

زرجان نے آج بلیک کلر کا شلوار قمیض پہنا تھا ساتھ میں کندھے پہ بلیک شال پہنی تھی جس وہ بہت باوقار لگ رہا تھا۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

ماہانے سی گرین کلر کا سادہ سا فراق پہنا تھا جو گھٹنوں تک تھا بھورے بال کھلے ہوئے تھے چہرہ میک اپ سے پاک تھا مگر وہ اپنے سادہ حلیے میں بھی سبھی لڑکیوں کو مات دے رہی تھی۔

سیلفی ہو جائے ایک۔ماہا ملیحہ کے پاس جا رہی تھی جب حیات نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا ماہانے سوچا انکار کر دے مگر اس کی مسکراہٹ دیکھ کر انکار نہ کر سکی۔

زرجان اسٹیج سے دور تھا جب اُس کے موبائل پہ میسج ٹون بجی جیب سے موبائل نکال کر دیکھا تو حیات کا میسج تھا جس میں لیکھا تھا اپنی آواز کا سُر چاروں طرف پھیلا دوں۔زرجان نے حیات کو دیکھا جو مسکرا کر اُس کو دیکھ رہی تھی زرجان نے دوسری نظر دور چیئر پہ منت کے ساتھ بیٹھی ماہا کو دیکھا یکلخت اس کے دماغ میں ایک خیال آیا تو چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔

منہاج۔زرجان نے منہاج کو آواز لگائی۔

جی بھائی۔منہاج فورن پاس آتا بولا۔

تمہارے پاس گیٹار ہے نہ وہ لیکر آنا زرہ۔زرجان نے کہا۔

آپ گانا گائے گے؟منہاج نے اشتیاق سے پوچھا۔

ہم زر جان نے بس اتنا کہا منہاج خوش ہوتا اندر کی طرف گیا زر جان بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسٹیج پہ مائک کی طرف گیا۔

Yun he nh tujh p dil ye fida hai

Sab say to alahida Sab say juda hai

Yun he nh tujh p dil ye fida hai

Sab say to alahida Sab say juda hai

Na mumkin tumsa koi chihra mil pana

!!!!!!!!!

Dil mera chahe jab bhi to aae

Tujh say mai kah du wapas na jana

Banhu mai Teri sari shab jagu

Aankho say dekho subah ka aana!!

Dil mera chahe jab bhi to aae

Tujh say mai kah du wapas na jana

Banhu mai Teri sari shab jagu

Aankho say dekho subah ka aana!!

مہناج جیسے ہی گٹار لایا زرجان نے گانا گانا شروع کر دیا تھا اچانک خوبصورت سن کر سب کا دھیان سامنے اسٹیج پہ زرجان کی طرف گیا تھا جو اپنے ہر ایک لفظ پہ ماہا کو دیکھ رہا تھا ماہا نے خود پہ زرجان کی نظریں بخوبی محسوس کی تھی پر اُس نے اپنا وہم سمجھا تھا حیات گانا سن کر بُرا منہ بنالیا تھا اُس کو لگا تھا زرجان اُس کے لیے گائے گا مگر زرجان نے اپنی پسند کا گایا تھا۔

Milo ge kabhi Jo tum

Batain ge kia ho tum

Milo ab akelay raha jae na

Milo ge kabhi Jo tum

Batain ge kia ho tum

Milo ab akelay raha jae na

Bohat he zarori ho

Khatam sari douri ho

Koi fasla ab saha jae na

Muskhil hai dil ko bin teray samjhana!!!

Dil mera chahe jab bhi to aae

Tujh say mai kah du wapas na jana

Banhu mai Teri sari shab jagu

Aankho say dekho subah ka aana!!

Dil mera chahe jab bhi to aae

Tujh say mai kah du wapas na jana

Banhu mai Teri sari shab jagu

Aankho say dekho subah ka aana!!

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرجان نے اب کی یہ لائنز باقاعدہ ماہا کے پاس آکر گائی تھی جس ماہا بلاوجہ جزبز ہو کر رہ گئی تھی اُس کو سمجھ نہیں آرہا تھا واقع زرجان اس کو گانا سنا رہا تھا یا بس اُس کو لگ رہا تھا مگر جو بھی زرجان کا اس کے پاس گاتا دیکھ کر وہ بُری طرح کنفیوز ہو گئی تھی ایک تو گانے کے بول ایسے تھے دوسرا زرجان کی نظریں۔

Ajab dil ki halat ho

Jo teri ziyarat ho

Nazar ko nazara koi bhaee na

Ajab dil ki halat ho

Jo teri ziyarat ho

Nazar ko nazara koi bhaee na

Ye wo be qarari hai Jo darya si jaari hai

Tera ishq mojh ko baha jae na

Sahil ki tarha tou mojh ko bachana!!!!!

Dil mera chahe jab bhi to aae

Tujh say mai kah du wapas na jana

Banhu mai Teri sari shab jagu

Aankho say dekho subah ka aana!!

Dil mera chahe jab bhi to aae

Tujh say mai kah du wapas na jana

Banhu mai Teri sari shab jagu

Aankho say dekho subah ka aana!!!!!!

زرجان گانا گاتا اسٹیج پہ حیات کے پاس آیا اور اُس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ کھڑا کیا جس پہ حیات جو پہلے منہ بنا کر بیٹھی تھی اُس کا چہرہ کھل اُٹھا تھا دوسری طرف ماہانے بھی سکون کا سانس لیا تھا پہلے زرجان کی حرکت پہ اس کے دل کی رفتار تیز ہو گئی تھی جواب اپنی جگہ پہ آ گئی تھی مہرماہ نے تیز نظروں سے شاہ میر کو دیکھا جس کا دھیان حیات اور زرجان کی طرف تھا۔

کیسا لگا؟زر جان نے حیات سے پوچھا

اچھا تھا پر تم وہ گانا گاتے نہ میرے لیے رب ہنستا ہوا رکھے تم کو۔حیات نے مسکرا کر کہا

وہ مجھے نہیں تھا یاد اِس لیے یہ گایا۔زر جان نے کندھے اُچکا کر کہا

جو بھی پر مجھے اچھا لگا آخر کار پہلی میری بات کا مان رکھا۔حیات واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتی بولی۔

آپ کے تو جتنے بھی کام کر و بعد میں آپ نے یہی کہنا ہوتا ہے پہلی بار میری بات کا مان رکھا۔زر جان کندھے اُچکا کر کہتا آخر میں اُس کی نقل اُتاری جس پہ حیات نے دانتوں کی نمائش کی۔

❤❤❤❤❤❤❤

اپنی آوارہ نظروں کو قابوں میں رکھو۔زر جان کمرے میں بیٹھا ماہا کو سوچتا مسکرا رہا تھا جب مہر ماہ دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر آتی بولی جسے سن کر زر جان پریشان ہوتا کھڑا ہوا۔

ریلیکس مما کیا ہو گیا ہے آپ کو۔زر جان نے آرام سے کہا یہ پہلی بار تھا جب مہر ماہ نے اتنے سخت انداز میں بات کی تھی۔

میرا دماغ خراب ہو گیا ہے زرا گر تم سمجھ رہے ہو میں تمہارے معاملے میں بے خبر ہوں تو اِس بھول سے نکل آؤ کیونکہ میں سب جانتی ہوں۔مہرماہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا

آپ صاف صاف بات کیوں نہیں کر رہی۔زرجان اُلجھ کر بولا

ماہا کے بارے میں جو خرافات تم نے پال رکھی ہیں اس کو نکال دو کیونکہ جیسا تم چاہتے ہو ایسا بلکل نہیں ہو گا۔ماہا کے نام زرجان چونک کر مہرماہ کو دیکھنے لگا مگر مہرماہ کی آخرت بات پہ اُس کو لگا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

اللہ نہ کریں ماں ہو کر کسی باتیں کر رہی ہیں۔زرجان تڑپ کر بولا۔

ماں ہوں اِس لیے کہہ رہی ہوں ایسے راستے کا انتخاب مت کرو جس میں سوائے تکلیف کے کچھ نہ ہو۔مہرماہ نے اب نرمی سے کہا

تکلیفیں کیوں ہو گی اگر آپ سب جانتی ہیں تو میں بتا دو میں ان کو بہت چاہنے لگا ہوں کب کیسے میں نہیں جانتا پر ان کے دور جانے کے خیال سے میرا دل لرز جاتا ہے آپ پلیز ایسا مت کہے۔زرجان مہرماہ کے ہاتھ تھام کر بولا۔

چھ سال بڑی ہے وہ تم سے تمہیں لگتا ہے وہ مان جائے گی اپنا لیں گی تمہیں ریان مہرین یا شاہ مان بھی جائے نہ تو بھی ماہا نہیں مانے گی وہ مختلف ہے۔مہرین نے کہا۔

دیکھنے میں لگتا تو نہیں۔زرجان نے نقطہ نکالا۔

دیکھنے میں لگتا ہو یا نہیں سب کو پتا تو ہے نہ۔ مہر ماہ نے اس کا نقطہ رد کرتے کہا

میں نہیں جانتا مجھے وہ پسند ہے بس۔ زر جان چہرہ دوسری طرف کر کے بولا

بات پسند تک ہی رہنے دو پھر پانے یا حاصل کرنے کی جستجو میں مت پڑنا بہت تکلیف ہوتی ہے اگر کوئی آپ کے سچے جذبات کو ٹھکرا لیں۔ مہر ماہ کی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔

آپ میری لیے دعا کریں وہ مجھے مل جائے کیونکہ میں اِس جستجو میں پڑ چکا ہوں کے وہ ہمیشہ میری رہے میری بن جائے میرے نام کے ساتھ ان کا نام لیا جائے ان کو میری محبت پہ ایمان آجائے بیچ میں چھ سالوں کا فرق نظر نہ آئے میرے اندر موجود اپنے لیے وہ چاہت اور تڑپ دیکھے اگر آپ ایسا نہیں مانگ سکتی تو بس ایک دعا مانگ لیں میرے مرنے کی۔ زر جان آخر میں بے رحمی سے بولا مہر ماہ کا ہاتھ اپنے سینے پہ پڑا۔

چٹاخ۔

زرہ خیال نہیں آیا یہ بات کرتے وقت کل آئی لڑکی کی محبت بیس سال ماں کی محبت سے زیادہ عزیز ہو گئی۔ مہر ماہ نے تھپڑ اس کے گال پہ مار کر غصے سے کہا زر جان اپنے گال پہ ہاتھ رکھتا زمین کو گھور رہا تھا یہ اس کی زندگی کا پہلا تھپڑ تھا جو اُس کو پڑا تھا۔

آپ کی محبت کا کوئی نعم البدل نہیں مما پر ماما کے بنا جینا بھی میرے لیے ممکن نہیں۔ زر جان مہر ماہ کے ہاتھ پہ عقیدت بھرا بوسہ دے کر کہا مہر ماہ بس اُس کو دیکھتی

رہی دروازے کے پار کھڑے شاہ میر نے ان کی ساری باتیں سن کر گہری سانس خارج کی تھی۔

آج یونی جاؤں گی کیا؟ مہرین نے ماہا کو تیار ہوتا دیکھ کر پوچھا

جی موم ایک ہفتہ لیو ہو چکی ہے اب بس جوائن کرنا چاہتی ہوں۔ ماہا نے جواب دیا۔

میں بھی کل سے آیا کروں گی۔ مہرین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اچھی بات ہے میں اب نکلتی ہوں۔ ماہا چادر ٹھیک کرتی بولی

خدا حافظ۔ مہرین نے کہا تو وہ بھی الواعدہ کہتی باہر کی جانب بڑھی۔

ویر ہم ہنی مون پہ کہاں جائے گے؟ حیات نے لیپ ٹاپ پہ کام کرتے شاہ ویر سے بولی۔

حیات ابھی تو نہیں اگلے ماہ دیکھتے ہیں کہاں جانا ہے۔ شاہ ویر نے کہا

مجھے بڑی مشکل سے ہوسپٹل سے چھٹی ملی ہے ویر تو پلیز اس کو ویسٹ نہیں کرو۔ حیات ناراض لہجے میں بولی۔

حیات میری بات کو سمجھو میرا بہت ضروری کیس ہے اِس لیے فلحال میرے پاس گھومنے پھِرنے کا وقت نہیں۔ شاہ ویر نے گہری سانس لیکر اپنا مسئلا بتایا۔

جانے کیا سوچ کر میں تم سے شادی کرنے پہ راضی ہو گئی جس کے پاس اپنی نئی نویلی بیوی کے لیے وقت ہی نہیں۔حیات غصے سے کہتی کمرے سے باہر نکل گئی شاہ ویر نے اپنا سر پکڑ لیا

❤❤❤❤

ہماری شادی کو تین چار دن ہی ہوئے ہیں اور آپ آفس جا رہے ہیں۔ملیحہ نے کوٹ مرجان کی طرف بڑھا کر کہا

بہت ضروری مینگز ہیں ورنہ نہیں جاتا۔مرجان نے اس کو کندھوں سے تھام کر نرمی سے کہا

کوئی اور کرتا آفس میں اور بھی تو بہت ورکرز ہوتے ہیں۔ملیحہ نے منہ بُھلا کر کہا جس پہ مرجان کو وہ بہت کیوٹ لگی۔

اتنی پیاری شکلیں تو مت بناؤ اب۔مرجان اس کے گال کھینچ کر کہا

آپ آج جائے پر کل ہم باہر جائے گے اور سارا دن انجوائے کرے گے۔ملیحہ نے حکیمہ انداز میں کہا

جو حکم پر ابھی اجازت دے مرجان نے معصوم شکل بنائے کہا

اجازت ہے پر کل وہی ہو گا جو میں چاہوں گی۔ملیحہ نے پھر سے کہا

بلکل وہی ہو گا۔مرجان نے مسکرا کر کہا تو ملیحہ بھی مسکرا دی۔

❤❤❤❤❤

زرجان آج یونی نہیں گیا تھا سارا وقت وہ اپنے کمرے میں بند تھا مہرماہ نے بہت بار آوازیں دی مگر وہ نظرانداز کر گیا تھا اب بھی وہ بس یہی سوچے جا رہا تھا ایسا کیا کریں جس سے گھر والوں کے ساتھ ساتھ ماہا بھی مان جائے پہلے اُس نے سوچا تھا اپنی ڈگری مکمل کر کے وہ شاہ میر سے بات کریں گا پر مہرماہ کی باتوں نے اُس کو پریشان کر دیا تھا جس وجہ سے وہ اب دیر نہیں کرنا چاہتا تھا بس ایک ہی خیال آ رہا تھا کے ماہا انکار کر دے گی جو وہ برداشت نہیں کر پائے گا وہ ماہا کے بارے میں اتنا تو جان گیا تھا وہ اگر مرجان کو ٹھکرا سکتی ہے تو اس کو ٹھکرانے کے لیے تو بہت ساری وجوہات تھی جس نے زرجان کو بے چین کر ڈالا تھا ماہا کے سامنے اپنی محبت اعتراف وہ نہیں کر سکتا تھا وہ چاہتا تھا پہلے شادی ہو جائے پھر مگر اب اس کو لگ رہا تھا ماہا کو اپنے دل کی حالت سے آگاہ کر دیں۔

❤❤❤❤❤

کوئی بات ہے جس کی وجہ سے تم پریشان ہو؟ ریان نے پیپر ویٹ کو گھماتے شاہ میر سے پوچھا۔

ہم تم سے کچھ مانگوں تو کیا تم مجھے دو گے؟ شاہ میر نے کہا

بلکل اگر میرے بس میں ہوا تو ضرور میرے پاس جو ہے وہ تمہارا ہی ہے۔ ریان نے خوشدلی سے کہا

جو میں چاہتا ہوں وہ میرے بیٹے کی خوشی کے لیے ہے۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا

اچھا ایسا کیا ہے میرے پاس؟ریان متجسس ہوا

میں ماہا کا ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں زرجان کے لیے۔شاہ میر نے بغور ریان کے تاثرات دیکھ کر کہا

میرا گر بھول گئے ہو تو بتادو ماہا چھ سال بڑی ہے زر سے۔ریان کے چہرے کا رنگ پل بھر میں اُڑا تھا۔

جانتا ہوں تم جواب دو۔شاہ میر نے کہا

میں کیا کہہ سکتا ہوں ماہا کبھی راضی نہ ہو دوسرا یہ کیا زر راضی ہو گا۔ریان نے کہا

محبت کرتا ہے ماہا سے۔شاہ میر نے آرام سے جواب دیا

اپنے سے بڑی عمر کی لڑکی سے۔ریان کو یقین نہیں ہوا۔

میں نے بھی تو ماہ سے عشق کیا ہے۔شاہ میر نے جتانے والے انداز میں کہا

او وہاں جیتا جاگتا مثال میرے سامنے تو بیٹھا ہے۔ریان نے مذاق کہا

ابھی میں سیریس ہو۔شاہ میر نے ٹوک کر کہا

میرمہر و بھابھی مان گئی تھی تبھی انکل آنٹی نے کوئی ایشو نہیں کیا پر ماہا وہ بلکل راضی نہیں ہو گی تم دونوں میں تو پھر بھی چار سال کا فرق تھا اب بات چھ سال کی ہے ماہا بہت ضدی

ہے ناتو وہ ایموشنل ہو کر شادی پہ مانے گی نہ ہی کوئی اور تجربہ کام آئے گا۔ریان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تمہیں تو کوئی مسئلا نہیں نہ اور مہرین بھابھی تو اعتراض نہیں کرے گی نہ؟شاہ میر نے پوچھا۔

مجھے کیا مسئلا ہو گا زر تمہارا بیٹا ہے جس طرح تمہارے دل میں مہر و بھابھی کا مقام پہلے کی طرح ہے میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں زر کو بھی کبھی اپنے فیصلے پہ پچھتاوا نہیں ہو گا رہی بات مہرین کی تو اُس کے لیے میری بات حرفِ آخر ہے۔ریان نے مزے سے کہا تو شاہ میر مطمئن ہوا۔

ٹھیک ہے تو اب ماہا کو کنوینس کرو۔شاہ میر پر سکون ہوتا بولا جس پہ ریان نے سر کو جنبش دی۔

❤❤❤❤

ریان گھر آیا تو مہرین اُس کو کچن سے باہر آتی نظر آئی۔

مہر کمرے میں آ کر بات سنناز رہ۔ریان بڑی محبت سے کہتا کمرے کی طرف بڑھ گیا پیچھے مہرین حیرانگی نظروں سے ریان کو جاتا دیکھنے لگی۔

اللہ خیر کریں بڑے پھول نکلے رہے ہیں آج تو۔مہرین بڑبڑاتی کمرے میں داخلی ہوئی جہاں ریان کمرے میں چکر لگاتا ٹہل رہا تھا شاہ میر سے تو بڑے دھڑلے سے کہہ دیا تھا

مہرین کی نظر میں اُس کی بات حرفِ آخر ہے مگر اب وہ سمجھ نہیں پارہا تھا مہرین سے بات کرے تو کیسے کریں۔

یہ میں مہرین سے مہر کب ہوئی؟ مہرین نے سینے پہ بازوں باندھ کر پوچھا

ایسے ہی محبت سے کہا خیر بیٹھو ضروری بات کرنی ہے۔ریان نے مسکرا کر کہا۔

کیا بات ہے۔مہرین صوفے پہ بیٹھ کر بولی

میری بات تحمل سے سننا جذباتی مت ہو جانا۔ریان نے کہا

میں کیوں جذباتی ہونے لگی تم بات کرو جلدی مجھے لنچ تیار کرنا ہے۔مہرین نے کوفت سے کہا

میرا چاہتا ہے ہم ماہا کا ہاتھ زرجان کو دے۔ریان نے گہری سانس لیکر کہا مہرین نے بڑی مشکل سے اپنا چکراتا سر تھاما ریان کی بات پہ اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

ریان ہوش میں ہو تم ماہا کی عمر میں اور زرجان کی عمر میں بہت فرق ہے زرجان تو ابھی بچہ ہے جب کی ماہا میچور ہے وہ ہر گز نہیں مانے گی وہ تو کیا میں ہی اِس رشتے کے حق میں نہیں بلکل بے جوڑ رشتہ ہے تم تو اپنی دوستی میں اندھے ہی ہو گئے ہو جب کی الحمداللہ میری آنکھیں ٹھیک ہے۔مہرین اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی سخت لہجے میں بولی اُس کو زرہ اندازہ نہیں تھا ریان ایسا بھی چاہ سکتا ہے۔

مہرین میں نے پہلے ہی کہا تھا تحمل سے بات سننا۔ریان نے اس کو ریلیکس کرنا چاہا پر

مہرین ہتھے سے اُکھڑ گئی۔

ماہا میں کسی چیز کی کمی نہیں نہ خوبصورتی میں نہ ذہانت میں اور نہ ہی کسی اور چیز میں جو ہم

اُس کا ہاتھ کم عمر لڑکے کو تھما کر ساری زندگی لوگوں کی باتیں سننے پہ مجبور

کریں۔مہرین بنا ریان کی باتیں سن کر کہا۔

بات کمی کی نہیں ہے زرجان پیار کرنے لگا ہے ماہا سے اِس لیے شاہ میر نے یہ بات

کی۔ریان کو لگا شاید اب وہ اُس کی بات سمجھے۔

زرجان کو میں کیا کہوں میر بھائی کا بیٹا ہے ورنہ اُس کو شرم آنی چاہیے تھی یہ سوچنے پہ

بھی عمر کا نہیں تو اُس کے رتبے میں کا خیال کرتا ٹیچر ہے وہ اُس کی اور وہ ہے کے اُس سے

شادی کے خواب دیکھ رہا ہے۔مہرین دانت چبا کر بولی ریان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لیں

ایک طرف جان سے عزیز دوست دوسری طرف مہرین جو فل دبنگ انداز میں تھی

اُس کا ری ایکشن دیکھ کر اس کو ماہا کا خیال آیا کے اگر یہ بات اُس کو پتا چلی پھر تو جانے کیا

ہو گا۔

❤❤❤❤

شاہ میر ٹیرس پہ آیا تو غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی اور زرجان کو دیکھا جو سگریٹ کے

کش لگا رہا تھا شاہ میر لمبے لمبے ڈگ بھرتا زرجان کے پاس آ کر اُس کے ہاتھ سے

سگریٹ چھین نے والے انداز سے لیا زرجان جو اپنی سوچو میں گُم تھا اِس اچانک افتادہ پہ بوکھلا کر رہ گیا مگر جیسے ہی نظر شاہ میر پہ پڑی تو شرمندگی سے اپنا سر جھکا دیا۔

وجہ جان سکتا ہوں اِس زہر کو کیوں منہ لگایا جا رہا تھا میری اور ماہ کی تربیت میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو آج یہ دن دیکھنے کو مل رہا ہے۔شاہ میر نے بمشکل خود پہ ضبط کیے سوال پوچھا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا زرجان کا چہرہ تھپڑوں سے لال کر دے۔

ڈیڈ وہ۔زرجان سے کچھ بولا نہیں گیا۔

کیا وہ بات مکمل کروا پنی۔شاہ میر سخت لہجے میں کہا۔

ایسا ممکن نہیں کے ممانے آپ سے بات نہ کی ہو۔زرجان چہرہ جھکا کر بولا اُس میں ہمت نہیں تھی شاہ میر کو دیکھنے کی۔

سب جانتا ہوں میں اور ایسی بھی کیا بے چینی جو کچھ دن تم سے صبر نہ ہو سکا میں مر گیا ڈیڈ پلیز۔زرجان شاہ میر کی بات بیچ میں کاٹ کر نم آواز میں بولا۔

گھر میں کس کے ہاتھ میں تم نے یہ مضر چیزیں دیکھی ہے ڈیڈ اپنی اِس عمر میں حو کا تک نہیں پیتے۔شاہ میر کو زرجان کی حرکت پہ تکلیف ہوئی تھی۔

آئندہ نہیں ہو گا ایسا۔زرجان نے کہا

آئندہ ایسا ہوا ابھی تو آج میں زبان استعمال کر رہا ہوں دوبارہ ہاتھ استعمال کروں گا۔شاہ میر وارن کرنے والے انداز میں کہا جس پہ زرجان کا جُھکا سر مزید جھک گیا۔

مما نے جیساری ایکشن دیا تھا میں ٹوٹ گیا تھا ڈیڈ سمجھ نہیں آرہا تھا کروں تو کیا کروں ہر دفع سپورٹ کرنے والی ماں جب زیادہ ضرورت پڑنے پہ سپورٹ نہ کریں تو اولاد کیا کریں۔زرجان ندامت بھرے لہجے میں بولا۔

میں نے ریان سے بات کی ہے انشااللہ مثبت جواب ملے گا۔شاہ میر گہری سانس بھر بولا شاہ میر کی بات پہ زرجان کتنے پل بے یقین سا شاہ میر کو دیکھتا رہا۔

سچ میں؟زرجان نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا جس پہ شاہ میر نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا زرجان کے لیے یہی کافی تھا جس پہ زرجان آگے آتا زور سے شاہ میر کے گلے لگا۔

کیا تاریخ پھر سے دوہرائی جائے گی۔مہرماہ ٹیرس کے داخلی دروازے پہ کھڑی ان دونوں کو دیکھتی سوچ سکی وہ سمجھ گئی تھی شاہ میر کیوں زرجان کو اتنا سپورٹ کر رہا ہے کیونکہ وہ خود اِس فیض سے گزر چکا ہے پر وہ یہ بھی جانتی تھی ماما اپنے آپ میں رہنے والی لڑکی ہے وہ کبھی زرجان کی محبت نہیں سمجھے گی یہ وجہ تھی جس سے وہ زرجان کے خلاف تھی وہ نہیں چاہتی تھی بار بار ماہا زرجان کے جذبات کو دھتکارے۔

❤❤❤❤❤❤

ماہا نوٹ کر رہی تھی آج ڈنر کے وقت خاموشی سی ہے ورنہ روز ریان اپنے آفس اور مہرین اپنی یونی کی باتیں کیا کرتی تھی ماہا نے ولی کو دیکھا جو بہت محویت سے کھانا کھا رہا تھا اُس نے اپنا پاؤں ولی کے پاؤں پہ مارا تو ولی نے سر اُٹھا کر اس کو دیکھا ماہا نے ریان اور مہرین کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کے کچھ ہوا ہے کیا؟ جس پہ ولی کندھے اُچکا کر ہاتھ کھڑے کر تا دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا ماہا نے گھور کر اس کو دیکھا

موم کچھ ہوا ہے کیا؟ کھانے کے بعد ماہا کچن میں آ کر مہرین سے پوچھنے لگی۔

ہاں ہوا ہے۔مہرین برتن سینک پہ زور سے رکھتی بولی۔

کیا ہوا ہے؟ماہا نے پھر پوچھا

تمہارے باپ کا دماغ خراب ہو گیا۔مہرین جھلا کر بولی۔

صاف صاف بات کیوں نہیں کر رہی آپ؟ماہا بیزار ہوئی۔

صاف صاف بات یہ ہے کے تمہارا باپ چاہتا ہے ہم زرجان کا رشتہ تمہارے لیے قبول کر لیں۔مہرین اس کے سامنے آتی بولی تو ماہا کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔

کون زرجان؟ماہا کے دماغ سے زرجان بلکل غائب تھا دوسرا سب اُس کو زر کہتے تھے۔

تمہارا اسٹوڈنٹ زرجان میر۔مہرین نے دانت پیس کر کہا

واٹ۔ماہا شاک کی حالت میں بولی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے صاف انکار کر دیا ہے۔مہرین نے کہا

ڈیڈ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ماہا اب تک بے یقین تھی۔

میر بھائی نے بات کی ہو گی ان کو تو خیال نہیں آیا خود تو چار سال بڑی لڑکی سے شادی کر لی اب اپنے بیٹے کو بھی اُس نقشے پہ چلا رہے ہیں۔مہرین نخوت سے بولی۔

میں بات کرتی ہوں ڈیڈ سے ان کو چاہیے تھا میر انکل کو انکار کر دیتے نا کہ یہاں آپ سے بات کرتے۔ماہا غصے سے کہتی کچن سے جانے لگی پر مہرین سامنے آ گئی۔

تم کیا بات کرو گی جو کہنا تھا میں نے کہہ دیا تمہارا باپ ہے وہ تم ایسے بات نہیں کروان سے۔مہرین نے رسانیت سے کہا

غصہ مجھے میر انکل پہ ہے وہ کیسے اپنے بیٹے کا رشتہ مانگ سکتے ہیں جو ابھی تک اپنی پڑھائی پوری نہیں کر سکا اگر ان کو بڑی عمر کی لڑکی سے کروانی ہے تو کوئی اور تلاش کریں میرے سر پہ یہ عذاب نہ ڈالیں انہوں نے زرہ اچھا نہیں کیا ڈیڈ کے دماغ میں یہ بات ڈال کر۔ماہا مہرین کو سناتی باہر نکل گئی مہرین نے تاسف سے اس کی پیٹھ کو دیکھا پھر اپنے کام میں لگ گئی۔

❤❤❤❤❤

ناراض ہے میری جان۔شاہ ویر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی حیات کو اپنے حصار میں لیتا پوچھنے لگا۔

بات مت کرو تم۔حیات نے ناراض ہو کر کہا

کیس کی وجہ سے مصروف تھا اِس لیے تمہیں منا نہیں سکا۔شاہ ویر نے معصوم شکل بنا کر بولا

تو اب کوئی اور مصروفیت تلاش کرو۔حیات نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

حیات یار سوری۔شاہ ویر نے حیات کا رخ اپنی طرف کیے کہا

ایسے میں نہیں ماننے والی۔حیات نے چہرہ دوسری کیے کہا۔

پھر کیسے مانوں گی وہ سب کروں گا پر تم ناراض نہ رہو۔شاہ ویر اس کے گال پہ پیار کرتا بولا جس پہ حیات کی پلکیں لرز گئ تھی۔

دور رہو تو بتاتی ہوں۔حیات نے شاہ ویر کو دور کرنا چاہا۔

ایسے ہی بتا دو۔شاہ ویر نے مسکرا کر کہا۔

مرغہ بنو تو میں مانوں۔حیات نے مسکراہٹ دبا کر کہا جب کی شاہ ویر کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی تھی۔

شرم کرو حیات میں چھبیس سال کا مرد مرغہ بن کر اچھا لگوں گا۔شاہ ویر نے گھور کر کہا

اُس کو زرہ توقع نہیں تھی حیات ایسا کچھ کہے گی پھر شاید وہ بھول گیا تھا سامنے والی لڑکی حیات تھی جس سے ہر چیز کی توقع کی جا سکتی تھی۔

تو میں نے کہا کیا چھبیس کے بنواب جو کہا ہے وہ کرو ورنہ میں ڈیڈ کے پاس جا رہی ہوں۔حیات نے شانِ بے نیازی سے کہا شاہ ویر اُس کی بات پہ تڑپ گیا تھا اِس لیے فورن سے اُس کی بات پہ عمل کرنے کا سوچا۔

پھر ناراضگی ختم کرلوں گی نہ؟ شاہ ویر نے کنفرم کرنا چاہا۔

بلکل۔حیات نے زور سے سر کو جنبش دی تو مجبوراً شاہ ویر کو مرغہ بننا پڑا جسے دیکھ کر حیات ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہوئی شاہ ویر کی سفید رنگت سرخ ہوگئی تھی جب حیات کو پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر زور سے ہنستا دیکھا تو۔

❤❤❤❤❤

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔زرجان ماہا کے سامنے آتا بولا۔

ہمم بولوں۔ماہا نے اجازت دی۔

وہ مجھے آپ سے کہنا تھا

ماہا تم یہاں ہو میں نے کہا تھا آج میری کلاس کے اسٹوڈنٹس کو پڑھانا ہے۔زرجان کی بات بیچ میں ہی تھی جب مہرین ماہا کے پاس آتی بولی۔

میں بس جا رہی تھی پر زرجان کو شاید کوئی کام تھا۔ماہا نے جواب دیا۔

پہلے تم جاؤ۔مہرین نے زرجان پہ نظر ڈالیں بنا کہا۔

میری بات ضروری ہے۔زر جان نے فورن سے کہا وہ آج سوچ کر آیا تھا ماہا کو اپنے دل کی بات بتادے گا اِس لیے سیدھا وہ یہاں آگیا تھا وہ کہہ بھی دیتا پر مہرین کی آمد میں اس کی بات پوری نہ ہو سکی۔

ضروری فلحال ماہا کا ابھی فزکس ڈپارٹمنٹ میں جانا ہے۔مہرین نے سنجیدگی سے کہا ماہا اپنا پرس اٹھاتی چلی گی تو مہرین زر جان کی طرف متوجہ ہوئی۔

تم میرے آفس آنا بات کرنی ہے۔مہرین نے کہا تو زر جان نے سر ہلایا۔

جی کہے۔زر جان نے کہا۔

تم نے میر بھائی سے جو کہا انہوں نے ریان سے کہا ریان تو اپنی دوستی کے آگے مجبور ہے پر میں یا ماہا نہیں اِس لیے بہتر ہے تم اپنی پڑھائی پہ دھیان دو نا کہ عشق معشوقی کے چکر میں پڑو میری بیٹی نہ ٹین ایجر ہے اور نہ تمہاری عمر کی اور نہ ہی ایسے شوق ہیں اُس کے۔مہرین سخت لہجے میں کہا تا کہ زر جان اپنی بات سے پیچھے ہٹ جائے کیونکہ ریان نے اُس سے بول چال بند کر رکھی تھی جس کا قصور وار وہ شاہ میر اور زر جان کو سمجھ رہی تھی۔

میرا دھیان پڑھائی پہ ہے دوسری بات یہ کے میں ماہا سے بہت محبت کرتا ہوں اور آپ سے یہ امید رکھتا ہوں کے آپ ہمارے درمیان نہیں آئے گی۔زر جان نے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارے اور ماہا کے درمیان۔ مہرین اتنا کہہ کر ہنس پڑی۔ زرجان کو ان کا ہنسنا پسند نہیں آیا۔

زرجان چھ سال بڑی ہے وہ تم سے کل صاف لفظوں میں اُس نے کہہ دیا تھا وہ تم سے شادی کرنے کا سوچا بھی کیسے ریان نے۔ مہرین کی بات پہ زرجان ساکت ہوا تھا اس کو لگ رہا تھا اس کا دل بند ہو جائے گا مگر ستم یہ تھا اس کی سانسیں چل رہی تھی اتنا کچھ سننے کے باوجود بھی۔

ماہا اتنی بے وقوف نہیں جو خود سے چھوٹے امیچور لڑکے کو اپنا لائف پارٹنر بنائے گی اِس لیے جتنا ہو سکے اُتنی جلدی یہ بات سمجھ لو۔ مہرین زرجان کا دل لہولہان کرتی خاموش ہو گئی تھی۔

❤❤❤❤❤

ریان نے کوئی جواب دیا۔ مہرماہ نے سپاٹ انداز میں شاہ میر سے پوچھا۔

ابھی تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ شاہ میر نے جواب دیا۔

کہے گا تو وہی جس کا مجھے ڈر ہے۔ مہرماہ نے کہا۔

اتنا نیگیٹو کب سے سوچنے لگی آپ۔ شاہ میر کو افسوس ہوا۔

مجھے نہیں پتا پر شاہ زر کو بڑھاوا دے کر تم نے اچھا نہیں کیا۔ مہرماہ شاہ میر کو دیکھ کر کہا۔

سہی یا غلط یہ تو نہیں پتا پر میں زر کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا اُس کی کوئی ناجائز خواہش نہیں جو ہم اُس کا ساتھ نہ دے۔شاہ میر نے کہا

پیار کیا بھی تو کس سے۔مہر ماہ طنزیہ مسکرائی

محبت نہ پوچھ کر ہوتی ہے نہ بتا کر۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا

دماغ خراب ہے تم باپ بیٹے کا۔مہر ماہ اکتا کر بولی۔

❤❤❤❤

ماہا فری ہو تو میری بات سننا۔ماہا لاونج میں تھی جب ریان سنجید گی سے کہتا اسٹڈی روم کی طرف گیا ماہا نے ایک نظر پاس بیٹھی مہرین پہ ڈالی پھر اُٹھ کر اسٹڈی روم کی طرف آئی۔

جی ڈیڈ بولیں۔ماہا نے کہا

تمہارے لیے ایک رشتہ آیا سوچا تمہیں بتا دوں اِس بار میں انکار نہیں سنوں گا بیٹی کا پہلا رشتہ آئے تو اُس کو ٹھکرایا نہیں کرتے پر خیر وہ تمہاری بہن کا نصیب تھا میں چاہوں گا اِس بار تم میری زبان کا پاس رکھو اور رشتے کے لیے حامی بھرو۔ریان نے اپنی بات شروع کی۔

میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔ماہا نے سنجید گی سے کہا

شادی سنت ہے اِس لیے کوئی بحث نہیں ہو گی جوان بیٹی کو بلا وجہ گھر پہ رکھنے سے اللہ کی طرف سے گناہ نازل ہوتا ہے بیٹی کے بالغ ہوتے ہی اُس کے نکاح کا حکم ہے۔ریان نے اپنی بات پہ وزن قائم کیا تا کہ ماہا کوئی اور بہانا نہ کریں۔

کون ہے جس کا میرے لیے رشتہ آیا ہے؟ماہا نے پوچھا کے شاید اب کوئی دوسرا ہو۔

شاہ میر کا بیٹا زرجان میر۔ریان نے کہا

ڈیڈ پلیز اب آپ مجھے شرم آ رہی ہے یہ سوچ کر کے آپ میری شادی میری کم عمر لڑکے سے کرنا چاہتے ہیں۔ماہا نے ریان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

ہمارے نبی کریم ﷺ بھی حضرت بی بی خدیجۃ الکبرا سے بارہ سال چھوٹے تھے۔ریان نے بتایا

ڈیڈ وہ اللہ کے رسول تھے آپ مجھے اِس طرح راضی نہیں کر سکتے زرجان میر آخری لڑکا تو نہیں۔ماہا نے تھک ہار کر کہا دل میں ہزار بار اللہ سے معافی بھی مانگ لی۔

تمہاری نظر میں کوئی اور ہے تو بتا دو ورنہ زرجان تمہاری عمر کا لگتا ہے۔ریان نے کندھے اُچکا کر کہا

مجھے کچھ دن کا وقت دے۔ماہا نے گہری سانس لیکر کر کہا اب اس کو اپنے لیے لڑکا بھی تو ڈھونڈنا تھا نہ۔

تین دن ہے تمہارے پاس اِن تین دنوں میں اگر تم نے خود کسی لڑکے کا انتخاب نہیں کیا تو چوتھے دن تمہارے ہاتھ کی اُنگلی میں زرجان میر کے نام کی انگھوٹی ہو گی۔ریان نے فیصلہ سنایا۔

تین مہینے کا وقت دیتے آپ یہ تین دنوں میں کیسے میں۔ماہا ریان کی بات پہ بوکھلا کر بولی۔

تین دن بہت ہے اب تم سو جاؤرات بہت ہو گئی ہے۔ریان ہاتھ میں کتاب تھام کر بولا ماہا بس ریان کو دیکھتی رہ گئی جس نے آرام سے اُس کا سکون غارت کر دیا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

کچھ شامیں زندگی کی

ایسی بھی ہوتی ہے

جہاں

رفتہ رفتہ سورج نہیں

ہم خود غروب ہو جاتے ہیں

زرجان اپنے کمرے کی بالکنی کی ریلنگ پہ کہنیاں ٹکائے دور آسمان میں خلاؤں کو گھور رہا تھا مہرین کی باتیں اُس کے دماغ میں کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔

کیا اب محبت انسان عمر دیکھ کر کریں؟ زرجان بس سوچ سکا وہ جان نہ سکا اگر کبھی کسی کو محبت ہوتی ہے تو کوئی اور اُس انسان کو ٹھکرانے میں کبھی اسٹیٹس کبھی رنگت کبھی ذات وغیرہ کو بیچ میں کیوں لاتے ہیں محبت تو ایک پاکیزہ جذبہ ہے جو بنا کسی غرض کے دل میں اُترتا ہے پھر کوئی کیوں نہیں سمجھتا۔

کیا میں نے لاحاصل کی تمنا کی ہے۔ یہ سوچ آتے ہی زرجان کا وجود کانپ اُٹھا۔

اللہ ہر چیز پہ قادر ہے سب کچھ اُس کے کن کی محتاج ہے لوگ کیا کہتے ہیں کیا کرتے ہیں یہ ضروری نہیں، ضروری تو یہ جاننا ہے اللہ کیا چاہتا ہے اُس نے کیا لکھا ہے اُس کو راضی کیسے کرنا ہے اللہ تو غفور الرحیم ہے جو انسان کے ایک آنسو پہ اُس کے سارے گناہ ساری خطائے معاف کر دیتا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کے وہ اللہ سے ماہا نگے گا اور وہ مایوس کریں گا۔ زرجان کے چہرے پہ پر سکون لہر ڈور گئی۔

اب میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا اب میں بس اللہ سے دعا مانگوں گا اگر اللہ نے ان کو میری قسمت میں ڈال دیا تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ جب تک اللہ نہ چاہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا تو بس میں اب کسی اور باتوں میں آ کر خود کو مایوس یا ناامید نہیں ہو گا بلکہ اللہ کے سامنے گر گراؤں گا تو وہ میری ضرور سنے گا اب بس بہت ہوا۔ زرجان خود سے

عزم کرتا بالکنی سے نکلتا کمرے میں آیا پھر کمرے سے نکلتا اپنا رخ باہر مسجد کی جانب کیا۔

پہنچ گئی ہے دعائیں عرش پہ

تم اب بس میرے ہونے کا انتظار کرو۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ماہا پریشان سی اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی ریان کے فیصلے نے اُس کو حقیقتاً پریشان کر دیا تھا اُس کو سمجھ نہیں آرہا تھا اب زرجان نامی بلا سے کیسے خود کی جان چُھڑائے۔ زرجان سے بات کروں ظاہر ہے کوئی مرد کبھی نہیں چاہے گا اُس کی شادی بڑی عمر لڑکی سے ہو۔ماہا کے دماغ میں اچانک سے ایک خیال کوندہ۔

کل یونی میں بات کرتی ہوں اللہ بہتر کریں گا انشااللہ۔ماہا اپنی سوچ سے مطمئن ہوتی لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی جب اُس کا فون وائبریٹ ہوا اسکرین پہ دیکھا تو کوئی انون نمبر تھا۔

رات کو انون نمبر پہ کال۔ماہا نے اُلجھ کر خود سے سوال کیا پھر کجھ سوچ کر کال اٹینڈ کرلی کے شاید ضروری ہو۔

ماہی میں مرجان بات کررہا ہوں۔اسپیکر پہ اُبھرتی آواز سن کر اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا ماہا نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر کے خود کو رلیکس کیا۔

میں ماہا ہوں اور جیجا جی خیر تو ہے یہ کونسا وقت ہے اپنی سالی کو فون کرنے کا۔ماہا نے طنزیہ انداز میں کہا دوسری طرف گھر کے لان میں بیٹھا مرجان گہری سانس بھرتا رہ گیا کتنے دنوں سے وہ ماہا سے بات کر کے معافی مانگنا چاہتا تھا کہ یہ چیپٹر کلوز ہو جائے ملیحہ یا گھر میں کسی اور کو کچھ پتا نہ چلیں پر آفس کی مصروفیت کی وجہ سے اُس کو وقت نہیں مل پایا تھا آج جب کام سے کچھ فارغ ہوا تو ملیحہ کے سونے کے بعد وہ لان میں آتا ماہا سے بات کرنے کا سوچا اِس بیچ میں وہ ٹائم کیا ہوا یہ بات فراموش کر چکا تھا۔

تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں پلیز مجھے معاف کر دوں میں بہت شرمندہ ہوں پلیز مجھے معاف کر کے شرمندگی کے عذاب سے بچالوں. مرجان کا لہجہ منت بھرا تھا جس کو محسوس کر کے ماہا کو لگا جیسے کسی نے ٹھنڈی پھوار اس کے وجود میں ڈور گئی ہو۔

یہ کوئی وقت نہیں کسی لڑکی کو کال کرنا خاص طور پہ اپنی سالی کو اگر تمھیں کوئی بات کرنی ہو تو گھر آجایا کرو۔ماہا اپنی کہہ کر کال کٹ کر گئی مرجان فون کان سے ہٹاتا اسکرین کو دیکھتا رہا۔

تم سے بہت حساب نکلتے ہیں ایسے کیسے اتنی جلدی معاف کر دوں۔ماہا سیدھی لیٹ کر چت کو گھورتی مرجان کے تصور سے مخاطب ہوئی۔

زر کہاں ہوتا ہے آجکل ناشتے پہ آج بھی نہیں آیا۔حیدر خان ڈائینگ ٹیبل پہ زرجان کی غیر موجودگی دیکھ کر بولے۔

میں آرہا ہوں داداجان۔کسی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی زرجان وہاں آتا بولا تو مسکرا دیئے۔

یونی کے لیے آج اتنا تیار ہوئے ہو خیر تو ہے؟ مرجان نے زرجان کو جائزہ لیتے ہوئے پوچھا

روز تو ایسے ہی ہوتا ہوں آپ نے آج غور کیا ہے۔زرجان سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتا بولا

سہی کہہ رہا ہے بس لگتا ہے ڈریسنگ چینج کرلی ہے۔ہانیہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا زرجان نے روز معمول سے ہٹ کر آج ٹی شرٹ کے بجائے گرین کلر کی شرٹ کے ساتھ وائٹ پینٹ میں تھا جو اُس پہ بہت جچ رہے تھے۔

باتیں ختم کرو ناشتے پہ دھیان دو۔مہرماہ فریش جوس کا جگ ٹیبل پہ رکھتی بولی۔

تمہیں کچھ چاہیے؟ مرجان نے ملیحہ سے پوچھا جس نے نفی میں سر ہلایا۔

میں چلتا ہوں اب یونی کے لیے۔زرجان اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا بولا۔

❤❤❤❤

ماہا اپنی کلاس کی طرف جا رہی تھی جب اُس کی نظر پروفیسر منان پہ پڑی تو اُس کا منان کا شادی کی بات کرنا بھی یاد آئی۔

اسلام علیکم!!!!ماہا پروفیسر منان کے ساتھ چلتی ہوئی سلام کرنے لگی۔

وعلیکم اسلام!!!کیسی ہیں مس ماہا۔پروفیسر منان نے خوشدلی سے پوچھا

میں ٹھیک اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کیا چالیس منٹ بعد آپ میرے آفس آسکتے ہیں کچھ بات کرنی تھی۔ماہا نے کچھ سوچ کر کہا۔

جی جی ضرور۔پروفیسر منان نے جلدی سے کہا تو ماہا اپنے ڈپارٹمنٹ کی جانب گئی۔

ماہا کلاس میں آ کر سب سے پہلے ان کا چیک کیا گیا ٹیسٹ بڑھانے لگی ہر ایک اسٹوڈنٹ کی سیٹ پہ جا کر وہ ان کا ٹیسٹ رکھتی گئی زرجان بس اس کے اپنی طرف آنے کا انتظار کرنے لگا جب ماہا اس کی سیٹ کے پاس آئی تو ٹیسٹ رکھ کر ایکسیلینٹ بولی تب اُس کی نظریں نیچے ہی تھی زرجان کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی اُس نے ٹیسٹ کھولا تو فل مارکس تھے۔

آج ماہا نے کلاس میں جلدی سے خود کو فارغ کیا وہ جلد از جلد اِس معاملے کو ختم کرنا چاہتی تھی اِس لیے زرجان کے بجائے اُس نے منان سے بات کرنے کا سوچا۔

سوری میں نے شاید دیر کر دی۔ ماہا آفس آئی تو پروفیسر منان پہلے سے بیٹھا ہوا تھا جس وجہ سے اُس نے کہا

آپ نے دیر نہیں میں جلدی آیا کیونکہ مجھے صبر نہ ہو سکا آپ کیا بات کرنا چاہتی ہو گی۔ پروفیسر منان نے مسکرا کر کہا ماہا نے پہلی دفع منان پہ غور کیا جو بتیس سال کا خوش شکل تھا سب سے بڑی بات وہ نرم مزاج کا مالک تھا اُس نے شادی تو ویسے بھی کرنی تھی تو منان میں اُس کو بُرائی نظر نہیں آئی چھ سال چھوٹے لڑکے سے شادی کرنے سے اچھا تھا وہ خود سے پانچ سال بڑے آدمی سے شادی کرتی۔

آپ کو یاد ہے ایک دفع آپ نے مجھ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ ماہا نے بات کا آغاز کیا۔

بلکل یاد ہے۔ پروفیسر منان نے کہا

کیا آپ ابھی بھی اُس بات پہ قائم ہیں؟

میں سمجھا نہیں۔

اگر میں آپ سے کہوں آپ اپنے گھر والوں کو میرے گھر رشتہ لینے کے لیے بھیجے تو آپ کا کیا جواب ہو گا۔ ماہا نے اپنے بات پہ دیکھا منان کے چہرے پہ پہلے حیرانی پھر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

کب بھیجنا ہے۔پروفیسر منان نے بنا کوئی سوال کیے مدعے کی بات پہ آیا۔

اِس اِتوار کو۔ماہا نے بتایا۔

❤❤❤❤❤

تمھیں پتا ہے آج میں بہت خوش ہوں اتنے وقت بعد ہم یوں باہر آئے ہیں۔ملیحہ نے چہک کر مرجان سے کہا جس نے آج آفس سے آف لیکر ملیحہ کو لنچ کروانے ریسٹورنٹ لایا تھا

اِس لیے تو لایا اپنی مصروفیت میں تم سے بہت لاپرواہ ہو گیا تھا۔مرجان نے ٹیبل پہ رکھا ملیحہ کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر کہا

کھانا آرڈر کریں۔ملیحہ نے کہا تو مرجان نے سر کو جنبش دیتے ویٹر کو اِشارہ کیا۔

تمہاری بہن ہے اُس کی شادی کا کیا پلان ہے؟کھانا آرڈر کرنے کے بعد مرجان نے پوچھا

پتا نہیں ماہا اپنی مرضی کی مالک ہے۔ملیحہ نے کندھے اُچکا کر کہا۔

اُس کا کوئی نِک نیم ہے۔مرجان نے سرسری انداز اپناتے پوچھا

ہاں نِک نیم ماہی تھا اُس کا اور میرا ملی مگر پھر ماہا کو ماہی نام سے نفرت ہونے لگی تو بس سب اُس کو ماہا ہی بُلانے لگے۔جس انداز میں مرجان نے پوچھا ملیحہ نے بھی ویسے ہی جواب دیا جس کو سن کر مرجان میں مزید ہمت نہیں ہوئی کے کچھ اور پوچھے۔

تم میرے برتھ ڈے پہ آؤ گے نہ کل؟ عروہ نے امید بھری نظروں سے زرجان کو دیکھ کر پوچھا۔

کل میری اپنی مصروفیت ہے کوشش کروں گا آنے کی۔ زرجان نے جواب دیا تو عروہ کا چہرہ بوجھ سا گیا۔

پریشان کیوں ہوتی ہو یہ نا بھی آئے میں تو ضرور آؤں گا۔احتشام نے مزے سے بتایا۔

تمہارا کیوں آج کل موڈ خراب ہوتا ہے؟ فرزام نے زرجان سے پوچھا

نہیں کچھ نہیں بس میں اب چلتا ہوں۔ زرجان کھڑا ہوتا بولا

ابھی تو ہم نے کافی تک نہیں پی۔ عروہ ناراض ہو کر بولی۔

عروہ پلیز۔ زرجان ایک نظر اُس پہ ڈالتا وہاں سے چلا گیا تو عروہ بھی اٹھ گئی۔

عروہ کو سمجھاؤ فرزام زر کبھی اس کو قبول نہیں کرے گا وہ بس تمہاری وجہ سے تھوڑا بہت بات کر لیتا ہے ورنہ نہیں۔ دونوں کے جانے کے بعد احتشام نے فرزام سے کہا

وہ بہن ہے میری بہت دفع سمجھایا ہے پر میری سنتی ہی نہیں میرا دل اس کے لیے ڈرا رہتا ہے اگر اُس کو پتا لگ گیا کے زرجان کسی اور کو چاہتا ہے تو جانے کیا کر ڈلیں خود کے ساتھ۔ فرزام پریشان لہجے میں بولا

یہ بات تو ہے زرجب میم ماہا کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا عروہ تو میم ماہا کو بھی کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔احتشام کی بات پہ فرزام خاموش رہا اُس نے یہ نہیں کہا وپ ڈانس کرنے پہ نہیں زرجان کی آنکھوں میں جو چمک ماہا کو دیکھ کر آئی تھی اُس وجہ سے عروہ ایسی نظروں سے ماہا کو دیکھ رہی تھی۔

❤❤❤❤❤

موم آج کچھ گیسٹ آنے والے ہیں آپ ریفریشمنٹ اچھا سا کیجئے گا۔ماہا صبح صادق ہوتے ہی کچن میں آ کر مہرین سے بولی جو ناشتہ بنا رہی تھی۔

کونسے گیسٹ؟مہرین مصروف بھرے انداز میں بولی

آ ئے گے تو پتا لگ جائے گا آپ بس تیاری کر لیجئے گا۔ماہا نے فروٹ باسکٹ سے ایپل اُٹھا کر کہا۔

ٹھیک ہے۔مہرین نے بحث کیے بنا کہا تو ماہا باہر لاونج میں آ کر اپنا سیل فون اُٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگی جو دوسری بیل پہ ریسیو کر لیا گیا تھا۔

آ گیا خیال کے تمہاری کوئی بہن بھی ہے۔دوسری طرف کال اٹھاتے ہی طنزیہ کیا گیا تھا۔

سوری بس کچھ کام تھا۔ماہا نے لب دانتوں تلے دبائے کہا

جی جی ایک تم مصروف ہم سب تو ویلے ہیں نہ۔ملیحہ نے ایک اور طنزیہ کیا۔

تم خود بھی تو گھر نہیں آئی۔ماہا نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا۔

تمہارے تو پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں میرے گھر آتے آتے۔ملیحہ نے پھر میٹھا طنزیہ کیا۔

کیا ہے یار کیوں صبح صبح انگارے نکل رہے ہیں تمہاری زبان سے۔ماہا آخر تنگ آ کر بولی۔

کچھ نہیں تم بتاؤ یہ صبح صبح میری یاد کیسے آ گئی۔ملیحہ بیڈ پہ بیٹھ کر پوچھنے لگی۔

آج ہمارے طرف آ جاؤ میرے گیسٹ آ رہے ہیں تمہارا آنا لازمی ہے بہن جو ہو۔ماہا نے وجہ بتائی

کوئی خاص گیسٹ ہیں کیا؟ملیحہ نے پوچھا

ہمم۔ماہا نے بس اتنا کہا تو ملیحہ نے آنے پہ حامی بھر کر رابطہ منقطع کیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

مہرماہ آج حیات سے ملنے گئی تھی اُس سے واپس آ کر وہ بیٹھی ہی تھی جب ملیحہ پاس آئی اور اُس سے بولی۔

میں آج موم کی طرف جا رہی تھی سوچا آپ کو بتا دوں۔

اچھا کس ٹائم؟مہرماہ نے مسکرا کر پوچھا

بس تیار ہو کر ڈرائیور کے ساتھ۔ملیحہ نے بتایا

ڈرائیور کیوں مرجان کو کال کر کے آنے کا کہو پھر اُس کے ساتھ چلی جانا۔مہرماہ نے مشورہ دیا۔

ان کو کال کی تھی پر ان کی کو ضروری کا تھا جس وجہ سے صبح کو ہی گھر سے باہر چلے گئے تھے۔ملیحہ نے وجہ بتائی۔

تم تیار ہو جاؤ زر چھوڑ آئے گا تمہیں۔مہرماہ نے کہا تو ملیحہ نے سر کو جنبش دی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔مہرماہ بھی اٹھ کر زرجان کے کمرے میں گئی جو اتوار ہونے کی وجہ سے ابھی تک نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔

تم جاگ رہے ہو۔مہرماہ کمرے میں آئی تو زرجان کو ڈریسنگ کے سامنے بال بناتے دیکھ کر کہا

جی آپ کہے تو دوبارہ سو جاتا ہوں۔زرجان نے شرارت سے کہا۔

اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے باہر جا رہے ہو تو ابھی رک جاؤ اپنی بھابھی کو اُس کی ماں کے گھر چھوڑ آؤ مرجان بزی ہے ڈرائیور کے ساتھ جانا سہی نہیں۔مہرماہ نے کہا

اوکے۔زرجان نے بس اتنا کہا اور خود پہ پرفیوم اسپرے کرنے لگا مہرماہ ایک نظر زرجان کی تیاری پہ ڈال کر باہر نکل گئی۔

آپ ریڈی ہیں تو چلیں۔زرجان باہر آ کر ملیحہ سے بولا۔

ہاں چلو۔ ملیحہ نے مسکرا کر کہا تو زر جان باہر آتا پورچ سے گاڑی نکالنے لگا۔

زر جان اور ملیحہ جیسے ہی ریان کے گھر کے پاس پہنچے تو ایک اور گاڑی ان کے ساتھ رکی۔

زر جان نے پہلے اُس گاڑی سے منان کو نکلتا دیکھا تو اُس کا ماتھا ٹھٹکا پھر پچھلی سیٹ سے ایک مرد اور خاتون کو دیکھ کر زر جان گاڑی سے باہر نکلا۔

ارے زر جان تم یہاں؟ پروفیسر منان نے زر جان کو دیکھ کر حیرانی کا اظہار کیا۔

اسلام علیکم!!! زر جان نے پہلے سلام کیا تو پروفیسر منان خجل ہوتا جواب دینے لگا۔

میں یہاں بھابھی کو ڈراپ کرنے آیا تھا پر آپ یہاں کیسے۔ زر جان اپنے دھڑکتے دل کی آواز نظر انداز کرتا سوال کرنے لگا۔

پتا چل جائے گا ابھی اندر چلیں۔ پروفیسر منان کے فادر لیاقت صاحب نے مسکرا کر کہا۔

تو کیا آپ ماہا کے گیسٹ ہیں؟ ملیحہ جو اب تک خاموش تھی پوچھنے لگی ماہا کے نام پہ زر جان نے زور سے اپنی مٹھیاں بند کی۔

جی بلکل اب اندر چلیں۔ پروفیسر منان نے کہا جس پہ ملیحہ نے مسکرا کر سر کو جنبش دی۔

زرتم بھی اندر چلو۔ ملیحہ نے بت بنے زرجان سے کہا۔ زرجان انکار کرنے والا تھا مگر پھر کچھ سوچ کر اندر کی طرف آیا۔

ڈیڈ آپ نے کہا تھا اگر میں کوئی اچھا سالڑکا آپ کے سامنے کھڑا کروں تو آپ میری بات مان لیں گے باہر ڈرائینگ روم میں میرے لیے رشتے کی بات کرنے آئے ہیں آپ پلیز آ کر اُن سے مل لیں۔ ماہا ریان کے کمرے میں آتی بولنے لگی جسے سن کر ریان کے ساتھ ساتھ مہرین بھی حیرت سے اُس کو دیکھنے لگی۔

کون ہے وہ لوگ ایسے ہی تو نہیں میں تمہارا رشتہ طے کر سکتا۔ ریان کرخت آواز میں بولا۔

آپ ملے گے تو سارے خدشات دور ہو جائے گے۔ ماہا کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

تمہیں پتا تھا یہ۔ ریان نے سنجیدہ سے مہرین سے پوچھا جو باہر جانے والی تھی۔

مہمان آنے والے ہیں یہ پتا تھا کیوں آ رہے ہیں یہ ابھی پتا چلا۔ مہرین نے جواب دیا

ریان پریشانی سے چہرہ پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔

دوست سے وفاداری کرنا اچھی بات ہے ان سے محبت کرنا بھی اچھی بات ہے مگر دوستی میں وفاداری اور محبت میں انسان کو اتنا بھی آگے نہیں جانا چاہیے کے اپنی سگی اولاد سے زیادہ دوست کی فکر ہو۔ مہرین نے ریان کا پریشان چہرہ دیکھ کر کہا۔

کیا مطلب ہوا تمہاری اِس بات سے؟ ریان جو پہلے پریشان تھا مہرین کی بات اُس کو سمجھ نہیں آئی۔

ماہا جہاں چاہتی ہے اُس کی شادی کروانا زرجان بہت چھوٹا ہے اِس لیے ان دونوں کو ساتھ دیکھنے کی سوچ ختم کردو۔ مہرین نے کہا

ماہا یہ بس ضد میں کر رہی ہے کل تک تو ایسا کچھ نہیں تھا اب جانے کسے اُٹھا لائی ہے۔ ریان اپنی پیشانی مسلتا بولا۔

میں باہر جا رہی ہوں تم بھی اپنا چہرہ ٹھیک کرتے آ جانا ان کو ایسا نہ لگے کے تمہیں زبردستی بیٹھایا گیا ہے۔ مہرین اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کرتی کمرے سے نکل گئ جب کی ریان بس اس کی پشت کو گھورتا رہا۔

پروفیسر منان آپ۔ مہرین ڈرائینگ روم میں آئی تو اُس کا حیرت کا شدید جھٹکا لگا اور کہی اچھا بھی لگا۔

جی سوچا آپ کو سرپرائز کروں۔پروفیسر منان نے مسکرا کر کہا زرجان کو اُس کی مسکراہٹ اتنی بُری لگی جس کی کوئی حد نہ تھی۔

اسلام علیکم!!!ریان ڈرائینگ روم میں آتا رسمی سلام دعا کرنے لگا اس کو آتا دیکھ کر مہرین کچن کی طرف چلی گئی ملیحہ بھی مدد کروانے کے غرض سے اس کے پیچھے گئی۔

زرتم کھڑے کیوں ہو بیٹھو۔ریان نے زرجان کی سرخ ہوتی آنکھیں منان پہ جمی دیکھی تو اُس کا دھیان دوسری طرف کرنا چاہا مگر زرجان جواب دیئے بنا ویسے ہی بیٹھ گیا ریان کو زرجان کو دیکھ کر بہت دُکھ ہو رہا تھا مگر وہ جن نظروں سے منان کو دیکھ رہا تھا اُس پہ ہنسی بھی آرہی تھی جس کو وہ بڑی مشکل سے کنٹرول کیے ہوئے تھا۔

اِس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔پروفیسر منان کی والدہ مریم بیگم بولی۔

تکلف کیسا آپ ہمارے مہمان ہیں اتنا تو بنتا ہے۔مہرین نے آرام سے کہا۔

نو تھینکس۔مہرین نے کھانے کے لوازمات زرجان کی طرف جیسے ہی بڑھائے زرجان نے ہاتھ اُٹھا کر روکھے لہجے میں انکار کیا۔جس پہ مہرین چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ سجائے ریان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

تم ٹھیک ہو۔ملیحہ نے زرجان کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر فکرمندی سے پوچھا۔

پتا نہیں۔زرجان نے خود پہ ضبط کیے بس یہ بول پایا۔

اپنی بیٹی کو تو بلائے۔مریم بیگم نرمی سے مسکرا کر بولی۔

یہ ان کی بیٹی ہے۔کسی دوسرے کے بولنے سے پہلے زرجان نے ملیحہ کی جانب اشارہ کر کے کہا

جی جی ماشاءاللہ میں جانتی ہوں پر دوسری بیٹی کی بات کر رہی تھی۔مریم بیگم نے کہا تو

زرجان بس ہونہہ کرتا رہ گیا۔

میں لیکر آتی ہوں۔ملیحہ مہرین کے اِشارے پہ کھڑی ہوتی بولی۔

ماہا مرر کے سامنے اپنا خوبصورت عکس دیکھ رہی تھی اُس نے ابھی نیٹ کا بلیک فراق پہنا ہوا تھا جس سے اُس کی گوری رنگت دمک رہی تھی بھورے بالوں کو چوٹی بنائی تھی جب کی میک اپ کے نام پہ اپنے گلابی نازک ہونٹوں پہ بس بام لگایا تھا ماہا نے ڈوپٹہ اُٹھا کر سر پہ جمایا تبھی ملیحہ اندر آکر اس کو دیکھ کر ماشاءاللہ بولی جس پہ ماہا مسکرا دی اُس کو اپنی خوبصورتی سے اچھے سے علم تھا۔

کیا پیار و یار کیا چکر ہے ورنہ باہر بیٹھا شخص تم جیسی خوبصورت لڑکی ڈیزرو نہیں کرتا۔ملیحہ نے شرارت سے ماہا کو پیچھے سے گلے لگا کر کہا۔

ایسا تو کچھ نہیں رہی بات خوبصورتی کی تو آخر میں اِس نے ختم ہو جانا ہے پھر اپنے چہرے اپنی خوبصورتی پہ کیا ناز کرنا جو کچھ وقت کے لیے آپ کے پاس موجود ہے۔ماہا نے گہری سانس بھر کر کہا۔

یہ بات تو ٹھیک کی تم نے پر پھر بھی اب تمہیں دیکھ کر یہ خیال میرے دماغ میں آرہا ہے کے کاش زرجان کچھ سال پہلے پیدا ہو جاتا تو تم دونوں کی شادی کروادیتی زرجان ہے بھی بلا کا ہینڈسم اُپر سے اُس کی بلو آئیز۔مہرین کی بات پہ ماہا کے مسکراتے لب سیکڑ گئے۔

بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو۔ماہا نے سخت انداز میں کہا

کچھ غلط بھی تو نہیں کہا۔ملیحہ اس کا غصہ کسی خاطے میں لائے بنا بولی۔

کوئی کام تھا جو یہاں آئی ہو باہر مہمانوں کو چھوڑ کر۔ماہا نے پوچھا جس پہ مہرین نے سر پہ ہاتھ مار کر اپنی عقل پہ ماتم کیا۔

میں تو تمہیں لینے آئی تھی پر باتوں میں بھول گئی۔ملیحہ نے کہا

تو اب چلو۔ماہا نے گھور کر کہا تو ملیحہ نے سر ہلا یا۔

وہ دونوں باہر آئی تو زرجان کی نظر بلیک بیوٹی بنی ماہا پہ ٹھیر گئی مگر جلد ہی اُس نے اپنی نظروں کا رخ بدل دیا۔

ہمارے پاس بیٹھو۔مریم بیگم نے اپنی طرف آنے کا کہا تو ماہا ان کے ساتھ بیٹھ گئ۔

ماشاللہ تم تو بہت خوبصورت ہو۔مریم بیگم ماہا کے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر کہا زرجان کی برداشت ختم ہو رہی تھی اِس لیے بنا کسی پہ ایک نظر ڈالے وہاں سے باہر نکلتا گیا سب اس کے اِس طرح جانے سے تعجب سے دیکھنے لگے۔

زرجان باہر آتا گہرے گہری سانس بھرتا خود پہ پر سکون کرنے لگا مگر سکون شاید اب اس کی زندگی میں نہیں تھا زرجان نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر زور سے مکہ اپنی گاڑی پہ مارا ایک نہیں دو نہیں بار بار وہ یہ عمل دوہرانے لگا جس سے اس کا ہاتھ سرخ ہو گیا تھا مگر پرواہ کسے تھی اس کو بس اپنے اندر جنون کو دبانا تھا جو آج ساری حدیں پار کرنے کا کر رہا تھا۔

میرے لیے میری محبت میرے عشق سے زیادہ ان کی رضامندی اہم تھی اگر میں اپنا سوچتا تو جب ان کا نکاح کسی اور سے ہو رہا تھا میں زبردستی بھی کر سکتا تھا پر تب شاید وہ مجھ سے اِتنی محبت نہ کرتی جتنی اب کرتی ہیں محبت کی بنیاد جس طرح عزت،اعتبار ہے اسی طرح محبت کا دوسرا نام قربانی ہے میں نے ماہ سے رقیب کے ڈر سے محبت کرنا نہیں چھوڑی بلکہ میں نے اپنے اللہ پہ چھوڑ دیا ان سے دعا مانگی اور اللہ نے مجھے مایوس نہیں کیا۔

زرجان کے دماغ میں شاہ میر کی بتائی بات گونجی تو اُس نے اپنا سر اُٹھا کر نیلے آسمان کی جانب کیا کب اُس کی آنکھوں میں نمی پھر آنسو بہہ کر ڈاڑھی میں جذب ہوا زرجان کو پتا نہیں چلا۔

یا اللہ آپ اپنے بندھوں سے ستر ماؤں سے زیادہ چاہتے ہیں آپ کہتے ہیں ہم آپ سے مدد مانگے آپ سے دعا مانگیں آپ ہماری دعائیں سنے گے اور قبول کرے گے تو یا اللہ پلیز میرے دل کی بھی التجا پوری کیجئے گا یا مجھے اپنے پاس بلا لیجیئے گا مگر ماہا کے بغیر مجھے زندہ مت رکھیئے گا جس طرح آپ نے ڈیڈ کو کبھی مایوس نہیں کیا پلیز مجھے بھی مت کرنا آپ تو ہر ایک انسان کی باتیں اور دعائیں سنتے ہیں میری بھی سن لیں۔زرجان آسمان کو دیکھتا اپنے رب سے مخاطب تھا۔

ہم ماہا کا رشتہ مانگنے آئے ہیں اپنے بیٹے منان کے لیے اگر آپ کی اجازت ہو تو انگھوٹی پہنا لوں۔مریم بیگم نے مسکرا کر مہرین سے کہا اُن کی بات پہ ریان جو لیاقت صاحب کی بات سن رہا تھا مہرین کو نہ کہنے کا اِشارہ کرنے لگا۔

کیوں نہیں اگر بچے یہ چاہتے ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے زندگی تو انہوں نے گزارنی ہے۔مہرین ریان کو نظرانداز کرتی بولی تو مریم بیگم خوشی سے نہال ہوتی پرس

میں سے ایک ڈبی نکال کر نفیس سی انگھوٹی ماہا کی انگلی میں پہنادی ماہا کے ہاتھ میں اپنے نام کی انگھوٹی دیکھ کر پروفیسر منان سرشار سا ہو گیا تھا۔

میں میٹھائی لیکر آتی ہوں۔ ملیحہ جھٹ سے کچن کی طرف گئی سب اس کی جلد بازی پہ ہنس پڑے ماہا غور سے اپنے ہاتھ میں انگھوٹی کو دیکھنے لگی وہ تو بس ابھی رشتے کی بات چاہتی تھی مگر پروفیسر منان کی ماں بہت جلد باز معلوم ہوئی تھی جو منگنی کی رسم بھی ادا کر لی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤

ماہا کے رشتے کی بات حیدر خان مینشن میں بھی ہو گئی تھی جس پہ سب خوش تھے سوائے تین لوگوں کے۔شاہ میر اور مہر ماہ جن کو زرجان کی فکر تھی تیسرا زرجان خود جواب اپنی حالت سے بلکل لاپرواہ ہو گیا تھا یا یوں کہنا بہتر ہو گا کسی معجزے کے انتظار میں تھا۔

ریان کو شاہ میر کے سامنے بہت شرمندگی ہو رہی تھی پر شاہ میر نے کوئی سوال نہیں اُٹھایا تھا وہ سمجھ سکتا تھا ماہا نہیں مانی ہو گی دوسری طرف اب منان کے گھر والوں کو شادی کی ضرورت تھی جس پہ ریان نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا اُس نے کہا جب منگنی ہو گئی ہے تو شادی بھی ہو جائے تو اب سب شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے ملیحہ اِس بیچ اپنے والدین کے گھر رہنے آئی تھی شاہ میر مہر ماہ ایک دوسرے سے نظریں

چُراتے پِھرتے تھے زرجان نے جو پہلے کم گو تھا اب جسے اُس نے بولنا بھول گیا تھا صبح کو باہر جاتا شام میں جب دل چاہتا آجاتا یا کبھی بس کمرے میں خود کو بند کرتا مہرماہ کا دل زرجان کی حالت دیکھ کر کٹ کے رہ جاتا شاہ میر نے فلحال اُس کو منع کیا تھا کے وہ زرجان سے کوئی بات نہ کریں اس کو وقت دے انشاللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا شاہ میر کے کہنے پہ مہرماہ اُس کی بات مان گئ تھی زندگی اب عجیب دوہرائے پہ آگئ تھی سکندر خان یہ سب نوٹ کر رہے تھے پر خاموش تھے جب کی ہانم بیگم کی طبعیت ٹھیک نہیں رہتی تھی جس سے وہ کچھ دوسرا سوچ نہیں پاتی تھی۔ مرجان ماہا سے بات کرنے کی بہت بار کوشش کی پر ماہا ہمیشہ نو لفٹ کا بورڈ سامنے کرتی اب مرجان نے بھی خاموشی اختیار کرلی تھی شاہ ویرا اور حیات گھومنے کے لیے سینگاپور گئے تھے ہر فکر پریشانی سے دور اپنی زندگی کے خوبصورت لمحات انجوائے کر رہے تھے

❤❤❤❤❤❤

یہ سیٹ کتنا پیارا ہے نہ۔ ملیحہ نے ایک نیکلیسٹ باکس سے باہر نکال کر ستائش بھرے لہجے میں کہا۔

آنٹی نے کہا تھا ریسیپشن پہ پہننا ہے اُس کا جو ڈریس ہے اس پہ یہ میچنگ کرتا ہے۔ ماہا نے ایک سرسری نظر اُس سیٹ پہ ڈال کر کہا۔

تم دونوں یہاں ہو باہر مریم آئی ہوئی ہے۔ مہرین کمرے میں آکر اُن سے بولی

خیریت وہ کیوں آئی ہیں؟ ملیحہ نے پوچھا ماہا جب کی سارا پھیلا وا سمیٹنے لگی۔

کیا مطلب کیوں ماہا کو لینے آئی ہے شادی میں دن کتنے بچے ہیں ماہا کے ساتھ جا کر شاپنگ کروانی ہے اس نے شادی کا جوڑا ابھی تک فائنل نہیں ہوا۔ مہرین نے بتایا۔

وہ خود لیں آتی میرا جانا ضروری ہے کیا۔ ماہا نے بیزار سی شکل بنائے کہا۔

بے وقوفوں والی بات مت کرو اور جلدی سے باہر آؤ۔ مہرین گھور کہتی باہر نکل گئی ماہا نے ملیحہ کو دیکھا جو کندھے اُچکا گئی تھی۔

اسلام علیکم!! ماہا باہر آ کر سلام کرنے لگی۔

وعلیکم اسلام بیٹا اگر تیار ہو تو چلیں لیٹ ہو رہا ہے۔ مریم بیگم نے کہا

جی چلیں میں تیار ہوں۔ ماہا نے کہا تو دونوں مہرین کو خُدا حافظ کہتی مال جانے کے لیے نکل گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤

تباہ ہو جاوں نشے میں

یہ عشق سے تو بہتر ہے

عروہ بہت چاہتی ہے تمہیں اُس کو قبول کر لوں دیکھنا اُس کی چاہت اور محبت دیکھ کر تمہیں ماہا یاد نہیں رہے گی۔ فرزام ایک بھائی ہوتا اپنے دوست کے سامنے یہ کس دل

سے کہہ رہا تھا بس وہ جانتا تھا پر اُس کو نہ تو اپنی بہن کی حالت دیکھی جا رہی تھی اور نہ اب جان سے عزیز دوست کی۔

جس کو میں چاہتا ہوں وہ مجھے نہیں چاہتی اِس لیے مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔زرجان سپاٹ انداز میں بولا۔

جس تم چاہوں وہ تمہیں نہ چاہے تو اس کو موقع ضرور دو اپنی زندگی میں جو تمہیں چاہتا ہے۔فرزام نے ایک اور کوشش کرنا چاہی۔

پلیز فرزام مجھے یہ سب نہ کہو میرے دل نے بس ماہا کو چاہا ہے اُس کے علاوہ میرا کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی حرام ہے۔زرجان نے کہا

کچھ دنوں بعد شادی ہے اُس کی پروفیسر منان کے ساتھ ابھی تو تم سے بس دور ہے پھر وہ پروفسر منان کے دسترس میں آجائے گی پھر کیا کروگے تم۔فرزام نے جیسے اُس کی دُکھتی رگ میں ہاتھ نہیں پیر رکھ ڈالا۔

وہ ہمیشہ میرے رہے گی میں نے اپنی دعا میں مانگا ہے ان کو پھر کیسے اللہ کسی اور کو اُن کا ساتھ دے گا۔زرجان عجیب انداز میں بولا۔

تم رہو اپنی خوابوں کی دُنیا میں کیونکہ حقیقت سے تم منہ موڑ بیٹھ کر اپنا خسارہ کررہے ہو اور کچھ نہیں۔فرزام نے غصے سے کہا۔

میں چلتا ہوں اب۔زرجان اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا بولا۔

دیکھو زر محبت میں دوری انسان کو کس عذاب میں ڈالتی ہے یہ تم اچھے سے جانتے ہو تمہارا مجھ پہ احسان ہوگا اگر تم اِس عذاب سے میری بہن کو نکالو۔

جو میرے اختیار میں نہ ہو مجھے وہ کرنے پہ مت کہو تم میرے بہت اچھے دوست ہو میں نہیں چاہتا اِس میں ڈرار آئے میں ماہا سے عشق کرتا ہوں مجھے یقین ہے وہ میرے پاس آئے گی میرا عشق میری تمنا لا حاصل نہیں ایک سال سے میں ان کو چاہتا ہوں یہ زیادہ لمبا عرصہ نہیں پر میں نے اِس ایک سال میں جتنا اللہ سے ان کو مانگا ہے نہ اُس کا کوئی حساب نہیں میں جتنی دفع سانس لیتا ہوں نہ میری ہر ایک سانس ان کے ملنے کی دعا کرتی ہے پھر میں کیسے کسی دوسرا کا ہاتھ تھام لوں یہ سوچ کر کے وہ میری نہیں۔زرجان ایک سانس میں بولتا فرزام کو شاکڈ چھوڑتا وہاں سے جا چُکا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

آج ماہا کا مایوں تھا اِس وقت وہ گرین اور پیلے کلر کے امتزاج شلوار قمیض پہنے بلکل ایک نازک گڑیا لگ رہی تھی ہاتھوں میں گجرے پہنے ہوئے تھے باقی سب زیور پہننے سے اس نے انکار کر دیا تھا اِس وقت وہ لڑکیوں کے جھرمٹ میں الگ جھولے پہ بیٹھی ہوئی تھی جہاں اب رسم ادا ہو رہی تھی۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو ماشاءاللہ سے۔ مہر ماہ نے اُس کے ماتھے پہ بوسہ دے کر کہا

ماہا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا پر مہر ماہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اُس کو حیرت ہوئی

آنٹی آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ ماہا نے فکر مند ہو کر پوچھا۔

ہاں کیوں؟ مہر ماہ کو اُس کا پوچھنا سمجھ نہیں آیا۔

بس ایسے ہی۔ ماہا نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

ملیحہ کی بچی اب بس کر و یہ۔ ملیحہ نے جیسے ہی ہلدی ماہا کے چہرے پہ لگائی تو ماہا نے دانت پیسے کیونکہ پہلے ہی اُس کے کپڑے خراب ہو گئے تھے۔

کیا ہے چپ کرو تم۔ ملیحہ نے اُس کو آنکھیں دیکھائی۔

موم میں کمرے میں جانا چاہتی ہوں۔ ماہا نے پاس گزرتی مہرین سے کہا۔

اچھا میں لیں چلتی ہوں۔ مہرین نے کہا

نہیں آپ مہمانوں کو دیکھے میں جاتی ہوں۔ ماہا نے آرام سے کہا تو مہرین نے کچھ نہیں کہا اُس کو پہلے ہی بہت سارے کام تھے کرنے کے لیے۔

تم۔ ماہا اپنے کمرے میں آئی تو زرجان کو دیکھ کر شدید حیران ہوئی۔

زرجان نے ماہا کو دیکھا جو مایوں کے ڈریس میں تھی چہرے پہ جگہ جگہ ہلدی لگی ہوئی تھی جس سے وہ بہت کیوٹ معصوم اور پیاری لگ رہی تھی زرجان کا کے جلتے دل اور

پیاسی آنکھوں کو قرار سا آگیا تھا اُس نے ماہا کی بات کا جواب دیا بنا اُس کے پاس آتا کھڑا ہوا۔

آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔

تم یہاں کیوں اور کیسے آئے۔

آپ کو دیکھنے آیا تھا کھڑکی سے آیا ہوں۔ زرجان نے اشارے سے بتا کر کہا تو ماہا کو زرجان کی دماغی حالت پہ شک گزرا۔

مجھے کیوں دیکھنا تھا۔ ماہا کو سمجھ نہیں آیا

آپ نے میرا پرپوزل کیوں ریجیکٹ کیا کیا میں اتنا برا ہوں۔ زرجان اُداس ہو کر بولا

کہیں سے پیکر آئے ہو کیا جو ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ ماہا کو زرجان کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر شک گزرا۔

نہیں اللہ کی قسم میں نے اُس کی حرام شے کو دیکھا بھی نہیں۔ زرجان فورن سے اپنی بات کا یقین دلانے لگا۔

ٹھیک ہے قسم کیوں اُٹھا رہے ہو میں نے بس ایسے پوچھا۔ ماہا کو اس کا قسم اٹھانا عجیب لگا۔

آپ نے بتایا نہیں میرا پرپوزل کیوں ریجیکٹ کیا۔ زرجان نے دوبارہ پوچھا۔

ریجیکٹ کی کوئی بات نہیں تم اپنی عمر پھر میری عمر دیکھو جواب مل جائے گا۔ماہا نے آرام سے کہا

کیاہوا میری اور آپ کی عمر کو۔زرجان نے سنجیدگی سے کہا

تمہیں اتنا ناگوار گزر رہا ہے تو میں بتا دو ایسا کچھ نہیں نہ میں نے تمہیں ریجیکٹ کیا ہے اور نہ ایسا ارادہ تھا تم جس عمر پہ ہو اپنی پڑھائی پہ دھیان دو پھر شادی کر لینا اپنی عمر کی لڑکی سے۔ماہا نے آرام سے مشورہ دیا۔

میں یہاں اپنی اور آپ کی بات کر رہا ہوں آپ کسی تیسرے کو درمیان میں نہ لائے آپ نے پروفیسر منان سے شادی کا فیصلہ کرنے وقت ایک بار بھی میرا نہیں سوچا۔زرجان کے منہ سے شکوہ نکلا۔

تم مجھے کنفیوز کر رہے ہو تمہارے بارے میں مجھے کیا سوچنا تھا تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے کے تم اپنے سے بڑی عمر کی لڑکی سے شادی کرنے سے بچ گئے۔ماہا زرجان کے روبرو کھڑی ہوتی بولی۔

سیر یلی آپ کو لگتا ہے میں شکر گزار ہو گا اِس۔بات پہ۔زرجان زخمی مسکراہٹ سے بولا

توں اور نہیں کیا۔ماہا جواب دیتی مرر کے سامنے کھڑی ہوئی۔

میں محبت کرتا ہوں آپ سے۔زرجان ماہا کے پیچھے کھڑا ہوتا بولا ماہا شاکڈ سی اُس کو دیکھنے لگی پھر شاکڈ کی جگہ غصے نے لیں لی۔

جانتے بھی ہو کیا بات کر رہے ہو تم۔ماہا نے دانت پیستے ہوئے کہا زرجان کی بات پہ اُس کو کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔

آپ ایک سال سے ہمیں پڑھاتی ہیں نہ تو کیا کبھی آپ نے میری آنکھوں اپنے لیے جذبات نہیں دیکھے کبھی پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔زرجان نے سوال پہ سوال کیا۔

زرجان ابھی میرے کمرے سے نکلو ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔ماہا نے ضبط کی حدود کو چھوتے زرجان سے کہا

آپ میری بات کا جواب دے پہلے۔زرجان بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

چھ سال بڑی ہوں تم سے کچھ تو لحاظ کیا ہوتا ٹیچر بھی ہوں تمہاری اگر تم بھول گئے ہو تو۔

میں کچھ نہیں بھولا ٹیچر آپ میری یونی میں ہے۔زرجان نے جواب دیا

کمرے سے جا رہے ہو یا نہیں۔ماہا نے سرد لہجے میں کہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت عمر دیکھ کر نہیں ہوتی ابھی بھی دیر نہیں ہوئی پلیز میری محبت کو قبول کر دے یقین کریں دنیا کی ساری خوشیاں آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا۔زر جان ماہا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بولا۔

گیٹ آؤٹ۔ماہا نے تیز آواز میں کہا۔

میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا ماہا میرے جذبات میں کوئی کھوٹ نہیں میں وعدہ کرتا ہوں آپ بس ایک دفع میرا ہاتھ تھام لیں میری وجہ سے کبھی آپ کو کوئی دُکھ نہیں پہنچے گا۔زر جان جانتا تھا ماہا اتنی آسانی سے اُس کا یقین نہیں کریں گی اِس لیے دوبارہ اپنی محبت کا اعتبار کروانا چاہا۔

میں جو کہا سننا نہیں تم نے۔ماہا چیخ پڑی زر جان ماہا کو زور سے سانس بھرتا دیکھا تو چہرے پہ پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوئے زر جان سائیڈ ٹیبل پہ رکھا جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیل کر ماہا کی طرف آیا۔

پانی پیئے۔زر جان فکر مند ہوتا بولا تو ماہا نے اس کا بڑھایا ہوا ہاتھ جھٹک دیا جس سے چھناک کی آواز سے گلاس ٹوٹ گیا۔

گو۔ماہا کے پھر سے کہنے پہ زر جان نے ایک بے بس نگاہ اُس پہ ڈال کر کھڑکی کی طرف گیا نیچے آس پاس نظر ڈال کر وہ جیسے آیا تھا ویسے چلا گیا اُس کے جانے کے بعد ماہا نے

ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھے ساری چیزوں کو نیچے گرا دیا اور خود فرش پہ سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گئی۔

❤❤❤❤

شاہ میر مہر ماہ لان میں چہل قدمی کر رہے تھے جب شاہ میر نے مہر ماہ سے کہا۔

زر یونی جاتا ہے اب؟

نہیں تم صبح آفس چلے جاتے ہو زر نے تو تب سے یونی جانا بند کیا ہوا ہے جب سے ماہا نے اپنی شادی کی وجہ سے یونی سے چھٹیاں لیں رکھی ہے بہت حرج ہو گیا ہے زر کا پڑھائی میں پر ایک وہ ہے جس کو پرواہ نہیں اپنے مستقبل تباہ کرنے کے در پہ ہے۔شاہ میر کے سوال پہ مہر ماہ نے اپنے دل کا غبار نکالا۔

اُس کو یونی بھیجے ڈیڈ کو شک ہو رہا ہے اب۔شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا

جانتی ہوں وہ بہت غور سے زر کو دیکھتے ہیں۔مہر ماہ نے پریشان ہو کر کہا۔

زر کو سمجھاؤ یہ زندگی ہے اور زندگی میں سب کچھ نہیں ملتا۔

وہ تمہارا بیٹا ہے تم سمجھے تھے جو وہ سمجھے گا۔مہر ماہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

میں کرتا ہوں اُس سے بات۔شاہ میر کچھ سوچ کر بولا۔

صرف بات مت کرنا اُس کو ہر طریقے سے سمجھانا تا کہ عقل ٹھکانے پہ آئے۔مہر ماہ نے کہا

آپ فکر نہیں کریں میں سب سنبھال لوں گا۔شاہ میر نے مسکرا کر مہر ماہ کو ریلیکس کروانا چاہا۔

بارہ دن مایوں میں ویسے کون بیٹھتا ہے تمہاری ہونے والی ساس نے بڑا ظلم کیا ہے اپنی ساس کا بدلا تم سے لیں رہی ہے۔ملیحہ نے خاموش بیٹھی ماہا سے کہا جب کی ماہا سمجھ نہ پائی ملیحہ افسوس کر رہی ہے یا مذاق اُڑا رہی ہے۔

پہلے تو لڑکیاں مہینہ بھر روپ آنے کے لیے مایوں میں بیٹھا کرتی تھی آج کل تو دو چار دن ہی مشکل سے ان کا مایوں میں گزارا ہوتا ہے میرے وقت سے بھی تم واقف ہو۔ملیحہ نے پھر سے سلسلہ کلام جوڑا۔

خاموش رہو یا باہر نکلو۔ماہا نے بے زار لہجے میں کہا

ماہا سوچنے والی بات ہے ایک مہینہ ایک ڈریس ایک جگہ لڑکیوں کا گزارا کیسے ہوتا ہو گا پھر جب ان کی شادی کا دن آتا ہو گا ان کے بال تو چڑیوں کا گھونسلہ بن جاتا ہو گا کتنے مشکل سے بالوں میں برش آتا ہو گا۔ملیحہ بنا ماہا کی بات پہ دھیان دیئے بولنے لگی تو ماہا بیڈ سے اٹھ کر اُس کا بازوں پکڑا۔

میرے سر میں پہلے ہی بہت درد ہے تم مزید مت دو۔ماہا اُس کو کمرے کے دروازے کے پاس کرتی دانت پیس کر بولی تو ملیحہ کا منہ کھل گیا۔

مایوں میں بیٹھی لڑکیاں غصہ نہیں کرتی اور نہ ہی تیز آواز میں بولتی ہے۔ملیحہ نے اس کی معلومات اضافہ کیا۔

زیادہ تم میری بڑی اماں مت بنو۔ماہا دروازہ بند کرنے والی تھی پر درمیان میں ملیحہ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

میں نے تمہاری اور زر کی باتیں سن لی تھی۔ملیحہ کی بات پہ ماہا خاموشی سے اُس کو دیکھتی رہی۔

زر بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں منان کے بجائے زر کا انتخاب کرنا چاہیے تھا۔ملیحہ نے سنجیدگی سے کہا۔

وہ ایک امیچور لڑکا ہے چھ سال مجھ سے چھوٹا بھی تم چاہتی ہوں میں ایسے لڑکے کا انتخاب کرتی تاکہ لوگ آتے جاتے میرا مذاق اُڑاتے کے میں نے اپنے سے کم عمر لڑکے سے شادی کی ہے۔ماہا کا دل کیا ملیحہ کی بات پہ ماتم کریں۔

وہ امیچور لڑکا تم سے محبت کرتا ہے اور محبت میں ظاہری شخصیت یا عمر سے فرق نہیں پڑتا رہی بات لوگوں کی تو ان کی تو خیر ہے ان کا کام بس باتیں بنانا ہے یہ ہماری زندگی ہے اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے وقت ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کے لوگ کیا کہے گے لوگ تو کسی بھی حال میں ہمیں خوش نہیں دیکھ سکتے بہتر کے کے ہم ان کے بارے میں سوچنا

ختم کریں کیونکہ جتنے لوگ اُتنی زبانیں ہم نہ تو کسی کی زبان بند کر سکتے ہیں اور نہ کسی کی سوچ بدل سکتے ہیں یہ معاشرہ کسی کم سن لڑکی کی شادی تو بڑی عمر کے مرد سے کروا دیتا ہے پر اگر لڑکی کچھ دن بھی لڑکے سے بڑی ہو تو اِس معاشرے کے لوگوں کے مُنہ کھل جاتے ہیں۔ملیحہ نے بے حد سنجیدہ ہو کر اُس کو سمجھانا چاہا۔

میں یہاں کسی اور کے مایوں میں بیٹھی ہوں اور تم کسی دوسرے مرد کی سوچ میرے دماغ میں ڈال رہی ہوں۔ماہا کو کچھ اور نہ سوجھا تو یہ کہا۔

دیکھو ماہا میں تمہاری بہن ہوں جیسے تمہارے نزدیک میری خوشیاں ضروری ہیں اُسی طرح مجھے بھی زر کے علاوہ تمہیں کوئی خوش نہیں رکھ سکتا اگر تمہیں لگتا ہے کے منان تمہیں چاہتا ہے تو میں ایک بات بتا دوں وہ تمہاری خوبصورتی کی وجہ سے شادی کا خواہشمند ہیں۔ملیحہ نے رسانیت سے کہا

زرجان بھی میری خوبصورتی کی وجہ سے اٹریک ہوا ہو گا۔ماہا نے طنزیہ کہا

وہ اگر تمہاری خوبصورت چہرے سے محبت کرتا تو بس اس کو افسوس ہوتا نا کہ تمہارا کسی اور کے ہونے کا سوچتے خود کو تڑپاتا یا اذیت دیتا مرد ایسے ہی نہیں روتا اگر کبھی تم مرد کی آنکھوں میں نمی دیکھو تو سمجھ جانا وجہ بڑی ہے۔ملیحہ نے مسکرا کر کہا پر ماہا خاموش

رہی وہ فلحال کچھ بھی سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی پیار، محبت پہ یقین تو اُس کا بہت پہلے ہی اُٹھ گیا تھا۔

دھوکہ ایک دیتا ہے

بھروسہ سب سے اٹھ جاتا ہے۔

زرجان بہت دنوں بعد آج یونی آگیا تھا پر اُس کا دماغ پڑھائی میں لگ نہیں رہا تھا اُس کی غیر دماغی حالت ہر ایک نے نوٹ کی تھی ابھی بھی زرجان اپنی ایک کلاس مس کرتا سیڑھیوں کے پاس بیٹھا تھا جب عروہ ساتھ کچھ فاصلے پہ بیٹھ کر زرجان کو دیکھنے لگی جس کو شاید یہ تو محسوس نہیں ہوا کے کوئی اُس کے ساتھ بیٹھ چُکا ہے۔

کاش ایسا دن بھی آئے تم اتنی محویت سے مجھے سوچو۔ عروہ نے مسکرا کر زرجان سے کہا تو زرجان نے گردن موڑ کر خالی نظروں سے اُس کو دیکھا۔

میں ایک سیراب ہوں میرے تک آنے سے بہتر ہے تم اپنا راستہ بدل ڈالوں۔ زرجان بے تاثر لہجے میں بولا۔

جنہیں راستوں سے عشق ہو

انہیں کیاپرواہ منزل کی۔

زرجان کی بات پہ عروہ نے اچھے بھلے شعر کا ستیاناس کیا۔
میں کسی اور کو چاہتا ہوں۔یہ سننے کے بعد عروہ کتنی دیر تک سناٹوں کی زد میں رہی آنکھیں پتھرا سی گئی تھی اُس کو تو لگتا تھا آج نہیں تو کل زرجان اُس کی محبت کو قبول کرلیں گا ابھی جیسا بھی رویہ رکھے بعد میں وہ آئے گا تو بس اُس کے پاس تو پھر یہ کیا کہہ رہا تھا اُس کے سامنے اُس کے ساتھ بیٹھ کر وہ کسی اور کی محبت کا دعویٰ کرر ہا تھا وہ کیسے کسی اور کی چاہت کر سکتا تھا۔
بہت بُرا مذاق تھا۔عروہ لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔
میری زندگی کی خوبصورت حقیقت ہے۔زرجان کے چہرے پہ مسکراہٹ چھا گئی جب نظروں کے سامنے ماہا کا مسکراتا عکس نظر آیا۔
پانچ سال سے میں تمہارے پیچھے ہوں اور تم کیسے یہ کہہ سکتے ہو کے تمہیں کسی اور سے محبت ہے۔عروہ نے زرجان کو کھڑا ہوتا دیکھا تو خود بھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔
میں نے نہیں کہا تھا اپنے لیے کی تم خود ذمیدار ہو ہمیشہ سے کہا تھا میں نے مجھے تم میں دلچسپی نہیں۔زرجان نے ناگوار نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا۔

تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہو گی زر ورنہ میں خود کشی کر لوں گی۔ عروہ نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

حرام موت مرنے ہے تو شوق سے مرو پر میں شادی نہیں کر سکتا۔ زرجان کی بات پہ عروہ نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

اپنی حد میں رہو یونی ہے یہ۔ زرجان ایک جھٹکے میں اس کو خود سے پرے دھکیلتا بولا۔

تم اتنے بے رحم کیسے ہو سکتے ہو ترس نہیں آتا مجھے پہ۔ عروہ کا چہرہ آنسو سے تر ہو گیا تھا اُس کی حالت قابلِ رحم تھی پر زرجان نظر انداز کر گیا۔

اپنی زندگی ضائع مت کرو کسی اچھے انسان کو تم ڈیزرو کرتی ہو۔ زرجان کہتا سائیڈ سے گزر گیا عروہ ساکت سی اپنی جگہ پہ جمی رہی اُس میں ذرہ ہمت نہیں تھی کے وہ ہل بھی پاتی۔

ٹوٹ کر چاہا تھا تمہیں،

تمہیں چاہ کر ٹوٹیں ہیں

❤❤❤❤❤❤

اتنا وقت ہو گیا اب کال کی ہے۔ مرجان شکوہ کناں انداز میں کہا۔

سوری مرجان وہ دراصل مصروف تھی ورنہ روز وقت پہ کال کرتی ہوں۔ملیحہ نے لب دانتوں تلے دبائے کہا۔

مجھے یاد آرہی ہے تمہاری کب آؤں گی؟مرجان نے بے چارگی سے کہا

جب ماہا کی شادی ہو جائے موم اکیلی ہوتی ہیں کام میں زیادہ نہیں تو تھوڑی مدد ہو جاتی ہے اُن کو میری طرف سے۔ملیحہ نے جواب دیا۔

اچھا اب دعا ہے جلدی سے یہ دن ختم ہو جائے۔مرجان کی بات پہ ملیحہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

وہ امیچور لڑکا تم سے محبت کرتا ہے۔

ماہا کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی کانوں میں کبھی زرجان کی آواز گونجی تو کبھی ملیحہ کی جس سے اُس کو نیند نہیں آرہی تھی۔

ملیحہ کی بچی نے کیس فتور ڈال دیا میرے دماغ میں۔ماہا جھنجھلا کر کھڑکی کا دروازہ بند کرتی بیڈ کے پاس آئی۔

مجھے سوچنا نہیں ہے کسی اور کے بارے میں اگر میں نے منان کا انتخاب کیا ہے تو مجھے چاہیے اپنی سوچ میں بھی اُس کو شامل کرو نا کہ کسی اور کو۔ ماہا نے خود کو باوار کروایاں اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔

❤❤❤❤❤

زرجان عشاء کی نماز پڑھتا سونے والا تھا جب اُس کے موبائل پہ میسج ٹون بجی زرجان نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اُٹھایا تو عروہ کا ایس ایم ایس تھا جسے دیکھ کر زرجان کے چہرے کے زاویے بگڑے مرے دل کے ساتھ اُس نے میسج اوپن کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

وہ طلب نہ تھا عطا تھا، خواہش نہ تھا دعا تھا

وہ کبھی نہ جان سکے گا، وہ میرے لیے کیا تھا۔

زرجان نے آنکھیں چھوٹی کیے بار بار میسج کو پڑھا جانے کیوں اُس کو عجیب سا لگا مگر وہ اپنا سر جھٹکتا بیڈ پہ آرام سے لیٹ گیا۔

زرجان کو سوئے ہوئے ابھی کچھ ہی وقت ہوا تھا جب خاموش رات میں اس کے موبائل پہ آتی کال نے پورے کمرے ارتعاش پیدا کیا کال آتی بند ہو گئی تھی اب دوبارہ فون بجنے لگا تھا سوئے ہوئے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ تیسری بیل پہ زرجان مکمل

طور پہ نیند سے بیدار ہوا زر جان نے ہاتھ یہاں وہاں مار کر وہ تلاش کیا موبائل ہاتھ میں لیکر جب اسکرین پہ احتشام کی کال دیکھی تو سیدھا ہوتا کال پِک کی۔

زر کہاں ہے توں؟ احتشام نے عجلت بھرے انداز میں پوچھا۔اُس کے سوال پہ زر جان نے فون کان سے ہٹا کر وقت دیکھا جو رات کے گیارہ بجے کا سندیسہ دے رہا تھا۔

ہر شریف مرد اِس وقت اپنے گھر پہ ہوتا ہے۔زر جان نے سائیڈ لیمپ آن کرتے جواب دیا۔

سیٹی ہوسپٹل آ جا فورن سے۔احتشام کی بات پہ زر جان کا دل کسی انہونی کے احساس سے دھڑکا۔

سب خیریت تو ہے؟

اللہ کریں سب خیر کو عروہ نے اپنی کلائی کی نس کاٹ لی ہے۔احتشام نے بتایا تو زر جان کچھ بول نہ پایا۔

تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہو گی زر ورنہ میں خودکشی کر لوں گی۔

عروہ کی کچھ دن پہلے کہی بات یاد آئی تو زر جان نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر لی۔

❤❤❤❤❤❤

چچی جان زر نے آپ کو کچھ بتایا تھا وہ کہاں جا رہا ہے۔مہر ماہ نے پریشان لہجے میں ہانم بیگم سے پوچھا صبح وہ زر جان کے کمرے میں گئی تو کمرہ خالی تھا بعد میں گارڈ سے معلوم ہوا کہ

زرجان رات میں بہت تیزی سے کہی چلا گیا تھا تب سے مہر ماہ پریشان تھی شاہ میر نے بہت بار کالز وغیرہ کی مگر وہ اپنا فون کمرے میں ہی بھول گیا تھا۔

مجھے بتا کر جاتا تو میں بتا دیتی۔ہانم بیگم نے گہری سانس لیکر کہا۔

لاپرواہ ہو گیا ہے زرا اتنا بچپن میں مجھے تنگ نہیں کیا جتنا اب ناک میں دم کرتا ہے۔مہر ماہ کہتی کمرے سے باہر چلی گئ۔

کجھ پتا چلا؟مہر ماہ نے شاہ میر کو ہاتھ میں موبائل پکڑے سوچ میں گم دیکھا تو پوچھا۔

ہمم اُس کے دوست سے میرا رابطہ ہوا زر کا دوست ہے نہ فرزام اُس نے خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے زر اُس کے ساتھ ہے۔شاہ میر نے گہری سانس بھر کہا تو مہر ماہ نے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

اللہ اُس کو زندگی بخشے پر ایسا کیوں کیا اُس نے۔مہر ماہ نے افسوس سے کہا۔

پتا نہیں اللہ بہتر جانتا ہے بس اللہ اُس پہ اپنا رحم فرمائے زندگی اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے خودکشی کی سزا اتنی بھیانک ہے کے انسان سو دفع ضرور سوچے جانے ایسی کیا وجہ ہو گی۔شاہ میر نے رنجیدہ آواز میں کہا۔

اپنے والدین کا سوچ لیتی۔مہر ماہ نے کہا۔

آپ کو چلنا ہے میں ایک دفع ہوسپٹل جا کر دیکھ آؤں۔شاہ میر نے مہر ماہ سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بھی چلتی ہوں سمیرا (عروہ کی والدہ) سے میری اچھی بات چیت ہوتی ہے۔ مہرماہ نے حامی بھرتے کہا۔

❤❤❤❤❤

زرجان خاموش سا دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا سامنے بینچ پہ عروہ کی والدہ بیٹھی رونے میں مصروف تھی تھیں والد کا انتقال آج سے چند سال پہلے ہی ہو چکا تھا وہ تینوں ہی بس ایک دوسرے کا سہارا تھے عروہ کی حرکت نے فرزام اور اُس کی والدہ کو توڑ کے رکھ دیا تھا ڈاکٹرز نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا ان کا کہنا تھا مریض کو ہوسپٹل لانے میں کافی دیر کر دی تھی جس میں اُس کے بچنے کے چانسس بہت کم تھے وہ بس کوشش ہی کر سکتے تھے باقی اللہ کی مرضی۔

زرجان عروہ کی حالت کا قصوروار خود کو سمجھ رہا تھا احساسِ شرمندگی اُس کو فرزام سے نظریں ملانے سے قطرا رہی تھی جب عروہ کی ماں کو روتا دیکھتا تو دل ڈوب مرنے کو چاہتا۔

اسلام علیکم!!! شاہ میر اور مہرماہ ایک ساتھ آتے سلام کیا مہرماہ سمیرا کے پاس بیٹھ گئ تسلی کروانے کے لیے جب کی شاہ میر فرزام کی طرف آیا جو بنا حرکت کیے ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔

حوصلہ رکھو اللہ نے چاہا تو وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔شاہ میر کی بات پہ فرزام کے چہرے پہ عجیب سی مسکراہٹ آئی۔

حوصلہ ہے انکل اب بس ڈاکٹر کا انتظار ہے کے وہ آئے اور کہے سوری ہم آپ کے مریض کو بچا نہ پائے۔فرزام بے تاثر لہجے میں کہا

ایسی بات

شاہ میر کچھ کہنے والا تھا مگر سامنے نرس کے ساتھ ڈاکٹر کو آتا دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

وی آر سوری زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ہم آپ کے پیشنٹ کو بچا نہ پائے اللہ آپ سب کو صبر دے۔ڈاکٹر افسوس سے کہتا شاہ میر کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر چلا گیا جب کی ان کی بات نے سب کے پیروں سے زمین کھینچ لی تھی عروہ کی ماں دھاڑے مار مار کر رونے لگی شاہ میر نے فرزام کو دیکھا جو ابھی بھی ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا۔

فقط کچھ دنوں کی بات ہے
ہم آپ کو کبھی بھی کہیں بھی
میسر نہ ہوں گے۔

❤❤❤❤❤

چار دن بعد:

کچھ بات کرنی تھی آپ سے اِس لیے کال کی۔ماہا کمرے میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی جب سیل فون پہ پروفیسر منان کی کال آئی تو اُس کو کچھ تعجب ہوا آج اُس کو مایوں میں بیٹھے ساتواں دن تھا اور اِن دنوں میں پہلی دفع منان کی کال آئی تھی۔

جی کہے میں سن رہی ہوں۔ماہا نے کتاب بند کر کے کہا۔

آپ مایوں سے اُٹھ جائے میں آپ سے شادی نہیں کر سکتا۔پروفیسر منان دھیمی آواز میں بولا ماہا کو نہ کوئی دُکھ ہوا نہ افسوس نہ حیرانی بس چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

تو کیا آپ نے مجھ سے بدلا لیا؟ماہا نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

بدلا کیسا میری مجبوری ہے ورنہ میں کبھی آپ سے شادی کرنے کے لیے انکار نہ کرتا۔پروفیسر منان نے فورن سے وضاحت کی۔

بدلا اُس بات کا جب آپ نے مجھے پرپوز کیا تو میں نے انکار کر دیا۔ماہا نے یاد کروایاں۔

آپ غلط سمجھ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں میں نے بس اپنے دل کی بات کی تھی اس کے بعد آپ کا رائٹ تھا جو جیسا آپ جواب دیتی میں ایک میچور مرد ہوں اتنی بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر بدلا نہیں لیں سکتا دوسری بات کے ہمارا تعلق اُس مذہب سے ہے جو بدلا

لینے والے کو بہادر نہیں بزدل کہتا ہے اور الحمداللہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا اگر اللہ نے چاہا تو آپ کو پتا چل جائے گا میرے انکار کرنے کی وجہ۔منان نے صاف گوئی سے کہا ہمارا تعلق اُس مذہب سے ہے جو بدلا لینے والے کو بہادر نہیں بزدل کہتا ہے۔

ماہامنان کی ایک بات پہ رُک سی گئی تھی۔

شکریہ اتنی جلدی آپ کو احساس ہوا آپ کو مجھ سے شادی نہیں کرنی۔ماہااپنی بات کہتی کال کاٹ گئی تھی۔

شاید ڈیڈ کو مایوس کرنے کی سزا ہے۔ماہا کے آنکھ سے آنسو گر پڑا۔ماہاخود کو کمپوز کرتی کمرے سے باہر نکلتی مہرین کے کمرے میں آئی۔

موم آپ فری ہیں؟ماہانے سنجیدگی سے کہا۔

ہاں فری ہوں تم آؤ یہ دیکھو میں نے تمہارے لیے سیٹ بنوایا تھا کیسا ہے۔مہرین نے مسکرا کر کہا ماہانے ایک سرسری نظر بیڈ پہ موجود جیولری پہ ڈالی پھر مہرین کے پاس آئی۔

آپ نے ایک دفع کہا تھا کہ جب کسی لڑکی کی شادی ہوتے ہوتے رہ جاتی ہے اور وہ مایوں میں بیٹھی ہو تو گھر میں سے کوئی انسان اُس لڑکی کے اُپر پانی کا مٹکہ بہادیتے تھے پھر اُس کا مایوں ختم ہو جاتا تھا۔ماہانے مہرین کو دیکھ کر کہا

کہا تھا میں نے پر تم اِس وقت یہ باتوں کیوں لیکر بیٹھی ہو۔مہرین کو ماہا کی باتیں عجیب لگی۔

مٹکہ تو آپ کے پاس نہیں ہو گا اِس لیے میرے اُپر پانی کی بالٹی گرا دے تاکہ میں مایوں سے اُٹھ جاؤں۔ماہا نے مسکرا کر کہا۔

یہ کیا بول رہی ہو اندازہ ہے تمہیں۔مہرین نے سخت لہجے میں کہا۔

منان نے کہا میں مایوں سے اُٹھ جاؤں مجھ سے شادی نہیں کرے گا وجہ اللہ نے چاہا تو مجھے پتا لگ جائے گی آپ جلدی سے میرا مایوں ختم کریں تاکہ میں اِس ڈریس سے خود کو آزاد کروں۔ماہا آرام سے کہتی کمرے سے نکل گئی مہرین نے اپنا سر پکڑ لیا۔

❤❤❤❤

میں بہت شرمندہ ہوں فرزام سچ پوچھو تو میرا دل چاہتا ہے ڈوب کے مروں۔زرجان چار دنوں میں ہر روز فرزام سے ملنا آتا تھا مگر فرزام ہمیشہ خاموش رہتا تھا آج جب فرزام کی حالت بہتر ہوئی تو زرجان نے افسوس کا اظہار کیا۔

تم کیوں شرمندہ ہو رہے ہو خود کشی کو نسا اس نے تمہاری وجہ کی ہے کی ہو گی پر بات کچھ اور ہے جس سے ابھی تمہارا ناواقف ہونا بہتر ہے۔فرزام سپاٹ انداز میں بولا تو زرجان کے ماتھے پہ نا سمجھی کی لکیریں اُبھری چار دنوں سے وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں تھا رات کو عروہ کا چہرہ اُس کو سکون سے سونے نہیں دیتا تھا اس کی

موت کا ذمیدار وہ خود کو سمجھتا تھا اور اب فرزام کہہ رہا تھا اُس کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا اِس بات پہ جہاں اُس کو سکون آیا تھا پریشانی بھی ہوئی کے پھر اور کیا بات ہے دل میں افسوس بھی تھا عروہ کی موت کا مگر جو وہ چاہتی تھی زرجان وہ چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا کچھ چیزوں میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا اُسی طرح زرجان بھی ماہا کے عشق کے آگے بے بس تھا۔

کونسی وجہ مجھے معلوم ہونی چاہیے ایسی کیا بات ہے جو تم چھپا رہے ہو؟ زرجان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

وقت آنے دو پھر۔ فرزام نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

❤❤❤❤❤

میں بات کرتا ہوں ایسے کیسے انکار کر دیا اب انہوں نے مذاق سمجھا ہوا ہے کیا۔ مہرین نے جیسے ہی ریان کو ساری بات سے آگاہ کیا تب سے اُس کا غصے سے بُرا حال ہو گیا تھا مہرین پریشان ہو گئی تھی آج سے پہلے اُس نے کبھی ریان کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

بات کرنے کا مطلب اپنی بیٹی کو ان پہ زبردستی مسلط کرنا اور میری بیٹی گی گزری نہیں جو ہم ایسا کریں۔ مہرین نے انکار کرتے کہا

تمہاری وجہ سے پہلے میں نے میر کو انکار کیا تب بھی تمہارا یہ جُملا تھا اور اب جب تم لوگوں کی پسند کا لڑکا عین وقت پہ انا کر کر رہا ہے تب بھی تم ایسے بول رہی ہو۔ ریان نے سخت لہجے میں کہا۔

دیکھو ریان انہوں نے انکار کیا ہے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں میں ماہا کو مایوں سے اُٹھا رہی ہو۔ مہرین کہتی کمرے سے جانے لگی۔

معاملے بات کرنے سے حل ہوتے ہیں۔ ریان نے اس کو جاتا دیکھا تو کہا اُس کی بات سن کر مہرین پلٹ کر واپس ریان کی طرف آئی۔

بیشک معاملے باتوں سے جس طرف خراب ہوتے ہیں اُس طرح ٹھیک بھی مگر منان نے خود یہ بات ماہا سے کہی ہے اب ماہا ساری زندگی کنواری رہے گی پر منان سے کبھی شادی نہیں کریں اِس لیے بہتر ہے تم یا میں بات نہیں کریں۔ مہرین نے سنجیدگی سے کہا۔

اگر ایسا ہے تو ٹھیک تم ماہا پہ پانی نہیں گراؤ گی۔ ریان سپاٹ لہجے میں بولا

ایسا کرنا ضروری ہے ورنہ اُس کا مایوں ختم نہیں ہوگا۔ مہرین نے سمجھانا چاہا۔

میں نے تم لوگوں کی بات مانی اس کا نتیجہ دیکھ لیا اب جو میں کہوں گا اور کروں گا تمہیں یا ماہا کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے ماہا سے کہہ دو جہاں ایک ہفتہ بعد اس کی شادی تھی اب

دو دن بعد اس کا نکاح ہے زر کے ساتھ خود کو مینٹلی طور پہ تیار کر دیں اگر اِس بار میری بات نہیں مانی تو میں سمجھوں گا اِس گھر میں میری کوئی حیثیت نہیں۔ریان نے سنجیدہ ہو کر کہا تو مہرین نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا۔

لوگ کیا کہیں گے

کتوں کا کام ہوتا ہے بھونکنا وہ جب بھونکتے ہیں تو انسان پاس سے گزر جاتے ہیں نا کہ اس کا بونکنا سننے کے لیے رُک جاتے ہیں یا جواب دیتے ہیں اُس طرح لوگوں کا کام باتیں کرنا ہوتا ہے ہمیں چاہیے ان کو نظر انداز کریں دوسروں کی وجہ سے ہم اپنے فیصلے کیوں بدلے۔مہرین کی بات ریان نے بیچ میں ہی کاٹ دی دروازے کے پاس ماہا نے گہری سانس لی اور اندر داخل ہوئی مہرین اور ریان نے اس کو آتا دیکھا تو خاموش ہو گئے۔

مجھے آپ کا ہر فیصل منظور ہے ڈیڈ۔ماہا کے بے تاثر لہجے میں کہی بات سن کر ریان نے کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئ تھی ماہا ریان کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر آگے آکر اپنا سر اس کے سینے پہ رکھا۔

ایم سوری ڈیڈ میں نے پہلے آپ کی بات پہ اختلاف کیا عمر کا بہانہ کر کے جب کے مجھے یہ سوچنا چاہیے تھا آپ میرے باپ ہیں اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو اِس میں میرے لیے

بہتر ہو گی مگر میں نے آپ کی پسند کو پسند کرنے کے بجائے خود کی پسند کو ترجیح دی۔ ماہا کی آنکھ سے آنسو گر کر فرش پہ پڑا۔

کوئی بات نہیں تم نے جو کیا اپنے حساب سے تم بھی ٹھیک تھی۔ ریان نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے کہا۔

خدا کریں بس تم خوش رہو۔ مہرین گہری سانس لیکر بولی۔

اپنے سارے خدشات دور کر دو زر جان میر بہت چاہتا ہے ماہا کو دیکھنا بہت خوش رکھے گا ماہا کو۔ ریان نے دونوں کو تسلی کروائی جس پہ مہرین نے تو آمین کہا پر ماہا خاموش رہی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ سب کیا سن رہی ہوں میں؟ ملیحہ ماہا کے کمرے میں آتی حیران لہجے میں بولی۔

تمہارے کان سنا تم نے پتا بھی تم ہو گا۔ ماہا نے اپنے ہاتھ سر پہ رکھ کر ہلکہ ہلکہ دبا کر کہا

زیادہ مسخرا پن نہیں کرو۔ ملیحہ نے گھور کر کہا

میرے سر میں بہت پین ہو رہا ہے اِس لیے فلحال بحث نہیں کرو۔ ماہا نے منت کرنے والے انداز میں کہا وہ ابھی تک خود کو زر جان کے ساتھ نکاح پہ تیار نہیں کر پائی تھی

ریان سے تو کہہ دیا تھا اب سوچ سوچ کر اس کے سر میں درد ہو گیا تھا کے کیسے وہ اپنے سے چھوٹے عمر کے لڑکے کے ساتھ شادی کریں گی۔

پہلے بتاتی نہ میں دوائی دیتی ہوں انشااللہ آرام ملے گا۔ملیحہ نے فکر مند ہو کر جس پہ ماہا نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

❤❤❤❤

مبارک ہو۔شاہ میر مہرماہ کے کان کے پاس آ کر بولا

کس چیز کی مبارکباد۔ماہانا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

آپ کے بیٹے کی دعائیں قبول ہو گئ پر سو دونوں کا نکاح ہے۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا

مہرماہ بے یقین نظروں سے شاہ میر کو دیکھا۔

واقعی شاہ پر کیسے۔مہرماہ متجسس ہو کر بولی

زیادہ تو ریان نے مجھے نہیں بتایا بس یوں سمجھ لوں معجزہ ہو گیا۔شاہ میر نے کہا

زر کو بتایا۔مہرماہ شکر ادا کرتی شاہ میر سے بولی۔

پہلے آپ کو بتایا سوچا ساتھ میں چلتے ہیں۔شاہ میر نے جواب دیا۔

کمرے میں ہے اپنے چلو۔مہرماہ خوشی سے بولتی شاہ میر کا پکڑتی زرجان کے کمرے میں آئی۔

مما ڈیڈ کوئی کام تھا۔زرجان نہا کر باہر آیا تو شاہ میر اور مہرماہ کو دیکھ کر پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|

تمہارے لیے خوشخبری ہے۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا

ریئلی بتائے پھر۔زرجان نے بے صبری سے پوچھا

ایک دن بعد نکاح ہے تمہارا ماہا کے ساتھ۔شاہ میر مسکراہٹ دباتا زرجان کا چہرہ دیکھ کر بولا

میرا نکاح وہ بھی ماہا کے ساتھ۔زرجان اپنے تیز دھڑکتے دل کو قابو پاتا اٹک اٹک کر بولا

اُس کو لگ رہا تھا جیسے یہ کوئی خواب ہو۔

بلکل تمہارا اور ماہا کا۔شاہ میر زرجان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا تو زرجان اُس کے گلے لگ گیا

میں بہت خوش ہوں ڈیڈا اتنا کے بتا نہیں سکتا۔زرجان اپنی آنکھوں میں آنے والی نمی کو اندر دھکیل کر بولا۔

میں سمجھ سکتا ہوں کہا تھا نہ دعاؤں میں طاقت ہوتی ہے نیت سچی ہو تو خدا کبھی دعا رد نہیں کرتا۔شاہ میر نے مسکرا کر اس کی پیٹھ تھپتھپا کر کہا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ "

بے شک اللہ ہر چیز پہ قادر ہے "

زر جان نے آیت پڑھی تو مہر ماہ کو وہ وقت یاد آیا جب شاہ میر نے بھی یہی کہا تھا سب یاد آکر اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئ تھی۔

❤❤❤❤❤

زر جان آج بہت خوش تھا جس وجہ سے اُس نے آج فرزام اور احتشام کو ٹریٹ دی تھی

زر جان کو لگا تھا احتشام حیران ہو گا جب وہ اُس کو اپنی اور ماہا کی شادی کا بتائے گا تو پر اُس کا نارمل ری ایکٹ تھا جس پہ زر جان نے کندھے اُچکا دیئے تھے۔

آج تو میں دل کھول کر تمہارے پیسے خرچ کروں گا۔ کھانے آرڈر کرتے وقت احتشام نے کہا فرزام جب کی خاموش تھا۔

مرضی ہے۔ زر جان نے آرام سے کہا

آنٹی کی طبیعت کسی ہے؟ زر جان نے فرزام سے پوچھا عروہ کے مرنے کے بعد وہ بیمار رہنے لگی تھی جس وجہ سے فرزام نے اُن کو ہسپتال ایڈمٹ کروایا تھا تاکہ ان کا علاج ٹھیک سے ہو۔

دعا کرو ٹھیک ہو جائے میرا ان کے سوا اور کوئی نہیں ڈیڈ کو کھو دیا بہن کو کھو دیا اب ماں کو کھونے کی ہمت نہیں بچی۔ فرزام بے تاثر لہجے میں بولا تو ماحول میں خاموشی چھا گئ۔

اللہ ان کو لمبی اور تندرستی والی زندگی دے گا تم پریشان نہ ہو۔زرجان نے اُس کو تسلی کروائی

آمین میں آتا ہوں۔فرزام سنجیدگی سے کہتا اُٹھ گیا۔

تمھیں پتا ہے تمھیں اگر تمہاری محبت مل رہی ہے تو اُس میں سب سے بڑا ہاتھ فرزام کا ہے۔احتشام نے سنجیدگی سے کہا

مطلب۔زرجان حیرت سے بولا

فرزام نے مجھے بتایا تھا تم میم ماہا کو چاہنے لگے ہو جس پہ مجھے کافی شاک لگا خیر پھر تمہاری حالت تم اتنے اُداس تھے تو ہم نے ایک فیصلہ کیا۔احتشام اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔

کونسا فیصلہ۔زرجان بے قرار ہوا۔

ہم دونوں مل کر پروفیسر منان نے آفس گئے تھے۔احتشام کی بات پہ زرجان کی بلو آنکھیں حیرت سے پھیل گئی احتشام ہلکہ سا مسکرایا پھر بتانا شروع کیا۔

وی آر کم اِن سر۔پروفیسر منان اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب فرزام اور احتشام نے ایک ساتھ اندر آنے کی اجازت چاہی۔

یس کم اِن۔پروفیسر منان نے اجازت دی تو وہ اندر آئے۔

سر آپ سے ایک درخواست کرنی تھی اِس وقت آپ یہ بھول جائے ہم یونیورسٹی میں ہیں اور آپ ہمارے اُستاد اور ہم شاگرد۔ فرزام نے گہری سانس بھر کر کہا۔

ایسی کیا درخواست ہے؟ پروفیسر منان ناسمجھی سے بولا۔

سر آپ غصہ مت ہویئے گا۔ احتشام نے ڈرتے ہوئے کہا۔

نہیں ہوتا میں تم دونوں ایزی ہو کر ساری بات کرو۔ پروفیسر منان مسکرا کر بولے تو ان کو کچھ ڈھارس ملی۔

سر آپ میم ماہا سے شادی مت کریں۔ فرزام نے آنکھیں بند کیے ایک سانس میں کہا

یہ کیا بکواس ہے تم دونوں میرے پرسنلز میں گھس رہے ہو۔ پروفیسر منان سخت لہجے میں بولے۔

سر پلیز زرجان میر بہت چاہتا ہے اگر میم ماہا کی شادی اس کے بجائے کسی اور سے ہوئی تو وہ یا تو مر جائے گا یا اپنی زندگی برباد کردیں گا۔ احتشام نے التجا کی۔

زرجان میر؟ پروفیسر منان نے بے یقینی سے پوچھا

جی سر ان کے بیچ فیملی ٹرمز بھی ہیں جب سے آپ دونوں کا رشتہ طے ہوا ہے تب سے زر نے یونی آنا کم کردیا ہے آپ اِن دنوں میں اُس کی پڑھائی کا رکارڈ دیکھے گے نہ اُس کی پریزنٹیشن اس کا اسائنمنٹ یا کچھ بھی جہاں سب سے پہلے اس کے ہائی مارکس ہوتے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھے اب بہت کم دیکھنے کو ملے گے۔فرزام نے کہا تو پروفیسر منان کو وہ دن یاد آیا جب وہ رشتے کی بات کر رہے تھے تو زرجان اچانک اُٹھ کر چلا گیا تھا۔

تم لوگ جا سکتے ہو اب۔پروفیسر منان نے کہا تو دونوں کا چہرہ تاریک ہو گیا۔

وہ جب باہر نکلے تو دروازے پاس عروہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر کھڑی تھی چہرہ پورا آنسو سے تر تھا جس کا مطلب صاف تھا اُس نے ساری باتیں سن لی تھی وہ تو یہاں پروفیسر منان سے لیکچر کے بارے میں پوچھنے آئی تھی پر اندر سے آتی آواز سن کر وہ وہی رُک گئی تھی اس کو زرجان کا ماہا سے محبت کرنا حیران نہیں کر گیا تھا بلکہ اپنے بھائی کا اس کے ساتھ ایسا کرنا توڑ کے رکھ دیا تھا۔

آپ نے اچھا نہیں کیا بھائی۔عروہ شکوہ کرتی نظروں سے فرزام کو دیکھتی وہاں سے چلی گئی فرزام پریشان سے اُس کے پیچھے جانے لگا پر احتشام نے ہاتھ پکڑ کر روک دیا۔

ابھی اُس کو اکیلے رہنے دو۔احتشام نے کہا

نادان ہے وہ کچھ غلط نہ کر دیں خود کے ساتھ۔فرزام پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا

نہیں کریں گی اُس کو اب سمجھ جانا چاہیے اُس کی محبت یکطرفہ ہے۔احتشام نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو فرزام نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

احتشام ساری بات کر کے خاموش ہو گیا تھا زرجان ابھی تک بے یقین سا تھا۔

فرزام اگر تمہیں نہ بتائے تو تم بھی مت بتانا کے تم سب جانتے ہو۔احتشام نے خود ہی

بات شروع کی۔

ہمم۔زرجان نے بس اتنا کہا۔

❤❤❤❤❤❤❤

وہ جو مل جائے

تو میں

بھی کہوں

مل گیا

مجھے میری تہجد کی

دعاؤں کا

صلہ

جب سے اُس کو ماما کی طبیعت خراب ہونے کا پتا چلا تھا ایک منٹ بھی اُس کو چین نہیں

آیا تھا اب وہ اُس کے کمرے میں آیا تھا مگر اُس کی بند آنکھیں دیکھ کر بے چین ہوا تھا بیڈ

پہ آکر اس نے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پہ رکھ کر ٹیمپریچر چیک کرنا چاہا مگر اُس نے جیسے

ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تبھی ماہا کی آنکھیں کھول گئیں جس سے اُس نے اپنا ہاتھ سرعت سے واپس کھینچ کر اپنا دھیان دوسری طرف کیا۔

تم کیوں میرے سر پہ کھڑے ہو؟ ماہا کا دماغ گھوم گیا اُس کو اپنے کمرے میں دیکھ کر۔

کہاں میں تو ماربل کے فریش پہ کھڑا ہوں۔اپنے پیروں کو دیکھ کر پھر ماہا کو دیکھ کر بڑی معصومیت سے جواب دیا گیا۔

زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں۔ماہا کہتی سیدھی ہو کر بیٹھی۔

آپ کی طبعیت خراب ہونے کا پتا چلا تو سوچا دیکھ لوں۔زرجان نے مسکرا کر بتایا

کھڑکی تو لاک ہے۔ماہا نے کھڑکی کی طرف دیکھ کر کہا

اِس دفع ڈائریکٹ کمرے کے دروازے سے آیا ہوں۔زرجان نے فخر سے بتایا۔

بڑا معرکہ مار لیا۔ماہا نے طنزیہ کیا۔

معرکہ تو کل آپ سے نکاح کرنے کے بعد ماروں گا۔زرجان نے آنکھ ونک کر کے کہا تو ماہا سٹپٹا گئی۔

شرم کرو۔ماہا نے اپنی خجلت مٹانے کے غرض سے کہا۔

نہیں آتی آپ مجھے اپنے ڈمپل شو کروائے بڑی چاہت اِن کو دیکھنے کی۔زرجان نے کسی بچے کی طرح کہا

زیادہ فری مت ہو۔ماہا کو ہنسی آئی جس کو ضبط کرتی ہوئی بولی۔

فری کہاں ہوا میں نے ایسے ہی کہا۔زرجان کا منہ لٹک گیا۔

اچھا اب جاؤ باہر۔ماہا نے اس کو باہر بھیجنے چاہا۔

مجھے آپ سے باتیں کرنی ہے۔زرجان نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔

پر مجھے نہیں کرنی۔ماہا نے ہری جھنڈی دیکھائی۔

آپ کو کرنے کا کون کہہ رہا ہے آپ بس میری سن لیجئے گا۔زرجان نے آرام سے مشورہ دیا۔

اگر تم نہیں گئے نہ تو میں نکاح سے انکار کر دوں گی۔ماہا نے دھمکی دی۔

میں آپ کو اغوا کر لوں گا۔زرجان مزے سے بولا

بہت بولنے لگے ہو مجھے آرام کرنا ہے۔ماہا نے تھک ہار کر کہا تو زرجان کو اُس کی بات ماننی پڑی۔

اچھا ابھی جاتا ہوں۔زرجان دروازے کے پاس آیا پھر رُک کر ماہا کی طرف دیکھا۔

یہ سترہ اٹھارہ سال کا بچہ اب بڑا ہو گیا ہے اِس لیے کبھی کبھی آپ کو بھی اِس کی بات ماننی پڑے گی۔زرجان کہہ کر رُکا نہیں تھا ماہا پہلے تو زرجان کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی تھوڑی دیر بعد جب سمجھ آیا تو اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئ۔

آج کیسے کال کرلی؟مرجان نے سنجیدگی سے پوچھا

سوچا تمہیں معاف کرلوں گار شتہ بدل گیاہے مزید بدل جائے گا۔ماہانے آرام سے کہا

تم سچ کہہ رہی ہو۔مرجان خوشی سے بولا

ہمم سوچا تھا بدلا لوں گی تم سے پھر کسی نے مجھ سے کہا بدلا لینا بزدلوں کا کام ہے جو بزدلی تم نے دیکھائی اُس کا مظاہرہ میں کیوں کروں۔ماہانے کہا تو مرجان شرمندہ ہو گیا۔

سوری

سوری کی کوئی ضرورت نہیں اب کچھ باتیں راز رہیں تو بہتر ہیں میں اگر ملیحہ کو تمہارا سچ بتاؤں گی تو تمہاری محبت پہ میری محبت حاوی آجائے گی اِس لیے میں ایسا کچھ نہیں کروں گی کیونکہ مجھے میری بہن کی خوشی عزیز ہے۔ماہانے سنجیدگی سے کہا

تم کسی کو نہیں کہو گی کچھ؟مرجان نے تصدیق چاہی۔

کہانہ کچھ باتیں راز رہے تو بہتر ہیں تم نے جو کیا وہ دس سال پہلے کیا تھا میں اب اس کو نہیں دوہراؤ گی۔ماہانے جواب دیا۔

شکریہ تم نہیں جانتی آج میں خود کو کتنا پر سکون محسوس کر رہا ہوں۔ مرجان گہری سانس بھر کر کہا تب ماہا نے کال کاٹ دی۔

❤❤❤❤❤❤

کچھ وقت پہلے ہی ماہا ریان سے ماہا زرجان میر بن گئی تھی رخصتی زرجان کی پڑھائی کے بعد طے پائی تھی جس پہ سب خوش تھے سوائے زرجان کے مگر وہ رخصتی نہ ہونے کے غم پہ موجود وقت برباد نہیں کرنا چاہتا تھا اِس لیے خوشی خوشی سب سے مبارکباد وصول کر رہا تھا زرجان نے ڈارک بلیو کلر کے شلوار قمیض پہنا تھا جس سے وہ بہت ہینڈسم اور ڈیشنگ لگ رہا تھا ماہا بھی آف وائٹ میکسی میں حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی ہر کوئی ان کی جوڑی کی تعریف کر رہا تھا۔

نکاح مبارک ہو۔ زرجان آنکھوں میں چمک لیے ماہا سے بولا۔

خیر مبارک۔ ماہا نے آہستہ آواز میں کہا۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہیں آپ۔ زرجان نے پھر کہا

شکریہ پر تم بھی بہت پیارے لگ رہے ہو۔ ماہا نے کہا تو زرجان نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا جس پہ ماہا نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

❤❤❤❤❤

شاہ میر اور مہر ماہ سکندر خان کے گھر کے لان میں بیٹھے پُرانی یادیں تازہ کر رہے تھے یہ جگہ شاہ میر کی پسندیدہ جگہ تھی بقول اُس کے اُس نے یہاں مہر ماہ کو پہلی دفع دیکھا تھا۔

مجھے لگتا ہے اب یہ روایت میں شامل ہو گا۔شاہ میر کے بازوں پہ سر رکھے مہر ماہ نے کہا۔

کونسی روایت؟شاہ میر نے پوچھا۔

جیسے تم نے چار سال بڑی عمر لڑکی سے شادی اُس طرح تمہارے بیٹے نے بھی یہی کیا اب آگے جا کر اُس کا بیٹا بھی یہی کریں گا۔مہر ماہ نے بڑی سنجید گی سے کہا شاہ میر کا قہقہقہ بلند ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیر یسلی ماہ آپ کو یہ لگتا ہے؟شاہ میر اپنی ہنسی پہ قابو پاتا بولا۔

اور نہیں تو کیا۔مہر ماہ نے منہ کے زاویے بگاڑ کر کہا۔

کچھ دنوں بعد آرہے ہیں ویر اور حیات میں نے اب حیات کو پورا مہینہ اپنے ساتھ رکھنا ہے۔شاہ میر نے اپنے خیالات سے آگاہ کیا تو مہر ماہ نے اپنا سر اُٹھا کر گھور کر شاہ میر کو دیکھا

پاس میں گھر ہے ایک مہینہ رکھو گے تو ویر کو کا کیا ہو گا۔

کیا ہی کیا ہو گا اُس نے جو میری بیٹی کو اتنے وقت تک قید کیا ہے اُس حساب سے ایک مہینہ کچھ نہیں۔شاہ میر آرام سے بولا

اور جو تم نے مجھے قید کیا ہے۔مہر ماہ نے کہا

اور جو آپ نے بارہ سال کے بچے کو اپنے عشق میں قید کیا تھا اُس کا کیا۔شاہ میر مہر ماہ کی بات پہ دوبدو بولا

ایک تو میں تمہاری حاضر جوابی سے بہت تنگ ہوں۔مہر ماہ اپنا سر دوبارہ شاہ میر کے بازوں پہ رکھ کر کہا۔

بس اب کیا کر سکتا ہوں میں۔شاہ میر بے چارگی سے بولا۔

شاہ۔مہر ماہ نے پیار سے اُس کا نام لیا۔

جی کہیے۔شاہ میر دل و جان سے فدا ہوتا بولا

میں نے سوچا ہے اب میں تمہیں تم نہیں بلکہ آپ کہوں گی۔مہر ماہ کی بات پہ شاہ میر کے گلے میں کھانسی کا پھندا اٹکا۔

ماہ اب اِس عمر میں میرا ہارٹ تو فیل نہیں کرواۓ۔شاہ میر اپنا سینہ سہلاتا بولا۔

ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے تم میرا مطلب آپ نے اتنا کچھ کیا ہے میرے لیے اور کرتے ہو میں اتنا تو کر سکتی ہوں نہ۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

آپ کی مرضی جو کہے۔شاہ میر اس کے بالوں پہ بوسہ دیتا بولا تو مہرماہ سکون سے آنکھیں بند کر لی۔

زرجان بہت منت کرتے ماہا کو سمندر کے پاس لیں آیا تھا وہ دونوں آہستہ آہستہ گیلی ریت پہ چل رہے تھے ہوا سے ماہا کے بال اُڑتے اُس کے چہرے پہ پڑ رہے تھے جن کو وہ پیچھے کر رہی تھی ماہا کے چہرے پہ سکون تھا تو زرجان کی آنکھوں میں الگ سی چمک تھی جب کی چہرے کے رنگ ہی کجھ اور تھے۔

اب توڈ مپل شو کروائے۔زرجان ماہا کو اپنے روبرو کھڑا کرتا بولا تو ماہا ہنس دی زرجان مبہوت سے اس کے ڈمپلز دیکھنے لگا۔

آپ بہت بڑی اداکار ہیں کیسے یونی کے فرسٹ ڈے پہ ایسے ظاہر کیا جیسے مجھے پہنچاتی ہی نہیں۔زرجان نے ماہا کے چہرے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

تو کونسا اچھی جان پہنچان تھی اتفاقی ملاقات تھی۔ماہا نے کہا

جو بھی میں تو لمحے میں آپ کو پہچان گیا تھا جب کی تب میں اور اب میں فرق تھا۔زرجان نے مسکرا کر کہا۔

تمہارا کیا ہی کہنا۔ماہا نفی میں سر ہلاتی بولی۔

آپ کو پتا ہے میں یہاں کیوں لایا ہوں آپ کو؟زرجان نے ماہا سے پوچھا۔

نہیں پتا۔ماہانے لاعلمی ظاہر کی۔

ڈیڈنے مماسے یہاں اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔زرجان نے بتایا تو ماہا مسکرادی

تو کیا تم بھی کرنے والے ہو۔ماہا کے جاننا چاہا

میں نے کر لیا تھا۔زرجان نے کہا تو ماہا نے منہ بنایا۔

اب زبان میں زنک لگا ہوا ہے کیا۔ماہا نے طنزیہ کیا۔

نہیں تو۔زرجان نے ماہا کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

پھر۔ماہا نے اُس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

پھر یہ کے زرجان میر ماہا زرجان میر سے بے انتہا محبت کرتا ہے شاید محبت سے زیادہ محبت کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے ماہا ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے کبھی نہ دور جانے کے لیے۔زرجان نے فسوں خیز لہجے میں کہا تو ماہا مطمئن سی اس کے سینے پہ اپنا سر رکھا۔

امید ہے ہمارے درمیان عمر نہیں آئے گی۔ماہا نے آہستہ آواز میں کہا۔

کبھی بھی نہیں آئے گی ہمارے درمیان بس محبت ہو گی۔زرجان ماہا کے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرتا بولا۔

****

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews